بار اول و دوم اسی مطبع سے طبع ہوکر لذت بخش کام و زبان شائقان سخن پژوہ ہندوستان ہوچکا ہی حسب الامر مرجع ارباب علم و سخن ہمت اور حوصلہ اور مروت کے مخزن اور معدن بابو پراگ نارائن زیدت حشمتہم دیوان مطبوعہ پیشیر سے بہمہ وجوہ بمرتبہا خوشتر اور خوب تر ماہ مارچ سنہ ۱۹۰۸ عیسوی مطابق ماہ صفر المظفر سنہ ۱۳۲۶ ہجری مین بار دوم آب و تاب صیقل طبع تازہ سے مرآت صفا بار ہوکر نور بخش دیدۂ چشم براہان جلوۂ جمال شاہدان سخن ہوا۔

اُن کا دیوان دوسرا ہی چھپا
ناظم بے عدیل تھے بے شک
کیا عجب اس کلام کو سُنکر
دیکھ کر مصرعہای موزونکو
ہی غزل مین فصاحت سحبان
اِس کی ہر بیت کا یہ نقشہ ہی
ہی یقین جس جگہ اسے پڑھیے
بزم احباب مین جو ذکر آئے

بے بدل بے عدیل لاثانی
تھی قلم مین عجیب جولانی
چھوڑ دین بلبلین غزل خوانی
گڑکے رہ جائے سرو بستانی
ہی قصیدہ مین طرز خاقانی
دنگ رہجائے دیکھکر مانی
جمع ہون بلبلان بستانی
دور ہو مجمع پریشانی

لکھی تاریخ طبع عاشق نے
واہ کی خوب گوہرافشانی
۱۳۲۳ھ

خاتمہ الطبع

کلیات نظم واسطی از کارپردازان مطبع

شکوہ جلوۂ دلکش ادائیہای دلربایان سخن کے ازلی والہ اور دل دادہ سخن پرستون کو مژدۂ تازہ کہ انوکھی اداؤن سے دل کو بیچین کردینے والا آفت جان لعبتان بیجان سخن کے ایکنئے بازار کا ہنگامہ پھر اُسی طرح کے غارتگر صبر وشکیب نظر فریب منظرون سے سراسر آراستہ گرم ہوا جیسا ۱۲۸۷ھ ہجری اور ۱۲۹۱ھ ہجری مین گرم ہوا تھا۔ یعنی سحر بیان شیوا زبان جناب سید فضل رسول خان بہادر تعلقدار جلال پور واسطی تخلص خیرخواہ دولت انگلشیہ کا کلیات نظم جنکا پہلا دیوان مذکورہ بالا سنون مین

صاحب مرحوم متخلص بہ کمال تلمیذ جناب منشی ظہور الحسن صاحب مرحوم لکھنوی متخلص بہ ظہور

یہ دیوانِ ثانی فضل رسول
فلک جاہ میر التفاتِ رسول
کہا ہاشمی نے یہ مجھ سے کمال
ہوئی فکر تاریخ دیوان کی جب

بفضل خدا ایسے جہان خوب ہی
جو ہر اہل جوہر کا محبوب ہی
کہ تاریخ دیوان کی مطلوب ہی
کہا دل نے یہ - دل کو مرغوب ہی
۱۳۲۳ھ

ایضاً

منشی بے عدیل فضل رسول
نظم مین بھی عجب طبیعت تھی
پہلا دیوان چھپ چکا پہلے
اُسکی تعریف جو کرون کم ہی
کہنہ مشقی کا یہ نتیجہ ہی
ہی مظفر علی اسیر کا فیض
بس نہال اب ادب سے ہو خاموش
سال تاریخ طبع اب لکھ دو

نثر مین رکھتے تھے ید طولے
واسطی آپ کا تخلص تھا
جسکو ہر اک نے آنکھون پر رکھا
گلِ صد برگ کا نمونہ تھا
وہ جو گل تھا تو یہ ہی گلدستا
نام استاد کا کیا اعلےٰ
ہو بڑی بات اور منھ چھوٹا
سخن بے نظیر واہ چھپا
۱۹۰۵ء

قطعۂ تاریخ

از نتیجۂ فکر سید حسن صاحب عاشق خلف جناب منشی سید فضل رسول صاحب واسطی

واسطی میرے قبلہ و کعبہ
علم دین اب ہو جنکی ہمسانی

از سید محمد عباس صاحب خلف جناب میر محسن علی صاحب تعلقدار
و رئیس پہانی تلمیذ حضرت فوق سندیلوی

بر ایام سعید و وقت احسن ز روے برق ای عباس تاریخ	مرتب جب ہوا یہ دفتر عشق لکھو تم یون کہ یہ ہی اخگر عشق ۱۳۲۴ھ

از سید علی رضا صاحب علاقہ دار ضلع کھیری نواسۂ جناب سید
عاشق علی صاحب اورنگ آبادی مرحوم خلف جناب سید
محمد رضا صاحب رئیس پہانی من تلامذہ حضرت فوق سندیلوی

چھپا وہ کلیات واسطی اب فضل ایزد سے ہوئی تاریخ ہجری کی جو خواہش بول اٹھا ہاتف	کہ جسکی خوبیون کا معترف ہر شخص کو پایا لکھو تم اے رضا مجموعۂ نو منتخب چھاپا ۱۳۲۴ھ

از سید ارتضیٰ حسین صاحب رئیس پہانی شاگرد حضرت فوق

چھپا واسطی کا ہی وہ کلیات پئے سال از روے ہوش ارتضیٰ	ثنا خوان ہین جس کے صغار و کبار لکھو تم یہ دیوان ہی باغ و بہار ۱۳۲۴ھ

از شیخ محمد انور علی صاحب طالب علم ایف اے کلاس نبیرۂ
منشی شیخ اصغر علی صاحب رئیس گوپامؤ

چو شد طبع این کلیات نفیس چو انور بتاریخ او فکر کرد	تو گوئی گل خوش بیانی شگفت در آندم سروش این سخن را گفت

سال تاریخ مجد لکھدو کہ واہ	بوستان سخن پھلا پھولا ۱۳۲۴ھ

قطعۂ تاریخ من تصنیف سید امراؤ محمد صاحب خلف اصغر جناب میر نوازعلی صاحب رئیس اعظم قصبہ بہانی شاگرد فوق سندیلوی

وہ چھپا مطبع مین نادر کلیات	دیکھنے سے جسکے دل خوش ہوگیا
فرق بد کو کاٹ کریون سال لکھ	یہ گلستان مسرت ہی ولا ۱۳۲۴ھ

از منشی لعل محمد صاحب گوپاموی پاس شدہ درجۂ اعلیٰ نارمل اسکول لکھنؤ مدرس چہارم مڈل اسکول گوپامؤ شاگرد جناب فوق سندیلوی

مرتب ہوا ہی وہ اب کلیات	زمانہ مین جسکا نہان ہی نظیر
لکھی دل نے تاریخ از روے ہوش	یہ دیوان ہی نادر و دلپذیر ۱۳۲۴ھ

ایضاً

چھپا واسطی کا جو نادر کلام	ہوے دیکھکر دنگ سب اہل فن
لکھ از روے از ثانی سنہ عیسوی مین سال	ہی بوے بہار ریاض سخن ۱۹۰۶ء

از نتیجۂ طبع سید نذیر محمد صاحب خلف اکبر جناب سید محمد صاحب رئیس اعظم بہانی تلمیذ حضرت فوق

واسطی کا کلیات ایسا چھپا	قدردان ہین جسکے سب اہل ہنر
اور دی تاریخ ہجری ای نذیر	بولا ہاتف کہہ کلام خوب تر ۱۳۲۴ھ

لہ از ادحد ... ۱۳۰۱

فوق نے لکھا از رہِ انبساط — ہے چھپا بے مثل و عمدہ بے نظیر
۱۹۰۶ء

(۸)

وہ ہے واسطی کا کلام شگرف — جسے سن کے کہتے ہیں سب واہ وا
سنے اسکو سعدی کی گر روح پاک — کہے کنج مرقد میں صل علیٰ
پئے سال بولے مسیحا کہ واہ — نیا پھول باغ سخن کا کھلا
۱۹۰۶ء

(۹)

مطبع میں واسطی کا چھپا اب وہ کلیات — مطبوع طبع جو کہ ہے برنا و پیر کا
آنکھوں کو نور دل کو سرور اسکو پڑھ کے ہے — حقا یہ ہے اثر سخن دلپذیر کا
سمبت میں آشکار دل فوق سے ہے سال — واقع میں ہے نتیجہ یہ فیض اسیر کا
۱۹۶۳ سمبت بکرم

(۱۰)

واسطی کا کیا چھپا یہ کلیات — ہے دل حساد غم سے چاک چاک
سال سمبت کی اگر ہے جستجو — فوق لکھدو ہے فدائے روح پاک
۱۹۶۳ سمبت بکرم

(۱۱)

روح سعدی کی ہے فدا جس پر — واسطی کا سخن ہے کیا مقبول
سال تاریخ فوق لکھ نادر — چھپ گیا کلیات فضل رسول
۱۹۶۳ سمبت بکرم

دیگر

قطعۂ تاریخ طبع از مولوی محمد مجد حسین صاحب حنفی فاروقی رئیس گوپامئو خلف جناب مولوی محمد سخاوت حسین صاحب رئیس گوپامئو من احفاد نواب مصباح الدولہ خان بہادر مرحوم از تلامذۂ حضرت فوق سندیلوی

ہے وہ مقبول واسطی کا کلام — سنکے کہتے ہیں لوگ صل علیٰ

نظیرش بود در آفاق معدوم | بہ علم و فضل شد بی مثل و ہمتا
مرتب کلیاتش گشت فی الحال | ہزاران شکر خلاق جہان را
بدیہہ فوق تاریخش بہ ہجری | رقم کردم کہ مرغوب دل ما
۱۳۲۳ھ

(۳)

عجب واسطی کا ہے دلکش کلام | جسے سن کے ہر طبع خوشنود ہی
کہا بلبل طبع نے فوق سال | لکھو یہ گل باغ مقصود ہی
۱۳۲۳ھ

(۴)

نہین دنیا مین ہی جسکا نظیر اب | چھپا وہ کلیات واسطی ہی
پسند طبع عالم کیون نہ ہووے | کہ ہر ہر شعر موتی کی لڑی ہی
مضامین تازہ و نوچست بندش | ہر اک مصرع مین کیا شوخی بھری ہی
طبیعت مین وہ جدت حق نے بخشی | کہ صدقے جسپہ روح عنصری ہی
لئے تاریخ طبع اے فوق فی الفور | لکھو دفتر فصاحت کا یہی ہی
۱۳۲۴ھ

(۵)

کلیاتِ حضرت فضل رسول | چھپ گیا مطبع مین باصد آب و تاب
فوق از روے بشارت لکھ دو سال | یہ چھپی لاریب نظمِ لاجواب
۱۳۲۴ھ

(۶)

دیدے جسکی چشم ہو پُر نور | کلیات ان دنون چھپا ایسا
لکھو اے فوق یون مسیحی سال | دل کشا غم ربا و روح افزا
۱۹۰۶ء

(۷)

کلیات وسطی جس دم چھپا | از عنایات خداوند قدیر
دل مین تھی یہ فکر ہر دم ہر گھڑی | مادہ ہاتھ آئے کوئی دلپذیر

تاریخ طبع سابق از نتائج افکار جناب راجہ درگا پرشاد صاحب بہادر تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ سنڈیلہ

مولوی فضل رسول آن نامدار و نامور	نیک طبع و نیکخو روشن دل و روشن ضمیر
گوہر بحر معانی جوہر تیغ زبان	نکتہ دان بے عدیل و نکتہ سنج بے نظیر
یادگار خویش بس بگذاشتہ اندر جہان	ہم ز جاہ و دولت و نیز از کلام دلپذیر
پور پور او بہ طبع این کلامش ساختہ	از سعادت ہا کہ در آب و گلش بودہ خمیر
بہر سال طبع این دیوان نغز واجو آمد	مہر می گوید کتابے نادر آمد بے نظیر ۱۳۰۵ھ

قطعات تاریخ طبع سابق کلیات واسطی از نتائج افکار شاعر خوش فکر مورخ نامور مولوی قمر الدین احمد صاحب فوق ہڈ ماسٹر مڈل اسکول گوپامئو خلف اوسط مولوی قاضی شرف الدین احمد صاحب سندیلوی مرحوم و مغفور من احفاد حضرت خواجہ فرید شکر گنج علیہ الرحمۃ شاگرد حضرت واسطی مغفور

(۱)

کلام واسطی کو حق نے بخشی وہ قبولیت	نہیں جسکا نظیر اب عالم امکان مین پیدا ہی
جھکایا فوق نے جب سر گریبان تفکر مین	کہی تاریخ ہاتف نے یہ نظم روح افزا ہی ۱۳۲۲ھ

(۲)

جناب واسطی علامۂ دہر	بہر یک علم و فن آن بود یکتا

خار اُسکے گلون سے بہتر ہین
شعر ہین نخل رکن گل بوٹے
ایسا باغ و بہار ہی یہ کلام
شعر اعلیٰ بلند مضمون ہین
صاف بندش کلام روشن ہی
واسطی کا کلام آگے پڑھے
ہاشمی کہہ وہ طبع کی تاریخ
ہوکے مسرور لکھ بروے طرب

رشکِ باغِ جنان ہی راغِ سخن
ہر ورق پہ کھلا ہی باغِ سخن
بلبلِ خوش نوا ہی زاغِ سخن
کیون نہو عرش پہ دماغِ سخن
اُسکی ہر لفظ ہی چراغِ سخن
جس زبان وا اُنکو ہو سراغِ سخن
پڑے حاسد کے دل مین داغِ سخن
کیا ہی با کیف ہی ایاغِ سخن ۱۹۰۵

وله

سیدِ ملکِ شیم
کیا ہی خوش خصال تھے
سب کلام آپکا
فکرِ سالِ طبع کی

سرورِ ملک حشم
کیا نکو مآل تھے
فضلِ حق سے چھپ گیا
ہاشمی صدا سنی

منشی صفا رقم
مجمعِ کمال تھے
باقی تا رہو سدا
شیشۂ جہان نما

ہی صفاتِ واسطی
پاک ذاتِ واسطی
صالحاتِ واسطی
کُلیاتِ واسطی
۱۳۱۴ فصلی

ایضاً

از نتیجۂ فکر شاعر بے مثال صاحب بلاغت جناب میر عباس حسین صاحب متخلص بہ فصاحت

تھے جناب واسطی مشہور دہر
اُنکا دیوان اے فصاحت پھر چھپا
سال ہجری اُسکا مجمع مین لکھو

شاعری کے فن مین یکتا و وحید
اہلِ ذوق و شوق ہین مشتاق دید
ہی گلستانِ مضامین جدید
۱۳۲۳ھ

دیگر

ہو کام خرابی و تباہی میرا	پیشہ ہو فقط نامہ سیاہی میرا
آغاز مین ہو اگر یہ بد نفس تو ہو	انجام بخیر ہوا الٰہی میرا

دیگر

ہین صرف تلاش یار مردا ہو کر	کب بیٹھتے ہین نقش کف پا ہو کر
گنبد بھی لحد کا کیا تعجب ہو اگر	صحرا صحرا پھرے بگولا ہو کر

دیگر

مجھسا ہو کہان عاشق روے احمدؐ	وابستۂ زلف مشکبوئے احمدؐ
کیونکر نہ ملک خصال ہو میرا لقب	ہون روز ازل سے سگ کوئے احمدؐ

دیگر

سو جان سے ہون تابع ارشاد علیؑ	ہر کام مین چاہتا ہون امداد علیؑ
حاجت نہین کچھ مہر سلیمان کی مجھے	یان نقش نگین دل پہ جو ہی ناد علیؑ

دیگر

جو سرور مظلوم کے ماتم مین رہا	وہ سایۂ فضل رب اکرم مین رہا
دنیا مین ملا وقار عقبےٰ مین نجات	اچھا دیندار دونون عالم مین رہا

قطعات تاریخ طبع سابق کلیات حضرت واسطی از نتائج فکر جناب منشی سید التفات رسول صاحب ہاشمی تعلقدار جلالپور

قطعہ

کُلیاتِ جناب بفضلِ رسول	ہی چھپا کیا کھلا ہی باغ سخن

ديگر

كيا جانے كہ مجكو ہے وہ كيسا سمجھا
معقول سخن كبھى نہ ميرا سمجھا
سمجھا سمجھا كے جب كہا اُس سے بہت
بولا كہ كرو نہ تنگ سمجھا سمجھا

ديگر

دنيا مين كبھى نہ آشنائى ديكھى
ہر بزم مين رسم كج ادائى ديكھى
بدخواہ خلائق ہين اميرونكے نديم
ہمنے تو برُائى مين بھلائى ديكھى

ديگر

دل كو نہ خيال رخِ جانان ہوتا
زلفونكى نہ ياد مين پريشان ہوتا
سوداے پرى رخان مين ديوانہ ہون
يہ جن جو اُترتا تو مين انسان ہوتا

ديگر

كہتے ہين وہ اتنى بيقرارى نكرو
كہتا نہين مين كہ اشكبارى نكرو
رسوا مجھے كرنے سے ملے گا تمھين كيا
چلّا كے فغان وآہ وزارى نكرو

ديگر

مستى مين كيا قطرے سے دريا ہمكو
ذرے سے ديا مہر كا رتبا ہمكو
شايد كہ جوانى تھى كوئى بھان متى
روز ايك دكھا گئى تماشا ہمكو

ديگر

فرزند كو اب پدر سے الفت نرہى
دختر كو بھى مادر سے مروت نرہى
مين ايك كو ايك كا عدو پاتا ہون
آفاق مين نام كو محبت نرہى

ديگر

بعضونكو تمام رات روتے گذرى
انكو نہ خبر بھى صبح ہوتے گذرى
طالع تھے غريبون كے مقرر نجم
غفلت سے تمام عمر سوتے گذرى

دیگر

شیشے سے ہے رنگ مے پرستی پیدا
بوتل سے ہے خود سیاہ مستی پیدا
دیکھا جو سبوے مے کو صاف ایسی تھی
ہے مرتبۂ بلند دستی پیدا

دیگر

پیری مین دلا بتون سے یاری کب تک
توبہ توبہ گناہگاری کب تک
شب گذری سحر ہوئی ہوئے بال سپید
اے نامۂ سیہ سیاہ کاری کب تک

دیگر

ہر چند کہ ضعف سے ہین ہم غفلت مین
پر ہوش بھی کچھ کچھ ہین اسی حالت مین
بستر پہ پڑے ہین آنا جانا موقوف
طاقت کی کمی سے ہین بڑی راحت مین

دیگر

دیکھی نظر لطف تو شکوا نہ رہا
قاتل سے سب مجھے ملال اصلا نہ رہا
پامال کیا اُسنے جو لاشہ میرا
ہاتھ آئی دیت خونکا دعوی نہ رہا

دیگر

ہستی سے گئے عدم کے جانے والے
غافل بیٹھے ہین رنج اُٹھانے والے
جو اب ہین ہمیشہ وہ نہین تھے کیونکر
ہین آج کہان اگلے زمانے والے

دیگر

کیا ہوگا اگر زمانہ دشمن ہوگا
کانٹون سے نہ چاک اپنا دامن ہوگا
خاکستر کلفت سے نہین کچھ نقصان
آئینۂ دل اور بھی روشن ہوگا

دیگر

جس جا ہے فکر خود پرستی مین رہے
کوتاہ خرد دراز دستی مین رہے
سمجھے نہ کہ پھر عدم کو جانا ہوگا
نافہم عدم سے آکے ہستی مین رہے

دیگر

دل شمع رخ یار کا پروانہ ہوا
کس دن نہ پری دیکھکے دیوانہ ہوا
کس شب نہ بندھا ماہ جبینون کا خیال
گھر فیض تصور سے پریخانہ ہوا

دیگر

فرقت مین ہمین نیند نہ آئی برسون
تارے ہی گنے شب جدائی برسون
بیداری بخت ہو گئی خواب و خیال
صورت نہ ہمین اُسنے دکھائی برسون

دیگر

چندے چمن عیش مین دل شاد رہا
گھر مجمع خوبان پریزاد رہا
حق یہ ہی کہ بھولنے کی باتین وہ نہ تھین
گذرا جو نظر سے اپنی سب یاد رہا

دیگر

فرقت مین پیام کامرانی تو ہوئے
درمان تب درد نہانی تو ہوئے
مردہ سے پڑے ہین جی اُٹھین آئے جو تو
اے مرگ ہماری زندگانی تو ہی

دیگر

غم نے مرے حق مین زہر بویا تو کیا
راحت سے جو سیج پر بھی سویا تو کیا
گلزار جہان مین گل و شبنم کی طرح
چندے مین ہنسا تو کیا جو رویا تو کیا

دیگر

آمادہ ہین سب عدم کے چلنے والے
خیمے ہین پڑے سفر نکلنے والے
کہدو جنھین چلنا ہو وہ ہمراہ چلین
چلتے ہین سنبھل چلے سنبھلنے والے

دیگر

ممنون روانی طبیعت ہون مین ئے
دریائے دم فکر فی الحقیقت ہون مین
ہر بحر مین شعر تر لکھے ہین لاکھون
سمجھین مجھے آشنا غنیمت ہون مین

دیگر

مستون مین اگرچھ بھی سمائی ہوتی | پھر بادہ کشی مین کیون بُرائی ہوتی
یہ راز جو لنشہ مین نہ کرتے افشا | قاضی نے شراب خود پلائی ہوتی

دیگر

جبتکا کہ شکوہ عالم آرا دیکھا | تابوت پہ اُنکے شور برپا دیکھا
جو محفل شادی تھی ہوئی بزم عزا | دنیا کا غرض عجب تماشا دیکھا

دیگر

دل اُنکو دیا جان پر آفت آئی | فرقت مین مصیبت سی مصیبت آئی
ہر شام کو آئی شب عاشور نظر | ہر صبح نئی سر پہ قیامت آئی

دیگر

الفت مین تری ہمنے زمانا چھوڑا | تو نے نہ مگر دل کا جلانا چھوڑا
اب جان پہ بن گئی تو جانا تجکو | لے ہمنے ترے کوچے کا آنا چھوڑا

دیگر

موقوف کسی وقت ہو رونا معلوم | ہین داغ جو دل مین اُنکا دھونا معلوم
غنچہ ہی مگر غنچۂ تصویر ہو دل | خندان ہونا شگفتہ ہونا معلوم

دیگر

ابتو کسی پہلو نہین آرام ہمین | ہی آفت جان ہجر دلارام ہمین
تھمتے نہین شام سے سحر تک آنسو | ہی شغل فغان سحر سے تا شام ہمین

دیگر

آئینے مین منھ دیکھکے شرماتے ہین | ایک اور وہان آپ سا وہ پاتے ہین
کہتے ہین غلط دعوی یکتائی تھا | ہمسے ہین ہزارون یہ خیال آتے ہین

دل من فدائے تو فتنہ گر ندہد صدا اگر آفرین

نہ رسد ز تیغ زبان کس ضرری کہی تبو واسطی

بجہان ز گوش گران اگرچہ شہید من سپر آفرین

۱۶۱

بہ ہجر شرب مے ناب کے روا باشد
بایں خیال چو تو بہ کنم بجا باشد

بنائے ہستی موہوم بے لقا باشد
چو برق خندۂ گل جلوۂ فنا باشد

خطا معاف نصیحت مکن مرا ناصح
چگونہ صبر کند ہر کہ مبتلا باشد

نماز و روزہ و تسبیح و خرقہ و دستار
یکے بکار نیاید چو از ریا باشد

علاج من ز رقیبان مپرس اے ہمدم
دوا چہ سازد اگر درد لا دوا باشد

چگونہ عاشقش از فتنہ با بود ایمن
کسے کہ افعی گیسوئیش از بلا باشد

چہ بیم تلخئ مرگ ست در حیات او را
کسے کہ قبل فنا در جہان فنا باشد

بزیر تیغ عطا ساز خونبہا قاتل
نگاہ بر رخ خوب تو خونبہا باشد

بیا دلالۂ رخسار او چو کود کِ اشک
زخون دیدہ مرا پائے در حنا باشد

کسے کہ شکوۂ بیداد و بیوفائی کرد
یقین کہ از نظر افگندۂ وفا باشد

خدا کہ نیک ترا کرد بد مرا نشمر
چرا کہ این ہمہ الزام بر قضا باشد

خوش آن زمان کہ برید تو آید و پرسد
مکان واسطی خستہ جان کجا باشد

رباعیات

جب بعد فراق اُنسے وصلت ہوگی
البتہ مجھے خوشی نہایت ہوگی

پر دل میں بھرا ہوا ہے اگلا جو غبار
کچھ شکر کرونگا کچھ شکایت ہوگی

حیرت چشم بجا باشد که شکل آئنه — از تماشاے رخش کردم تماشاے دگر

منکه اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش — کے شوم قائل بدعواے مسیحاے دگر

کو ہلال از بدر گر دیدی مشو غره که ہست — مثل تو بر آستانش صد جبین ساے دگر

گاه عناب لبش بوسیدہ و گہ سیب ذقن — ہر دم از خامی دل من پخت سوداے دگر

چون سپاس رزق بے منت لنازم واسطی

از کباب و مے که دارم من و سلواے دگر

سوے من اگر گذرے کنی گہے اے شہر یہ شر آفرین

بہ دلی فداے تو جان کنم که بگویدم جگر آفرین

به سواد ہجر نباشدم زنگاه فائده اے فلک

ز بیاض چشم سپید من زره کرم سحر آفرین

اگر آفریدنم اے خدا بودت ضرور درین جہان

به میان ہستی و نیستی چو وجود آن کمر آفرین

مطلب حلاوت کام جان به طفیل نعمت دیگران

تو که سیر چشم توکلی چو شجر زخود ثمر آفرین

املی که ہست بخاطرم چو قضا کنم بعجب برم

نگرے خداے پے جمع آن دو سه عالم دگر آفرین

بہواے خاک شدن بود چو کتان دلم لبس مرگ ہم

قدمے بخاک لحد نه د تو ز نقش پا قمر آفرین

به ره رضا قدمے اگر زدۂ چو شمع بصدق دل

سر تو کنند اگر قلم مخر و تش بار سر آفرین

به ہزار شیوه ستم کنی بہزار طرز جفا کنی تو

چه زیبا نرگس مستانه داری / شراب طرفه در پیمانه داری
شدی تا آشنائے دیدهٔ من / مرا از خویشتن بیگانه داری
نهی از لطف پا در بزم اغیار / سرے از سرکشی با ما نه داری
به گیسو بستهٔ دلهاے عشاق / بیک زنجیر صد دیوانه داری
بیفشان نقد دل را در رهِ او / دلا گر همت مردانه داری
دلم ای بت ز دستت چون ننالد / حریم کعبه را بتخانه داری
به تیغ غمزه کشتی عالمی را / همانا شیوهٔ ترکانه داری
ز دست این آتش شوقت که در دل / گر سوزاے شمع چون پروانه داری
ز صاد چشم و از طغرای ابرو / مزین حسن را پروانه داری
ندارد از تو عهدے استواری / بجز پیمان که با پیمانه داری

چه دیدی واسطی از چشم مستش
که بر لب نعرهٔ مستانه داری

کے روم پیش شفیق لطف فرماے دگر / جز درت چشم کشائش نیست از جاے دگر
میکشد سر هر دم از خاطر تمناے دگر / دل بجاے دیگرست و چشم من جاے دگر
انتظارم تا قیامت میکشد آخر که او / میگذارد وعدهٔ فردا بفرداے دگر
میدهد آن ماه سیما گر چنین داغ فراق / میکنم من هم تلاش ماه سیماے دگر
برد خضر شوق دل تا منزل مقصد مرا / سایه آسا قطع این ره کردم از پاے دگر
خار در سر شل و همچون برق آتش در قدم / چون من سرگشته نبود دشت پیماے دگر
چشمهٔ چشم تر ما را بچشم کم مبین / شد چو از هر قطرهٔ این بحر دریاے دگر
رفتی از میخانه چون از بیقراری ها فتاد / جام بر جام دگر مینا به میناے دگر
نیستم مجنون که در یک دشت ماتم خاک بیز / میروم هر دم ز صحراے بصحراے دگر

نجس چون جامه گردد باید او را شست و شو کردن

ذوق غم تو از دل شیدا نمی رود ॥ این درد از علاج مسیحا نمی رود
دل همچو لاله محمل و لیلی ست داغ او ॥ مجنون تو به سیر و تماشا نمی رود
کے سرو باغ سبز شود در نگاه من ॥ از دل خیال آن قد رعنا نمی رود
همره نشان ناله جلو ریز فوج اشک ॥ تنها به کوے او دل شیدا نمی رود
کم همتان به منزل مقصود کے رسند ॥ سیل تنک از دشت بدریا نمی رود
آه دلم که تیز چو عقل مهندس است ॥ کی از ثری باوج ثریا نمی رود
خاشاک اهل محفل و سیلاب جلوه ات ॥ وقت نظاره کیست که از جا نمی رود
پاک است منزل عدم از غول و رهزنان ॥ بیخوف و بیم کیست که تنها نمی رود
آن وحشیم که زخم دل غم سرشت من ॥ از جا چو نقش جادهٔ صحرا نمی رود
تیغت چنانکه هست دم قتل تیز تگ ॥ کشتی بدین شتاب بدریا نمی رود

۱۵۸
ای واسطی فریفتهٔ چشم مهوشم ॥ سودای عشق او ز سر ما نمی رود

دید رخ تو باعث حیرانی نظر ॥ زلف شکسته وجه پریشانی نظر
بهر نماز عید روی چون به عیدگاه ॥ گردد هزار دل شده قربانی نظر
از بسکه شد به کعبهٔ روی تو سجده ریز ॥ پیداست داغ سجده به پیشانی نظر
در جلوه گاه حسن تو بر دار میکشند ॥ آئینه را بجرم پریشانی نظر
نگذاشته است در دو جهان هیچ زنده را ॥ تیر نگاه و تیغ صفاهانی نظر
ذوقے ز درد نیست چو شغل نظاره هست ॥ دشواری دل است بآسانی نظر

ای واسطی فتاده مرا بیاض چشم ॥ تا حک شده است مصرع لاثانی نظر

مرا باید شمیم زلف جانان آرزو کردن — دماغ عاشقان مختل شود از مشک بو کردن
نشاید غمکشان را غیر شیون آرزو کردن — اگر خنده دهان زخم دل باید رفو کردن
چه باشد مسلک آزاد طبعان هیچ میدانی — گذشتن از سر مقصود و ترک آرزو کردن
بدل خوش یادگاری بود زخم تیر مژگانش — چرا کردند بیدردان ملولم از رفو کردن
اگر داری سر طاعت به محراب شمشیرش — ز آب کوثر و تسنیم می باید وضو کردن
نظیر خویش تا بیند غرور او شود زائل — نشیند تا به بزم آئینه باید روبرو کردن
حباب از نیست گردیدن بدریا عین دُر باشد — غلط فهمی ست در هستی وصالش آرزو کردن
کجا یک قطرهٔ خون دل کجا درد تمنایش — ز عالی ظرفی عشق ست دریا در سبو کردن
گهی گریم گهی خندم گهی بر پای خم افتم — ز جوش دل مرا زیبد به مستی ها و هو کردن
مرید حضرت پیر مغان گشتم خوشا قسمت — بدست آمد چنان از بیعت دست سبو کردن
به عشق سرو قدش نیست نجی از گرفتاری — نمیدانم چو قمری شکوهٔ طوق گلو کردن
اگر حاصل شود خاک تیمم از کف پایش — مرا فرض است زاهد توبه از آب وضو کردن
شبیه بے ثباتی در جهان آرد بچشم من — تماشای حباب بحر و موج آبجو کردن
چنان در عشق آن موے میان گم کرده ام خود را — که شد مشکل نشان خویشتن را جستجو کردن
شدم دیوانه و زنجیر در پایم کجا باشد — که دست آن پری رخ خواستم طوق گلو کردن
مباد ابیخودی از کف رود از تار موج می — گریبان چاکی خمیازه را باید رفو کردن
چو شانه تا سر زلفش رسیدن آرزو دارم — که می باید بهر موے تصرف مو بمو کردن
نیم شمعی که از آتش فروغ خویش میجویم — برای سوختن کافی ست عشق شعله رو کردن
کنم از سیر چشمی کی نظر بر نعمت دنیا — سزد از راه او خاکی بچشم آرزو کردن
برون از خویش میگردد دوم دیدن تماشائے — نباشد سهل چون موسیٰ نگاهے سوے او کردن

نگردید واسطی چون در غم عصیان بحال خود

خاک گشتم در ره او یافتم ملک ابد
در گروه عشقبازان شه گشتم شاهانه شد

سوز عشق شمعرویان دود من ضائع نکرد
از هوا برخاست کحل دیدهٔ پروانه شد

گر رسد در گوش آن لیلی ادا بنود عجب
مثل مجنون در جهان از وحشتم افسانه شد

شکوهٔ آتش پرستان پیش آذر دور نیست
سرد از سیل سرشک من هر آتشخانه شد

وجه صد حسرت بود دعوای عشق از بوالهوس
در ره او باختن سربازی طفلانه شد

واسطی از آمد و رفت خیالات جهان
کنج عزلت داشتم از دل مسافرخانه شد

با کمال ضعف در کویش رسیدن آرزوست
همچو نقش پا به [illegible] آرمیدن آرزوست

آنقدر زارم که دشوار است تحریک نفس
قوت دل المدد آهی کشیدن آرزوست

دست خود بر نبض من مگذار ای نادان طبیب
مرگ خواهم از رگ جان هم بریدن آرزوست

کاش چشمم خاک و خاک چشم من گرد غبار
سرمه در چشم رکاب او کشیدن آرزوست

فرصتی ای ضعف کاید اشک سرخی تا بچشم
خون حسرت ریخت غم در دل چکیدن آرزوست

دل بحسرت مرد و درمان نیست غیر از آب خضر
حرفی از لعل لب نوشین شنیدن آرزوست

چند باشد در قفس این طائر عرش آشیان
مرغ دل را تا لب بامش پریدن آرزوست

گردن ما را که هست از عالم بالا بلند
زیر محراب خم تیغش خمیدن آرزوست

صبر و عقل و هوش و دین بادا نصیب دشمنان
دوستان را دامن از احباب چیدن آرزوست

عاشقان را جز به بیتابی نباشد راحتی
بسملان را بر سر پایت طپیدن آرزوست

دل روان گردید و چشم آب بر آئینه ریخت
یا الهی روی او را باز دیدن آرزوست

بوی عنبر در مشامم باعث درد سر است
نکهتی از زلف مشکینش شنیدن آرزوست

واسطی اهل فنا را وجه بیتابی ست مرگ
سرمه در چشم غبار خود کشیدن آرزوست

عشق مین تیرے کسی سے مجھے کچھ کام نہین
ہوگئی دل کو عجب بیخودی و بیخبری
تھا غلط پہلے کہا مین نے تری زلف کو لام
چاہیے دیکھ کے حلقون کی کہون جلوہ گری
ہون وہ دیوانہ کہ ظاہر ہی مرا حال زبون
تو ہی بتلا کہ کبھی چھپتی ہی اے رشک پری
سینہ محفوظ ہی اور دل مین ہین سوز غم نہان
کوئی پیکان نہ کوئی تیر نہ ناوک کی سری
ناگہان پڑ گئی اک پردہ نشین کی جو نگاہ
واسطی کتنی تجسس مین ہوئی دربدری

آسمان ہو کہ زمین
ہی خیالو نسے بری
پھر ہوا اسمین کلام
حلقۂ چشم پری
کچھ کہون یا نکہون
آنکھ حیرت سے بھری
کیا کرون حال بیان
ہی یہ جادو نظری
ہوگیا حال تباہ
کرکے دریوزہ گری

تمت

غزلیات فارسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در ہواے آن پری پیکر دلم دیوانہ شد
واے حسرت آشنا دانستم و بیگانہ شد
شکر ایزد سر نثار مقدم جانانہ شد
عشق را نازم کہ از من ہمت مردانہ شد
ہر کہ بیخود از شراب نرگس مستانہ شد
فارغ از فکر می و دریوزۂ میخانہ شد
بیشود مقصود حاصل قابلیت گر ترا ہست
از پئے زلف مسلسل استخوانم شانہ شد
خاک گشتم در ہواے بوسۂ لبہاے یار
کی عجب باشد اگر از خاک من پیمانہ شد
الحذر از دو چشم مست ساقی الحذر
کعبۂ دلہاے صوفی مشربان میخانہ شد

برتر از عالم و آدم تو چہ عالی نسبی
پیاسے ہم سب ہین نہین ہجر کی اب تاب ذرا
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی
سگ ترے کوچے کا ہونین یہ کیا پہلے خیال
زانکہ نسبت بہ سگِ کوے تو شد بے ادبی
رہے افلاک کے نیچے شبِ معراج بروج
بمقامے کہ رسیدے نہ رسد ہیچ نبے
واسطی تجھسے مسیحا سے ہی خواہان شفا
آمدہ سوے تو قاسمی پیِ درمان طلبی

فخر والا حسبی
ذات پاک آب بقا
ہست جوشِ تعبی
پھر ہوا سخت ملال
اے قریشی لقبی
بڑھ گیا تیرا عروج
اے نبے بوالعجبی
نے عنایت سے دوا
تا کجا خشک لبی

۱۵۳

شاہد حسن کو منظور ہوئی جلوہ گری
مبتلا عشق مین ہر ایک ہو انسان و پری
جان ہو تو نہ ہو آنکھونسے بھی ہین اشک روان
ہو رہا ہون مین دم نزع چراغ سحری
خوبصورت تو کیے لاکھ خدا نے پیدا
رو برو تیرے حسینون کے ہین چہرے نظری
عشق گیسو نہ گیا مرکے بھی اے آئنہ رو
آخر کار رکھلے عیب پریشان نظری
کیون مرے طرح نکلتا ہو ترے منھ سے دھوان
زرد چہرہ ہو ترا کس لیے آنکھونمین تری
تیرے بیمار کی ہی رات سے حالت ابتر
مار ڈالے گی یہ ظالم تری بیدادگری

ہوگئی ناموری
واہ رہی فتنہ گری
دل مضطر ہی طپان
اسقدر بے خبری
پر کوئی تجھسا نہ تھا
حور ہو خواہ پری
وہی سر تنہا ہی الجھ
ہوگئی پردہ دری
اس سے الفت ہے نہان
اے چراغ سحری
کچھ بھی ہی تجکو خبر
او بے بخبری

مرے چہرۂ زرد کا ہی یہ پرتو | ڈوپٹہ ترا زعفرانی نہین ہی
فقط آئنہ کیا ہرے تاب رخ سے | وہ ہی کون پتھر جو پانی نہین ہی
تکبر ہی زیبا حقیقت مین تجھکو | کوئی دوسرا تیرا ثانی نہین ہی
سر دست ہو داغ چھلے کا تیرے | کوئی اس سے بہتر نشانی نہین ہی
شب وصل مین بھی نہ لپٹو گلے سے | کہو پھر یہ ایذا رسانی نہین ہی
تجلی کی ہی تاب دیدار کس کو | یہ بیوجہ کچھ لن ترانی نہین ہی

کہے واسطی کون احوال میرا
کوئی آج کل درمیانی نہین ہی

۱۵۲ تضمین مصاریع آخر غزل قدسی مع مستزاد

مرحبا سید مکی مدنی العربی | افسر جملہ نبی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی | من وامی وابی
زہرہ سے ماہ سے خورشید سے روشن ہی سوا | واہ رے نور ضیا
اللہ اللہ چہ جمال است بدین بوالعجبی | ای رسول عربی
کر مری سمت کبھی چشم عنایت سے نظر | لے مری جلد خبر
ای قریشی لقبی ہاشمی ومطلبی | اصل اعلی نسبی
نخل سرسبز مدینے کی گلستان مین ہوا | چل گئی طرفہ ہوا
نازان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی | ای خوشا بوالعجبی
آپ کی ذات ہوئی ملک عرب مین پیدا | ای رسول دوسرا
نازان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی | ہی ہر شیخ وصبی
تجھسے نسبت نہین ای شاہ بنی آدم کو | نہین شبہہ ہمکو

پہ چیخنا باغ مین موقوف نہین بلبل کا
پھولتے کیسے جو نالون کی سماعت ہوتی

حال کھلتا مری بیتابی دل کا صاحب
کسی بے رحم سے تمکو جو محبت ہوتی

خیر گذری کسی معشوق پہ عاشق نہ ہوے
شکل جو کچھ ہی مری آپ کی صورت ہوتی

۱۵۰
واسطی دلکو ذرا چین نہین آتا ہی
ہاتھ رکھدیتے وہ سینے پہ تو راحت ہوتی

تری خاک قدم کو کیمیا ای سیمبر سمجھے
پڑین پتھر تجھ پر خاک سمجھے یہ اگر سمجھے

شب وصلت مین کیسے کیسے دھوکے ہمنے کھائے ہین
ہٹی جب زلف اسکی روے روشن سے سحر سمجھے

بڑے نادان ہین دعوی ہی جنھین باریک بینی کا
رگ گل کی حقیقت کیا جسے موے کمر سمجھے

دکھائی موت کی صورت ہمین مقتل مین قاتل نے
کھنچی جب تیغ اسکی آئینہ پیش نظر سمجھے

شمیم گل پہ دھوکا نامۂ محبوب کا گذرا
صبا جب باغ مین آئی ہم اسکا نامہ بر سمجھے

فراق یار مین کب دور ساغر کا پسند آیا
کہ ہم محفل مین اسکو باعث دوران سر سمجھے

دیا ہمکو یقین دیر و حرم مین دل نے وحدت کا
ادھر جو کچھ کہ سمجھے تھے وہی جا کر ادھر سمجھے

معاذ اللہ اسکے چہرۂ پر نور سے دعوی
کہ خورشید کھولے آنکھ کچھ دل مین قمر سمجھے

۱۵۱
یہان سے آگے جانا ہی وہ رہنے کا ٹھکانا ہی
حقیقت دو جہان کی واسطی ہم اسقدر سمجھے

ہوے پیر دور جوانی نہین ہی
جوانی نہین زندگانی نہین ہی

ادا کونسی تجھ مین جانی نہین ہی
مگر خوب یہ بدزبانی نہین ہی

کوئی نالہ تو کھینچ فرقت مین اے دل
کچھ ایسی ابھی ناتوانی نہین ہی

کوئی جان وارے کہ قربان کر دل
کسی کی وہان قدردانی نہین ہی

سنو کان رکھکر مرے حال دلکو
یہ قصہ نہین ہی کہانی نہین ہی

کس امید پر دل کرے نذر کوئی
عنایت کرم مہربانی نہین ہی

چاہتے ہین اشک اپنے دشت طوفان خیز ہو
آہ کو بد نظر ہی بحر کو صحرا کرے

غسل کو آئے ہین ساحل پر وہ ہمراہِ رقیب
آنکھ رو رو کر نکیون طوفان لبِ دریا کرے

نقد جان پر بیچتا ہی بوسۂ گیسو وہ بت
ہو جو سودائی وہ ایسی جنس کا سودا کرے

باعثِ آشوب عالم ہی ابھی بوٹا سا قد
آگے آگے دیکھیئے فتنے یہ کیا برپا کرے

ہی یہی درپردہ مطلب اِس نگاہ ناز کا
صورت مژگان دو عالم کو تہ و بالا کرے

ہی دو روزہ عمر جھگڑے دین و دنیا کے ہزار
حیف اس تھوڑی سی فرصت مین کوئی کیا کیا کرے

خواب مین بھی وہ جو دکھلایا کرین اپنا جمال
مردمک پلکون کے ہاتھون سے نہ سر پیٹا کرے

ای صنم شاید ہو تیرا حُسن مین کوئی جواب
خالق عالم جو عالم دوسرا پیدا کرے

۱۴۹

رند ہون پر دیکھکر مجکو یہ زاہد کہتے ہین
جیسے تم ہو واسطی ہمکو خدا ویسا کرے

کیون چلے جاتے وہ اُٹھکر جو مروت ہوتی
بیٹھتے پاس اگر کچھ بھی محبت ہوتی

مجمعِ حشر مین کیون مجکو خجالت ہوتی
عمل زشت پہ کچھ بھی جو ندامت ہوتی

آپنے مجھسے یہ جھوٹون بھی کسی دن نہ کہا
ہم ضرور آتے ترے پاس جو فرصت ہوتی

پانوٗن رکھا تھا سرِ خاک کہ بھونچال آیا
دو قدم راہ وہ چلتے تو قیامت ہوتی

کچھ نشان ضعف جو مجھ زار کا باقی رکھتا
ملک الموت سے مجکو نہ خجالت ہوتی

آمد و رفت نفس ہجر مین ارّہ ہے مجھے
اس کشاکش سے کہین جلد فراغت ہوتی

اُسنے آنے مین کیا وعدۂ فردا مجھسے
کیسی بن آتی اگر آج قیامت ہوتی

تیرے کوچے کی ہوا سر سے نجاتی ای گل
روح اگر بعد فنا داخل جنت ہوتی

بے گناہو مین مین جاتے ہوے شرماتا ہون
عمل زشت کی ای کاش نطاقت ہوتی

شب فرقت کی سیاہی سے تو پائی ہی نجات
ظلمت گور نہ کیون مجکو غنیمت ہوتی

تجھسے کرتی نہ یہ دعوی کبھی ہمچشمی کا
چشم نرگس مین ذرا بھی جو بصارت ہوتی

بیمار محبت کو کبھی دیکھ تو جائین ۔
اتنی بھی وہ تکلیف گوارا نہین کرتے

فتنہ ہی قیامت ہی نہین جنبش مژگان
کسدن وہ زمانہ تہ و بالا نہین کرتے

ہم مر گئے تمنے نہ دیا آبِ دمِ تیغ
ہی جنکو مروت کبھی ایسا نہین کرتے

کرتا ہی کوئی اہل وفا پر یہ جفائین
سچ کہتے ہین ہم شکوہ بیجا نہین کرتے

۱۴۷
سمجھے ہوے ہین خوب وہ دل پھیر نہ دینگے
اے واسطی اُس بت سے تقاضا نہین کرتے

حفظ عزت کے لیے خلقت سے ڈرنا چاہیے
جس سے دشمن دوست ہون وہ کام کرنا چاہیے

باعث خجلت ہین لیکن گر سب اعمال زشت
جو نہین کرنا مناسب ہی نہ کرنا چاہیے

قول ارباب فنا کو بس عقیدت سے سنو
جیتے جی مرنے سے پہلے تمکو مرنا چاہیے

ہو زبردستون سے گر بد نظر اپنی امان
زیر دستون کے جرائم سے گذرنا چاہیے

کام جو بگڑے وہ بگڑے ہی در توبہ تو باز
آخری ہی وقت اے غافل سنورنا چاہیے

تنگدستی کا نہ کھا غم ہاتھ خالی ہین تو ہون
زیست کے دن جس طرح دنیا مین بھرنا چاہیے

حشر مین اعضاے تن تک ہین گنا ہونکے گواہ
جس سے سب واقف ہین اُس سے کیا مکرنا چاہیے

سر پہ ان روزون چڑھی ہی منزل ملک عدم
سب سے پہلے گور مین ہمکو اُترنا چاہیے

پیرہن بدلو کرو زیور مرصع زیب تن
عید کا دن ہی نہا دھو کر نکھرنا چاہیے

شرم کے دریا مین کیون ڈوبے ہوے بیٹھے ہو تم
سر اُٹھاؤ چھاتیان تانو اُبھرنا چاہیے

۱۴۸
غور اے واسطی یہ وقت نازک ہی بہت
پھونک کر اس سرزمین پہ پانوٗن دھرنا چاہیے

دیکھکر آئینہ ہمسر کس لیے پیدا کرے
حسن مین جسکو خداوندِ جہان یکتا کرے

دل کو سمجھایا بہت لیکن نہ سمجھا وہ کبھی
جو نمانے بات اپنی اُسکا کوئی کیا کرے

وہ بتِ ترسا تو ہرگز راہ پر آتا نہین
آرزوے وصل مین کبتک کوئی ترسا کرے

۱۴۵

دل کے بہلانے کو الفت کی تھی ہمنے واسطی
یہ نہ سمجھے تھے بلا مین مبتلا ہو جائین گے

لاکھون دنیا مین ہین تدبیر بدلنے والے ‏ ‏ کم نظر دیکھے ہین تقدیر بدلنے والے

جانتے ہین جو پھرے نہ تجھسے پھرے ہمسے خدا ‏ ‏ ہم نہین ای بت بے پیر بدلنے والے

معتبر قول کہان بات کو کیا اُنکی ثبات ‏ ‏ ہین زمانے مین جو تقریر بدلنے والے

جمع اُٹھے مرے ضد سے وہ کیے ہین عامل ‏ ‏ ہین دعاؤن کی جو تاثیر بدلنے والے

ٹکٹکی یون ہی رہے گی سوے قاتل اپنی ‏ ‏ آنکھ کب ہین تہِ شمشیر بدلنے والے

کاش پہنائین تری زلف کی بیڑی جلاد ‏ ‏ ہین اگر یہ مری زنجیر بدلنے والے

نظر آتے ہین ریاکار نمازی ہمکو ‏ ‏ ہین یہ نیت دمِ تکبیر بدلنے والے

۱۴۶

واسطی لائے ہین یوسف کی شبیہین تمجو
اُسکے نقشے سے ہین تصویر بدلنے والے

ہرگز وہ وفا وصل کا وعدا نہین کرتے ‏ ‏ کب دل مین مرے خون تمنا نہین کرتے

نالے نہین کرتے ہین کہ رویا نہین کرتے ‏ ‏ جب سے ہین جدا یار سے کیا کیا نہین کرتے

مشہور نہ ہو جاؤ بُرے تم بھی جہان مین ‏ ‏ اچھے تو بُرے لوگون مین بیٹھا نہین کرتے

کیا چاہیے غیرون مین انھین میری بُرائی ‏ ‏ اچھا نہین کرتے ہین وہ اچھا نہین کرتے

سیراب کرو آب دمِ تیغ سے مجھکو ‏ ‏ کیون آپ کلیجا مرا ٹھنڈا نہین کرتے

یا چرخ کا یا اپنے مقدر کا گلا ہو ‏ ‏ جور و ستم یار کا شکوا نہین کرتے

ٹھوکر نہ لگاؤ ہو اگر خواب مین عاشق ‏ ‏ سوتے ہوے فتنون کو جگایا نہین کرتے

کہتے ہین حسین اور یہ سمجھائے انھین کون ‏ ‏ افسوس وہ آئینہ بھی دیکھا نہین کرتے

لاشے پہ مرے چار طرف روتی ہے خلقت ‏ ‏ اسپر بھی تو وہ ترک تماشا نہین کرتے

کر دیتے ہین زندہ لب جان بخش سے مردے ‏ ‏ کس روز وہ اعجاز مسیحا نہین کرتے

غائبانہ بشر ایسی نہ کوئی بات کہے
روبرو ہو کے نہ جو وقت ملاقات کہے

کس کا منہ ہے کہ خلاف اُسکے کوئی بات کہے
سب کہین حق ہے یہی دن کو جو وہ رات کہے

عرض حال اُس بت مغرور سے کیونکر مین کرون
جو سنے میری نہ اپنی ہی کوئی بات کہے

دیکھکر خلق مرے اشکون کی طغیانی کو
کیا تعجب ہے اگر موسم برسات کہے

غیر کی بات کو سچی نہ سمجھیے گا کبھی
جھوٹ ہی جھوٹ ہے جو کچھ کہ وہ بدذات کہے

جسقدر شوق سے سنتے ہین وہ کہتا ہون مین شعر
کبھی دو تین کبھی پانچ کبھی سات کہے

کوے جانا نمین عجب طرح کا ہنگامہ ہے
کون سنتا ہے بیان کس سے کوئی بات کہے

اقتضا رحم کا یہ ہے کہ تہِ دل سے سنو
درد اپنا جو کوئی مورد آفات کہے

بتکدے سے مجھے ہر طرح ہے جانا منظور
کوئی سنتا ہو نہین عزی کہے یا لات کہے

لب سے نکلے بھی نہ پوری کہ دعا ہو مقبول
گھر سے آئین وہ اگر وقتِ مناجات کہے

قلق کر خلق سے اتنا کہ مری مرگ کے بعد
کوئی افسوس کہے اور کوئی ہیہات کہے

۱۴۴	واسطی چاہیے دشمن کے بھی کر عفو قصور صبر کر لا کہ کوئی پھر مکافات کہے	

آج ذرّے ہین تو کل مہر سما ہو جائین گے
خاکساران محبت کیا سے کیا ہو جائین گے

گو کہ بیگانے ہین وہ پر آشنا ہو جائین گے
ایکدن یہ نارسا طالع رسا ہو جائین گے

گر یہی ہین گردشِ افلاک سے نیرنگیان
ہم تو کیا ہین سیکڑون سلطان گدا ہو جائین گے

وہ نہ آئین گے جو پھر سیر دو روزہ اور بھی
پھول بلبل کے چمن مین اے صبا ہو جائین گے

ناتوان ہین اے فلک سر پر نہ کوہ غم گرا
استخوان پِسکر ہمارے سرمہ سا ہو جائین گے

حسن کے افشان کو جبین پر تم جو دکھلاؤ گے
کانپ اُٹھے گا آسمان تارے جدا ہو جائین گے

غیر ممکن ہے دعاے وصلِ جانان ہو قبول
اُٹھتے اُٹھتے شل مرے دستِ دعا ہو جائین گے

دشت پیمائی مین یاد آئی جو وہ زلفِ دراز
نقش پا میرے مجھے زنجیر پا ہو جائین گے

وہ آ نہین سکتے ہین تو ہم جا نہین سکتے
مجبور اگر وہ ہین تو ناچار ہین ہم بھی

پھرتا ہی ترے خال کا ہر دل مین تصور
نقطہ کا یہ دعوی ہی کہ پرکار ہین ہم بھی

کہتا ہی یہ داغ دل آوارہ ہمارا
ثابت ہی کوئی اختر سیار ہین ہم بھی

آنکھین جو کھلی رہگئین مردے کی پس مرگ
وہ جان گئے طالب دیدار ہین ہم بھی

کیا آئین تجھے دیکھنے کہتی ہین وہ آنکھین
پرہیز ہمین شرط ہی بیمار ہین ہم بھی

ٹھہرو نہین کچھ دیر کمر باندھ رہے ہین
اے ہمسفرو چلنے پہ طیار ہین ہم بھی

جلوہ کبھی دکھلائے وہ خورشید تو مرجائین
شبنم کی طرح تشنۂ دیدار ہین ہم بھی

۱۴۲
اپنا بھی شرف بزم وفا مین نہین کچھ کم
ہم مرتبۂ واسطی زار ہین ہم بھی

جگر کے داغ چمکائے ہماری شکبباری نے
کھلائے گل چمن مین بارش ابر بہاری نے

رلایا ابر کو اس چشم تر کی اشکباری نے
غضب بجلی کو تڑپایا جگر کی بیقراری نے

وہ وعدہ روز کرتے ہین کہ کل بوسہ تمھین دینگے
تھکایا ہی لگا کر ہمکو اس امیدواری نے

بدن پر بوند باران کی پڑی جب ہجر ساقی مین
مین یہ سمجھا کیا مجروح بوندی کی کٹاری نے

نگاہون سے ہرن زخمی ہین طائر قید گیسو مین
نچھوڑا ایک بھی نخچیر عالم مین شکاری نے

بڑے تھے دور ہم انکے قدم تک لوٹکر پہونچے
کہان سے ہمکو پہونچایا کہان اس بیقراری نے

ہوئے پیاسے جو ہم سر پر وہ تیغ آبدار آئی
پلایا آب ہمکو دوڑ کر خود نہر جاری نے

ترا قد چھوڑ کر کیون فاختہ عاشق ہوئی اسکی
بجا ہی دار پر کھینچا جو سرو جویباری نے

شب فرقت فراق یار مین جاگتے گذری
اڑائی صبح تک آنکھون سے نیند اختر شماری نے

سنا ہی محتسب کو موت ای پیر مغان آئی
بچایا آفتون سے تجھکو تیری خیر جاری نے

۱۴۳
وہ آئے بھی مگر گریان جو دیکھا پھر گئے الٹے
ڈبویا واسطی ہمکو ہماری اشکباری نے

۱۴۰ | مژدہ دم صبح دیا پیک صبا نے

اک برق تجلی کے طلبگار ہین ہم بھی
موسیٰ کیطرح طالب دیدار ہین ہم بھی

آئینہ پہ موقوف نہین بزم مین اُسکی
حیرت زدۂ عالم دیدار ہین ہم بھی

زاہد کا یہ قول ہی اُس مست کے آگے
عاشق ہین تری چشم کے میخوار ہین ہم بھی

ٹھلائے ہین تن مین جو مرے ضعف نے پہرے
نالے مرے کہتے ہین گرفتار ہین ہم بھی

کچھ تو دل مایوس کی امید بر آئے
جھوٹون ہی یہ کہدو کہ وفادار ہین ہم بھی

گوشے سے کسی وقت نکلتے نہین باہر
گویا کہ تری حسرت دیدار ہین ہم بھی

کامل ہین تواضع ہی ہمین اب ہی مناسب
بے برگ نہین شاخ ثمردار ہین ہم بھی

گر گر گئے ہین پانوٗن زمین مین صفت میل
اس راہ مین ناواقف رفتار ہین ہم بھی

نیند اُڑ گئی اپنی غم افلاس مین منعم
گویا کہ ترے طالع بیدار ہین ہم بھی

محشر مین جو دیکھا کرم ساقی کوثر
زاہد لگے کہنے کہ میخوار ہین ہم بھی

چاہین گے تو باتون مین لگا لائین گے تجکو
لاکھون مین صنم ایک ہی عیار ہین ہم بھی

گذرے رمضان نکلے یہ تو کہین زاہد
خواہان کلید در خمار ہین ہم بھی

۱۴۱ | ہی قصد یہ چلین بنارس سے اب مصر کی جانب
اسی واسطی یوسفؑ کے خریدار ہین ہم بھی

قاضی کسی گیسو کے گرفتار ہین ہم بھی
حق یہ ہی کہ دُرّون کے سزاوار ہین ہم بھی

کیون وصل مین دل کھول کے باتین نہین کرتا
ای جان ترے محرم اسرار ہین ہم بھی

رحمت کو تری دیکھکے زاہد بھی کہین گے
مجرم ہین سیہ رو ہین گنہگار ہین ہم بھی

کہتا ہی وہ خورشید دکھائین ابھی جلوہ
آنکھین تو کہین قابل دیدار ہین ہم بھی

آرام نہین گاہ اِدھر گاہ اُدھر ہین
کوچے مین ترے سایۂ دیوار ہین ہم بھی

کی جور فلک کی جو کبھی اُسنے شکایت
فرمایا کہ خاموش ستمگار ہین ہم بھی

دیکھا جو آتے مجکو وہ دوڑے مری طرف — سچ ہی کہ دلکو دلسے زمانے مین راہ ہی

راہ عدم مین ڈر ہی عبث تمکو رہرو و — سیدھی سڑک لگی ہی چلو شاہ راہ ہی

زندان ہی تنگ فرقت یوسف سے کچھ نہین — دیکھو بہ آب آج تلک چشم چاہ ہی

دم مارتے نہین ہین اُٹھاتے ہین جور یار — ہم کیا کرین اسی مین ہمارا نباہ ہی

تیرے گداے درکو نہین ہی کچھ احتیاج — سچ ہی کہ اپنے وقت کا وہ بادشاہ ہی

۱۲۹ — ہونے لگا ہی انکو دریار تک گذر / اہ واسطی معاملہ کچھ رو براہ ہی

صد شکر مجھے عشق دیا میرے خدا نے — کیا غم ہی وہ بت قدر مری جانے نجانے

اک روز بھی ہڈی نہ لگی میری ٹھکانے — پوچھا نہ سگ یار نے اُسکو نہ ہما نے

کل رات کہان تھے تمھین روکا نہ حیا نے — اب صبح کو آئے ہو یہان باتین بنانے

مرقد پہ مرے کوئی نہین صاحب ماتم — ہان حسرتین بیٹھی ہوئی روتی ہین سرہانے

سو رنگ کے ہین پھول جو گلزار جہان مین — قدرت کے تماشے یہ دکھائے ہین خدا نے

شب بھر تو رقیبو نسے رہی گرمی صحبت — اب صبح تم آئے ہو مرے جی کو جلانے

یہ خون ہی بلوے کا کبھی ہو گا نہ ثابت — مارا ہی مجھے ناز نے غمزے نے ادا نے

سیکھا ہی زمانے مین ادب بے ادبو نسے — تعلیم وفا دی ہی ترے جور وجفا نے

کیونکر مرے آغوش مین آئے وہ شب وصل — دیتا نہین جو پانو کو بھی ہاتھ لگانے

ایسا جو سمجھتے تو نہ دیتے تمھین ہم دل — دھوکا سا دیا ہی ہمین امید وفا نے

منصور کے مانند انا الحق نہین بیجا — کہتا ہو نہین حق بات کوئی مانے نہ مانے

اب مہر کسی مین ہی نہ باقی ہی محبت — اگلی سی نہ باتین ہین نہ اگلے سے زمانے

مہندی کبھی ملتے ہین کبھی کرتے ہین حمام — آنا نہین منظور تو ہین لاکھ بہانے

۱۳۰ — اہ واسطی آتا ہی وہ کل تیرے گھر دن

ل کے ہاتو نہین حنا آگ لگانے آئے
جل رہا تھا وہ مجھے اور جلانے آئے

پھر چلے آخر کار آکے لحد مین سوئے
شکر ہی چین ملا اپنے ٹھکانے آئے

خاک ہونے پہ بھی دلسے نہ ہوا دور غبار
وہ نشان بھی مری تربت کا مٹانے آئے

چاندگر و نپہ تو کچھ ز لک شب تاب نہین
چشمکیون مین شب مہ تم جو اُڑانے آئے

تن بچا نہین مری جان پڑی اٹھ بیٹھا
نزع کے وقت جو وہ میرے سرہانے آئے

کسطرح قبر مین پھولا نہ سماؤن لیس مرگ
کہ مری قبر پہ وہ پھول چڑھانے آئے

کر چکے سمع خراشی تو بہت کل ناصح
یہ وہی راگ مگر آج بھی گانے آئے

شوق نے خاک بھی غیرت نہین باقی رکھی
ہمین رو ٹھے تھے ہمین انکو منانے آئے

طرفہ شوخی ہو کہ وہ کہتے ہوے آئے ہین
آج ہم گھر مین ترے مھندی لگانے آئے

میرے گھر آئے تو ہمراہ مصاحب لائے
میری سُننے نہ وہ کچھ اپنی سُنانے آئے

آکے تربت پہ پڑی فاتحہ جب سیم بدن
مین یہ سمجھا کہ مرے ہاتھ خزانے آئے

داغ کیا کیا دیے احباب کو اٹھ جانے سے
بزم مین شب کو وہ گل تازہ کھلانے آئے

لوگ کہتے ہین کہ خط لیکے کبوتر آیا
جانتا ہون کہ یہ بے پر کی اُڑانے آئے

قبر مین شکل نکیرین جو دیکھی مین نے
صاف سمجھا کہ خواص اُنکے بلانے آئے

۱۲۸

واسطی سارے زمانے مین پھرے ہم آخر
چھاؤنی کوچۂ محبوب مین چھانے آئے

دل اپنا قید زلف سیہ مین تباہ ہی
تاریک شب مین رہرو گم کردہ راہ ہی

چھایا ہوا فلک پہ جو ابر سیاہ ہی
میری شب فراق کا یہ دودِ آہ ہی

آنکھو نکو کس طرح سے نظر آئے وہ کمر
پنہان نگاہِ خلق سے مثلِ نگاہ ہی

انکار میرے قتل سے قاتل کریگا کیا
اُسکی زبان تیغ تک اُسپر گواہ ہی

قرطاس پر لکھا ہی جو اُس زلف و رخ کا وصف
جو نقطہ دائرے مین ہی ہالے مین ماہ ہی

مہد مین دیکھکے کہتا تھا وہ دستِ نازک
گریہ اکدن ہین مرے خون مین بھرنے والے

محفلِ عیش مین اُسنے ہمین دیکھا تو کہا
ہل کے زندونمین عبث بیٹھے ہین مرنے والے

غصہ تا چند کرو اب تو کدورت موقوف
زندہ درگور رہین تمپر ہین جو مرنے والے

مہر و مہ دیکھکے فرقت مین ہوا مجکو یہ ڈر
کہ یہ گولے ہین مرے گھر مین اُترنے والے

۱۳۶

واسطی اور نہین یہ تو اُنھین لکھ بھیجو
تم سلامت رہو دل لیکے مکرنے والے

ہوئی جو وصلت کی شب میسر تو دور لغزت سے ہٹ کے بیٹھے
کبھی گلے سے نہ مل کے سوئے کبھی نہ ہمسے لپٹ کے بیٹھے

صفِ نعال اُسکے بیٹھنے کی جگہ جو تجویز کی ہے تمنے
تمھین بتاؤ تمھارا عاشق کسی سے کس طرح گھٹ کے بیٹھے

ملا قضا کو عجب بہانا حیا کے پردے مین موت آئی
نہ دل کا ارمان دل سے نکلا کبھی نہ برقع اُلٹ کے بیٹھے

جو بزمِ عشرت مین میرا سایہ بھی شب کو ترچھی نظر سے دیکھا
وہ ایسے شرمائے اور جھجکے کہ دور ہٹ کر سمٹ کے بیٹھے

جنھین پہونچنا تھا خلد پہونچے کبھی تو ہم بھی پہونچ رہینگے
ہوے یہ ماندے کہ ہم تہِ خاک چلنے والوں سے ہٹ کے بیٹھے

ہجوم محفل مین رات کو تھا مگر ہوے جب وہ رونق افزا
سب ایسے ویسے گئے نکالے جو لوگ اچھے تھے چھٹ کے بیٹھے

وہ آئے ای واسطی مرے گھر مگر رہے جتنی دیر شب کو
کبھی وہ مجکو گھرک کے اُٹھے کبھی وہ مجکو ڈپٹ کے بیٹھے

۱۳۷

تا دمِ مرگ تو صورت نہ دکھانے آئے
اب کہو قبر پہ کیون خاک اُڑانے آئے

آ رہے ہیں ترے کوچے میں جو اے غیرتِ حور
باغِ جنت میں نہیں پانوں وہ دھرنے والے

حضرتِ خضر مبارک ہو تمھیں عمرِ ابد
آبِ حیوان پہ بھی ہم تشنہ ہیں مرنے والے

تیر برسیں کہ چلے معرکۂ عشق میں تیغ
نہیں ٹلنے کے کبھی سر سے گذرنے والے

ذکرِ محشر سے ڈراتا ہے ہمیں کیا واعظ
ایسے دھڑکوں سے نہیں ہم کبھی ڈرنے والے

کیوں نہ کھٹکیں مری آنکھوں میں وہ کانٹے کی طرح
کان اے گل ترے بھرتے ہیں جو بھرنے والے

ڈوب کر بحرِ فنا میں جو ہوئے ہیں بیدم
اب قیامت میں ہیں وہ لوگ اُبھرنے والے

ہیرے آگے ہے حقیقت مہ و خورشید کی کیا
خاک نظروں پہ چڑھیں دل سے اُترنے والے

راستہ ملکِ عدم کا ہے جہانِ گذران
جو یہاں آئے وہ آخر ہیں گذرنے والے

واسطی ناصح و واعظ ہمیں سمجھائینگے کیا
ایسے بگڑے کہ نہیں ہم تو سنورنے والے

۱۳۵

کب ہیں نقصان سے عاشق ترے ڈرنے والے
جان کو مال سمجھتے نہیں مرنے والے

کب ترے کوچے میں قائل ہیں یہ ڈرنے والے
سر پہ آئے ہیں کفن باندھ کے مرنے والے

بال کھولے ہوئے آئے ہیں مری قبر پہ وہ
اور اندھیر ہیں اندھیر ہیں کرنے والے

یاد اُن آنکھوں کی آئینۂ دل کرتی ہے صاف
یہ ہرن سبزۂ زنگار ہیں چرنے والے

عاشقوں سے وہ بتِ تنگ کو جھنجھلا کے کہا
ایک مرتا نہیں ہیں سیکڑوں مرنے والے

کہدو اتنا کہ ادھر بھی کوئی وار اے قاتل
ہم بھی ہیں دم تری شمشیر کا بھرنے والے

بھول کر نام محبت کا نہ لیتے ہم تو
کیا خبر تھی کہ یہ صدمے ہیں گذرنے والے

سان پر چڑھنے کو بھیجی ہے جو اُس ترک نے تیغ
کیا سُنا ہے کہ مرے زخم ہیں بھرنے والے

برہمن کا جو بدلتے ہیں مسلمان بھی بھیس
صدقے اُس بت کے ہیں شاید کہ اُترنے والے

بیٹھ جا لاشے پہ اے ترک بہا چار آنسو
موتیوں سے دہنِ زخم ہیں بھرنے والے

پیشِ حاکم جو کبھی پیش کیا دعوئِ دل
جُھنکے لائے وہ گواہی ہیں مکرنے والے

وہ بت درد دل میرا کیا جانتا ہے / جو فرقت میں گذری خدا جانتا ہے

نہ اچھا نہ کوئی برا جانتا ہے / مرا حال میرا خدا جانتا ہے

عبث معرفت کا ہے لوگونکو دعوی / تجھے کون تیرے سوا جانتا ہے

الٰہی میں تجھسے ہون صحت کا خواہان / مرے درد کی تو دوا جانتا ہے

مرے استخوانو نہیں جو ذائقہ ہے / سگ یار یا کچھ ہما جانتا ہے

نہیں مجکو حال شکستہ کی پروا / بگاڑا ہے جس نے بنا جانتا ہے

جو سمجھا ہوا ہے تمھاری ادا کو / مقرر وہ اپنی قضا جانتا ہے

ترے گول باتونکو ہم جانتے ہین / کوئی ان معمونکو کیا جانتا ہے

دکھایا جو آئینہ ہنسکر وہ بولے / میں ہون صاف تجھسے خدا جانتا ہے

فقیری ترے در کی حاصل ہے جنکو / حقیقت وہ شاہون کی کیا جانتا ہے

ملے گا وہ ہم تیرہ بختون سے کیونکر / جو گیسو کو اپنے بلا جانتا ہے

غنیمت فلک کو ہے نالہ ہمارا / کہ پیری کا اپنی عصا جانتا ہے

۱۲۴ چھپائے ہوا ہے واسطی حال کیا تم / خبر غیب کی وہ بتا جانتا ہے

یاد ابرو میں ہیں ہم جی سے گذرنے والے / تیغ کی آنچ سے ڈرتے نہیں مرنے والے

در گذر چرخ سے نالے نہیں کرنے والے / ہفت جوشن سے یہ ناوک ہیں گذرنے والے

ناتوانونکو حقارت سے نہ دیکھ اے قاتل / امتحان میں ہیں یہی لوگ ٹھہرنے والے

جم کے بیٹھے ہیں جو اس کوچے میں کیا جائینگے خلد / کب ہیں واعظ کے ابھارے سے ابھرنے والے

ظرف مے جب نہ ہوا خاک جمیں گے ہم رند / ہاتھ خالی نہیں دن زیست کے بھرنے والے

منزل دہر کسی دن نہیں رہتی خالی / آہی جاتے ہیں یہان روز اترنے والے

تیری مقراض کی حاجت نہیں کچھ اے صیاد / خود ہیں مقراض سے ہم پر کو کترنے والے

ہوے گل شگفتہ چمن چمن میں اسیر دام ہون آج تک
کہو لائے بوئے گل اسطرف کوئی موج بادِ بہار کی

عجب آسمان ہی عدو جان نہین ملتی اس سے ذرا امان
کہ دم ولادت طفل سے ہی تلاش اسکو مزار کی

خبر عدم ہی کہان خوشی کہ الجھ رہا ہی بدن مین جی
فقط ایک دم کی ہی زندگی یہ نمود ہی تو شرار کی

تری زلف و رخ کی جو یاد ہی تو یہ حال ہی مری قبر کا
کہ کہین ہی سیر بہار کی کہین بو ہی مشک تتار کی

یہ جنون کا جوش و خروش ہی کہ چراغ عقل خموش ہی
رگ و پے مین خون کا جوش ہی خبر آگئی ہی بہار کی

یہ اثر ہی قبر مین ضعف کا جو چلے جو آنے ادھر ہوا
نہ پھرے بنے اگر آسیا کبھی میرے سنگ مزار کی

خط و خال و گیسوے یار کا ہی خیال جاؤن مین کس طرف
یہ بلائین سب مرے گرد ہین نہین احتیاج حصار کی

سر راہ ہی یہی گھر مرا کہ بلاؤ نین ہون گھرا ہوا
کسی جا قناتین ہین گرد کی کہین ٹٹیان ہین غبار کی

یہ چمن مین جوش بہار ہی یہ بڑھی ہی قیمت دخت رز
کہ جو بوتل ایک درم کی تھی وہی آج کل ہی ہزار کی

دریا یہ کہو واسطی مین پیادہ جاکے کرونگا کیا
یہ ہواؤن مین ہین بھرے ہوے نہین سنتے ہین وہ سوار کی

۱۲۳

مسیحا کو وہ شوخ کیا جانتا ہی | جو ٹھوکر سے مردے جلا جانتا ہی

مرے اُستاد کے اُستاد تھے وہ | اسی سے مصحفی کی پیروی کی

۱۳۱ شرف یہ واسطی کو کم نہیں ہے
گنا جاتا ہوں اُمت میں نبی کی

نہ کسی عیش میں گذری نہ کسی غم میں رہے
عشق جبتک کہ رہا اور ہی عالم میں رہے

رات بھر خواب میں دیکھا ذقن و ابروئے یار
کبھی کعبے میں کبھی چشمۂ زمزم میں رہے

ہیں وہ زخمی کہ مداوا کی نہ نکلی کوئی شکل
زخم اپنے ہوس بخیہ و مرہم میں رہے

ہجر جاناں میں ملی ہمکو نہ راحت اکدم
وسوسے موت کے تا صبح شب غم میں رہے

عشرت و عیش و مسرت کی طرف رخ نہ کیا
غربت و بیکسی و یاس کے عالم میں رہے

ہوں وہ مجرم میں اگر شرم گنہ سے رو دوں
ہے یقین نام کو گرمی نہ جہنم میں رہے

فرقت یار میں ناسور جگر ہیں جاری
بند کیا کوئی عزا خانۂ محرم میں رہے

تیز رو جو تھے گئے تیز رو وں کے ہمراہ
رہا ہر وست قدم جو تھے وہ سب ہم میں رہے

لب جان بخش سا پایا نہ جلانے والا
ہم تلاش نفس عیسی مریم میں رہے

گریہ خود باعث ایذا مری فرقت میں ہوا
اشک خود بنکے نمک دیدۂ پر نم میں رہے

شکل ملتی نہیں نظر یار کی ہر دم یا رب
یہی صورت رہے جب تک کہ یہ دم دم میں رہے

زندگی پھر نہ ہوا گریہ ہمارا موقوف
تھے خلف پیروی حضرت آدم میں رہے

۱۳۲ واسطی دل سے مٹا ہول قیامت کا نہ غم
زیست جب تک کہ رہی ہم اسی ماتم میں رہے

کبھی دھیان چہرۂ یار کا کبھی یاد گیسوئے یار کی
یہی دیکھتی رہیں گردشیں مری آنکھیں لیل و نہار کی
مجھے ایک بوتل اگر ملی تو ہے میفروش کا کیا زیاں
نہ یہ پانچ کی نہ یہ سات کی نہ یہ تین کی نہ یہ چار کی

یہ غضب ہی محفلِ غیر مین اُنھین شغل شراب ہی

کرن آفتاب کی ہی عیان نہین پردہ دامن آسمان
نہ کرینگے جلوہ کبھی نہان رخِ یار پر جو نقاب ہی

عبث آئے گلشن خلد سے کہ بڑی بلاؤن مین ہم پھنسے
جو جئین تو روز کے مخمصے جو مرین تو خوف عذاب ہی

نہین جرم بوسہ اگر لیا کہ وہ رخ ہی مصحف کبریا
کہو واعظو سنے نہون خفا کہ ہمین امید ثواب ہی

کسی شی کو وقفہ ذرا نہین وہ ہی کون جسکو فنا نہین
کبھی زندگی کو بقا نہین یہ حباب بر سر آب ہی

یہ خیال ہی یہ ہی آرزو نظر آئے جلوہ ماہ رو
رگِ تن یہ ہی جو ہر ایک مو اُسی شوق مین رگِ خواب ہی

مین ہون ایسا غافل و بیخبر نہین اپنے کامون پہ کچھ نظر
مری بیحیائی جرم پہ مری معصیت کو حجاب ہی

جو مین اثر ملنے مین ذوفنون نہ کہین سخن کو مرے جنون
مین ہمیرِ رہ عشق ہون مرا دل ہی میری کتاب ہی

جو خودی کو ہمنے مٹا دیا ہمین کب خرابی کا ڈر رہا
کرے سیل اُسکو خراب کیا کہ جو خانہ آپ خراب ہی

مجھے جوش مستی و بیخودی نہین بیسبب ہی یہ واسطی
مئے عشق کا ہی جو نشہ ابھی وہی روز عید شباب ہی

۱۲۷

لب رنگین پہ جو تیرے ہی یہ باسی مسّی
سادگی ہو چکی زینت کا بھی لازم ہی خیال

جانتا ہون کہ مرے خون کی ہی پیاسی مسّی
کیا ہو نقصان لگا لو جو ذرا سی مسّی

قدِ راست کسنے دکھا دیا کہ چمن کو داغ لگا دیا
یہ صنوبروں کو جلا دیا کہ جو فاختہ ہی کباب ہی

دلِ بیقرار کو کیا کہون اِسے موت آئے کہ مین مرون
بھلا کب تلک آہین کیا کرون مری جان کا یہ عذاب ہی

دمِ واپسین ہی قریں قضا نہین نامہ بر کا ابھی پتا
جو اب آیا خط بھی تو فائدہ مجھے زندگی سے جواب ہی

کیے حد سے گو کہ سوا ستم نہین باز اب بھی مگر صنم
مین کہون بہت وہ بتائے کم یہ عجب طرح کا حساب ہی

ترے غم مین دلمین جو داغ ہی مجھے ہر خوشی سے فراغ ہی
نہ ہوائے سبزہ و باغ ہی نہ دماغ بوئے شراب ہی

مرے گھر کہان سے وہ آگیا کہ ملی مراد ٹلی بلا
وہ ہوا کہ جسکا یقین نتھا یہ مین جاگتا ہون کہ خواب ہی

یہ سمندِ یار ہی خوش عنان جسے جانتے ہین سب آسمان
جو لجام اُسکی ہی کہکشان تو ہلال اُسکی رکاب ہی

سرِ راہ ایک صنم ملا جو نظر پڑی تو قصور کیا
مرے زعم مین ہی یہ مسئلا نہ عذاب ہی نہ ثواب ہی

تری فکر تازہ ہی **واسطی** تجھے جانتا ہی جہان ذکی
بہت اچھی تو نے غزل کہی یہ زمین اگرچہ خراب ہی

۱۲۶

کبھی زاہدو نہین نجائینگے کہ وہان کا جلسہ خراب ہی
نہ سرود ہی نہ رباب ہی نہ شراب ہی نہ کباب ہی

مرے دلمین رنج سا رنج ہی مرا سینہ غم سے کباب ہی

سر اپنا محراب تیغ قاتل مین ایک مدت ہوئی کہ خم ہی
کہو یہ رہزن سے خیر مانگے نہین ہین دشتِ جنون مین تنہا
یہ متصل اشک ہین کہ لشکر زبان یہ نالہ نہین علم ہی
یہ کون ترک شکار انگن شکار کو سوے دشت آیا
کہ پاے ہر آہوے رمندہ مین ہی سلاسل جو موج رم ہی
لکھے یہ مضمون شوق اُسکو کہ تھک گئے ہاتھ لکھتے لکھتے
دوات مین بھی نہین سیاہی گھسا ہوا سر بسر قلم ہی
یہ اُٹھ گیا کون بزم عشرت سے ہو گئی یہ جو بزم ماتم
جو تان مطرب کی ہی وہ محفل مین سننے والو کے حق مین سم ہی
خفا ہوا مجھسے وہ گلِ تر خیال شداد اُسکو آیا
وہ طعن سمجھا کہا جو مین نے کہ تیرا کوچہ نہین ارم ہی
کرے وہ بدعہد لاکھ وعدے کسی کو کیا اعتبار آئے
نہین ہی قول ایک بھی تو سچا زبا نپہ جھوٹی ہی جو قسم ہی
وہ بھر کے لائے ہین آپ قلیان مجھے بلا کے ہین پاس اپنے
یقین اب بھی نہین عنایت کا جانتا ہون کہ یہ بھی دم ہی
رسول اکرم کا ہی جو رتبہ ہی واسطی اُس سے کون واقف
۱۲۵ تمام عالم سے ہی زیادہ فقط جو کم ہی خدا سے کم ہی
یہ نمود عالم خواب ہی یہ وجود نقش بر آب ہی
یہ حیات عین حباب ہی یہ محیط محض سراب ہی
مری چشم تر وہ سحاب ہی کہ زمانہ عالم آب ہی
جو زمین ہی اسمین خراب ہی جو فلک ہی اسمین حباب ہی

داغ دل کی ہی ضیا سینۂ پرسوز مین یون
روشنی جیسے چراغ تہِ دامن رہے

دفن کرتے ہین یہ مر دیہ عبث مردیکو لوگ
مین یہ ڈرتا ہون نہ جھگڑا کہین بدفن مین رہے

آؤ در پردہ مری آنکھوں کے پردے مین رہو
چاہئے پردہ نشین کو کہ وہ چلمن مین رہے

مسی آلودہ لبون سے جو کرے ہمچشمی
تیرگی کیون نہ نصیب گل سوسن مین رہے

خوف صیاد و خزان جب ہو دلِ بلبل مین
مطمئن ہوکے وہ کیا خاک نشیمن مین رہے

حضرتِ عشق کی دیتا ہون قسم ای وحشت
تار کوئی نہ گریبان نہ دامن مین رہے

کام کیا آئے ہمارے یہ گلِ زخم جگر
ہار بنکر نہ کبھی یار کی گردن مین رہے

کبھی اس دار محن مین نملی غم سے نجات
خوش نہ پیری نہ جوانی نہ لڑکپن مین رہے

ہوتی ہی صاحب جوہر کی سفر سے توقیر
بے بہا لعل کی کیا قدر جو معدن مین رہے

کیا کرون مین جو پھراتی ہی مجھے گردشِ بخت
کس طرح سنگ کو چکر نہ فلاخن مین رہے

پیرہن چاک کیا جب سے ہوے ہم پیدا
ہاتھ مشغول نہ تسبیح نہ سمرن مین رہے

آتشِ عشق جلائے یہ دل و جان و جگر
برق کو چاہیے دلسوزی خرمن مین رہے

۱۲۴

واسطی روز نئے ہون گل مضمون پیدا
بھرلے دامن کو کوئی پھول نہ گلشن مین رہے

اجل نہ آئے جو ہجر جانان مین اور چندے تو کسکو غم ہی
مٹے ہوے ہین جو راہِ الفت مین عین ہستی انھین عدم ہی

بہت تھا مین ہجر مین پریشان تجھے تو یہ آنکھین ڈھونڈھتی تھین
کرم کیا اچھے وقت آئی اجل مبارک ترا قدم ہی

پڑا ہی رخسارِ آتشین کا جو آب مین آئینے کے پر تو
حضور دیکھین نیا تماشا کہ آگ پانی یہان بہم ہی

عجب ہی قسمت کہ گردنِ وسر کا اب بھی چکتا نہین جھگڑا

تھا جو شیرین کا تصور کوہکن باندھے ہوئے
چشم لیلےٰ کا یہ وارفتہ ہی گھبرائے گا جی
گرد مجنون کے ہین حلقہ کیون ہرن باندھے ہوئے
ہین فقط یاد رخِ پر نور مین گریان نہین ہے
آنسوؤن کا تار ہی شمع لگن باندھے ہوئے
دیکھکر ساقی کو کیا محفل مین حسرت چھا گئی
چپ لب ساغر ہین شیشے ہین دہن باندھے ہوئے
اُس شکار افگن کی صحرا مین اگر آمد نہین
کیون کھڑے ہین ہدف غزالان ختن باندھے ہوئے
کسکی آمد انجمن مین ہو کہ دروازے کی سمت ہے
ٹکٹکی ہین سارے اہل انجمن باندھے ہوئے
بیقراری نے یہ تڑپایا کہ بالکل کھل گئے
پٹیون سے تھے جو میرے زخم تن باندھے ہوئے
واسطی مجھسا کہان ہی شاعر نازک خیال
تازہ کر دیتا ہون مضمون کہن باندھے ہوئے ۱۲۳

جب تلک ربط گل و خار کا گلشن مین رہے
چاہیے سلسلہ وحشت کا کبھی قطع نہو
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ہی الگ عالم سے
محفل عیش بنائینگے ہم اپنے دل کو
سرو آزاد کی صورت سے تھے آزادہ روش
دیکھکر میرے جنازہ کو یہ ہنستا کیسا ہے

یا خدا ہاتھ مرا یار کی گردن مین رہے
ہاتھ فارغ ہو گریبان تو دامن مین رہے
کون راہِ خطرِ شیخ و برہمن مین رہے
تو سہی یار ہمارا اسی مسکن مین رہے
نہ ہے ہم کبھی بھادون نہ ساون مین رہے
چاہیے صاحبِ ماتم کو کہ شیون مین رہے

چمن کو کیا ترے عارض سے نسبت
خدا اس بوستان کا باغبان ہی
کیا زخمی مجھے کس گل نے یارب
دہن جس زخم کا ہی عطر دان ہی
ہنسین کیونکر نہ مجھکو دیکھکر وہ
کہ روے زرد کشتِ زعفران ہی
زمانے مین ہی جو اُس پر ہی عاشق
اسی یوسف کا یہ سب کاروان ہی
نہ کیونکر سونگھ کر دیوانے ہون مست
شرابِ ناب بوے ارغوان ہی
خبر کردے سگِ لیلیٰ کو کوئی
کہ مجنون ایک مشتِ استخوان ہی

۱۲۲

رقم کی واسطی توصیفِ گیسو
دوات اپنی نہین ہی عطردان ہی

اسطرف ہی تیغ وہ شمشیر زن باندھے ہوے
اُسطرف ہم سر پہ پھرتے ہین کفن باندھے ہوے
کیا ملے بوسہ کہ ہی گھیرے ہوے اس رُخکو خط
دوسرا حلقہ ہی زلف پر شکن باندھے ہوے
الفتِ خطِ سیہ مین چھا گیا ہی لبسکہ کفر
شیخ ہی زُنّار مثلِ برہمن باندھے ہوے
تاخت آئی ہی اجل کی گھر مین بیٹھون کس طرح
بھاگنے پر ہین کمر اہلِ وطن باندھے ہوے
سرو قد کو گیسوِ جانان کو سنبل کیا کہون
شاعرون کے ہین یہ مضمونِ کہن باندھے ہوے
کیا عجب اک دم مین نونو سے جو عاشق ہون شہید
بازون پر ہی وہ قاتل نورتن باندھے ہوے
سنگ پر تیشہ لگاتا تھا تو ملتا تھا مزہ

جو قتل مد نظر ہی تو پھیر بھی خنجر — جھکی ہوئی مری گردن رہے رہے نہ رہے
کیا ہی جلوہ جانان نے ایک کعبہ و دیر — نزاع شیخ و برہمن رہے رہے نہ رہے
امید دل کے تلون سے مجکو پڑتی ہی — یہ میری جان کا دشمن رہے رہے نہ رہے
خزان قریب چمن آ چکی ہی اب دیکھین — بہار لالۂ و سوسن رہے رہے نہ رہے
ضیائے دل کا خدا ہی اگر یہی ہی حرص — ہوا مین شمع بھی روشن رہے رہے نہ رہے
چمن مین فصل گل آئی جنون ہی شورش پر — سلامت اب مرا دامن رہے رہے نہ رہے
یہ چار دن کی جوانی بہت غنیمت ہی ؎ — ترا یہ رنگ یہ روغن رہے رہے نہ رہے
امید زیست کی ہمکو عبث ہی پیری مین — چراغ صبح کو روشن رہے رہے نہ رہے
ابھی تو قبر پہ احباب عرس کرتے ہین — ہجوم پھر سر مدفن رہے رہے نہ رہے
یہی ہی اشک فشانی تو صبر دل کیسا — وفور سیل ہی خرمن رہے رہے نہ رہے
کہان کی شرم وہ مائل ہین بیحجابی پر — یہ پردہ اور یہ چلمن رہے رہے نہ رہے
جو نالے کرتے ہین اے دل تجھے تو اب کر لے — پھر آگے طاقت شیون رہے رہے نہ رہے
چمن مین رہتی ہی نالان سمجھ کے یہ بلبل — کہ شاخ گل پہ نشیمن رہے رہے نہ رہے
ابھی سے ربط بڑھاؤن مین اُنسے مکتب مین — یہ سادگی یہ لڑکپن رہے رہے نہ رہے
محلے والے عداوت پہ پاسبان دشمن — گلی مین یار کی مسکن رہے رہے نہ رہے

تجھی کو ہاتھ لگی واسطی نشست ردیف
کہے گا کیا کوئی دشمن رہے رہے نہ رہے

۱۲۱

چلون ساتھ اسکے یہ یارا کہان ہی — کہ وہ سایہ سے اپنے بدگمان ہی
خدا کے گھر مین جو چاہے وہ جائے — نہ دربان ہی نہ کوئی پاسبان ہی
عبث کہسار کاٹا کوہکن نے — نہ سمجھا یہ کہ محنت رائگان ہی ؎
غم و اندوہ اس مین آ کے کیا جائین — بہت دلچسپ یہ دل کا مکان ہی ؎

۱۱۸
سنجیدہ شعر تیری طرح سے کرے وہ نظم
اللہ واسطی جسے طبع سلیم دے

شباب مین مجھے فکرِ مآل کار رہی
خزان کے خوف سے پژمردہ یہ بہار رہی

فقط نہ زخمون پہ چھڑکا نمک تبسم نے
شمیم زلف معنبر بھی مشکبار رہی

محبت اُس گلِ خوبی کی کب گئی دل سے
تمام عمر یہ میرے گلے کا ہار رہی

رفاہِ غم کا سبب ہی جہان مین آزادی
خزان مین سروچمن کی وہی بہار رہی

تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھون چین
تپش سے دل کی مری روح بیقرار رہی

یہ میرے دل پہ عنایت ہی اب تصور کی
کہ روز سامنے آنکھون کے شکل یار رہی

عبث غرور رہی وصل عروس دنیا پر
یہ چار دن بھی نہ شوہر سے ہمکنار رہی

وہ عندلیب نے پایا ہی مہربان صیاد
قفس چمن مین رہا جب تلک بہار رہی

مریضِ عشق کو صحت ہوئی نہ نکلی جان
طبیب ایکطرف موت شرمسار رہی

چمن سے کہدو نہ پھولے کمالِ شادی سے
خزان بھی ہوگی اگر چار دن بہار رہی

شبِ فراق کی الجھن کا مختصر ہی یہ حال
تمام شب مرے ہونٹون پہ جان زار رہی

نگاہ اُسنے جو پھیری دکھاکے نرگسِ مست
تمام عمر مجھے سُستی خمار رہی

قضا کے ہاتھ سے اب گیا چھٹے گی دولت عمر
بہت دنون یہ مرے پاس مستعار رہی

لحد تلک مجھے پہونچاکے سب ہوئے رخصت
بس ایک رونے کو شمع سرِ مزار رہی

تصورِ غمزۂ یار ایک دن نہ گیا
تمام عمر یہ برچھی جگر کے پار رہی

جہان ہجوم حسینان سنا وہان پہونچے
کہان کہان نہ ہمین جستجوے یار رہی

۱۱۹
کہان گیا تھا تو اُسوقت واسطی کمبخت
کہ اُسکے کوچے مین تیری بہت پکار رہی

ترا یہ حُسن یہ جوبن رہے رہے نہ رہے
یہ نوبہار یہ گلشن رہے رہے نہ رہے

کھینچے تو کر یون جگر کو بھی شریک
پوچھتا تھا جب مجھسے درد دل ابھی

دیکھیے کیونکر رہِ الفت ہو طی
تھک کے چلے ہین دور ہی منزل ابھی

ایک چرکا اور بھی تلوار کا
دم ترے بسمل مین ہی قاتل ابھی

روئے سیمین کے جو دو بوسے وہ دین
دولت کونین ہو حاصل ابھی

کوچۂ محبوب مین میری طرح
ڈھونڈھتا ہی کوئی میرا دل ابھی

شمع عارض سے جو تم اُلٹو نقاب
مین ہون پروانہ سر محفل ابھی

تھک گئے ہین چلتے چلتے ہم مگر
منزلون ہی عشق کی منزل ابھی

بیمروت نے کہا پھر مانگیے
ہم جو بوسے کے ہوئے سائل ابھی

ہون وہ مجنون دیکھ لے لیلی اگر
خود اُٹھا دے پردۂ محمل ابھی

اک نظر دیکھین اگر مشکلکشا
واسطی آسان ہو مشکل ابھی

۱۱۷

اہلِ طمع کو گنج زر و گنجِ سیم دے
قانع ہون گنج صبر مجھے یا کریم دے

گھبرائے کیون نہ دیکھکے بیمار عشق کو
سمجھے جو درد کو تو دوا بھی حکیم دے

یارب پھر آئے گھر مین ہمارے وہ گل کبھی
پھر آمدِ بہار کا مژدہ نسیم دے

عین عطش مین آئے جو دولت کا بھی خیال
دریا ہزار ہا مجھے دُرِّ یتیم دے

ہی شان یہ نہ دست حنائی دکھاؤ تم
مانگون جو مین مجھے ید بیضا کلیم دے

دشمن ترا وہ ننگ جہان ہی کہ روز حشر
جائے جحیم مین تو دُہائی جحیم دے

فوج الم کہ فوج شیاطین کا ہو ہجوم
اللہ ہر جگہ مجھے فتح عظیم دے

اہل زمین کو خاک فلک سے امید ہو
جب یہ دنی ہما کو عظام رمیم دے

بے مانگے منعمونکو دوشالے کرے عطا
مفلس طلب کرے تو نہ اسکو گلیم دے

مین بھی شریک انجمن خاص ہون کبھی
لیکن جو اذن آپ کا لطفِ عمیم دے

۱۱۴

باعث غم ہی جہان مین پیش بینی واسطی
عاقلون سے بڑھ کے راحت خفتہ و غافل مین ہی

جفا بلا سے تمہاری سرشت ہی مین سہی
غم فراق مری سرنوشت ہی مین سہی

شب وصال مین وہ بیٹھے ہین جدا مجھسے
بے نصیب کا دوزخ بہشت ہی مین سہی

ملون ہر ایک سے ہو جائین تا عیان بد و نیک
حصول مرتبہ کچھ خوب و زشت ہی مین سہی

جو تجکو کعبے کے آنے مین عذر ہو کوئی
غرض ہی وصل سے ای بت کنشت ہی مین سہی

نہین عزیز جو غیرونکو داغ عشق ترا
مگر اُسکا یہ دل غم سرشت ہی مین سہی

جو دفن تم نہین کرتے ہو سنگسار کرو
ہماری نعش نہان سنگ و خشت ہی مین سہی

کوئی مقام ہو سجدہ خدا کو واجب ہی
حرم نہین تو عبادت کنشت ہی مین سہی

۱۱۵

کسی گنوار نے سمجھی ہی واسطی یہ زمین
وصال چاہیے گندم کی کشت ہی مین سہی

رک رک کے یہ روانہ جو ہر وقت سانس ہی
کیا کوئی خار غم کی مرے دلمین پھانس ہی

رکھا جو غش مین یار نے سینے پہ میرے ہاتھ
منہ پھیر کر کہا کہ ابھی اسمین سانس ہی

کیونکر قدم وہ فرش گل تر پہ رکھ سکے
جسکو کہ نازکی سے رگ گل بھی پھانس ہی

مٹی خراب شاہ و گدا کی ہی زیر خاک
جب لاش سڑ گئی تو حقیقت مین پانس ہی

نسبت نہین ہی قامت جانانہ سے سرو کو
کاواک اک درخت ہی گویا کہ بانس ہی

گل برگ خشک اُس رخ رنگین کے سامنے
سنبل حضور کاکل مشکین کے گھانس ہی

۱۱۶

قسمت گدا کو شاہ کرے دم مین واسطی
کچھ اہل آسمان کی عجب ٹھونس ٹھانس ہی

عشق کا آغاز ہی ای دل ابھی
دیکھیے پیش آئے کیا مشکل ابھی

تھا کہان ای قیس اتنا تو بتا
اُٹھ گیا تھا پردۂ محمل ابھی

ہین دو سنگِ آسیا دونون تہ و بالا مگر — دستِ صنم مین ہکون گردشِ کفِ سائل مین ہی

بند رہوے خلق پر دروازہ کر مثلِ حباب — دم کا وقفہ ہی کشائشِ عقدۂ مشکل مین ہی

دشت کو سیراب یہ چھالون کے پانی نے کیا — جو بگولا ہی وہ اک فوارہ اس منزل مین ہی

ڈھا رہے ہو کیا سمجھکر کعبۂ دل کو ارے — ای بتو خوفِ خدا بھی کچھ تمھارے دل مین ہی

۱۱۳

راہِ الفت مین مسافر ہین بہت ای واسطی
کوئی پہونچا انتہا کو اور کوئی منزل مین ہی

ہم ہین اُسکے پاس اب کوئی نہین محفل مین ہی — ہی یقین ہو آرزو پوری جو اپنے دل مین ہی

ذائقہ کیا جانئین کیا نظارۂ قاتل مین ہی — رقص کرتی ہی جو پتلی دیدۂ بسمل مین ہی

مثلِ ریگِ شیشۂ ساعت ہون ایسا دشت گرد — ہی وطن مین بھی سفر ہر دم قدم منزل مین ہی

اُس صنم کا ظاہر و باطن کبھی یکسان نہین — پھول سے نازک ہی تن پتھر کی سختی دل مین ہی

راہِ حق مین اسقدر مشق ریاضت کیجیے — جسم خاکی روح بنجائے یہ اپنے دل مین ہی

بچ کے ہفتاد و دو ملت سے طریقِ حق مین چل — دیکھ تو جادون کی کثرت کیسی اس منزل مین ہی

رخ پہ خط نکلا عبث ہی آئنہ کا دیکھنا — تھی جو صورت آپکی اب وہ ہمارے دل مین ہی

گرد اپنے شعلۂ جوالہ سان پھرتے ہین ہم — اول و آخر برابر عشق کی منزل مین ہی

ای اجل پہونچا دے مجھ نالا نکو یار و تنگ شتاب — قافلہ اہلِ عدم کا بے جرس منزل مین ہی

جیسی صحبت ہو نہ ویسا کسطرح ہو آدمی — مادہ ہر ظرف سے بنے کا خمیر گل مین ہی

خاکسارونکو نہین دنیا مین بڑہ چلنے کا دھیان — پانو انسے جب دیکھو تیھے نقشِ پا منزل مین ہی

عشقِ حق مین جان دی منصور نے پروانہ وار — دل مرا کیا جانے کس اندیشۂ باطل مین ہی

رہرو و کیا خوف کٹ جائیگی ہو کیسی ہی راہ — پاس دونون پانو کے مقراض ہر منزل مین ہی

معنیِ روشن سے ل ہتے ہین آخر قدردان — مجمعِ پروانہ بھی ہو شمع جس محفل مین ہی

رنج دیتا ہی دلا کر یادِ آرامِ وطن — دشمنِ پنہان ہمارا نقشِ پا منزل مین ہی

ہر جگہ جلتے ہین وہ ہی جنکی قسمت مین طپش
شمع سوزان خسرو و درویش کی محفل مین ہی

رنگ و روغن کھوئیگی چہرے کا میرے ایکدن
خوف لونی کا بھی اس دیوار کی کہگل مین ہی

فیض ہی درکار اُسکا کیا قریب اور کیا بعید
بحر کی قربت بہ خشکی کسقدر ساحل مین ہی

صحبتِ اہل طمع کردیتی ہی ہمت کو پست
بھیک کا لقمہ دہان کاسۂ سائل مین ہی

یہ مکان اُسکا ہی دو گوشے ہین جسکے دوجہان
دوجہان سے بڑہ کے گنجائش ہمارے دلمین ہی

ہون محبت مین جو یک جان و دو قالب ہی مزہ
دلمین دل ڈالین کسی کے یہ ہمارے دلمین ہی

ابروے خمدار ہی بالاۓ مژگان جلوہ گر
یا علم تیغ کشیدہ پنجۂ قاتل مین ہی

۱۱۲

منھ کی کھائین بحث مین کیونکر نہ جاہل واسطی
کور نا واقف بلند و پست سے منزل مین ہی

عاشقون سے بڑھکے معشوقونکا دل مشکل مین ہی
آرزو پوری کرین کیونکر جو سب کے دل مین ہی

بے طلب کیسا ہجوم یاس ہر یک کے دل مین ہی
میہمان ناخواندہ ہی وارد جو اس محفل مین ہی

بارش کے ڈورے سے جانبازونکے حقمین کم نہین
نشۂ مے کا جو ڈورا نرگس قاتل مین ہی

کیا نہین تمنے سنا ہوتی ہی دل کو دل سے راہ
ہی وہی دلمین ہمارے جو تمھارے دل مین ہی

کرتے ہین تہمت دورنگی کی عبث اہل سفر
فرق کب مشکل جرس اپنے زبان و دل مین ہی

جسم سے بڑھکر ہی دنیا مین اذیت روح کو
مشکل اس راکب کو بیدلیے سوا منزل مین ہی

پستی ہمت سے ہی یہ دوری راہ طلب
ہیچ ہی کوتہ درازی اس سے اس منزل مین ہی

جس جگہ تم ہو ہجوم عاشقان کیونکر نہ ہو
کثرت پروانہ گرد شمع ہر محفل مین ہی

حاجتِ ترمیم کچھ قانون ہمت کو نہین
کب کلی درکار کوئی دامن ساحل مین ہی

کم بیاض رخ بیاض چشم بینا سے نہین
آنکھ کی پتلی کا عالم اُسکے رخ کے تل مین ہی

وہ ترا چاہ زنخدان ہی کہ جس کی چاہ مین
غم سے دل خالی فرشتونکا چہ بابل مین ہی

جو تن خاکی ہمارا ہی قلب صاف سے خالی نہین
نور کا اک نقطہ بھی اس صفحۂ باطل مین ہی

دل تڑپتا ہی مگر اُس تک پہونچنا ہی محال
پر فشانی کے سوا کیا پردۂ محمل مین ہی

کھینچتا ہی جذب جانبازونکا جو اپنی طرف
کشمکش مین تیغ ہی قاتل بڑی مشکل مین ہی

پوچھتے ہین مجھسے وہ باتین نہین جنکا جواب
کہتے ہین دیکھین تو کس جا درد تیرے دل مین ہی

چاہتا ہون رو کے دھوؤن قبل روز باز پرس
خون کا میرے جو دھبا خنجر قاتل مین ہی

مٹتی ہی کثرت سے کوئی وحدتِ اہل صفا
سیر عالم کر کے ہر پائے نگہ منزل مین ہی

نجد مین لایا ہی سرو نالۂ مجنون یہ پھل
ہی قفس مین فاختہ لیلےٰ نہین محمل مین ہی

ہم ہین جو رفتار جانان کے اٹھاتے ہین مزے
کیا ثمر قمری کو عشق سرو ہی پاگل مین ہی

باد وے قاتل کا دکھنا ہی جو اُسکے حق مین جرم
کانپتا ہی خوف سے رعشہ تنِ بسمل مین ہی

۱۱۱

واسطی ہو گا نہ مطلب چرخ ظالم سے حصول
دل کو لا حاصل تردد فکر لا حاصل مین ہی

گرم جو راہ طلب مین ہی بڑی مشکل مین ہی
خوف سنگ راہ رہرو کو کڑی منزل مین ہی

سرمہ کیا خون سیہ زخم تنِ بسمل مین ہی
بے صدا زنجیر جو ہر خنجر قاتل مین ہی

مدتون سے سوز داغ عشق یکسان دلمین ہی
انتہا بھی ابتدائے شمع اس محفل مین ہی

ایک مجنون کیا نظر آتے ہین مجنون سیکڑون
تو وہ لیلیٰ ہی کہ تیرا عشق سب کے دل مین ہی

جھوٹے وعدے کر کے مجکو آجتک ٹالا کیے
اب تو کچھ سچ سچ بتا دو کیا تمہارے دل مین ہی

حاجیون کیطرح آتے ہین جو سب مشتاق قتل
سنگ اسود نصب کیا یارب درِ قاتل مین ہی

فاتحہ خوانونکا احسان کس سے اُٹھتا شکر ہی
بے نشان مدفن ہمارا کوچۂ قاتل مین ہی

ساتھ تو ساتھ اگر احباب قبر تک رخصت ہوے
سامنا کس بیکسی کا پہلی ہی منزل مین ہی

کیون نہ دل گمراہ ہو اُس گیسوئین فشان دیکھکر
شب کو ہر جگنو چراغ غول اس منزل مین ہی

لاغری نے قیس کو کیا داخل لیلیٰ کیا
چشم رشتہ تار و پود پردۂ محمل مین ہی

گرد باد اُٹھکر ہزارون نجد مین مرطامت کیے
قیس اب تک انتظارِ صاحبِ محمل مین ہی

رتبۂ پیر خرابات اُنھین کیا معلوم
بک رہے ہین جو یہ واعظ سر منبر بیٹھے

نہین ممکن کہ خوشی خانۂ دل مین آئے
غم و اندوہ کے پہرے ہین برابر بیٹھے

خسروِ حسن وہ تو ہی کہ ہما بنجائے
تیرے دیوار پہ اگر جو کبوتر بیٹھے

دیکھکر اُسکی مژہ دلکو یہ ہوتی ہی ہوس
یا خدا میری رگِ جان پہ یہ نشتر بیٹھے

زخم سے زخم غم ابرو و مژگانین لگے
تیغ پر تیغ پڑے تیر برابر بیٹھے

کوہکن جانب کہسار گیا نجد مین قیس
دل مین جو آگیا سودائیو نکے کر بیٹھے

آکے وہ سیم بدن پاس مرے بیٹھ گیا
سچ ہی ملجاتی ہی دولت بھی کبھی گھر بیٹھے

غم ترا آئے تو دون خانۂ دل مین مین جگہ
داغ سودا کو جو منظور ہو سر پر بیٹھے

غلغلہ نالہ و فریاد کا محفل مین اُٹھے
ایکدم آکے جو وہ فتنۂ محشر بیٹھے

۱۱۰

واسطی وادی وحشت مین رہے سرگشتہ
نہ کبھی راہ مین دم لینے کو دم بھر بیٹھے

جلوۂ رخسارۂ جانان ہمارے دل مین ہی
طور پر جو شمع روشن تھی وہ اس محفل مین ہی

زاہد عزلت نشین کس فکر لاحاصل مین ہی
وسعتِ کونین خلوت ہی اگر وہ دل مین ہی

رنج سے چھوٹین یہ ناحق عالمونکے دلمین ہی
ساری راحت حصۂ مجنونِ لایعقل مین ہی

گوشۂ عزلت مین ہمکو خوف دشمن کا نہین
خار سے محفوظ ہی وہ آبلہ جو دل مین ہی

ابھی آجاوے وہ عیسی جان مین پڑ جائے جان
وقتِ آخر بھی یہی حسرت ہمارے دل مین ہی

بوسہ گستاخانہ کیا زخم جگر نے لے لیا
چین ابرو کیطرح سے خنجر قاتل مین ہی

چلتے چلتے کیا عجب پہونچین نہین اُسکے در تلک
پائے شوق اب برق آسا گرمِ منزل مین ہی

خاک اڑانا حق مجنون مین ہو کیسا مضر
روئے لیلیٰ آج سو سو پردۂ محمل مین ہی

جلوۂ رخ کیا چھپے گا لاکھ پردہ کیجیے
شمع ہی فانوس مین لیکن ضیا محفل مین ہی

لب تلک اُس مست کے پہونچون جو ہو کاسہ گر
جام ہو بننے کی استعداد میری گل مین ہی

فلک نے پست کیا یہ بلند قدرون کو
جو شہسوار ہوئے تھے وہ بے سوار رہے

۱۰۸
بہت ضرور ہے ہو طبع دوسرا دیوان
کرو واسطی یہ زمانے مین یادگار رہے

جو چشم کوہ یہ دو دن یہ اشکبار رہے
کبھی نہ سنگ مین باقی کوئی شرار رہے

جنون کو دیکھنے آئی ہین قاف سے پریان
خدا کرے کہ مرے سر پہ جن سوار رہے

وہ چشم ہو مرے دل سے نہ یا خدا غافل
ہرن کو بد نظر شیر کا شکار رہے

شراب الفت ساقی ہے تیز و تند ایسی
جو ایک قطرہ پیون عمر بھر خمار رہے

سکھاؤن اسکو اگر اپنے دل کی بیتابی
سپہر پہ نہ کبھی قطب کو قرار رہے

برنگ سایہ پھرین خاک زخم سینہ چاک
کسیکا سایۂ گیسو جو مشکبار رہے

وہ آکے خاک کو روندین جو پائے رنگین سے
تو کیون نہ پھولون کی چادر سر مزار رہے

مین حسن دوست اگر ہون بہار پر حاکم
قریب گل کے کسی باغ مین نہ خار رہے

شب فراق ہوئی اپنے گھر مین عید کا دن
کہ صبح تک کسی مہرو سے ہمکنار رہے

سر مزار وہ دین راہوار کو کاوہ
خدا کرے کہ مرے گرد یہ حصار رہے

بلند قدر کیا مر کے خاکساری نے
ہوا پہ کیون نہ ہمیشہ مرا غبار رہے

گیا نہ دل سے کبھی دھیان انکی پلکون کا
ہزار تیر کے ہم خستہ جان شکار رہے

مٹے نہ داغ جوانی کا دل سے پیری مین
خزان مین پیش نظر رات دن بہار رہے

۱۰۹
کبھی نہ گھر مین کیا تم نے واسطی کو طلب
کہان تلک کوئی در پر امیدوار رہے

نبض کیطرح سے سو مرتبہ چل کر بیٹھے
کیا سفر ہی رہے سرگرم سفر گھر بیٹھے

مر کے بھی مجھپہ کیا لاکھ بلاؤن نے ہجوم
میری تربت پہ جو آکر وہ دو ٹلے سر بیٹھے

قاصد یار سے منظور ہین دو دو باتین
کہدو ناصح سے کہ دروازے کے باہر بیٹھے

ای موذن ایک دم خاموش رہ / وہ ہوئے ہین خواب مین غافل ابھی
مارتے ہین دست و پا دریا سے ہم / دور ہی دریا کا پر ساحل ابھی
حب کہا مین نے کہ مین اسیر آزار / کس خوشی سے بول اٹھا قاتل ابھی
شکر ہی اتنا کہ وہ ظالم مجھے / جانتا ہی رحم کے قابل ابھی
کرگئے زخمی منہ نہ اپنا پھیرے / ہین کشادہ دیدۂ بسمل ابھی
گور تک آکر ہوئے رخصت عزیز / یہ نہ سمجھے پہلی ہی منزل ابھی

۲۰۷ — واسطی لکھون جو وصف تیغ یار
مرغ مضمون کیون نہ ہو بسمل ابھی

سیاہ بخت رہے تیرہ روزگار رہے / عدو کی آنکھ مین اسیر بھی ہم غبار رہے
ہمیشہ ہجر مین مشتاق وصل یار رہے / خزان مین منتظر آمد بہار رہے
وہ چشم مست عجب ہی کہ ہی تہ ابرو / کہین سنا ہی کہ کعبے مین بادہ خوار رہے
فراق یار مین تو آج تک نہین آتی / کہان تلک ترا ای موت انتظار رہے
جو بعد مرگ ہو مجکو ہوائے افعی زلف / خموش کیون نہ چراغ سر مزار رہے
اُٹھائے گردش قسمت سے ہمنے پیچ پہ پیچ / ہزار طوق ہمارے گلے کے ہار رہے
دئے ہین داغ جو عاشق کو اُس سے ہی یہ مراد / کہ عمر بھر ہمہ تن چشم انتظار رہے
بہشت کیا نہ ملے جب جحیم مین بھی جگہ / تمھین کہو کہ کہان یہ گناہگار رہے
شراب پی کے لیا بوسہ چشم ساقی کا / خدا کا شکر کہ مستی مین ہوشیار رہے
فراق مین بھی ملی ہمکو کب نہ لذت وصل / ہمیشہ خواب مین بھی اُس سے ہمکنار رہے
بگڑ کے ہمسے ہمارا جو دل رقیب بنے / کسی کا خاک زمانے مین اعتبار رہے
وہ قصد رکھتے ہین مجھ سخت جان پر وار کرین / الٰہی آبروے تیغ آبدار رہے
اُٹھائے ہجر کے صدمے بہت نہ موت آئی / رہے تو زندہ مگر سخت شرمسار رہے

ناقص جو خط ہی خوب لوانے سے کیا حصول | کیا فائدہ جو بد متبرک کفن مین ہی

۲۰۵ عریان ہی لوگ دفن کرین مجکو واسطی
مردے کو خوف دزد کفن کا کفن مین ہی

شب کو یا وزلف مین حالت عجب طاری ہوئی | نور کی شب سے بھی مجکو رات یہ بھاری ہوئی
ہم سفر ملک عدم کا آ گئے سوے سفید | نور کا تڑکا ہوا چلنے کی طیاری ہوئی
پھنس کے گیسو مین تماشائے رخ جانان کیا | ہمکو آزادی سے بہتر یہ گرفتاری ہوئی
لائے دن برسات کے میکش ہوئے پھر کامیاب | نہر جود و فیض ہر میکدہ جاری ہوئی
آکے لڑکون نے جو گھیرا چار جانب سے مجھے | جوش وحشت مین وہ مجکو چار دیواری ہوئی
خلد مین مشتاق حورین ہین تو پریان قاف مین | کیا مبارک ہمکو انکی نازبرداری ہوئی
پارسا سارا زمانہ اب مجھے کہنے لگا | فرقت جانان مین ایسی ترک میخواری ہوئی
شکر ہی کیسے شب وصلت ہمارے دن پھرے | پاس آیا وہ مسیحا دور بیماری ہوئی
بے سخندانون کی محفل کس طرح ہو قدر شعر | مصر مین پہونچے تو یوسف کی خریداری ہوئی

۲۰۶ واسطی احوال میرا دیکھکر بولے طبیب
فہم قاصر ہی بیان کیسی یہ بیماری ہوئی

سیکرون ہونے کو ہین بسمل ابھی | دم نہ لے اے خنجر قاتل ابھی
دیکھ رقص اضطراب دل ابھی | میری بالین سے نہ جا قاتل ابھی
بارہ وہ تلوار کی دیکھین تو ہو | طائر رنگ حنا بسمل ابھی
وائے قسمت مجھسے دربان نے کہا | ہو گئے خلوت مین وہ داخل ابھی
وہ کھڑے ہستے ہین کچھ کھلتا نہین | لیگیا کوئی چرا کر دل ابھی
آتش عارض سے بچ جاؤن اگر | تاک کر گولی لگائے تل ابھی
کیا شکایت بدلی کی کیجے | پھیر دینگے وہ ہمارا دل ابھی

تار نگاہ وہم ہی ہر تار پیرہن
اس پر نہین اٹھانے کی طاقت بدن مین ہی

بلبل کے رنگ خون سے قفس ہی ریاض خلد
ایسی بہار کب کسی صحن چمن مین ہی

یون تو جہان مین لاکھ سخنور ہین واسطی
استاد فن وہی ہی جسے دخل فن مین ہی

۲۰۴

کیا فائدہ ہی روح جو مجرم کے تن مین ہی
روشن ہی شمع اور اندھیرا لگن مین ہی

اُس سرو سے یہ عشق ہمین اس چمن مین ہی
پوشاک بھی ہی فاختئی جو بدن مین ہی

داغ فراق جسم پہ بوٹون سے کم نہین
کمخواب کی بہار مرے پیرہن مین ہی

بیدانشون کی عقل پہ پتھر پڑے ہین کیا
کعبے کا سنگ بت نگہ برہمن مین ہی

کیا سحر ہی کہ اسنے کیا دو ضدونکو جمع
شیرین دہن یہ بھی وہی تلخی سخن مین ہی

کیا جلد خط سے حسن رخ یار مٹ گیا
کل تھی بہار آج خزان اس چمن مین ہی

لاغر ہون اسقدر مجھے کافی ہی بہر غرق
تل بھر عمق جو یار کی چاہ ذقن مین ہی

کیون فکر اسکی کشف حقیقت مین کیجیے
حکم خدا ہی روح جو اپنے بدن مین ہی

ارہ چلے خزان کا نکیون اسکے فرق پہ
اک سرکشی کی شاخ نہال چمن مین ہی

کہتا ہی ہو مکان نہ یہی میرے خواب کا
دھڑکا اجل کا یہ دل ہر گورکن مین ہی

سمجھا یہ مین تموج دریا کو دیکھ کر
ایسا ہی پیچ زلف شکن در شکن مین ہی

چوٹی مین یار کی ہی جو سورج بھی چاند بھی
دونون کا ایک وقت گذر یان گہن مین ہی

مین مست رکے بھی ہون جو مشتاق دختر رز
کیا تار و پود پنبۂ مینا کفن مین ہی

جادوے چشم سے نہین بچنے کا دل مرا
اُستاد یہ بھی شعبدہ بازی کے فن مین ہی

رونق فزا رہے گا نہ جب تک حسن یار
گل ہوگی شمع صبح کو جو انجمن مین ہی

قتل نگاہ خوف جلاے وطن نہین
کتنی ہی دور جائین پھر آنا وطن ہی

ہلتی ہی بیقراری دل سے جو میری نعش
لوگون کو ہی گمان کہ یہ مردہ کفن مین ہی

ٹھہر کب تلک قتل آفاق قاتل
قضا تھک گئی تیغ مین دم نہین ہی

ملے خاک مین خاندان کیسے کیسے
وہ ہی کون جس گھر مین ماتم نہین ہی

تصور رہے اُس رخ کا ہی میرے دلمین
یہ ذرہ بھی خورشید سے کم نہین ہی

تری زلف سے اسکو کیا دو نین نسبت
کہ سنبل مین یہ پیچ یہ خم نہین ہی

ہنر سے ہی نام بشر تا قیامت
زمانے مین ہی جام اگر جم نہین ہی

وہ کہتے ہین عاشق کو دشنام دیکر
کہ دنیا مین جو مین ہون حاتم نہین ہی

۲۰۳
مرا حال دل واسطی کون جانے
کوئی آشنا کوئی محرم نہین ہی

جانے سے تیرے ایسی اداسی چمن مین ہی
پتو نمین جو ثمر ہی وہ مردہ کفن مین ہی

جو صید ہی وہ کوچۂ ناوک فگن مین ہی
کہسار پر ہی نہ بیابان نہ آہو ختن مین ہی

کیا نشۂ حیات نے ہمکو کیا ہی مست
شیشے مین مے کہ روح ہمارے بدن مین ہی

نکلے گا پھنس کے بھول بھلیان سے کس طرح
دل قید اُسکی زلف شکن در شکن مین ہی

دونون لب اُسکے وقت تکلم ہین دو گواہ
اب کیا کلام اُسکے ثبوت دہن مین ہی

مجھسے رقیب کو ہی عداوت اسی قدر
قصاب سے جو کینہ دل برہمن مین ہی

ایا یہ دھیان خال لب یار دیکھ کر
گلنار پیرہن حبشی کے بدن مین ہی

مہتاب کیا اترتی ہی دستار آفتاب
اندھیر دن دھاڑے تری انجمن مین ہی

قمری ہلاک سرو ہی بلبل خراب وگل
نیرنگ ساز حسن ہی جس پیرہن مین ہی

عکس ذقن ہی سینہ پہ چہرے پہ عکس زلف
جو عضو ہی وہ آئینہ اسکے بدن مین ہی

گلزار بھی ہی کشتہ تری تیغ ناز کا
رنگ شہید لالۂ خونین کفن مین ہی

عشاق کی سپید ہین آنکھین بچھی ہوئی
یا چاندنی کا فرش تری انجمن مین ہی

کعبہ مین آکے تمنے جلایا یہ دیر کو
ناقوس البہ کعبہ ہر برہمن مین ہی

زخم ہر دل مین ہین مژگانِ بتِ بے پیر کے
ہین زمانے مین نشانے سیکڑون اُس تیر کے

تھے وہ مجنون ہو گیا خونِ سیہ اپنا کسیس
ہم ہوے جوہر تو جوہر کھل گئے شمشیر کے

اُس کمان ابرو کو لکھا ہمنے جسدم خطِ شوق
اڑ چلا قاصد ہمارا پر لگا کر تیر کے

سُنتے ہین درکار ہین اُس طفل کو منت کے طوق
کاش لیجائے کوئی حلقے مری زنجیر کے

ہون مریض اُس سیم تن کا کیمیا گر ہو حکیم
نسخے ہین درکار مجھ بیمار کو اکسیر کے

طعن کرتے ہین عبث پیر مغان پر اہلِ زہد
فہم رکھتے ہین تو ہون آکر مرید اس پیر کے

وصل کی بھی طرفہ صحبت ہی کہ مین حیران وہ چپ
ہو کوئی تصویر جیسے سامنے تصویر کے

ہون وہ دیوانہ کہ زندان ہی مرا میدانِ حشر
صورِ اسرافیل ہین نالے مری زنجیر کے

کرکے زخمی ناوک افگن نے بڑا احسان کیا
طائرِ بے پر تھا مین مجکو دئے پر تیر کے

اُس خطِ رخسار کے معنی سمجھ سکتا ہی کون
پڑھنے والے فی الحقیقت ہم ہین اس تحریر کے

جلد لے اے ترک بہر ساقیِ کوثر خبر
دیر سے پیاسے ہین ہم آبِ دمِ شمشیر کے

بھوک کھو دیتی ہی یادِ گیسوے پیچانِ یار
سیر کرتے ہین مجھے دانے مری زنجیر کے

وقتِ گریہ ہی جو اُس بالے کی مچھلی کا خیال
تار اشکون کے ہین رشتے دامِ ماہی گیر کے

نخلِ قد کو کیا ہدف کرکے کیا تو نے ہرا
کونپلون کیطرح پر نکلے ہین قاتل تیر کے

خوشنما کتنی ہین اُس سینے پہ گوری چھاتیان
سرنگون رکھتے ہین دو ساغر یہ گویا شیر کے

بارک اللہ کیا زبان ہی کیا بیان ہی واسطی
جتنے اہلِ نطق ہین قائل ہین اس تقریر کے

۲۰۲

مرا اشکِ چشم اشکِ شبنم نہین ہی
یہ قطرہ سمندر سے کچھ کم نہین ہی

کہان رات کاٹی کہ مرجھا گئے ہو
رہ جبہ کہ رنگت وہ عالم نہین ہی

مثل ہی کہ جی ہی تو سارا جہان ہی
اگر ہم نہین ہین تو عالم نہین ہی

شبِ وصل مین یون نہ افسردہ بیٹھو
یہ ہی عید کا دن مُحرم نہین ہی

چھوڑوں نہ ساتھ سایہ صفت راہ میں کبھی
میں بھی اُسی طرف کو چلوں وہ جدھر چلے

ایک ایک دم میں سیکڑوں خالی کئے سبو
دن زندگی کے یوں ترے میخوار بھر چلے

نورِ یقین یہ ہمکو دیا حق نے واسطی
آنکھوں سے سوے روضۂ خیر البشر چلے ۲۰۰

راہ مشکل ہی بہت وصلِ بُتِ بے پیر کی
ٹھوکریں کھلوائیگی گردش مجھے تقدیر کی

تیرہ روزی میں شکایت کیا کروں تدبیر کی
ہی یہ سب ظلمت مدادِ خامۂ تقدیر کی

یاد ہی ہر دم جو گیسوے بتِ بے پیر کی
میرے شیون میں صدا ہی نالۂ زنجیر کی

دل جو ٹوٹے آہ سے امید کیا تاثیر کی
چل سکے کیونکر شکستہ ہو کمان جس تیر کی

جا کے کعبے سے پھر آیا دیر میں بے اختیار
کھینچ لائی مجھکو الفت اُس بتِ بے پیر کی

ہی جو یارِ ماہرو کے جہاں شب کو بھی رہتا ہی دن
میرے گھر میں کیا ہی حاجت مہر کی تنویر کی

عالم ہستی میں آکر دربدر پھرتا ہوں کیوں
کھینچ لائی ہی مجھے گردش مری تقدیر کی

وصفِ زلفِ یار میں الجھی رہی میری زبان
گتھیاں سلجھیں نہ میرے رشتۂ تقریر کی

جیتے جی معشوق سے کیا خاک ہو امیدِ وصل
پارہ کشتہ ہو تو خاصیت ملے اکسیر کی

غیر کا محتاج کب ہو دے خدا جسکو عروج
کچھ بھی شمع ماہ کو حاجت نہیں گلگیر کی

ہو گیا ہوں چپ جو مجھ پہ چھا گئی ہی بیخودی
خواب میں انسان کو طاقت ہی کب تقریر کی

تا زمانے میں نہ کوئی پھر کرے دعواے عشق
میرے قاتل نے مری لاش اسلیے تشہیر کی

وصف کرتا ہوں جو اُسکے تیغ ابرو کا رقم
قط نہیں میرے قلم پر بارڑھ ہی شمشیر کی

چاہیے کیا پردہ ہمکو اہلِ حیرت کے حضور
قابلِ دیدار ہیں آنکھیں کہاں تصویر کی

جا کے کوثر پر میں قاتل آبِ کوثر کیا پیوں
یاد ہی لذت مجھے آبِ دمِ شمشیر کی

واسطی جب آگیا دریاے وحشت جوش پر
بہ گئی سب مثلِ خس فرزانگی و زیرکی ۲۰۱

مجبور ہین کہ الفت بت سنگ راہ ہے
کس روز ہم نہ دیر سے سوئے حرم چلے

ہم نالہ کش بھی ساتھ محرم ہین ہو لیے
درگاہ کو جو اُسکے مکان سے علم چلے

جوش جنون نہین ہین جو گیا کوہ و دشت مین
فرہاد و قیس میرے قدم بر قدم چلے

باندھو سفر پہ اپنی کمر تم بھی واسطی
ہستی سے لوگ جانب ملک عدم چلے

199

اُٹھکر تمھاری بزم سے ہم پیشتر چلے
چھوڑون بھی آپنے یہ نہ پوچھا کدھر چلے

آئے مرے دماغ مین اُس گلبدن کی بو
یارب کبھی ادھر بھی نسیم سحر چلے

کس درجہ راہ کوچۂ جانان دراز ہے
پہونچے نہ ایک کوس بھی دو دو پہر چلے

ہم راہی عدم ہوے پوچھا نہ آپنے
ہے عزم کس طرف کا کہو تم کدھر چلے

پوچھو نہ مجھسے حال حسینون کی بزم کا
چھلنی ہے دل کہ سیکڑون تیر نظر چلے

اُڑکر یہ خط شوق پہونچ جائے یار تک
یارب ہوا کی چال میرا نامہ بر چلے

سجدے کا قصد پانو پر اُسکے اگر نہین
کیون سر کے بل سپہر سے شمس و قمر چلے

ٹھوکر سے کون ہوتے ہین زندہ دم خرام
ہم تو تمھارے پانو کے ہاتھ سے مر چلے

مدت کے بعد ہم جو گئے اُنکے سامنے
گھبرا کے پوچھنے لگے کیسے کدھر چلے

آئے تو ساتھ ساتھ یہ اچھا کیا سلوک
پتھر ہماری چھاتی پہ احباب دھر چلے

اُٹھتا ہے آج پردہ کس کے عذار سے
ہر سو سے دیکھنے کو جو اہل نظر چلے

آیا ہے اُسکا یون دل پر داغ مین خیال
جس طرح بوستان مین نسیم سحر چلے

جب تک رہے جہان مین بیہوش ہم رہے
اتنی خبر نہین کدھر آئے کدھر چلے

پستان یار دیکھ کے آتا ہے یہ خیال
اُٹھے گا ذائقہ کہ یہ تازہ ثمر چلے

ملجائیگا اُسی کی مدد سے وہ سرو قد
باغ جہان مین حکم سے جسکے شجر چلے

جھگڑے مٹینگے اب نہ کبھی کوئے عشق کے
برپا ہم اپنے نالوں سے ہنگامہ کر چلے

اگر دنیا نہین ہی کسکو غم ہی
ہمین تو خواہش عقبیٰ بھی کم ہی

بتون کی یاد سے خالی نہین دل
جو کعبہ تھا وہی بیت الصنم ہی

حباب اسا کرون کیا کشتی مین
ثبات زندگانی ایک دم ہی

نہین کچھ احتیاج جام ساقی
ہمین چلو ہمارا جام جم ہی

وہ غصہ ہوتا ہون تو دیکھین کیا ہو محشر
سحر نزدیک آئی رات کم ہی

ادا و ناز مین حد سے زیادہ
فقط تجھ مین وفا ای یار کم ہی

نکیونکر مست ہو نین جب وہ ساقی
کہے پی لے تجھے میری قسم ہی

ہنسی پر لیوان مجھے آئے نہ رونا
کہ تو ام اس جہان مین عیش و غم ہی

ملے کیونکر سراغ عمر رفتہ
کہ اس رستے مین گم نقش قدم ہی

۱۹۸

چلو ای واسطی ہی سیر لازم
کہ کوچہ یار کا باغ ارم ہی

لی تبکدے کی راہ نہ سوے حرم چلے
جب صبح کو اٹھے اسی کوچے کو ہم چلے

گلشن مین ناز سے جو گروہ صنم چلے
مقدور کبک کیا ہی کہ پھر دو قدم چلے

سختی نے راہ عشق کی ایسا کیا ضعیف
دو دو گھڑی ٹھہر گئے جب دو قدم چلے

راحت طلب نہین ہمین چلنا قبول ہی
دوزخ سے کون جانب باغ ارم چلے

رونے مین نامہ لکھ نہین سکتا مین یار کو
قرطاس تر ہی اشک سے کیونکر قلم چلے

بیمار ہون مین الفت مژگان یار مین
آری کی چال کیون نہ دم نزع دم چلے

دیکھا جو روے یار ہوے خشک اشک چشم
کلا جو مہر نجم پکارے کہ ہم چلے

تیزی دکھاتے طبع جو ابرو کے عشق مین
منھ مین زبان صورت تیغ دو دم چلے

کچھ لطف زندگی کا اٹھایا نہ ساقیا
محفل مین جام بھی نہ چلا تھا کہ ہم چلے

بھر بھر کے جام مو مجھے دیتے ہین مغبچے
صد شکر میکدے مین مرے رنگ جم چلے

نگاہِ مست سے ساقی کے رستے ہین ہم مست
اسی سے تو طلب شیشہ و سبو کم ہی

بجھے گی پیاس نہ زنہار تیغ قاتل کی
کہ ضعف تن سے رگون مین مرے لہو کم ہی

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک
وہ کون ہین کہ جنھین تیری جستجو کم ہی

نکل کے گھر سے گراے صاحب وقار سفر
رہے صدف مین تو گوہر کی آبرو کم ہی

۱۹۶
وہ شب کو آئے تھے کیا واسطی عیادت کو
کہ آج شدت درد دل و گلو کم ہی

وحشی تمھاری چال جو وحشت کی چل گئے
دونون جہان سے ایک قدم مین نکل گئے

آئی خزان بہار چمن سے ہوا ہوئی
تیور گلون کے چار ہی دن مین بدل گئے

اس صاف رخ پہ آنکھ ٹھہرتی تو کس طرح
چکنی زمین تھی پانون نظر کے پھسل گئے

نظرونے گر چکے تھے امیرون کے ہم فقیر
پر پائے علے زبان سے نکلا سنبھل گئے

اک روز بھی جو وصل میسر ہوا ہمین
دل سے تمام عمر کے ارمان نکل گئے

فرقت مین تیری کثرت اموات یہ ہوئی
یار و نکے غسلخانہ مین مردے بدل گئے

کیا کیا نہ منھ چڑھا تھا عدو کھائی منھ کی آج
کی گھات ہمنے غصے مین دیکھا تو ٹل گئے

جھنجھلا کے بولے وہ جو لگایا بدن پہ ہاتھ
دیکھو کہ پانون حد ادب سے نکل گئے

پہلو دبا کے بیٹھے جو اُس شمع رو کا ہم
کیسے رقیب رشک سے محفل مین جل گئے

بوسے لب و دہن کے ہمین دینگے خود حسین
فقرے کسی طرح سے ہمارے جو چل گئے

پریون کا حُسن لالہ و گل نے دکھا دیا
دیوانے تیرے جا کے چمن مین بہل گئے

۱۹۷
اُس گورے جسم کا جو کیا وصف واسطی
مضمون ہمارے نور کے سانچے مین ڈھل گئے

نہایت قلت فرصت کا غم ہی
تمنا ئین بہت ہین عمر کم ہی

سزا دو جسقدر مجکو وہ کم ہی
مین مجرم ہون سر تسلیم خم ہی

گلبن پہ زاغ بیٹھے ہیں بلبل قفس میں قید
کیسی یہ باغ دہر میں اُلٹی ہوا چلی

لوگوں نے اُنسے میری سفارش تو کی بہت
مجبور یہ ہوسے کہ نہ اُنکی ذرا چلی

تھیں بسکہ یاد لالہ عذاروں کی گریان
دل بھک گیا جو صبح کو ٹھنڈی ہوا چلی

دیں گالیاں رقیب کو تمنے مرے عوض
یوں اپکی زبان چلی بھی تو کیا چلی

اس فتنہ گر نے چھوڑی نہ اٹھکھیلیوں کی چال
تلوار چال ڈھال پہ بھی بارہا چلی

ملا خاک میں تو خوشی یار کو ہوئی
تربت پہ چال کبک کی وہ کفش پا چلی

محفل سے اُنکی میں جو اٹھا زیر لب کہا
اچھا ہوا کہ گھر سے ہمارے بلا چلی

چھلا نہ دست یار کا ہمکو چرا دیا
چالاکی تیری کچھ بھی نہ دزدِ حنا چلی

۱۹۵

دل کی شکستگی کا اثر تھا یہ واسطی
تن پر مرے ہزار جگہ سے قبا چلی

بجا ہے دل کو جو اوروں کی آرزو کم ہے
کہ اس جہاں میں کوئی تم سا خوبرو کم ہے

کہیں کسی سے نہ بے التفاتیاں اُنکی
ہزار شکر شکایت کی مجکو خو کم ہے

تمہارا انخلخلۂ زلف جسنے سونگھا ہے
وہ جانتا ہے کہ مشکِ ختن میں بو کم ہے

بغیر گریہ میں لوں کس طرح سے نام صنم
ثواب وِرد و وظائف میں بے وضو کم ہے

حرارتِ تپِ غم سے یہ زہرہ آب ہوا
کہ دونوں آنکھوں میں پانی ہے اور لہو کم ہے

کہو سپہر سے سر پہ نہ بارِ غم رکھے
ہمیں اُٹھانے کو کاندھے یہ کیا سبو کم ہے

جو دیکھتے ہیں کبھی برہمن یہ کہتے ہیں
بتوں میں نام خدا تم سا خوبرو کم ہے

کروں عداوت دشمن کا میں گلا کیونکر
جو میرا دوست ہے در پردہ کیا عدو کم ہے

یہ فیض عشق سے اب مجکو بے نیازی ہے
کہ دل میں دولتِ دنیا کی آرزو کم ہے

ملیں جو تجکو وہ قاصد تو بات کم کرنا
کہ نازکی سے اُنھیں تاب گفتگو کم ہے

یہ عکس آئنہ کہتا ہے روبرو اُنکے
نہ تجھ سے حسن میں میں کم نہ مجھ سے تو کم ہے

کس مزے سے لیے بوسے ترے رخساروں کے
ہاتھ کچھ آئے ادھر سے کچھ ادھر سے ٹپکے

تم جو اٹھ جاؤ مرے گھر سے تو سنسان ہو گھر
بیکسی سقف سے دیوار سے در سے ٹپکے

کیوں نہ سفاک کہیں یار تری آنکھ کو ہم
کیسے کیسے نہ جوان تیر نظر سے ٹپکے

نامہ خوں میں جگر و نکا تو لیے جاتا ہے
راہ میں خون کبوتر کے نہ پر سے ٹپکے

کس یم حسن کے دانتوں کا یہ آیا ہے خیال
آج آنسو جو در گریہ گہر سے ٹپکے

۱۹۳
تارے گردوں پہ نہیں فرقت جاناں میں ہیں اشک
دیدۂ واسطی خستہ جگر سے ٹپکے

مہوشوں میں سرو قامت غنچہ لب چھوٹے بڑے
ہیں بلائے جان عاشق رب کے سب چھوٹے بڑے

ایک مجنوں عاشق لیلی تھا اے رشک پری
تیرے دیوانے ہیں سب اہل عرب چھوٹے بڑے

سینچے اب منہ لگاتے ہیں نہ پیر میفروش
پھر گئے مجھ مست سے کیوں سب کے سب چھوٹے بڑے

نیک مردوں کو بچائے مردم بد سے خدا
مار کر دم یاں ہیں موذی غضب چھوٹے بڑے

ذرے افشاں کے جھڑے تھے جو جبین یار سے
آسماں پہ بن گئے تارے وہ سب چھوٹے بڑے

انقلاب دہر نے ایسا کیا پست و بلند
جو بڑے تھے ہو گئے چھوٹے وہ اب چھوٹے بڑے

کب ہے دنیا میں ترقی و تنزل سے نجات
گردش ایام سے ہیں روز و شب چھوٹے بڑے

کربلا والوں سے بہتر کون ہے آفاق میں
مرتبہ میں ایک ہیں یہ پیش رب چھوٹے بڑے

۱۹۴
ذوق جسکو ہو وہ سمجھے شعر میرے واسطی
ہیں عذوبت میں برابر یہ رطب چھوٹے بڑے

جب میری آہ سرد برنگ صبا چلی
بولا وہ گل کہ خوب ہی ٹھنڈی ہوا چلی

جس دم وہ تیغ غمزۂ کافر ادا چلی
مریخ کی خبر کو فلک پر قضا چلی

آنکھیں نہ پھیر پھیر کے سبکو دکھائیے
پس جائیگا زمانہ جو یہ آسیا چلی

ایسے ڈرے کہ اڑ گئے نسرین چرخ سے
بندوق سے نکلے جب مری آہ رسا چلی

سوزشِ دل نہ مٹے گی مرے رونے سے کبھی
اور بھڑکے جو کوئی آب مین روغن ڈالے

رخ گلرنگ نہ دکھلاؤ کہ ہو کر بیمار
خون منھ سے نہ کہین لالۂ گلشن ڈالے

بند مٹھی مین کہین موج ہوا ہوتی ہی
ہاتھ اس بت کی کمر مین نہ برہمن ڈالے

دیکھ لی تیری سواری مگر اب خوف یہ ہی
طوق گردن مین نہ نعل سم توسن ڈالے

۱۹۱
واسطی کس لیے لاتا ہی بتون کے پیغام
فرق اوقات مین میری نہ برہمن ڈالے

شکل دیکھے جو زلیخا سر بازار تری
ہو ابھی چھوڑ کے یوسف کو خریدار تری

دل بھی لے جان بھی لے عذر ہی کسکو سر مو
مجھسے بل کرتی ہی کیون کاکل خمدار تری

شوق مین پاس تو آتے ہین مگر ڈرتے ہین
پھونک دے دل نہ کہین گرمی رخسار تری

بھولتا ہی نہین جھگڑا جو رہا وصل کی شب
ایک اک بوسے پہ یاد آتی ہی تکرار تری

اک جہان ابروے پرخم پہ ترے مرتا ہی
کون گردن ہی کہ جسپر نہین تلوار تری

جب کرون قصد ہین پھاند کے گلشن پہ پہنچون
ایسی اونچی نظر آتی نہین دیوار تری

نہ سمجھنا کہ زمانہ ہی طرفدار مرا
گفتگو ہو تو کہین چار مری چار تری

کبک و طاوس تو انسان نہین کیا جانین
کب اڑا سکتے ہین یہ شوخی رفتار تری

منتظر بیٹھے رہے طالب دیدار بہت
کبھی آئی نہ سواری سر بازار تری

بوسہ بدبد کے جو تو گنجفہ کھیلا جو کا
اس مین ہر طرح سے ہی جیت مری ہار تری

نیستی کا ہی نشان عالم ہستی مین محال
ہاتھ آئے ہمین کیونکر کمر اے یار تری

۱۹۲
واسطی تو نے کیا وصف جوان دانتونکا
صاف موتی کی لڑی بنگئی گفتار تری

دل کے ٹکڑے مژۂ دیدۂ تر سے ٹپکے
ثمر پختہ محبت کے شجر سے ٹپکے

روچکا ہون مین بہت مجکو رلاتے کیا ہو
کس طرح نخل ٹپک کرنے ثمر سے ٹپکے

۱۸۹
لا تا وہ کس طرح خبر یار واسطی
قاصد کو اُسکے آگے نہ اپنی خبر رہی

وا نقاب رخِ پر نور رہوا چاہتی ہی
بزم مین روشنی طور رہوا چاہتی ہی

کچھ خبر ہی کہ تری زلف سیہ ہوگی سفید
رنگت اس مشک کی کافور رہوا چاہتی ہی

اب نہ گھبرا کہ شب ہجر ہی آخر ای دل
روز روشن شب دیجور رہوا چاہتی ہی

ہی دن رات کا رونا ہی اگر فرقت مین
چشم گریان مری ناسور رہوا چاہتی ہی

قتل کرکے مجھے بےخوف نہ گھر بین بیٹھو
یہ خبر خلق مین مشہور رہوا چاہتی ہی

تیغ ابرو پہ ترے زہرہ کی پڑتی ہی نگاہ
زخم کھا کھا کے جگر چور رہوا چاہتی ہی

آکے بیمار کے بالین پہ وہ اجلتے ہین
تپ جو اتری تھی بدستور رہوا چاہتی ہی

ڈالتی ہی ترے چہرے پہ نگاہین ہر بار
نرگس اب آنکھو لنے معذور رہوا چاہتی ہی

۱۹۰
ہی خبر آئے گا گھر مین مرے وہ آئنہ رو
واسطی کلفت دل دور رہوا چاہتی ہی

چاہے جس صید پہ صحرا مین وہ توسن ڈالے
سرنگون شیر ہرن بیٹھے ہین گردن ڈالے

مفلسی ہی کہ بچاتی ہی ہر اک آفت سے
ہاتھ بے توشہ مسافر پہ نہ رہزن ڈالے

حور کا بھی یہ ہی جے رنگ کہ عاشق ہون ملک
تری تصویر کا بالو نین جو روغن ڈالے

یاد مژگان سے ترے یون ہوی دلمین سوراخ
جیسے رخنے کسی قرطاس مین سوزن ڈالے

مائل اُس زلف پہ پھر دل ہی خدا خیر کرے
مجکو لیجا کے بلا مین نہ یہ دشمن ڈالے

اُسکی محفل سے جو اُٹھنے کا کرون قصد تو کاش
الجھے زنجیر مرے پاؤن مین دامن ڈالے

شیخ بھی دیکھے تو ای بت ترا دیوانہ ہو
غیر ممکن ہی نہ جادو تری چیتون ڈالے

خوف صیاد سے دل خون ہوا بلبل کا
کیا عجب منھ سے لہو یہ دم شیون ڈالے

تیغ ابرو کا دل نرم سے کیا جائے خیال
بیٹھ جائے جو کوئی آب مین آہن ڈالے

نہ دی آسمان نے جو عزت نہ دی — غنیمت ہی یہ بھی کہ ذلت نہ دی

بڑا شکر یہ ہی کہ اللہ نے — کسی کے ستانے کی طاقت نہ دی

محبت ملی جسکو سب کچھ ملا — دیا کچھ نہ جسکو محبت نہ دی

ابھارا تو شوخی نے اُنکو مگر — حیا نے تکلم کی رخصت نہ دی

کوئی عیش بے رنج آتا ہی ہاتھ — خدا نے بھی بے موت جنت نہ دی

حسین سیکڑون ہین پہ اللہ نے — کسی کو بھی تیری سی صورت نہ دی

قدمبوس ہوتے تو ہم وصل مین — ادب نے ولیکن اجازت نہ دی

زمانہ گیا محفل یار مین — ہمین ایک دربان نے رخصت نہ دی

قیامت تو یہ ہی کہ تقدیر نے — جسے دل دیا اُسکو دولت نہ دی

۱۹۸	مرے ہمدمون نے مجھے واسطی تسلی کبھی روز فرقت نہ دی	

کن آفتون مین جان مری تا سحر رہی — یارب شب فراق کہان موت مر رہی

مجنون سے ہمنے نجد کی جاگیر بانٹ لی — دو ٹکڑے ہو کے نصف اِدھر نصف اُدھر رہی

پرویز و کوہکن مین بڑی کشمکش ہوئی — لیکن کھلا نہ حال کہ شیرین کدھر رہی

بزم نشاط مین نہ گیا اُسکا بانکپن — تلوار وقت رقص بھی زیب کمر رہی

پوچھا تو حال یار نے گھبرا کے بار بار — اچھا ہوا کہ شدت درد جگر رہی

پردہ اٹھا کے اُسنے دکھائی کبھی نہ شکل — تکرار میرے یار کے دو دو پہر رہی

پہونچا نہ ہمکو تیغ حوادث سے کچھ ضرر — کالی گھٹا چمن مین ہماری سپر رہی

اُٹھی ہمیشہ ہجر مین لذت وصال کی — تصویر کب نہ یار کی پیش نظر رہی

توصیف روے یار کے لکھنے کیواسطے — خورشید کے بغل مین بیاض سحر رہی

آب آب ہو گیا مری آنکھونکے روبرو — کیا خاک ابرو تری ای ابر تر رہی

چار آنکھین تو کبھی ہونے دو | پھر نہ ہو انکو مروت نہ سہی
گالیان دے کے اٹھاتے ہو مجھے | نہ اٹھونگا مجھے غیرت نہ سہی
سب حسین کرتے ہین لعنت اُسپر | عشق مین جسنے ملامت نہ سہی
عالم فقر ہین ہین بے پروا | نہ ملی ہمکو جو دولت نہ سہی
تیرا عاشق تو مین کہلاتا ہون | نہ سہی میری حقیقت نہ سہی
بت پرستی نہ چھٹے گی واعظ | عاشقونکی کوئی ملت نہ سہی
جور ہی روز کیا کیجے آپ | گر نہین لطف کی عادت نہ سہی

۱۸۶
کوے جانان مین تو مسکن پایا
واسطی قابل جنت نہ سہی

سوچتا ہون کہ معاندہی مرا دل کیا ہی | پھر یہ کہتا ہون یہ اندیشۂ باطل کیا ہی
ضعف سے راہ کا کٹنا ہی نہایت دشوار | کوچۂ یار الٰہی کئی منزل کیا ہی
آکے خرمن جو غریبون کی جلا جاتی ہی | برق سے کوئی یہ پوچھے تجھے حاصل کیا ہی
نکلی جاتی ہی تجھے دیکھ کے جو جان مری | تو ہی اے رشک مسیحا مرا قاتل کیا ہی
پوچھا آج بہت ہی تری مھندی کا جو رنگ | خون کسی کشتۂ بیداد کا شامل کیا ہی
سچ تو یہ ہی کہ کوئی چیز نہین تجھسے عزیز | جان دینے کو بھی موجود ہین ہم دل کیا ہی
صدمہ دیتی ہی جو ہر وقت گرفتارونکو | زلف بھی اے مرے اعدا سلاسل کیا ہی
چشم تر نالے مرے دیکھکے سب کہتے ہین | آج چھڑیون کا یہ میلا سر ساحل کیا ہی
آہنی دل ہی جو اُس شوخ کا سنکر اسے موم | لحن داؤد ہی آواز سلاسل کیسا ہی

۱۸۷
واسطی گو مین گنہگار بہت ہون لیکن
مصطفٰے شافع محشر ہین تو مشکل کیا ہی

زمانے نے اک دم بھی راحت نہ دی | کبھی غم سے ہمکو فراغت نہ دی

خوشی سے کیون نہ کرے اسکو نوش وہ قاتل — ہمارے خون کی بوجب شراب مین آسئے
دکھا کے چہرہ کسی شب نہ ہمکو شاد کیا — بغیر پردہ نہ آئے جو خواب مین آسئے

۱۸۴
ڈگے قدم نہ طریقت مین واسطی جنکے
وہی توخلل رسالت مآب مین آسئے

صحرا ہی بوستان جو ہی فرقت حبیب کی — آواز زاغ ہی کہ صدا عندلیب کی
آتی ہی کیا ادھر کو سواری حبیب کی — آواز آرہی برابر نقیب کی
بزم بتان مین دل کو مرے پوچھتا ہی کون — مٹی خراب ہی اُمرا مین غریب کی
مرقد مین بقراری دل کا رہے علاج — سینہ پہ شکل کھینچ کے رکھدو حبیب کی
کرتے ہو کیا وصال مین ذکر شب فراق — صورت خدا دکھائے نہ دیو مہیب کی
تیرے مریض عشق کا بڑھتا گیا مرض — تدبیر ایک کام نہ آئی طبیب کی
کیونکر چھپاؤن اُنسے مین دل کا کراہنا — معلوم ہو انھین یہ صدا ہی قریب کی
صیاد قید کر کے نہ بلبل کو شاد ہو — کچھ ہی خبر کہ آہ غضب ہی غریب کی
پہچانتی ہی دام مین پھنسنے کی اب نہین — صیاد کو ہی فکر عبث عندلیب کی
رکھتا ہی ہاتھ تن پہ کبھی دیکھتا ہی نبض — بگڑی طبیعت اُنکی بن آئی طبیب کی
ہمراہ لیکے غیر کو آسئے وہ قبر پہ — باقی ہی بعد مرگ برائی نصیب کی

۱۸۵
جانباز واسطی سا انھین ہاتھ آگیا
سوگند کھائیے تو تمھارے نصیب کی

تمکو باور مری الفت نہ سہی — کیجیے جور مروت نہ سہی
اپنے کوچے مین پڑا رہنے دو — مین نہین قابل صحبت نہ سہی
گالیان مجکو دیا کیجیے روز — لطف و اشفاق و عنایت نہ سہی
سر کے بل آونگا بلوائیے تو — نہ سہی پاؤن مین طاقت نہ سہی

کعبہ ہو خواہ دیر اُدھر ہو رجوع قلب
اچھا وہی ہو راہ جسکو خدا کے ساتھ

تم مین وفا نہین تو وفا ہمکو کیا ضرور
سچ ہو دغا ہی چاہیئے اہل دغا کے ساتھ

گر جیتے جی گذر نہوا کوے یار مین
پہونچین گے خاک ہوکے وہان ہم ہوا کے ساتھ

رہبر مرا ہی وادیِ الفت مین دل مرا
کیون راہ مین چلون مین کسی رہنما کے ساتھ

پھر دیکھو کیا نکالتے ہین رنگ دست و پا
پیسوا و میرے دل کو جو برگ حنا کے ساتھ

کچھ شک نہین ہی انکے شفاعت مین روز حشر
ہوںگے جو لوگ حضرت خیر الورا کے ساتھ

۱۹۴

معلوم سب کو قدر آئمہ ہی واسطی
ساتھ اُنکے ہی خدا یہ ہین اپنے خدا کے ساتھ

ردیف یاے تحتانی

عدم سے ہم جو جہانِ خراب مین آئے
ہزار فتنے ہماری رکاب مین آئے

خطا ہوئی کہ جہانِ خراب مین آئے
ہم اپنے پانوٴن سے قید عذاب مین آئے

حیا نہ عالمِ رویا مین بھی گئی اُنکی
اُٹھا نقاب پوش وہ آئے جو خواب مین آئے

لکھا ہی ایک ستمگر کو ہمنے نامۂ شوق
یقین ہی سرِ قاصد جواب مین آئے

یہ اضطراب کی خو ہی کہ اب جو وصل بھی ہو
ذرا نہ فرق مرے اضطراب مین آئے

نہا کے بال سُکھانے جو بیٹھے دھوپ مین وہ
ہزار مو قدحِ آفتاب مین آئے

یہ جاننا کسی عاشق کا ہی دل سوزان
جلی بھنی ہوئی بو جس کباب مین آئے

ڈرے یہ حضرت زاہد ذرا نہ رندون سے
ذلیل ہونے کو بزمِ شراب مین آئے

کہان ہی ہجو بتا دخترِ رز کی اے واعظ
پڑھے ہین ہمنے بھی ام الکتاب مین آئے

یہی نہ جرم کہ زلفونکو چھو لیا ہم نے
خفا ہوے وہ بڑے پیچ و تاب مین آئے

وہ بحرِ حُسن نہائے تو بہر زینتِ گوش
گہر نکل کے صدف سے حباب مین آئے

جو پانوٴن کوچۂ جانا نہین جا کے سو جائین
ریاض خلد نظر انکو خواب مین آئے

باعث حیرت ہی ایسا اس پری رو کا خیال
مین تو دیوانہ بنا ہون اور حیران آئینہ

عکس پڑ جائے جو میرے سینۂ پر داغ کا
چشم کو آئے نظر سرو چراغان آئینہ

اس پری کو دیکھکر تنہا نہین دیوانہ مین
چاک ابھی کرتا اگر رکھتا گریبان آئینہ

چھپ نہین سکتا سر مو عشق زلف یار کا
ہو گیا آخر مرا احوال پریشان آئینہ

کس جگہ روشن دلون کی قدر عالم مین نہین
میزبان لاکھون ہین سکے گھر مین مہمان آئینہ

حسن پر مغرور کیا اس شوخ خود بین کو کیا
کیا کہون کیسا ہی میرا دشمن جان آئینہ

۱۸۱
منڈ گئے اس طفل کے گیسو تنا ہی واسطی
اب نہ دیکھے گا کبھی خواب پریشان آئینہ

روبرو شیخ کے کل کی تھی ہنسی سے توبہ
توبہ توبہ مین کرون بادہ کشی سے توبہ

تابہ مقدور اُسے دل نے بہت سمجھایا
نفس سرکش نے مگر کی نہ بدی سے توبہ

کہنے سننے سے مین ظاہر مین ہوا ہون تائب
کون کرتا ہی جوانی مین خوشی سے توبہ

مل کے زاہد سے ہوئی سخت ندامت ساقی
عمر بھر اب نہ ملونگا مین کسی سے توبہ

روبرو اُس بت سفاک کے جی چھوٹ گیا
کی ہی قاصد نے بجا نامہ بری سے توبہ

توبہ ایام جوانی مین جو ٹوٹی ٹوٹی
شیب مین چاہیے توبہ شکنی سے توبہ

۱۸۲
ترک ظاہر مین ہو تمکو جو کیا کیا حاصل
واسطی دل سے حذر چاہیے جی سے توبہ

ہو کسطرح اثر مری آہ رسا کے ساتھ
ہو ربط جیسے نکہت گل کو صبا کے ساتھ

کہتے ہو صاف ہم تمھین پہچانتے نہین
یہ بیمروتی یہ سلوک آشنا کے ساتھ

اس لاغری بنا مجھے مانند برگ خشک
اڑتا پھرون مین صحن چمن مین ہوا کے ساتھ

بیماری فراق سے مرنا قبول ہی
تھوڑا سا زہر کوئی ملا دو دوا کے ساتھ

کچھ اپنی نارسائی قسمت نئی نہین
مدت سے دشمنی ہی اثر کو دعا کے ساتھ

	ترانہ جھگھٹا میلانہ سمجھو	
۱۷۹	ردیف ہاے ہوز	

شکلِ آبِ موجزن ہر دم ہی آب آئنہ
شوق نظارہ مین ہی کیا اضطراب آئنہ

تیرے پرتو سے بڑھی یہ آب و تابِ آئنہ
آفتاب اے مہروش ہی ماہتاب آئنہ

کیون نہو مکتب مین افزون آب و تاب آئنہ
روبرو اُس طفل کے جب ہو کتاب آئنہ

اک نظر سے دیکھتا ہون دوست اور دشمن کو مین
دل مرے سینہ مین ہی گویا جواب آئنہ

کیون نہ محفل پر گمانِ منزلِ خورشید ہو
پرتوِ عارض ہی تیرا آفتابِ آئنہ

آج کل ہی اُس بتِ خودبین کو زینت کا خیال
ہی یہ تاثیر دعاے مستجاب آئنہ

بزم عالم مین یہ دل زنگِ کدورت سے ہی پاک
ہی مناسب دیجئے اسکو خطاب آئنہ

جانتا ہی خوب یہ روشن ہی جسکی چشمِ فہم
حیرتِ دل ہی مری تعبیرِ خوابِ آئنہ

دیکھتے جاتے ہین وقتِ قتل وہ اپنا بھی منھ
ہاتھ مین تیغ مصقل ہی جواب آئنہ

نیک و بد دونون ہین یکسان اہلِ دل کے واسطے
دوست دشمن پر کھلا رہتا ہی باب آئنہ

پرتوِ عارض اگر تیرا بڑھاوے آبرو
چشمۂ خورشید بنجاے سرابِ آئنہ

اُس رخِ روشن کا نظارہ ہی وہ جب با وضو
مردمِ دیدہ کو ہی درکار آب آئنہ

پرتوِ رخ نے چھپایا ہی رخِ روشن ترا
ہی غلاف آئنہ جیسے نقاب آئنہ

۱۸۰	رتبہ پایا ہی یہ اُسکے نورِ رخ سے واسطی روشن الدولہ بہادر ہی خطاب آئنہ	

دیکھ تو کرتا ہی خاطر سب کی یکسان آئنہ
جسقدر رکھتا ہی اپنے گھر مین مہمان آئنہ

کب ہوا بیوجہ خلوت گاہِ خوبان آئنہ
پاک دل ہی پاک باطن پاک دامان آئنہ

عکس سے اُس حور کے ہی گل بداماں آئنہ
تازگی مین بلکہ ہی گلزارِ رضوان آئنہ

آسمانِ حسنِ محفل کو کہون تو ہی بجا
عکس سے اُس رخ کے ہی خورشیدِ تابان آئنہ

تابع فرمان کرو ہین کس طرح محبوب کو
جذب جاذب کر سکے طاقت کہان مجذوب کو

عشق آیا دلمین جسدم ہو گئی بیکار عقل
ڈر نہین ہی حاکم معزول سے منصوب کو

عشق سے خانہ خرابی ہی زمانین قدیم
ہجر یوسفؑ سے ہوئے کیا کیا نہ غم یعقوبؑ کو

مظہر حق جتنے ہین انکی حقیقت ایک ہی
دیکھ چشم غور سے ہر ایک زشت و خوب کو

ہی خدا غفار بخشے گا نہ کیون میرے گناہ
بخش دیتے ہین جب انسان مجرم معتوب کو

کربلا کرتا ہی نازل صبر کر مجکو عطا
صبر بخشا تھا خدایا جس طرح ایوبؑ کو

جل کے آخر گل ہوا بلبل کی ہمرہی سے چراغ
عشق کر دیتا ہی باہم طالب و مطلوب کو

کچھ نہ پوچھو اک زمانے سے رقابت ہی مجھے
جسکو دیکھو چاہتا ہی وہ مرے محبوب کو

۱۲۸
نقد دل اس بیوفا کو دون مین کیونکر واسطی
کون لیتا ہی جہان مین جنس نامرغوب کو

مجھے تم غیر کا شیدا نہ سمجھو
خدا کیواسطے ایسا نہ سمجھو

جو سمجھانے کی باتین ہین وہ باتین
کہے جاؤن گا سمجھو یا نہ سمجھو

کہے دیتا ہون پچتاؤ گے آخر
مرے سمجھانے کو اچھا نہ سمجھو

نہ آنا کب تمھا زیبا کرکے وعدہ
شکایت ہی بجا بیجا نہ سمجھو

اُسے گالی جو دی تمکو دعائین
غضب کی بات ہی اتنا نہ سمجھو

یہ کیسی ہی سمجھ یہ فہم کیسا
جو اپنے ہون اُنھین اپنا نہ سمجھو

مین سمجھا خوب سب باتین تمھاری
نہین سمجھا نہین سمجھا نہ سمجھو

مرا دل ترک دنیا مین ہی اک شیر
حریصو تم سگ دنیا نہ سمجھو

فراغت سے رہو تم دل مین میرے
تمھارا ہی یہ گھر میرا نہ سمجھو

لحد پر میری وہ غیر دل سے بولے
ابھی زندہ ہی یہ مردا نہ سمجھو

جہان یہ واسطی عبرت کدہ ہی

اظہار عشق مین ہو روانی زبان کو کیا / جبتک شگاف دل مین برنگ قلم نہو

بیمار عشق ہون مین طبیبون کو کیا خبر / دیکھو کہین علاج مرے حق مین سم نہو

دیکھین جو تیرے حسن خداداد کو کبھی / پھر طالبان حور کو قدر ارم نہو

۱۷۶

بخشش گناہگارونکی ہوتی ہی واسطی / ممکن نہین کریم کا ہم پر کرم نہو

خوش ہو مین غم کے آنیسے اب مجکو غم نہو / یارب کبھی خوشی یہ مرے دل سے کم نہو

آئے نہین وہ کہنے کی کھائی قسم نہو / ایسا غضب نہو کہین ایسا ستم نہو

سو سو لگائے وار ہے اللہ ری دشمنی / شک ہی ابھی اُنھین کہ کہین اہن دم نہو

کیونکر ہو اُسکا دوست نہو جسکو جس سے فیض / خاموش ہو چراغ تو اعمی کو غم نہو

نیچی نگہ رہے جو دم طوف خوب ہی / دیکھو کہین شکار غزال حرم نہو

ہی موج خیز بحر فنا مین اُسی کو خوف / لنگر کیطرح جو کوئی ثابت قدم نہو

کیا جائے سوز دل مرا اشکو نسے ہجر مین / شبنم سے آتش تف خورشید کم نہو

روکر جو مر گیا ہو طریق امید مین / کیون اُسکی آنکھ راہ مین نقش قدم نہو

قاتل یہ قتل کر کے مجھے شرمسار ہی / کس طرح اُسکی تیغ کی گردن مین خم نہو

کانٹون مین پانون غیر کے کوچہ مین آپکے / جس روز درمیان تمھارا قدم نہو

محراب تیغ ابروے قاتل کے سامنے / ہی سرکشی جو گردن تسلیم خم نہو

رو رو کے مین زمین کو بہادون ابھی مگر / ڈر ہی کہ اُسپہ آپ کا نقش قدم نہو

ذکر جلی کے ساتھ خفی بھی ضرور ہی / دل کش نہین ہی نغمہ اگر زیر و بم نہو

اُن رہروونکی خاک کوئی کر سکے تلاش / جنکا کہ راہ مین کہین نقش قدم نہو

۱۷۷

قصد سفر ضرور کرین ہم بھی واسطی / پرخوف رہزنون سے جو راہ عدم نہو

نہ ہوتا کچھ تعلق تو حنا کا دل نہ خون ہوتا
کبھی شاید کہ دیکھا تھا ترے پاے نگارین کو

فروغ حسن عارض سے دل اُسکا کیون نہ پانی ہو
نظر بھر کر جو دیکھے آئینہ اُس مہر خود بین کو

لگائی یار نے مہندی نہین گوری ہتیلی مین
بھر آلو پائے گلرنگ سے جام بلورین کو

شب فرقت مین اکثر آ رہا سر بیقراری سے
کبھی بالین سے پائین کو کبھی پائین سے بالین کو

تری آنکھون کی شوخی کو اگر وہ یک نظر دیکھے
تو پھر ناچیز کرامی کا بھول جائے آہوے چین کو

بتان لکھنؤ کو ہمنے ان آنکھون سے دیکھا ہی
اُٹھا کر آنکھ کب دیکھینگے ہم بتخانۂ چین کو

سپہر دون بکدر ناقصون کا دل نہین رکھتا
کسی نے زنگ آلودہ نہ دیکھا تیغ جوبین کو

شب فرقت کوئی مونس نہین ہی غیر تنہائی
بھلا شب بھر تو روتے دو ہماری شمع بالین کو

غضب ہی توڑ کر گل دل وہ توڑے عندلیبون کے
جو ہوتا دسترس کرتا قلم مین دست گلچین کو

مرے اُستاد کے اُستاد تھے اے واسطی کامل
وہ کہتے آفرین سُنتے جو میری نظم رنگین کو

۱۲۵

جب تک کہ سر ہمارے بدن سے قلم نہو
وہ دست کش ہون تیغ سے ایسا ستم نہو

غم دوست ہون نہین راحت دوران سے کام کیا
کس طرح مجھکو شادی ایام غم نہو

وہ گرم رو ہون راہ طلب مین کہ مثل برق
کوسون چلون مین راہ مین نقش قدم نہو

ڈرتا ہون حرف گیری ہر دم سے آبایہ مین
کوتاہ میری عمر مثال قلم نہو

جھوٹے ہی وعدے کر کے مجھے خوش کیا کرو
دل کو جو ہی امید محبت وہ کم نہو

لازم ہی اہل دل کو نہو غیر کا خیال
کعبہ ہی اُسکا نام جو بیت الصنم نہو

مین بھی پھنسا ہوا ہون زمانیکے دام مین
دشمن پھنسے بلا مین تو کیون مجھکو غم نہو

مضمون زلف یار کے لکھنے کا ہی خیال
کس طرح کلک فکر پریشان رقم نہو

وہ سر نہین ہی جسمین نہ سودا ہو عشق کا
وہ دل نہین ہی جسمین ترا داغ غم نہو

خون جگر سے چاہیے لبریز جام دل
پروا نہین نصیب اگر جام جم نہو

کبھی دکھلاؤ اور گل شوخی پاے نگارین کو

کیون نہ غیرون سے ہو ملنے کا توہم مجھکو
یاد کرتے نہین بھولون بھی کبھی تم مجھکو

خشک اس درجہ نقاہت نے کیا جسم مرا
دہنِ غیر سے ہی تابِ تکلم مجھکو

وہ خوشی رنج سے بدتر ہی رلائے جو لہو
خندۂ زخم پر آتا ہی تبسم مجھکو

اپنی صورت کا جو کرتا ہون تصور دلمین
کیا تماشا ہی کہ آتے ہو نظر تم مجھکو

ہی بجا اُلفتِ ابرو مین یہ بیتابیِ دل
ڈنک ہر وقت لگاتا ہی یہ کژدم مجھکو

شام سے آتی ہی جب اُسکی دُرِ گوش کی یاد
شب گذر جاتی ہی گنتے ہوے انجم مجھکو

بیخطر ظلم کرے کیون نہ وہ ظالم مجھپر
جانتا ہی کہ نہین جوے تظلم مجھکو

پھر گئی ڈھونڈھ کے سو بار اجل مین نہ ملا
الفت ہو سکرنے یہ کیا گم مجھکو

دعویِ عشق کے شاہد ہین مرے نالہ و آہ
صادق القول ہون کاذب نہ کہو تم مجھکو

پیتے پیتے جو شراب آئی اجل بادہ کشو
یہ وصیت ہی کرو دفن تہِ خم مجھکو

رو کے جب مین نے کہا آپ بڑے ظالم ہین
ہنسکے فرمایا کہ پہچان گئے تم مجھکو

وصف اُس بحرِ لطافت کا ہو شاید مجھسے
بہرِ تقریر ملے ہین لبِ قلزم مجھکو

ہون وہ وحشی کہ زیادہ خفقان ہوتا ہی
نظر آتا ہی جہان مجمعِ مردم مجھکو

ایک دو جام مین ساقی مرا کیا ہوگا بھلا
دم مین پی جاؤن ہین ہاتھ آئین جو سو خم مجھکو

واسطی بہرِ عیادت وہ دمِ نزع آئے
وائے حسرت کہ نہین تابِ تکلم مجھکو
۱۷۴

سوا مرنے کے کیا چارہ غمِ فرقت مین غمگین کو
غمِ شیرین مین کھویا کوہکن نے جانِ شیرین کو

نہ ہو ای منعمو مغرور ہم بستر سمجھتے ہین
تمھارے تکیۂ دیبا سے اپنی خشتِ بالین کو

دمِ رقص ای مسیحا اہلِ محفل کو یہ وحشت ہی
کہ ٹھوکر سے نہ تو جاندار کردے شیرِ قالین کو

زر و دولت سے اُسکو بے نیازی کیون نہ حاصل ہو
جو دیکھے اک نظر بھی خواب مین اُس ساقِ سیمین کو

وصالِ یار کا مژدہ سنا ہی بعد مرنے کے
دمِ آخر مرے بالین پہ کیون پڑھتے ہو یسین کو

اُنکے بازو کی جو مچھلی کو لگایا مین نے ہاتھ
ہنسکے بولے آپ بھی شاید کہ ماہی گیر ہین

جن فقیرونکو ملی ہی کچھ ترے کوچے کی خاک
انکو دعوی ہی کہ ہم بھی صاحبِ اکسیر ہین

می ہمین تھوڑی عطا ہو یا بہت مختار ہو
مغبچو ہم مست مفلس راضی تقدیر ہین

خوبرویونکی جو لکھی ہی صفت ہر شعر مین
سب ورق دیوان مین میرے صفحۂ تصویر ہین

دیکھ لی ہی اُس صنم کی شکل کیا میری طرح
دیر مین خاموش کیون بت صورتِ تصویر ہین

گڑگڑا کر ہاتھ جوڑے وصل پر راضی کیا
زمرۂ عشاق مین ہم کیسے ذی تدبیر ہین

کیون لگا تے تم نہین ہو سرمۂ و بنالہ دار
ہو تو تیر انداز بے پیکان تمھارے تیر ہین

ہی غنیمت ذات تیری واسطی اس عہد مین
مصحفی ہین اور نہ سودا ہین نہ زندہ میر ہین

ردیف واؤ

۱۷۲

مرے اشکون کی طغیانی نہ پوچھو
ہوا جاتا ہی دل پانی نہ پوچھو

مرے دل کی پریشانی نہ پوچھو
نہ پوچھو ای مرے جانی نہ پوچھو

کسی آئینہ رو کے ہم ہین عاشق
ہماری وجہ حیرانی نہ پوچھو

فراقِ یار مین جیتے رہے ہم
ہوئی کیسی پریشانی نہ پوچھو

دماغ و دل ہوے بے صبر و طاقت
ہوئی کیا خانہ ویرانی نہ پوچھو

جو پیش آئی ہی پیش آئیگی آخر
سوادِ خطِ پیشانی نہ پوچھو

بہار آئی کیا ملبوس صد چاک
جنون مین وجہ عریانی نہ پوچھو

خضر پوچھین جو مجھ آوارہ کا حال
کہے غولِ بیابانی نہ پوچھو

وہ نقشہ شکل یوسف سے ملاؤن
جو فرق اول و ثانی نہ پوچھو

۱۷۳

جدائی مین بھی زندہ واسطی ہی
بتو حالِ گران جانی نہ پوچھو

ذرا غفلت تو دیکھو یار تک کس طرح پہونچیگا
کبوتر کی جگہ باندھا ہی نامہ بال عنقا مین

غم انجام ہو ہر دم تو برہم نظم عالم ہو
نہین ہی بے سبب غفلت ہماری دار دنیا مین

وصال عاشق و معشوق کب ہوتا ہی عالم مین
موے ہین وامق و فرہاد و مجنون اس تمنا مین

ہزارون سختیان جھیلین ہزارون غم دیکھے
بسر کی زندگی ہمنے انھین ابناے دنیا مین

نہ ہوگا زندگی مین خاک کا اطلاق انسان پر
نہ قطرے کو کہو دریا ملے جب تک نہ دریا مین

۱۷۰
اُٹھا لیجائین گے محشر سے ہم ای واسطی اُسکو
بڑا ہنگامہ ہوگا کیا کوئی پوچھیگا غوغا مین

پردہ نہ چاہیے کوئی زنہار درمیان
میرا ترا مکان ہی دیوار درمیان

ہوتا نہ عمر بھر سر و گردن کا فیصلہ
پڑتی اگر نہ یار کی تلوار درمیان

کعبہ جو اسطرف ہی تو بتخانہ اُسطرف
پایا ہی ہمنے کوچۂ دلدار درمیان

دیتا سزا رقیبون کو مجبور ہون مگر
تیرا قدم ہی ای بت عیار درمیان

قصد دیار یار ہی اللہ کو ہی علم
دشمن ہین منزلین ہین کہ دو چار درمیان

۱۷۱
جاتا مین تا بہ گلشن مقصود واسطی
ہوتا اگر نہ وادی پُرخار درمیان

کیون ترکش مین یہ بیکار تیرے تیر ہین
کشتۂ حسرت حرم کے سیکڑون نخچیر ہین

محترم وہ میرے دل کے نالۂ شبگیر ہین
جو قنادیل حرم کے باعث تنویر ہین

جس سے آنکھین لڑ گئین بچنا ہوا اُسکا محال
یہ تری ترچھی نگاہین کیا قضا کے تیر ہین

مین نے غیرونکو لتاڑا خوب جب انکے حضور
ہنسکے بولے آپ تو اِن مرشدونکے پیر ہین

پھنس نہ جائین کس طرح عشاق کے پاے نگاہ
حلقۂ گیسو تمہارے حلقۂ زنجیر ہین

واہ ری تحریر وصف تیغ ابرو کا اثر
حرف سطر و متن نہین ہین جوہر شمشیر ہین

ہین وہ دیوانے کیا ہی ہمکو وحشت نے شکار
جادۂ صحرا کمانین خار صحرا تیر ہین

سیل آنکھوں نہیں نہیں شرم نگاہوں میں نہیں
کتنے بے الفت و بے مہر و وفا آپ بھی ہین

ہنسکے بولے جو انھین بام پہ چڑھکر دیکھا
سب سے ٹھٹے نہین کیا کوئی بلا آپ بھی ہین

حسن میں کم نہیں کیا حضرت یوسف سے کہون
ماہ کنعان ہین یا جو وہ ماہ لقا آپ بھی ہین +

کٹلے آپ کے سارے ہین یہ ای حضرت دل
کسقدر مدعی دوست نما آپ بھی ہین +

مین بھی خلوت مین جو پہونچا تو کہا کیا کہنا
کس طرح آئے مگر کوئی بلا آپ بھی ہین +

نام اُس بت کا لیا حضرت واعظ تمنے
راہ بتلائی مجھے راہ نما آپ بھی ہین +

پہونچے مقتل مین جو ہم قول کے تلوار کہا
آیئے ابتو شریک شہدا آپ بھی ہین

یا علی تمنے جو مشکل تھی مری آسان کی
حق تو یہ ہے کہ بڑے عقدہ کشا آپ بھی ہین

۱۶۹

داغ سینے کے ورم اشک ہین آنکھونکے گہر
واسطی اب تو امیر الامرا آپ بھی ہین

تفاوت کچھ نہین پیش نظر ہے دین و دنیا مین
ہوے ہین بانکے دونون ایک تل چشم تماشا مین

نہ نکلا انسے آسان کام بھی جب کوئی دنیا مین
عزیز و اقربا کام آئینگے کیا خاک عقبا مین

لگائیگا یہان کیا کوئی عاقل عیب عریانی
مین تھا ہشیار دیوانہ کہ آبیٹھا ہون صحرا مین

جو آنکھین بند کین کیا کیا نہ شکلین سامنے آئین
تماشا ہے عجب اس پر وہ ترک تماشا مین

خزان غم بہار عیش ہے اس باغ مین توام
یہی باعث ہے جو دو رنگ ہین گلہاے رعنا مین

جو دل ہے صاف نیک و بد کا پردہ ہو نہین سکتا
شراب آئی لون چھپ نہین سکتے ہین مینا مین

نہین معلوم کیا فتنے بھرے ہین جسم خاکی مین
کہ وحشی بھاگتے ہین دیکھکر انسانکو صحرا مین

جہانمین آکے دیکھا سب مگر کچھ بھی نہین دیکھا
کہ حیرت سے سمایا کچھ نہ اپنے چشم بینا مین

وہ کشتہ ہون کہ مرنے پر مری قسمت کی محرومی
اثر باقی نہین رکھتی ہے انفاس مسیحا مین

جو بد نیکو نہین آجائے کسیکو کیا ضرر پہونچے
نجس دریا نہ ہو جائے نہائے سگ جو دریا مین

جو گھبراتا ہون طول عمر سے دل مجھسے کہتا ہے
نہین کچھ دیر آتی ہے اجل امروز فردا مین

سبب کیا ہی کہ صحبت مین ٹھہر تے اب نہین دم بھر
کبھی دو دو پہر تم بیٹھتے تھے مل کے یارونین

ہمارے خون ناحق کو عبث قاتل چھپاتا ہی
خبر یہ ہو چکی مشہور چھپ کر اشتہارونین

۱۶۷

مسیحائے سخن ہو واسطی سب پہ یہ روشن ہی
رہے گا نام زندہ روز محشر تک دیارونین

بتونکو کیا مین بیجا چاہتا ہون
جو چاہا تھا خدا نے چاہتا ہون

بجاے مو ہون یارب تن پہ آنکھین
ہمہ تن اُسکو دیکھا چاہتا ہون

رہین دیر و حرم آباد دونون
بھلا کل کا خدایا چاہتا ہون

کہان کا ربط امید وصل کیسی
کبھی پوچھین وہ اتنا چاہتا ہون

مین دیکھون تمکو اور تم مجکو دیکھو
دکھا کر شکل دیکھا چاہتا ہون

نہ چھیڑین نزع مین احباب مجکو
بہت جاگا ہون سویا چاہتا ہون

گلے مین طوق ہی وہ حلقۂ زلف
اب اس سے بڑھ کے مین کیا چاہتا ہون

کہا دل پھیر دو اُسنے تو بولے
بھلا مین کیا تمھارا چاہتا ہون

اُٹھا کر کعبہ و بتخانے سے ہاتھ
اب اُنکے در پہ بیٹھا چاہتا ہون

جھکاتا ہون ابھی سر زیر خنجر
ترے ابرو کا ایما چاہتا ہون

کہین اُسنے مجھے کیا کیا جھکا ئے
کہا تھا مُنھ سے اتنا چاہتا ہون

بجا ہر دم ہو میری اشکباری
جگر کے داغ دھویا چاہتا ہون

کہا دل نے جو مین اُس در سے اُٹھا
ذرا بیٹھو مین بیٹھا چاہتا ہون

۱۶۸

نہین ہو بیجا چھپا ہون واسطی مین
کوئی مضمون سوچا چاہتا ہون

قتل کو تیغ بکف صبح و مسا آپ بھی ہین
جانتا ہون کہ مرے حق مین قضا آپ بھی ہین

عکس اپنا کبھی آئینے مین دیکھا تو کہا
مُنھ چڑھا ئیکو مرے نام خدا آپ بھی ہین

ہجر مین جی نہین لگتا ہی اکیلے گھر مین
کیا تڑپ ہی کبھی اندر کبھی باہر مین ہون

بعد مرنے کے نہ اتنا مرے مرقد کو دبا
ای زمین جاے ترحم ہی کہ لاغر مین ہون

اُس پری رو کا گذر ہی مرے کاشانے مین
آج رتبے مین سلیمان کے برابر مین ہون

شکر ہر حال مین واجب ہی خدا کا مجھ پر
دس سے بہتر ہون اگر بیس سے بدتر مین ہون

جلوۂ محشر ہون مرے نالۂ دل کا ہی یہ قول
قد یہ کہتا ہی ترا فتنۂ محشر مین ہون

آب خنجر سے گلا کوچۂ قاتل مین ہی تر
طالب خلد نہ اب تشنۂ کوثر مین ہون

شربِ مے کے لیے کیا جام کی حاجت ساقی
میرے چلو کا یہ ہی قول کہ ساغر مین ہون

جان تک دینے کو موجود ہون ای دلربا
حسب مقدور نہین آپ سے باہر مین ہون

واسطیؔ اُسنے منگا بھیجی ہی مجھسے پوشاک
مارے شادی کے بجا جامے سے باہر مین ہون

۱۶۶

وہ کیفیت ہو آجائے جو زاہد بادہ خوارون مین
کوئی دیوانہ ہو جیسے تماشا ہوشیارون مین

مرے لخت جگر ہین جسطرح اشکون کے تارون مین
کہان خوش رنگ گل ایسے ترے پھولونکے ہارون مین

نہین ہی غائبانہ کون عالم مین ترا عاشق
شبیہیں کب نہین کھنچ کھنچ کے جاتی ہین دیارون مین

دبی ہی رحبا ستانِ مو الفت کا مرنے پر
کٹہرون مین ہین شیر انکے نہین مرے مزارون مین

وہ اپنی آہ کی اندھی ہی سوے باغ اگر جائے
یہ ہل چل ہو پڑے بھاگڑ درختونکی قطارون مین

بہایا پشت ورے خاک کو یہ میرے اشکون نے
مکانون مین نہ مردے ہین نہ زندے ہین مزارون مین

کہا اُس طفل نے اشکون مین جب لخت جگر دیکھے
بہائے پھول ہین لالے کے کسنے آبشارون مین

ہوے پر درد سر ہی کشتگانِ عشق کا باقی
مناسب ہی اگر صندل کے تختے ہون مزارون مین

عبث سودائے طفلان حسین مین عمر ضائع کی
ہوئی برباد مشتِ خاک اپنی نے سوارون مین

زمانے مین کہان ای گل ہی تجھسا گلبدن کوئی
وہی بو باس ہی باسی ترے پھولونکے ہارون مین

تصور جب گیا ابرو کا آئی یاد پلکون کی
بچے تلوار سے تو گھر گئے ہم نیزہ دارون مین

بنگئے تصویر کیا نظارۂ صیاد سے
طاقتِ پروازِ مرغانِ چمن مین کیون نہین

جب تلک زندہ ہین ہم مٹتا ہی کوئی سوزِ عشق
ہی بدن مین رُوح تو گرمی بدن مین کیون نہین

گھورتا ہی تیرے روے آتشین کو بار بار
ای صنم آشوب چشم برہمن مین کیون نہین

اُس سیہ رُو چاند کو دیکھو عجب کا ہی مقام
اس سیاہی ایسی ظلمت پر گہن مین کیون نہین

کیا خوشی ہی حال والو تمکو کہ ہین عریان یہ مست
کوئی پوچھے تو تم اپنے پیرہن مین کیون نہین

تیغ کے نیچے تو دکھلاؤ جبین و رخ مجھے
آرسی مصحف یہان دولہ دلہن مین کیون نہین

معتکف مسجد مین جب بیٹھا ہون کہتے ہین یہ رند
بت اگر یہ ہی تو دیرِ برہمن مین کیون نہین

جسپہ شیرین کی مشقت سے تراشی تھی شبیہ
ای فلک وہ سنگِ قبرِ کوہکن مین کیون نہین

کوچۂ قاتل سے آیا ہی بظاہر تندرست
پھر سبب کیا جان قاصد کے بدن مین کیون نہین

بعد مرنے کے اگر دستِ جنون بیکار تھا
تار ثابت کوئی پھر میرے کفن مین کیون نہین

سیکڑون ہوتے ہین دل زخمی نکلتے ہو جدہر
نوک برچھی کی تمھارے بانکپن مین کیون نہین

ساتھ چھوٹا عاشق و معشوق کا یہ کیا ہوا
تم جہان گل ہو مین بلبل اُس چمن مین کیون نہین

اِس زمین مین بھی کیے کیا اچھے اچھے شعر نظم
واسطی بے شبہہ کامل اپنے فن مین کیون نہین

۱۶۵

دل ہی خواہان ہدفِ تیرِ ستمگر مین ہون
آرزو ہی یہ گلے کی تہِ خنجر مین ہون

زار میرا بھی بدن ہی صفتِ موے کمر
شکر صد شکر کہ اب تیرے برابر مین ہون

صاف آئینہ صفت دل ہی مرے پہلو مین
ہی بجا اب جو کہو مین کہ سکندر مین ہون

نامہ خود شوق کے مضمون سے اُڑا جاتا ہی
کیا غرض مجکو کہ ممنونِ کبوتر مین ہون

اُلفتِ قامتِ موزون مین مجھے آئی ہی موت
یا خدا دفن تہِ ظلِ صنوبر مین ہون

دلِ صد چاک کو اِس شوق مین آتا نہین چین
کہ کبھی شانۂ گیسوے معنبر مین ہون

کیون زیادہ نہ ہو ہر وقت مرا جوشِ جنون
اُس پریرو سے جدا واے مقدر مین ہون

وہ مرض ہون جسکی دوا نہین وہ ہون درد جسکی شفا نہین
بدن آدمی کا تو خاک ہی ہمہ تن جو روح ہی پاک ہی
جسے شوق فقر و فنا نہین اُسے زندگی کا مزا نہین
مجھے خوف کچھ نہین واسطی ہی مرا طریق قلندری
غم عشق یار مین جان دی مجھے بعد مرگ فنا نہین

۱۶۳

وہ وفا بھی نکرین اور جفا بھی نکرین — ہم شکایت نکرین انکا گلا بھی نکرین
کھینچ لایا ہی جو ای جذب محبت اُنکو — اور اتنا کرا اثر مجھسے حیا بھی نکرین
زہر کھانے نہین دیتے مرض فرقت مین — ہی یہ منظور کہ ہم اپنی دوا بھی نکرین
چاہتا ہی دل مضطر کہ غم ابرو مین — بیٹھ کر کعبے مین ہم یاد خدا بھی نکرین
وصل منظور ہی گر مجھسے نہین ہی اُنکو — تو مجھے شیفتۂ ناز و ادا بھی نکرین
ایسے آمادۂ ایذا ہین کہ وہ چاہتے ہین — پانوٗن رگڑا کرین بیمار قضا بھی نکرین
مانگنے سے ہی طبیعت کو تنفر ایسا — حاجتین لاکھ ہون درپیش دعا بھی نکرین
ہم ہین ثابت قدم ایسے کہ جو برہم ہو جہان — حرکت قطب کے مانند ذرا بھی نکرین
ضعف کا ہی یہ تقاضا تمہ بیمارون سے — لاکھ ہو درد یہ بستر سے اُٹھا بھی نکرین
پاس رکھنا نہین منظور جو دلمین اُنکے — کیون بلاتے ہین مجھے یاد کیا بھی نکرین
ذبح وہ اسلیے مُنھ پھیر کے کرتے ہین ہمین — کہ نظارۂ تہ شمشیر جفا بھی نکرین
وصل مین بوسۂ رخ وہ نہین دیتے تو نہ دین — دام کاکل مین گرفتار کیا بھی نکرین
سرو و شمشاد کو اُس قد نے دیا ہی یہ پیام — گھٹ کے ملتے نہین تو مجھسے بڑھا بھی نکرین

۱۶۴

بیخودی چاہیے ای واسطی اتنی غالب
بت تو کیا مال ہین ہم خوف خدا بھی نکرین

موسم گل ہی مے گلگون چمن مین کیون نہین — گردش پیمانہ ساقی انجمن مین کیون نہین

ہر شب شب برات ہی ہر روز روز عید	رہتا ہی میرے گھر مین مرا یار رات دن
شاعر ہون جذب دل نے کیا کسقدر اثر	پڑھتے ہین اپنو ود مرے اشعار رات دن
ہین وصل و ہجر گردش ایام کے سبب	اُٹھو چلو جہان نہ ہوا ی یار رات دن
گردش سے مہر و ماہ کی ثابت ہوا مجھے	پھرتے ہین تیرے طالب دیدار رات دن
آنکھون پہ پر نہ بند ہو ہم میکشو نکی راہ	یارب کھلا رہے درِ گلزار رات دن
گھر ہو گیا ہو فرقتِ جانا نہین مجکو گور	کیسے دباتے ہین در و دیوار رات دن

۱۶۲	کیا مصحفی کی روح کا ہو فیض واسطی ہو وقت فکر شعر مددگار رات دن

وہ دہن ہون جسمین سخن نہین وہ سخن ہون جسمین صدا نہین
وہ مکین ہون جسکا مکان نہین وہ مکان ہون جسکا پتا نہین
نہ کسی کا دل نہ نگاہ ہون کہون سچ تو علم و آگہ ہون
کوی حال مجھسے نہان نہین کوئی راز مجھسے چھپا نہین
مری ذات عین صفات ہو جو صفات ہو وہی ذات ہو
مری کُنہ مجھسے نہ پوچھیے کہ مقام چون و چرا نہین
نہ تو موج ہو نہ حباب ہو وہی بحر ہو وہی آب ہو
جو نگاہِ غور سے دیکھیے کوئی اور غیر خدا نہین
وہی نخل ہو وہی شاخ ہو وہی اصل ہو وہی فرع ہو
یہ تمام جلوے اُسی کے ہین کوئی اور اُسکے سوا نہین
یہ وہ راز ہو رہِ معرفت نہین سوجھتی ہو کوئی جہت
وہ طریق تیرہ و تار ہو کوئی جسمین راہنما نہین
مرا نام حضرتِ عشق ہو دلِ عاشقان مین مقام ہو

سوتا ہی اب جو فتنۂ عالم ہمارے پاس
ہم مثل بخت رہتے ہین بیدار رات دن

دیکھا جو رُخ کو زلف سے مشکین کسی گئین
کس قید مین ہی طلب دیدار رات دن

جب سے کہ عفو کا اُنھین پیدا ہوا ہی شوق
کرتے ہین جستجوے گنہگار رات دن

منصور سے سوا ہو نہین مژگان کے عشق مین
وہ ایک دن تھا مین ہون سر دار رات دن

رہتے ہین وشت مین دے چھالون کے منتظر
سوکھی زبان نکالے ہوے خار رات دن

رہ رہ کے کیا ہنساتی ہی زخمون کو مثل برق
ہی اُسکی تیغ قہقہہ دیوار رات دن

ہی قتل عاشقون کا شب و روز اُنکا کام
ہی بحر خون کی موج وہ تلوار رات دن

لیجل قفس کو باغ مین صیاد رحم کر
دینگے دعائین مرغ گرفتار رات دن

اس ماہ وش کے ہاتھ جہان بکتا ہی دل
ہی خوب چاند گنج مین بازار رات دن

اک دن تو پھر سیر مرے دل مین آئیے
داغون سے کیا شگفتہ ہی گلزار رات دن

۱۶۱
کچھ دشمنون کا خوف نہین مجکو واسطی
حامی ہین میرے حیدر کرار رات دن

آئینہ سے ہی اُنکو سروکار رات دن
اپنے ہین آپ طالب دیدار رات دن

دنیا مین ہجر یار ہی عقبے مین وصل یار
اس پار دن ہی رات تو اُس پار رات دن

کیا چشم سُرمگین تری ہندو ہی اے صنم
گردن مین ڈالے رہتی ہی زنار رات دن

دلمین مکین ہی وہ مری آنکھین نہین ہین باز
وا ہین یہ اُسکے روزن دیوار رات دن

یان ہوش ہی نہین رُخ و گیسو کی یاد مین
کیون پھر گھر مین آتے ہین بیکار رات دن

اک نقطہ ہی یہ مرکز عالم کہ جس کے گرد
پھرتی ہی فکر صورت پرکار رات دن

کیونکر تمھارے رُخ سے اُٹھاؤن نقاب کو
ڈرتا ہون مین کہ ہو نہ کہین یار رات دن

معدوم وہ کمر ہی دہن کا نشان نہین
پھرتا ہی میرا واہمہ بیکار رات دن

سینہ ہی چاک داغ جگر کے نہان نہین
رہتا ہی اب کھلا در گلزار رات دن

کمر کے عشق میں اسد رجہ ناتوان ہوئیں
کہ خود مجھے نہیں ملتا نشان کہاں ہوئیں

کلام چہرے کا ہی سہرا آسمان ہوئیں
وہ مانگ کہتی ہی سب سے کہ کہکشان ہوئیں

دکھاؤ شکل مری جان کہ نیم جان ہوئیں
فراق مین کسی بسمل کے ہچکیان ہوئیں

ہزار بار نہ اٹھو اٹھ کے کس طرح بیٹھون
کہ ضعف سے صفت گرد کاروان ہوئیں

شہید کر نہ مجھے اس مین ہی ضرر تیرا
کمر کا اور دہن کا ترے نشان ہوئیں

خیال قد مین جو قد مونپہ سرو کے مین گرا
معاف کیجیئے پھسلی ہوئی زبان ہوئیں

نہین ہی عشق فقط مجھ مین شان حسن بھی ہی
بجا ہی مین جو کہون خط توامان ہوئیں

اگرچہ چرخ سے رتبہ بلند ہی میرا
یہ آرزو ہی تری خاک آستان ہوئیں

زمانہ ہی جو مرے روے زرد پر خندان
ریاض دہر مین کیا شاخ زعفران ہوئیں

یہ شوق دید مین ہی آرزو مرے دل کو
کہ اڑ کے مردمک دیدۂ بتان ہوئیں

چبھے ہین خار بیابان کے پانون سے سر تک
جنون کہین نہ چڑھے سر پہ نردبان ہوئیں

فراق یار مین کیا ضعف جسم زار کہون
اڑائے پھرتے ہین آہین وہ ناتوان ہوئیں

نہ کیون ہو دل مرا صد چاک سامنے اسکے
وہ شوخ ماہ کی صورت ہی تو کتان ہوئیں

۱۶۰	خدا کرے کہ کوئی واسطی مری بھی سنے اخیر وقت ہی ذکر گذشتگان ہوئیں	

کیا دیکھین ہم فروغ رخ یار رات دن
گرد نظر ہمارے ہی دیوار رات دن

فرقت مین ہی یہ حال تن زار رات دن
گویا پڑا ہی فرش پر اک تار رات دن

دیکھو تو سیر تم صف عشاق کی ذرا
اٹھ اٹھ کے بیٹھتی ہی یہ دیوار رات دن

فرقت مین کم قفس سے نہین ہی مرا بدن
دل ہی مرا کہ مرغ گرفتار رات دن

ہم مجھسے بڑھکے میرے گنا ہونکا مرتبہ
کرتے ہین اس رحیم کا دربار رات دن

معدوم ہی اگر کمر یار کا نشان
پھر کس مین باندھتے ہین وہ تلوار رات دن

کون قتیلِ تیغ نہین ہی کون اسیرِ دام نہین
عرض جو کی یہ جا کے کسی نے واسطی در پر حاضر ہی
ہنسکے کہا خلوت ہی یہان دربار ہمارا عام نہین

۱۵۸

نہ پوچھ مجھسے کہ تو کون ہی کہان ہو مین
یہی نشان ہی میرا کہ بے نشان ہو مین

جگہ مری ہی دفتر کہان کہان ہو مین
ہر ایک لفظ مین معنی صفت نہان ہو مین

شریک قافلہ ہون پر نہین ہی یہ معلوم
صدا کے زنگ ہون یا گرد کاروان ہو مین

وہ اوج ہون کہ مقابل نہین مرے پستی
زمین جسکی نہین ہی وہ آسمان ہو مین

عجب ہی کیون مری اس بزم مین نہین توقیر
یہا نہین کیا کوی ناخواندہ میہمان ہو مین

جو پاس آؤ تو باتین کرو ہنسو بولو
خدا ہی جانے کہ پھر تم کہان کہان ہو مین

چلین گے ضعف مین کیا تیر میری آہونکے
کہ دل شکستہ ہون اُتری ہوئی کمان ہو مین

دہن کا اُنکے نشان شاعرونکو کیا معلوم
یہ مجھسے پوچھو کہ سیاح لامکان ہو مین

عتاب و لطف مین ہی قول اُسکے ابرو کا
کلید قفل دل و تیغ خونچکان ہو مین

وہ سر فروش ہوے کیا کہان گئے جانباز
بس ایک آپ ہین اور وقتِ امتحان ہو مین

کہان قیام ہی کیسے مقام کی صورت
سرائے دہر مین دو دن کا میہمان ہو مین

اک اور ہاتھ لگا نیمچے کا اے قاتل
چھٹون بلا سے تڑپتا ہون نیم جان ہو مین

تم اپنے دل پہ دہرو ہاتھ فاتحہ کے لیے
تمھارے دل مین ہون ہر چند بے نشان ہو مین

کسیطرح تو پہونچ جاؤن اُسکی محفل مین
خدا کرے کسی عاشق کی داستان ہو مین

سنائی حالت دل اُنکو باتون باتون مین
دیا مغالطہ مین نے کہ قصہ خوان ہو مین

لڑے گا مجھسے تو جیتے گا خاک ترک فلک
نئی اُمنگ نیا زور نوجوان ہو مین

۱۵۹

عیان ہی سب پہ کہ شاگرد مین اسیر کا ہون
ہی واسطی یہی باعث کہ خوش بیان ہو مین

	خدا اچھا ہے تو انکا آدمی آئے کہے مجھسے چلو اے واسطی جلدی وہ تمکو یاد کرتے ہین	۱۵۷

صحبت زاہد سخت بری ہے رند کا وان کچھ کام نہین
نغمہ نہین ہے ساز نہین ہے شیشہ نہین ہے جام نہین

رسم حسینون مین یہ نئی ہے مہر و وفا کا نام نہین
عشق مین اُنکے حسن پرستو کون ہے جو بدنام نہین

حال نہین معلوم جو اُسکا چین نہین آرام نہین
ہجر مین کیونکر دل کو ہو تسکین نامہ نہین پیغام نہین

جلوۂ جانان کیا کوئی دیکھے جب وہ نگاہون سے ہو نہان
چہرۂ روشن صبح بنارس زلف اودھ کی شام نہین

چشم حقیقت بین سے نظارہ کوئی کرے تو روشن ہو
غیر ظہور نور خدائی حسن رخ اصنام نہین

مُنھ کو بنائے بیٹھے ہو کیون باتین کرو کچھ دل تو لگے
بھول گئے کیا گرمی و شوخی لب پہ جواب دشنام نہین

فقر مین گمنامی کو تو دیکھو وقت پہ کیسی کام آئی
دیکھ لیا محشر کا بھی دفتر اُس مین ہمارا نام نہین

تیغ نظر نے قتل کیا اور زخم بدن پر کوئی نہین
عین رضا سے ہم ہوے بسمل قاتل پر الزام نہین

فاختہ عاشق سرو چمن ہر گل سے اُلفت بلبل کو
لطف ہمین کیا سیر چمن سے ساتھ جو وہ گلفام نہین

ابرو و گیسو کی اُلفت مین سارے جہانکو کاہش جان

۱۵۵ — ہر شعر کہہ رہا ہی کہ مین سب مین چیدہ ہون

شب فرقت ہم اس امید پر فریاد کرتے ہین
کوئی شاید کہے چلیے تمھین وہ یاد کرتے ہین

بتان سنگدل ایسے ستم ایجاد کرتے ہین
کہ عاشق تنگ آ کر خدا کو یاد کرتے ہین

کبھی چٹکی بجاتے ہین کبھی تلوے دکھاتے ہین
وہ بیٹھے بیٹھے کیا کیا شعبدے ایجاد کرتے ہین

حسین ہین سنگدل تو ہمکو کیا مانند آئینہ
تماشا دوستا ہین کب شکوہ بیداد کرتے ہین

اجل سے کہدو ٹھہرے تیغ سے کہدو ذرا دم لے
کوئی دم ہم تماشائے رخ جلاد کرتے ہین

دم آخر جو آئین ہچکیان مجکو کہا دل نے
خدا کا شکر وہ بھولے ہوؤنکو یاد کرتے ہین

تمنا ہی کہ دل پامال ہو راہ محبت مین
ہم اپنے گھر کو اپنے ہاتھ سے برباد کرتے ہین

غم و درد و الم کی دلمین کثرت ہی تو خوش ہین ہم
غنیمت ہین یہ جلسے دو گھڑی دل شاد کرتے ہین

مجھے تحریر کرتے ہین سلام اغیار کے خط مین
نئی شوخی ہی یہ تازہ ستم ایجاد کرتے ہین

۱۵۶ — غزل مین واسطی مضمون جو ان آنکھون کے لکھے ہین
تو ہر ہر شعر پر استاد سو سو صاد کرتے ہین

وہ سو سو گالیان جو تن مین مکرر ارشاد کرتے ہین
غنیمت یہ سمجھتا ہون کہ مجکو یاد کرتے ہین

قیامت ہی کہ ہم بینا نہ تمھین چشم بینا سے
ترا نظارہ تو اعمائے مادر زاد کرتے ہین

لکھین عنوان خط پر کیا کہ نام اپنا بھی ہم بجود
یہ بھولے ہین کہ پہرون سوچتے ہین یاد کرتے ہین

تصور ہی جو مرکے بھی ہمین اک سرو قامت کا
احبا دفن زیر سایہ شمشاد کرتے ہین

وہ ہین مے نوش آنکھون سے بجا لاتے ہین ہم اسکو
جو ہمکو حضرت پیر مغان ارشاد کرتے ہین

گھسیٹا ہی ہمین کانٹون مین ایسا جوش وحشت نے
کہ موئے تن بھی کار نشتر فصاد کرتے ہین

برا ہو ناتوانی کا کہ ہمکو ایک مدت سے
زبان و دل تلاش طاقت فریاد کرتے ہین

زمانے مین کیا دور فلک نے قحط آب ایسا
مری تر دامنی پر اب حسد زہاد کرتے ہین

عبث امید ہی اہل زمین کو آسمانون سے
مروت اپنے مقتولون سے کب جلاد کرتے ہین

فقط ہین آدمی کو حاجتین دنیا کی دنیا تک
کسی دے کو کب ہی فکر آب و دانہ تربت مین

پھکے صور سرافیل ای پری وایک نالے مین
قیامت ہو جو اُٹھو بیٹھے ترا دیوانہ تربت مین

ہتوے مدفون جو ہم اُس شمعرو کا نامہ آ پہونچا
ملا کیا خلد کی جاگیر کا پروانہ تربت مین

یہی ترغیب ہی ہر دم لحد سے قاف کو چلیے
سنا تا ہی ہمین کیا کیا دل دیوانہ تربت مین

۱۵۴

یہان آئے تو پائی واسطی الحدافزا باہی
سنا تھا زیست مین ہمنے کہی ویرانہ تربت مین

نوخیز سبزہ ہون نہ گلِ نو دمیدہ ہون
مین اس چمن مین طائر رنگِ پریدہ ہون

مشتاق تیغ ظلم ہون ایسا کہ مثل شمع
پیدا ہوا و رسر مین اگر سر بریدہ ہون

سر ٹیکین زاہدون کے جو وہ ساغر شراب
تو بہ کہے مین پھر شکست آفریدہ ہون

گیسو لٹک کے کہتا ہی یون قدِ یار سے
تو صورت علم ہی تو مین بھی جریدہ ہون

پیری مین چشم کم سے نہ دیکھین عدو مجھے
اب بھی مین انکے واسطے تیغ خمیدہ ہون

گلشن مین اُس سے یوسف گل کا ہی یہ کلام
تیرا غلام ہون مین ترا زر خریدہ ہون

لب آشنائے خندۂ شادی ہین اب تلک
ہمرنگ گل اگرچہ گریبان دریدہ ہون

پیش نظر جو بزم طرب کا مآل ہی
جب دیکھو آئنہ کی طرح آبدیدہ ہون

پھیلے ہوے ہین عالم غربت مین میرے پانون
ہر چند مثل جادہ بمنزل رسیدہ ہون

غیرونکو سامنے مرے مارے ہین اُسنے تیر
اسواسطے کمان کیطرح سے کشیدہ ہون

وہ رخ جو آفتاب قیامت ہی تاب مین
مین مثل صبح حشر گریبان دریدہ ہون

لٹتا ہون خاک مین مین کوئی دم کی دیر ہی
اس غمکدے مین قطرۂ اشک چکیدہ ہون

ہوتے ہو کیون خفا جو ہون امیدوار لطف
اس خوان بزم مین نعمت الوان چشیدہ ہون

لینے لگے چمن مین جو وہ وحشیون کے نام
گل بولا اُٹھا کہ مین بھی گریبان دریدہ ہون

ہی انتخاب دہر یہ دیوان واسطی

کون کہتا ہے کہ وہ موئے میان کچھ بھی نہین
راز پوشیدہ وہ ظاہر ہین عیان کچھ بھی نہین

لامکان تک جو گئے اہل حقیقت سمجھے
وسعت دائرۂ کون و مکان کچھ بھی نہین

وہی کہتا ہے لبِ دوست سے سنتا ہون جو مین
یہ دہن کچھ بھی نہین ہے یہ زبان کچھ بھی نہین

عکس پڑجائے جو اُسکا نظر آئے سب کچھ
فی الحقیقت مرا دل آئینہ سان کچھ بھی نہین

کیون گلے کٹتے ہین عشاق کے کوچے مین ترے
یون بظاہر تو وہان تیغ و سنان کچھ بھی نہین

یاد مین اُسکی جو دم گذرے غنیمت جانو
خوب سمجھو کہ جہان گذران کچھ بھی نہین

جن امیرونکو بڑا طبل و علم پر تھا غرور
مٹ گئے ایسے کہ اب طبل و نشان کچھ بھی نہین

شام گیسو سحر رخ پہ نظر کرتا ہون
شب آدینہ و روز رمضان کچھ بھی نہین

آنکھین اُس فتنۂ عالم کی ہین منظور نظر
میری آنکھون مین یہ آشوب جہان کچھ بھی نہین

شاعرون نے فقط اک بات بنا رکھی ہے
وہ کمر کچھ بھی نہین ہے وہ دہان کچھ بھی نہین

کس طرح پہونچون مین واماندہ عدم تک دیکھون
راہ مین قافلے والونکا نشان کچھ بھی نہین

۱۵۴
واسطی عشق کے بازار مین رکھا ہے قدم
جانتا ہون کہ یہان غیر زیان کچھ بھی نہین

وہ میکش ہون جو یاد آیا مجھے میخانہ تربت مین
تو حورین لیکے آئین شیشہ و پیمانہ تربت مین

جلیگا حشر تک داغ دلِ دیوانہ تربت مین
رہیگی روشنی خود شمع کی پروانہ تربت مین

عزیز و اقربا سارے لباسی دوست تھے میرے
کفن پہنے ہوئے کوئی بھی ساتھ آیا نہ تربت مین

گدا و شاہ بعدِ مرگ زیر خاک یکسان ہین
سکندر لیگیا کب شوکتِ شاہانہ تربت مین

زمانے سے گئے ہم کام کیا ہمکو زمانے سے
نہ اپنا یاد آتا ہے نہ اب بیگانہ تربت مین

وہ شاہِ کشورِ خوبی جو بہرِ فاتحہ آئے
کفن ہوجائے ہمکو خلعتِ شاہانہ تربت مین

نہین جاتی ہے الفت کی بعد مرگ کیفیت
کیا کرتا ہون ہر دم نعرۂ مستانہ تربت مین

کبھی ممکن نہین ہشیار ہونا خواب غفلت سے
ہلاتے ہین عبث احباب میرا شانہ تربت مین

اشارہ عاشقون کے خونکا دربردہ ہی شاید
پہنتے ہین وہ سوہا اوڑھ کر شالو نکلتے ہین

نہ کیونکر زلف لہرائے گل اندامون کے چہرون پہ
چمن مین سونگھنے کالے گلو کی بو نکلتے ہین

ہوئی ہی چشم چشمہ فیض کا دانتو کی الفت مین
زمانہ رول لے موتی مرے آنسو نکلتے ہین

برابر حسن مین ہر عضو تن ہی یار کا میرے
کمر تپلی ہی جتنی اُتنے ہی بازو نکلتے ہین

وہ وحشی ہون کہ میری آہ آتشبار سے شبکو
چراغ غول بنتے ہین اگر جگنو نکلتے ہین

ترے کشتہ کی خاکِ قبر سے ای ترک وش اتبک
کبھی خنجر کبھی چھرہان کبھی چاقو نکلتے ہین

۱۵۱	چمن مین واسطی اُسکے لبون سے شرمگین ہوکر جھروکون سے کوئی پتون کے شفتالو نکلتے ہین

کون ذرہ ہی جو تیرے فیض سے صحرا نہین
کون قطرہ تجھسے ای بحرِ کرم دریا نہین

زخمی تیغ نگاہ شرمگین ہون اس لیے
دیدۂ سوزن کو دل کا زخم دکھلاتا نہین

چرخ نے کیون استخوان میرے ملائے خاک مین
ہی سگِ جانان جو آزردہ ہما عنقا نہین

چاک کرنے مین وہ آندھی ہی مرا دستِ جنون
چیتھڑا ہی اُسکے آگے دامنِ صحرا نہین

کہتے ہین سیپارۂ گل سر پہ رکھکر باغبان
تجھسا گل گلزارِ عالم مین کوئی پھولا نہین

چشمِ وحدت بین کو ہی ایسی دورنگی ناپسند
نام کو بھی میرے گلشن مین گلِ رعنا نہین

ہین مکین اسمین خیالاتِ بتانِ سیم تن
بت کنشتِ دل مین میرے کوئی پتھر کا نہین

یادِ چشم مست مین آنسو بہانا ہی عبث
کشتیٔ مے کے لیے کچھ حاجتِ دریا نہین

دیدہ و دل سے ہی کیا حاصل اگر الفت نہو
شیشہ و پیمانہ ہی بیکار اگر صہبا نہین

حسن گل کو دیکھکر بھولی ہی بلبل اسقدر
صید سے صیاد باز آیا قفس مین جا نہین

۱۵۲	کون روز حشر میری سی کہیگا واسطی عضو تن اُسکے ملک اُسکے کوئی میرا نہین

دیدۂ غور سے دیکھا تو یہان کچھ بھی نہین
نیست ہی نیست ہی ہستی کا نشان کچھ بھی نہین

۱۴۹

جو کم سواد ہین نہ سنا انکو اپنے شعر
ای واسطی وہ قدر سخن جانتے نہین

جو دلمین تھین وہ بھولے ہم وصل کی شب باتین
کچھ بھی نہ کہا ہمنے کہنے کی تھین سب باتین

ہی انکو حیا مانع کرتے ہین وہ کب باتین
کرنے نہین دیتا ہی یان پاس ادب باتین

شرماتے جھجھکتے تھے منہ ہمسے چھپاتے تھے
اب دیکھئے کیا کیا وہ کرتے ہین غضب باتین

پیغام مرا قاصد موقع سے ذرا کہنا
ہم غیرونسے وہ اپنے کرتے نہ ہون جب باتین

ای یار یگانون کے کہنے کو تو کیا کہیے
غیرونکی بھی سنتے ہین ہم تیرے سبب باتین

اس عشق کے رمزون کو کامل ہو تو کچھ سمجھے
باریک اشارے ہین اور غور طلب باتین

کیا عرض کرون انسے موقع تو ملے مجکو
منہ پھیر کے کرتے ہین غیرونسے وہ اب باتین

آیا ہی اگر زاہد خوش ہوگا بہت سنکر
رندونکے بھی جلسے مین ہوتی ہین عجب باتین

سو بار مین جاتا ہون کچھ کر نہین سکتا ہون
کرنے نہین دیتا ہی کم بخت ادب باتین

سر کو نہ پھرا ناصح آہستہ نصیحت کر
کیا تجھسے نہین ہوتین بے شور و شغب باتین

۱۵۰

ای واسطی اب کسکا ہی عشق ترے دلمین
ہر بات مین گرمی ہی تیری ہین عجب باتین

وہی اگلے بکھیڑے آج ای مہرو نکلتے ہین
سمجھکر بات کیجیے جنگ کے پہلو نکلتے ہین

نقاہت نے مری ایسی ہی گلشن مین باندھی ہی
دہن سے بے صدا نالے برنگ بو نکلتے ہین

تری مژگان و ابرو کے جو عاشق بات کرتے ہین
تو خنجر کے کنائے تیغ کے پہلو نکلتے ہین

یہان گھنگرو گلے مین بولتا ہی موت آئی ہی
وہان سامان رقاصی کا ہی گھنگرو نکلتے ہین

بنا ہون سرو آتشبار سوز عشق قامت سے
شرارے آگ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین

نفس خضر کی زندگی تھی جا کے ظلمت سے جو پھر آیا
کہین زندہ مقیم کوچۂ گیسو نکلتے ہین

دلا کس ماہ کے حسن صباحت کا مین کشتہ ہون
کہ میری خاک سے نخل گل شببو نکلتے ہین

حورون کی گردنونمین پڑے ہین یہ طوق زر	گوری کلائیونمین تری چوڑیان نہین
سنتا ہون سب کی اپنی مین کہتا نہین کبھی	سر تا قدم ہون گوش دہن مین زبان نہین
مخفی ہون اپنی آنکھ سے مین مثل مردمک	ہرچند کوئی میری نظر سے نہان نہین
بھاری ہمارے پاؤنمین پھر کیون ہین بیڑیان	منت کے طوق اُسکے گلے مین گران نہین
بلبل ہون ایک گل کا پہ آزاد طبع ہون	پروائے گل مجھے طلب بوستان نہین
روکون مین کس طرح کہ یہ منھ زور ہی بہت	قابو مین میرے توسنِ عمر روان نہین
بند آنکھ کی تو چشم زدن مین پہنچ گئے	کچھ دور اُسکے کوچے سے باغ جنان نہین
سُنکر ہمارا حال نہ منھ کو بنائیے	سچی ہی یہ بنائی ہوئی داستان نہین

۱۴۸

تازہ سخن سنے نہ سنے کوئی واسطی
دل اپنا قدر دان ہی اگر قدر دان نہین

غربت مین ہم پھنسے ہین وطن جانتے نہین	کنج قفس مین ذوق چمن جانتے نہین
کرتے خیال لب مین تلاش عقیق ہم	مجبور ہین کہ راہ یمن جانتے نہین
پردہ نہ فاش ہوگا پس مرگ شکر ہی	میرا مزار دزد کفن جانتے نہین
بند آنکھین کرکے دل کو کیا اُسنے پائمال	یہ چوکڑی غزال ختن جانتے نہین
قند و نبات وصف لب یار مین ہین شعر	میرا مذاق اہل سخن جانتے نہین
کیونکر نصیب لذتِ بوس و کنار ہو	کس جا کمر کہان ہی دہن جانتے نہین
کیا جانین حال عاشقِ گیسوے یار کا	جو صدمہ ہائے طوق و رسن جانتے نہین
پامال کرتے چلتے ہو تم رہروونکے دل	طاؤس و کبک بھی یہ چلن جانتے نہین
غیرت کا ہی مقام نہ اولجھے لگاؤ ہاتھ	خندان ہین کیون یہ زخم بدن جانتے نہین
اعضائے تن کو توڑ کے نکلین تو کیا عجب	نالے ہمارے راہ دہن جانتے نہین
خواہانِ آب تشنۂ دیدار ہین عبث	اندھا کنوان ہی چاہ ذقن جانتے نہین

قابل بیان کے مرا سوز نہان نہین
دوزخ کی آگ مین کبھی یہ گرمیان نہین

چاہِ ذقن مین مجکو جو وہ ڈوبنے نہ دین
حاجت نہین ہی کیا مرے گھر مین کنوان نہین

تیر نگہ کا بھی نہ بناسے مجھے ہدف
ایسا کشیدہ مجھسے وہ ابرو کمان نہین

اب تک تو میری اُسکی محبت مین ہی یہ فرق
مین اُس سے بدگمان ہون وہ بدگمان نہین

جاتی ہی میری آہ تو ہفتم فلک سے پار
کس طرح یہ کلید در آسمان نہین

ایسا ہوا ہون خشک مین قاتل کے رعب سے
قطرۂ بدنمین خون کا دم امتحان نہین

یارب کرون تجسس یاران رفتہ کیا
کوئی پتا نہین ہی کسی کا نشان نہین

لیٹے ہین جاکے یہ مرے سرخ آنسو نکے تار
اُنکی گلی مین کیہ لونگی یہ بدھیان نہین

رہجاتی ہی ہمیشہ مرے دلمین دلکی بات
اظہار حال کرینکے قابل زبان نہین

رہیے ہمارے دلمین کہ پردہ نشین ہین آپ
پردے کا کوئی دہر مین ایسا مکان نہین

کیا کیا کیے تھے وصل مین اقرار آپ نے
کہئے تو اب وہ منھ نہین یا وہ زبان نہین

ساقی شراب کہنہ کا دے تو کوئی قدح
پھر دیکھون کون کہتا ہی مجکو جوان نہین

اے تیر آہ کردے مشبک فلک کو جلد
تاریک گھر جہان ہی کوئی تابدان نہین

	ابرو کے عشق مین ہون دل افگار واسطی ہو احتیاج تیر یہ ایسی کمان نہین	۱۴۷

اعضا ہین ایسے نرم کہ جسکا بیان نہین
سائے بدنین اُنکے کہین استخوان نہین

لازم تجھے غرور یہ اے باغبان نہین
وہ کونسا ہی باغ کہ جسکو خزان نہین

گلشن کو میرے عشق نے مقتل بنادیا
تیرا شہید ناز ہی یہ ارغوان نہین

طائر وہ ہون کہ اوڑ کے جہان سے نکل گیا
یاد نشیمن و قفس و آشیان نہین

پابند عشق زلف بت سنگدل ہو نہین
کٹ جائین کاٹنے سے یہ وہ بیڑیان نہین

قاغین ہین چند لخت جگر کی جو میرے پاس
بھیجون یہ اور پاس مرے ارمغان نہین

۱۴۵

واسطی حال جنون مین نہ ہمارا پوچھو
لااُوبالی ہین جہان گرد ہین سودائی ہین

جاؤن کہان حوادثِ عالم کہان نہین
کس شہر کی زمین ہی جہان آسمان نہین

مضمون مدعا مرا کچھ چیستان نہین
دو کچھی جواب تمھین جو آجائے ہان نہین

دل کی شگفتگی سے ہوا زرد رخ مرا
شرمندۂ تموّج بادِ خزان نہین

جاہی ملینگے یاروں نسے ہمتا ضرور ہی
کچھ اتنا دور قافلۂ رفتگان نہین

کسدن دل و جگر سے اُبلتا نہین لہو
ہو جہہ کچھ یہ دیدۂ تر خون فشان نہین

منبر تلک عروج تمھارا ہی واعظو
کچھ پیر میفروش سے اونچی دکان نہین

کچھ ہجر مین کہا تمھین جل کر تو ہو نہ تنگ
شکوے یہ دوستانہ ہین جھگڑے کہان نہین

کعبہ سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے
کیا ہمکو ہر سجدہ ترا آستان نہین

جیسی ہین گوش یار مین سو نیکی کلیان
ایسا تو ماہ نو ترا اے آسمان نہین

وہ تند خو کہیگا جو مجھکو بھلا برا
مین بھی کہونگا کیا مرے منھ مین زبان نہین

رخصت ہوئی بہار یہ کیسی ہوا چلی
گلچین نہین چمن مین کوئی باغبان نہین

اُٹھ جاؤنگا مین دیر سے اے بت خفا نہو
کعبے مین جا نہین کہ خدا مہربان نہین

رہتا ہی میرے خانۂ دل مین خیال یار
ایسا کوئی مکین نہین ایسا مکان نہین

ہم اُنکو دیکھکر ہوے بیخود تو یہ کہا
کیا جانین یہ کہان ہین ہمارے یہان نہین

پہونچیگا بام یار تلک مین ضعیف بھی
ہی آہ تو کمند اگر نردبان نہین

امید عرضِ حال کہان رعب حسن سے
گویا بہمین جان دہن مین زبان نہین

۱۴۶

کیا فائدہ خضاب لگانے سے واسطی
سب جانتے ہین تجکو کہ تو نوجوان نہین

رتبہ ہمارے دل کا کسی پر عیان نہین
وہ ہی اگر مکین تو یہ کیون لامکان نہین

خطا کرتے ہین دل کو ہی پسند اُنکا جو جھنجھلانا
خوشی سے اپنی ہم تو آپ پر الزام لیتے ہین

خدا چاہے تو ہم میدان ہستی سے نکل جائین
بہت جلدی عنان ابلق ایام لیتے ہین

یقین ہوتا ہی اسدم کوئی ہمکو یاد کرتا ہی
کہ ہر دم ہچکیان ہم نزع کے ہنگام لیتے ہین

بتون سے تنگ آئے تبکدے سے ہو گئی نفرت
خدا چاہے تو راہِ کعبۂ اسلام لیتے ہین

چمن مین جاکے سرو و گل سے جی بہلائینگے اپنا ہم
کہ ہمسے دون کی یہ سرو گل اندام لیتے ہین

مجھی پر ختم ہی سب بانکپن ان بانکے ترچھونکا
جو مجھکو دیکھتے ہین میان سے صمصام لیتے ہین

کوئی دم خواب راحت کسطرح صیاد کو آئے
کہان نالون سے دم مرغان زیر دام لیتے ہین

پھنسانا ہی انھین منظور شاید عندلیبونکو
زر گل دیکھکے گلچین مو کیون گلدام لیتے ہین

۱۴۴

علی کی دستگیری کے ہین قائل واسطی ہم تو
ہزارون سیکڑون گرتے ہوؤنکو تھام لیتے ہین

اپنی آنکھون سے بجا شاکی بینائی ہین
نظر آتا نہین وہ جسکے تماشائی ہین

قائل اس بات کے ہم ای بت ہرجائی ہین
عقل رکھتے ہین وہی جو ترے سودائی ہین

وہ اُدھر قتل پہ آمادہ ہین شمشیر بکف
ہم اِدھر یانو یہ مصروف جبین سائی ہین

داغ دل سوز جگر اُس رخ روشن کا خیال
یہی دو تین مرے مونس تنہائی ہین

پنجروزہ ہی جہان گذران کا میلا
چار دن کے لیے ہم لوگ تماشائی ہین

شیخ صاحب یہ بکے مغز اڑایا میرا
یہ تو کچھ حضرت مجنون کے بڑے بھائی ہین

چاہیے صحبت جہال سے انسان کو گریز
جمع اس بزم مین سب مردم صحرائی ہین

خوبرویون سے خدا چوک مین رکھے محفوظ
یہ جو کمرو نہین ہین سب آفت بالائی ہین

شوق مین ہمنے کیا بوسۂ گیسو جو طلب
ہنسکے بولے کہ بڑے آپ بھی سودائی ہین

شام سے ہمتو سر راہ ہین مشتاق قدوم
اب تلک گھر مین وہ مصروف خود آرائی ہین

آنکھین انجم کی جو گردونپہ کھلی رہتی ہین
کیا مرے ماہ لقا کے یہ تماشائی ہین ؏

جامہ چین تیرا اگر ای گل مصور تھا کوئی
واہ کیا تصویر ہین نقش و نگار آستین

بیکسونکو بھی فلک رکھتا نہین آفت سے باز
صورت گل چاک ہی جیب و کنار آستین

محو ہی ہر روز شغل خاکبازی مین وہ طفل
کب ہی فکر گرد دامان و غبار آستین +

۱۴۲

ساعد سیمین سے اُسکے واسطی جب پا فیض
کہکشان سے کیون نہ بڑھ جائے وقار آستین

یاد مین اُسکی جھکاتا ہون جو سر سجدہ مین
لامکان تک مجھے آتا ہی نظر سجدہ مین

یا تو مسجد مین تھا یا ملک عدم مین پہونچا
یاد آئی جو مجھے اُسکی کمر سجدہ مین

تھی نہ اتنی بھی شب وصل کہ پڑھتا مین نماز
شام ہوتے ہی ہوا وقت سحر سجدہ مین

پنج وقتہ جو ہی مصروف عبادت زاہد
مست میخانہ مین ہین آٹھ پہر سجدہ مین

خار و خس جتنا ہی سب راہ فنا مین بہجاتے
روئے اتنا تو مرا دیدۂ تر سجدہ مین

شکر واجب ہی خدا کا جو اگر دے دولت
پر ثمر جو ہی وہ ہی شاخ شجر سجدہ مین

ہی کسی ابروے پر خم کا تصور مجھکو
زیر محراب جھکاتا ہون جو سر سجدہ مین

بزم وحدت مین جو ہو پہنچے تو خودی سے کیا کام
بیخبر ہی جسے اپنی ہی خبر سجدہ مین

۱۴۳

واسطی ایک اُسی در کا جبین سا ہون مین
ہین جہان شام و سحر شمس و قمر سجدہ مین

ہمارے چھیڑنے کو سب جو تیرا نام لیتے ہین
تو دونون ہاتھ سے ہم دلکو اپنے تھام لیتے ہین

خموشی مین کسی پردہ نشین کا نام لیتے ہین
وہ سالک ہین کہ ہم دل سے زبان کا کام لیتے ہین

فقط ہی حکم ہمکو پنج وقتہ سجدے کرنے کا
بہت دیتے ہین ہمکو اور تھوڑا کام لیتے ہین

رضا ساقی کی ہی درکار سودا کچھ نہین مشکل
ابھی نقد دو عالم دیکے ہم اک جام لیتے ہین

نمازی ہو ابھی کیا ہین طرز طاعت سے ہین کیا واقف
یہ کافی ہی کہ تیرا نام صبح و شام لیتے ہین

ہمی غفلت ہی غفلت ہمپہ دن بھر چھائی رہتی ہی
سحر سے سو کے کروٹ پھر نہین تا شام لیتے ہین

خطا کرتے ہین دل کو بس پسند انکا جو جھنجھلانا
خوشی سے اپنی ہم تو آپ پر الزام لیتے ہین

خدا چاہے تو ہم میدان ہستی سے نکل جائین
بہت جلدی عنان ابلق ایام لیتے ہین

یقین ہوتا ہے اسدم کوئی ہمکو یاد کرتا ہے
کہ ہردم ہچکیان ہم نزع کے ہنگام لیتے ہین

ہوئے تنگ آئے بتکدے سے ہو گئی نفرت
خدا چاہے تو راہ کعبۂ اسلام لیتے ہین

چمن مین جاکے سرو و گل سے جی بہلائینگے اپنا ہم
کہ ہمسے دون کی یہ سرو گل اندام لیتے ہین

تجھی پر ختم ہے سب بانکپن ان بانکے ترچھون کا
جو تجھکو دیکھتے ہین میان سے صمصام لیتے ہین

کوئی دم خواب راحت کسطرح صیاد کو آئے
کہان نالون سے دم مرغان زیر دام لیتے ہین

پھنسا تا ہے انھین بتطور شاید عندلیبونکو
زر گل دیکے گلچین مول کیون گلدام لیتے ہین

	علی کی دستگیری کے ہین قائل واسطی ہم تو ہزارون سیکڑون گرتے ہوؤنکو تھام لیتے ہین	۱۴۴

اپنی آنکھون سے بجا شاکی بینائی ہین
نظر آتا نہین وہ جسکے تماشائی ہین

قائل اس بات کے ہم ہین بت ہرجائی ہین
عقل رکھتے ہین وہی جو ترے سودائی ہین

وہ ادھر قتل پہ آمادہ ہین شمشیر بکف
ہم ادھر بانو نہ مصروف جبین سائی ہین

داغ دل سوز جگر اس رخ روشن کا خیال
یہی دو تین مرے مونس تنہائی ہین

پنجروزہ ہے جہان گذران کا میلا
چار دن کے لیے ہم لوگ تماشائی ہین

شیخ صاحب یہ سبکے مغز اڑا یا میرا
یہ تو کچھ حضرت مجنون کے بڑے بھائی ہین

چاہیے صحبت جہال سے انسان کو گریز
جمع اس بزم مین سب مردم صحرائی ہین

خوبرویون سے خدا چوک مین رکھے محفوظ
یہ جو کمرو نہین ہین سب آفت بالائی ہین

شوق مین ہمنے کیا بوسۂ گیسو جو طلب
ہنسکے بولے کہ بڑے آپ بھی سودائی ہین

شام سے ہمتو سر راہ ہین مشتاق قدوم
اب تلک گھر مین وہ مصروف خود آرائی ہین

آنکھین انجم کی جو گردون نہ کھلی رہتی ہین
کیا مرے ماہ لقا سے یہ تماشائی ہین ۱۲

جامہ چین تیرا اگر ای گل مصور تھا کوئی — واہ کیا تصویر ہین نقش و نگار آستین
بیکسونکو بھی فلک رکھتا نہین آفت سے باز — صورت گل چاک ہی جیب و کنار آستین
محو ہی ہر روز شغل خاکبازی مین وہ طفل — کب ہی فکر گرد دامان و غبار آستین +

١٤٢

ساعد سیمین سے اُسکے واسطی اجب پا فیض
کہکشان سے کیون نہ بڑھ جائے وقار آستین

یاد مین اُسکی جھکاتا ہون جو سر سجدہ مین — لامکان تک سب مجھے آتا ہی نظر سجدہ مین
یا تو مسجد مین تھا یا ملک عدم مین پہونچا — یاد آئی جو مجھے اُسکی کمر سجدہ مین
تھی نہ اتنی بھی شب وصل کہ پڑھتا مین نماز — شام ہوتے ہی ہوا وقت سحر سجدہ مین
پنج وقتہ جو ہی معروف عبادت زاہد — مست میخانہ مین ہین آٹھ پہر سجدہ مین
خار و خس جتنا ہی سب راہ فنا مین ہیجاتے — روئے اتنا تو مرا دیدۂ تر سجدہ مین
شکر واجب ہی خدا کا جو اگر دے دولت — پر ثمر جو ہی وہ ہی شاخ شجر سجدہ مین
ہی کسی ابروے پر خم کا تصور مجکو — زیر محراب جھکاتا ہون جو سر سجدہ مین
بزم وحدت مین جو ہو پہنچے تو خودی سے کیا کام — بیخبر ہی جسے اپنی ہی خبر سجدہ مین

١٤٣

واسطی ایک اُسی در کا جبین سا ہون مین
ہین جہان شام و سحر شمس و قمر سجدہ مین

ہمارے چھیڑنے کو سب جو تیرا نام لیتے ہین — تو دونون ہاتھو سے ہم دلکو اپنے تھام لیتے ہین
خموشی مین کسی پردہ نشین کا نام لیتے ہین — وہ سالک ہین کہ ہم دل سے زبان کا کام لیتے ہین
فقط ہی حکم ہمکو پنج وقتہ سجدے کرنے کا — بہت دیتے ہین ہمکو اور تھوڑا کام لیتے ہین
رضا ساقی کی ہی درکار سودا کچھ نہین مشکل — ابھی نقد دو عالم دیکے ہم اک جام لیتے ہین
نماز ہو ابھی کیا ہین طرز طاعت سے ہین کیا واقف — یہ کافی ہی کہ تیرا نام صبح و شام لیتے ہین
نہی غفلت ہی غفلت ہیہ دن بھر چھائی رہتی ہی — سحر سے سوکے کروٹ پھر نہین تا شام لیتے ہین

لطف کی راہ سے اے ساقیِ نیکو فرجام
دے اب مجھے جام پہ جام

مجکو معلوم تھا آفت ہین بت عربدہ جو
ہین بلا وہ گیسو

طائر دل کو پھنسا رکھتے ہین یہ پھندین مدام
دوش پہ ڈالکے دام

اس لیے آکے لبایا تھا فقط خانۂ گور
نہ چلے آپ کا زور

تھک کے سویا تھا کہ ٹھوکر مین ہوئی نیند حرام
اے مرے فتنہ خرام

تیرے فقرون کی سماعت کا ہی مشتاق یہ دل
نہین اب کوئی تحمل

قتل کر سیف زبانی سے مجھے وقتِ کلام
تا یہ قصہ ہو تمام

کسلیے بو مجھے پھولون کی سونگھاتی ہی صبا
اس سے حاصل کچھ کیا

نکہتِ گیسوے مشکین نے لبایا ہی مشام
کچھ نہین عطر سے کام

بھول جانا نہ مرے قاصد فرخندہ قدم
اُنھی عیسیٰ کی قسم

یہ زبانی بھی سنا دیجیو خط دیکے پیام
ترک ہی آب و طعام

نزع مین وصل کی تحریر کا آیا ہی جواب
ہم تو ہین پا بر کاب

صدمۂ ہجر نے جب اپنا کیا کام تمام
تب یہ آیا ہی پیام

یا تو ازادہی یا وصل سے دل شاد کرو
کچھ تو ارشاد کرو

واسطی جگرِ افگار تمھارا ہی غلام
کچھ نہین ہمین کلام

ردیف نون ۱۴۱

پاک کرنا آنسوؤن کا ہی جو کار آستین
ہی تماشا چشم پر خونِ بہار آستین

میرے اعضا بھی مرے دشمن ہین ہجرِ یار مین
ہاتھ بھی مجکو نظر آتے ہین مار آستین

یہ اڑین دستِ جنون سے پیرہن کی دھجیان
اب کوئی تار گریبان ہی نہ تارِ آستین

یار کی دامن کشی نے کر دیا یہ ناتوان
اُٹھ نہین سکتا مرے ہاتون سے بارِ آستین

ہی لباس یار بھی محبوب مجکو مثل یار
جان ہی قربان دامن دل نثارِ آستین

وہ مرے حال سے واقف نہ مجھے اسکی خبر
غم سے کیونکر ہو مفر

نہ کبھی خط نہ کتابت کوئی نامہ نہ پیام
ایسے جینے کو سلام

ملک ہستی مین نہین کچھ بھی بجز درد و الم
اس سے بہتر ہی عدم

غور سے اسکو جو دیکھا تو ہی وحشت کا مقام
کیا کرین اسمین قیام

ساقیا سارے زمانے پہ کیا تو نے کرم
ایک باقی رہے ہم

رہے آغاز سے مطلب نہ ہو انجام سے کام
دے ہمین بھر کے وہ جام

صدمۂ ہجر یہ جھیلین ہین کہ ہی ناک مین دم
تیرے قدمون کی قسم

ای صنم بہر خدا وصل کا اب بھی ہو پیام
تا یہ حاضر ہو غلام

ڈر سے رسوائی کے اب آپ نہین ملتے ہین
مجھسے راضی تو رہین

خیر پوشیدہ رہے آج سے پیغام و سلام
ہی مجھے کام سے کام

دشت وحشت مین گریبان کے اڑائے پرزے
خوب دکھلائے مزے

کرکے دیوانہ گیسو کیا ہر سو بدنام
ایسی وحشت کو سلام

عشق گیسو نے کیا ہی مجھے آوارہ وطن
ای بت عہد شکن

باد صرصر کیطرح دشت نوردی سے ہی کام
نہین اک جا پہ قیام

میری صحبت مین نہ آیا کبھی وہ رشک پری
یان رہی منتظری

اسی امید مین آخر کو ہوئی عمر تمام
موت کا اب ہی پیام

یون تو کہنے کو تھے وصل کے لاکھون اقرار
بلکہ اک دم مین ہزار

مین نے جب ذکر کیا صبح کو تمنے کہا شام
یون ہوئی عمر تمام

لوگ آغاز مین کہتے ہین کہ ہی اسکو جنون
کیا مین تدبیر کرون

ہو برا عشق کا سمجھا تھا نہ مین یہ انجام
مفت بدنام ہی نام

مجکو بدنام سمجھکر جو کیا ہی یہ کرم
اب تامل ہی ستم

ہمپہ جو گذری خبر اُسکی ہی تمکو یا نہین — رات بھر رویا کیے بیٹھے پس دیوار ہم
سامنے اُس نکتہ چین کے گفتگو دشوار ہی — سوچتے ہین دلمین اک اک بات سو سو بار ہم
وصل کی شب کچھ تکلف کی نہین ہی احتیاج — کھل کے باتین کیجیے ہین محرم اسرار ہم

۱۳۹
دیکھیے لے جنس دل کو کون یوسف واسطی
گھر سے اسکو لے چلے ہین جانب بازار ہم

زبان دل سے کرتا ہون مین شکوہ ذکر ہو ہر دم — خموشی مین بھی یون رہتی ہی اُسکی گفتگو ہر دم
وصال یار کی رہتی ہی دل کو جستجو ہر دم — مرے دم مین ہی جبتک دم یہی ہی آرزو ہر دم
تصور سے یہ دل آئینہ ہی شکل خیالی کا — رہا کرتا ہی اسکو یار میرے روبرو ہر دم
طہارت سی طہارت دیدۂ گریانسے حاصل ہی — تمھاری یاد مین کرتا ہون مین تازہ وضو ہر دم
نہین ممکن کہ پہچانون نہین نیرنگیان تیری — جو میرے سامنے آے بدل کر بھیس تو ہر دم
ہوا خواہی مری کیونکر پسند طبع ہو اُسکو — ہوا سے بھی لڑا کرتا ہو جو بیگانہ خو ہر دم
کوئی پیدا کریگا شور دکھاتا ہی جو وہ گیسو — دماغ جانمین عطر فتنہ کی آتی ہی بو ہر دم
صفائی کیا نہین ہی تمکو منظور نظر ہمسے — سبب کیا ہی کہ اب الجھی ہوئی ہی گفتگو ہر دم
کہا ہی قاریون نے حرف حلقی ہاے ہوز کو — نکلتا ہی یہان تو ہو بوساطت گلے سے ہو ہر دم
تری زلفون پہ دست غیر سے جو کچھ گذرتی ہی — زبان شانہ کہدیتی ہی مجھسے مو بمو ہر دم
اُدھر سیتا ہی وہ اور اسطرف مین چاک کرتا ہون — رفوگر چاک دامن کو کرے کب تک رفو ہر دم
ہوا میری طرح کیا ہی پریشان عشق گیسو مین — اڑاتی پھرتی ہی کیون خاک سر پر کو بکو ہر دم

۱۴۰
نجس ہی دامن دل واسطی جو بوش عصیان سے
کرے اشک ندامت کاش اُسکو شست و شو ہر دم

دل کے اُس شوخ سے قاصد با دب بعد سلام — کہیو میرا یہ پیام
غم فرقت مین مری زیست کا لبریز ہی جام — ہو چکا کام تمام

خنجر و شمشیر کی حاجت نہیں کچھ بہر قتل
دیکھیئے ترچھی نظر سے آپ مر جائین گے ہم

مجکو سمجھاتے ہین یہ احباب کیسے ہین شفیق
یہ نہین کہتے اُسے سمجھا کے لے آئین گے ہم

ہول روز حشر سے ہمکو ڈراتا ہی عبث
ایسے دھڑکون سے تو ای واعظ نہ ڈر جائین گے ہم

کوئی یہ کہدو ابھی آئین نہ تم ہتے ہین ملک
دو گھڑی ٹھہرین تھکے ماندے ہین ستائین گے ہم

جانتے ہین راہ پر آتا ہی کب وہ شہسوار
کب تلک کاغذ کے گھوڑے روز دوڑائین گے ہم

راہ مین گھر سے وہ دیکھین کب تلک آتا نہین
واسطی قسمین اُنھین لوگونسے دلوائین گے ہم

۱۳۸

جب سے عاشق ہین ترے ای کافر عیار ہم
ہین ترے ہمچشم فیض عشق سے ای یار ہم

کس طرح اب دل کے دینے سے کرین انکار ہم
جب سے ہین وارفتۂ آئینہ رخسار ہم

تم اگر پہنوگے دست غیر سے پھولونکے ہار
عشق ابروٗ مین یہ ہی شوق شہادت اندنون

عشق مین دیکھا یہ مستی کا بھی انجام نیک
بنگیا وحشت مین اپنا تاج سر داغ جنون

رحم آیا عشق لیلی مین جو اُنکو قیس پر
اُٹھ گیا ہی ننگ پہنے پھرتے ہین زنار ہم

نرگس بیمار کے مانند ہین بیمار ہم
اپنے منھ سے کہ چکے ہین آپ ہی اقرار ہم

ہل نہین سکتے جگہ سے صورت دیوار ہم
حشر کے دن دیکھنا ہونگے گلے کے ہار ہم

دیکھتے ہین روز اُٹھکر صبح کو تلوار ہم
یاد گیسو مین رہا کرتے ہین شب بیدار ہم

اب نہین رکھتے ہین سر پر حاجت دستار ہم
کان مین ہمنے کہا کرتے ہین تمکو پیار ہم

ہنس کے فرمایا کہ اچھا کچھ تو فرمائین گے ہم

ہو دلِ بیتاب شوقِ وصل مین بے اختیار
اب نہ سمجھے گا یہ ہرگز لاکھ سمجھائین گے ہم

خاکساری مین ہمارا ضعف کام آجائے گا
نقشِ پا بنکر ترے کوچے مین جم جائین گے ہم

یہ مثل سچ ہے نہین اپنے کیے کا کچھ علاج
دیکھے دل اس بیوفا کو سخت پچھتائین گے ہم

ہو دوالی سیر کو نکلا ہو وہ رشکِ قمر
اپنے داغون کے چراغان اُسکو دکھلائین گے ہم

گر کبھی جوشِ جنون سے عقل زائل ہو گئی
راہ مین بے اختیار اُس سے لپٹ جائین گے ہم

وہ تو ہین عیار پر ہمکو بھی گھاتین یاد ہین
چل گیا فقرہ اگر گھر تک لگا لائین گے ہم

ٹھوکرین کھلوائے گی کب تک رہِ دشوارِ عشق
منزلِ مقصود تک آخر پہونچ جائین گے ہم

کیا عجب ہو موسمِ گل مین جو توبہ ٹوٹ جائے
ساغرِ لبریز جب دیکھین گے لہرائین گے ہم

اُس کمر کی اُس دہن کی گر محبت ہے یہی
دم ہی دم مین دیدۂ بلبل سے چھپ جائین گے ہم

اُس بتِ ترسا سے جب کرتے ہین میری سعی لوگ
ہنسکے کہتا ہے ابھی کچھ اور ترسائین گے ہم

ہی بعد مرگ بھی جو تپ ہجر کا اثر ذرے ہین اپنی خاک لحد کے شرر تمام

۱۳۶
ای واسطی ہوا بھی نہ لگائی جہان کی
پیدا ہوے اُدھر تو ہوے ہم اِدھر تمام

جلد جا تجکو مرے سر کی قسم نامہ بر بلکہ پیمبر کی قسم
آج مین لونگا کوئی جام ضرور ساقیا ساقی کوثر کی قسم
اس سے بڑھ کر ہی بھلا کون عذاب کھائین کیا اپنے مقدر کی قسم
پانون کو جو نہ لگا سکتے تھے ہاتھ اب وہ کھاتے ہین مرے سر کی قسم
فتنہ انگیز ہین ہا ہین اُس کی کھایئے شورش محشر کی قسم
سب پیام اُس سے مرے کہدینا نامہ بر تجھکو پیمبر کی قسم
سنگ جانان کی بجا ہی سوگند کھاتے ہین اپنے سے بہتر کی قسم
نہ ملینگے ترے کوچہ سے فقیر بو علی شاہ قلندر کی قسم
زہر دو یا مجھے مقتول کرو تمکو شبیر کی شبر کی قسم
سانپ وہ زلف ہی شک اس مین نہین کھاؤن کعبے مین مین حیدر کی قسم
بندۂ عشق تمھارا ہون مین ای بتو خالق اکبر کی قسم
مجکو اُس قد کی ہی سوگند پسند فاختہ کیا ہی صنوبر کی قسم
حشر مین مجکو بچا لیجیے گا یا حسین اکبر و اصغر کی قسم

۱۳۷
لیتے ہین وہ نہ پڑو پاؤن عبث
واسطی تمکو مرے سر کی قسم

خط مین یہ مضمون کسی منشی سے لکھوائین گے ہم
اب نہ تو آئے گا ای ظالم تو مر جائین گے ہم
عرض مین نے کی کہ میرے حق مین کچھ ارشاد ہو

جو نظر میں اُسکے ضیا نہ تھی تو ذرا بھی ہملو شگفانہ تھی

۱۲۴ وہ چڑھا غبار نظر پہ جو واسطی سب اتر گئی تپ ہما دل

اُسکی بے مہری سے ہے مشکل میں دل — کس طرح ڈالین کسی کے دل مین دل
قطع راہ معرفت آسان نہ تھی — تھک کے بیٹھا اس کڑی منزل مین دل
عاشق رنجور کی یا رب ہو خیر — بیکلا ہے کوچۂ قاتل مین دل
دیکھ قاتل ہاتھ اپنے دل پہ رکھ — کیا نہین ہے سینۂ بسمل مین دل
وہ ہے جاذب اور مین مجذوب ہون — کیا کرون ہے قبضۂ عامل مین دل
جسمین رہتے تھے زمین و آسمان — موت آئی لگیا وہ گل مین دل
بزم جانان سے اٹھا مین ناتوان — رہگیا چھٹ کر تری محفل مین دل
بیوفاؤن سے ہے امید وفا — ہے عبث اندیشۂ باطل مین دل
واہ رے شوق شہادت رہگیا — بنکے جوہر خنجر قاتل مین دل

سحر ہے چاہ ذقن مین واسطی
کیون نہ کرتا اس چہ بابل مین دل

۱۲۵ ردیف میم

لکھتے ہی لکھتے ہو گئے ہم اے نامہ بر تمام — ہو گا نہ خط شوق ہمارا مگر تمام
سارے جہان کو قتل کیا تیغ یار نے — ویران پڑے ہین شہر ہوئے گھر کے گھر تمام
شب اُسکو اپنا حال سنانے لگے جو ہم — بولے کہ ہو گا کاہیکو یہ تا سحر تمام
تربت ہے کتنی دور کہ آخر ہے اپنی عمر — منزل قریب آئی ہوا اب سفر تمام
اے چشم اتنا اشک بہانے مین کر کمی — داماں و آستین و گریبان ہین تر تمام
سینہ مین اپنے دل ہے کہ جام جہان نما — آفاق وقت فکر ہے پیش نظر تمام
یاد مژہ نے کیسے چبھوئے ہین ناخن غم — چھلنی ہوا ہے چھنکے ہمارا جگر تمام

یہ بڑا عذاب ہی جان پر کہ رہا طپش پہ مدار دل
جو مین خاک مین بھی ملا تو کیا کہ بگڑ کے اور بھی بنگیا
مجھے کم نہین ہی یہ مرتبا کہ مٹا ترا تو غبار دل
جو ہزار تجھپہ ہون آفتین پڑین لاکھ مجھپہ مصیبتین
نہ کرونہین ترک وفا کبھی یہ ہی مجھسے دار ومدار دل
ترے درد وغم مین جو مر گیا نہین رنج اسکا مجھے ذرا
کہ ترے حریم خیال ہی مین بنے گا میرا مزار دل
جو حواس خمسہ ہون گم مرے جو ہون عقل وصبر وخرد جدا
ترے عشق مین رہے مبتلا کہ ہی کیمیا یہ غبار دل کو
کبھی ترک حرص مین سوچنا کبھی فکر مال مین دوڑنا
یہ غضب تلون طبع ہی نہین اک روش پہ قرار دل
کبھی زلف کا اسے دھیان ہی کبھی رخ کا اسکو خیال ہی
یہی صبح وشام ہی مشغلہ یہی شغل لیل ونہار دل
کوئی پوچھے مجھسے جو مہربان ترا حال عشق مین کیا ہوا
مین کہون کسی سے تو کیا کہون کہ عذاب جان ہی فشار دل
جو عیان تجلی طور تھی جو لگی تھی آگ پہاڑ مین
وہ گیا تھا اُڑکے ہوا سے کیا کوئی اسطرف بھی شرار دل
جو وہ شوخ پاس سے اُٹھ گیا تو ہوا ملال کا سامنا
جو خوشی گئی تو غم آپ کا رہا تھی یہ کنار دل
گل داغ کیسے شگفتہ ہین گل زخم کیسے ہین تازہ رو
کبھی آؤ دیکھو نظر کرو کہ ہی دیدنی یہ بہار دل

زخمی تیغ تغافل کسنے دربردہ کیا
غنچہ ساں رکھتا ہون زیر پیرہن افگار دل

خوف کیا مجکو یہ گلگردہین اگر وقت پسند
ہے چمن زار محبت مین گل بیخار دل

ای خیال یار جان تازہ کر آکر عطا
ہے یہی وقت مسیحائی کہ ہے بیمار دل

عشق بت مین چھوڑکر کعبہ دکھایا مجکو دیر
کیا کہون ہے کیا معاذاللہ کجرفتار دل

جان آنکھو مین رہا کرتی ہے یارب خیر ہو
نزع مین رکھتا ہے کیسی حسرت دیدار دل

ہے شب فرقت مین یہ وحشت کہ نیند آتی نہین
پھاڑ کر آنکھو نکو تکتا ہے در و دیوار دل

دل دیا مین نے جو بوسے کی عوض تو خوش ہوے
کاش ہوتے پاس میرے اور بھی دو چار دل

لے لیے اُس ترک نے صبر و خرد ایمان و دین
لٹ گیا رہزن کے ہاتھون قافلہ سالار دل

۱۳۲
ہو گیا ہے اک پری کے عشق مین دیوانہ اب
ورنہ تھا ای واسطی پہلے بڑا ہشیار دل

عمر بھر ہوگی نہ کم بے سر و سامانی دل
کشتی نوح نہین کشتی طوفانی دل

آئنہ کس پہ نہین حال پریشان میرا
پوچھ لو زلف پریشان سے پریشانی دل

کھینچ مانی مری تصویر تو آئینے پر
میری صورت سے عیان ہے مری حیرانی دل

ہاتھ اُس زلف کی زنجیر پہ اپنا نہ پڑا
کام آئی نہ کبھی سلسلہ جنبانی دل

بھول جاؤگے فروغ رخ انور اپنا
ابھی دیکھا نہین تمنے رخ نورانی دل

اسکو پھر اس سے ہے ای شیخ بھلا کیا نسبت
بانی کعبہ براہیم ہے خدا بانی دل

جان تک کعبۂ ابرو پہ تمہارے ہے نثار
عید کا دن ہے کرو شوق سے قربانی دل

شہر ویران ہے کوئی ایک بھی ہمدرد نہین
جا کے پھر کس سے کہین قصۂ ویرانی دل

۱۳۳
واسطی گو کہ حسینان ہین بہت شہر وسیع
دیکھو انصاف سے تو ایک نہین ثانی دل

کوئی لیگیا ہے ابھی مرے تن سے صبر و قرار دل

بیجرم نکر قتل ڈر اللہ سے قاتل ہ
لائیگا کسی روز یہ خون شہید ا رنگ

گلشن مین ہو اس دیدۂ خونبار سے جلی
ہر پھول سے کہتی ہی یہ بلبل کہ قبا رنگ

جس صبح ہوا اُس رخ روشن سے مقابل
خورشید بنا ماہ یہ چہرے سے اڑا رنگ

کس گل سے ہوا ہجر کہ یون چھا گئی زردی
چہرے کا مرے واسطی ایسا تو نہ تھا رنگ

۱۳۰

نیرنگی جہان نکلے ہین ہمکو پسند رنگ
قوس قزح کیطرح ہین آئین بھی چند رنگ

ممکن نہین کہ پہنچے نہ بام مراد تک
باندھے گی پھر تو نالۂ دل کی کمند رنگ

دنیا فلک کے دور سے ہر روز ہی نئی
کیا کیا دکھا رہا ہی یہ طاقِ بلند رنگ

جاتا نہین تصورِ چشم سیاہ یار
کس طرح سرمئی نہ ہو ہمکو پسند رنگ

تمنے سوار ہو کے دکھائی نئی بہار
گلگون ہوا خوشی سے بدل کر سمند رنگ

نیرنگی جہان کا جو لکھتا ہون حال مین
حربا صفت بدلتا ہی کاغذ کا بند رنگ

رخ زرد ہوگا درد کی شدت سے واسطی
لائیگا کچھ نہ کچھ یہ دل دردمند رنگ

ردیف لام

۱۳۱

ہی جو شکل آئنہ لبریز شوق یار دل
دیدۂ حسرت سراپا ہی پئے دیدار دل

شکوہ ناممکن ہی اُس آئینہ رو کے روبرو
مُہر خاموشی ہی لب پر کیا کرے اظہار دل

یا الٰہی مجھکو وہ چشمِ بصیرت کر عطا
بند آنکھین ہون تو دیکھے دولتِ دیدار دل

دیکھیے کس روز ہو دولت شہادت کی نصیب
کوچۂ قاتل مین جاتا ہی سو سو بار دل

سیر عالم دیدۂ بیدار سے ممکن نہین
بند کر لیتے ہین آنکھ اپنی جو ہین بیدار دل

پڑ گئی اُفتاد ہاتھون سے گرا دل دیکھنا
پانون کے نیچے نہ آ جائے دمِ رفتار دل

دھیان رہتا ہی جو ہر دم تیری چشم مست کا
میکدہ ہی پیکرِ خاکی مرا میخوار دل

اُٹھا یون ہی اگر رونے کا طوفان — یقین ہو بیٹھ جائے گا مکان تک
اٹھا بستر سے جب مین بے لگاوٹ — لگا لایا حسین کیسا امکان تک

بلاتا ہی کہسان نا فہم اوسکو
نہین ای واسطی تیرا مکان تک

۱۲۸

بوالہوس اور عشق گیسو واہ ای پیر فلک — ہاتھ مین چھوٹیکے خاک آئے گی زنجیر فلک
ای قمر طلعت ترا دیوانہ ہی پیر فلک — کہکشان وہالۂ مہ طوق و زنجیر فلک
خاکساری مین بھی رفعت سے تعلق ہو رہی — تن ہی خاکی دل کے آئینہ مین تصویر فلک
سمجھے دیکھا سایۂ ایوان جو کوے یار مین — کھنچ گئی ہی خاک کے صفحے پہ تصویر فلک
ماہ نو کو دیکھکر آئیگا اُس ابرو کا دھیان — ایک دن جوہر کریگی مجکو شمشیر فلک
کسب کرتا ہی وہ مہرو اندنون علم نجوم — آج کل چمکا ہوا ہی نجم تقدیر فلک
دل جو روشن ہو تو پائے رتبۂ عالی بشر — خسرو خاور کو کیا مشکل ہی تسخیر فلک
آفتاب داغ کھوئیگا سیہ کاری مری — شب سے ہوتی ہی زیادہ دنکو تنویر فلک

فکر عالی سے ہوے مضمون عالی واسطی
کیون زمین شعر پھر پائے نہ توقیر فلک

ردیف کاف فارسی

۱۲۹

اس خط سیہ سے نہین گیسو کا جدا رنگ — اللہ کی قدرت سے ملا رنگ مین کیا رنگ
سچ ہی کہ فقیر الفت عارض مین نہین کون — صد برگ بھی گلشن مین ہی درویش سدا رنگ
چین آئے شب فرقت جانانہ مجھے خاک — جو پھول ہی بستر پہ وہ رکھی کوئی سا رنگ
ہم تابقدم زرد ہین وہ تابقدم سرخ — انکا ہی جدا رنگ ہمارا ہی جدا رنگ
ہم خوب سمجھتے ہین کہ خون ہونگے ہزارون — پہونچی جو ترے ہاتھ تو لائے گی حنا رنگ
معلوم ہوا ہمکو کہ حربا ہی زمانہ — ہر وقت بدلتا ہی یہ کمبخت نیا رنگ

۱۲۶

نہین ہے واسطی کوئی جو قاصد
چلو تم آپ لیکر نامۂ شوق

جب اُٹھائے منصور پر اسرار حق — کر کے جانبازی کیا اظہار حق
ہے مرا سینہ تجلی زار حق — دل مین آتے ہین نظر انوار حق
ہے شنید و دید مین فرق صریح — جانتے ہین طالب دیدار حق
ہے نہان اُنکا دہن اُنکی کمر — ہون عیان کیونکر یہ ہین اسرار حق
نالہ کرتے آئین گے جب سر فروش — اور ہوگی گرمی بازار حق
نعرۂ ہو کرتے تھے جو رات بھر — ہین وہ نالان بلبل گلزار حق
دیکھتے ہین چار سو وہ ایک نور — صدق دل سے ہی جنھین اقرار حق
ربِّ عالم کون ہے اُسکے سوا — پرورش سب خلق کی ہے کار حق
بیخودی مین کیون نہ وہ حق حق کہین — ہین جو مست ساغر سرشار حق
ہیچ سمجھین کیون نہ وہ کونین کو — جنکے ہونٹھون پر چڑھے تکرار حق
صرف تبلیغ رسالت تھے نبی — کس سے ہو سکتے ہین ایسے کار حق
ٹل سکے کس طرح بے اُنکے خدا — مصطفےٰ ہین مالک سرکار حق

گر اُٹھے پردہ دوئی کا واسطی
پھر نہ کوئی کر سکے انکار حق

۱۲۷

ردیف کاف عربی

کوئی کیا پہونچے اُس والا مکان تک — پہونچ جائے جو دم مین لامکان تک
پھری رستے سے جب سے میری قسمت — نہ آئے وہ کرم فرما مکان تک
جو کچھ تھا صرف مے نوشی کیا سب — ہوا بے خان و مان پہونچا مکان تک
نگاہِ واپسین تھے ہم مسافر — نہ آئے پھر کے پھر اصلا مکان تک

کہان وہ نہین پر کہین وہ نہین ہی
کوئی کس طرح ہو ٹھکانے سے واقف

الٰہی مری آہ پہونچے اثر تک
یہ ناوک کبھی ہو نشانے سے واقف

وہ چالاک رہوار عمر رواں ہی
کہ اب تک نہین تازیانے سے واقف

مین دیوانہ تب سے ہون آشفتہ اُسکا
کہ جب تھے وہ گیسو نہ شانے سے واقف

زمانے کی چالین کوئی مجھسے پوچھے
کہ مین خوب ہون اِس زمانے سے واقف

دہن اُس صنم کا تھا معلوم کسکو
ہوے واسطی مسکرانے سے واقف

ردیف قاف

۱۲۵

نہین پڑھتا وہ دلبر نامۂ شوق
لکھین گے ہم برابر نامۂ شوق

کیا کیا نامہ بر نے مجکو رسوا
لیے پھرتا ہی گھر گھر نامۂ شوق

لفافہ کھل گیا پہونچا جو اُس تک
ہوا جامے سے باہر نامۂ شوق

لکھے ہین شوق کے مضمون جو ہمنے
ہوا ہی ایک دفتر نامۂ شوق

ہم اپنا حال دل یہ لکھ کے روے
سراپا ہو گیا تر نامۂ شوق

نہ پوچھو گرمی مضمون کا احوال
ہوا بال سمندر نامۂ شوق

پسینا اُسکا پڑھتے وقت ٹپکا
ہوا کیسا معطر نامۂ شوق

پڑھیگا کیا کہ وہ بت سنگدل ہی
لکھون مین خاک پتھر نامۂ شوق

گلی تک یار کی خود اُڑ کے پہونچا
تھا ہُدہُد یا کبوتر نامۂ شوق

کبوتر ہی نہ قاصد ہی نہ ہُدہُد
وہانتک پہونچے کیونکر نامۂ شوق

کوئی جھونکا ہوا کا کاش آجائے
اُڑا لیجائے صرصر نامۂ شوق

وہ نو خط خوشنویسی مین ہی یکتا
لکھون بہتر سے بہتر نامۂ شوق

زیادہ طاقت پرواز بخشی
کبوتر کو ہی شہپر نامۂ شوق

ردیف فاء

۱۲۳

جائین الیاسؑ و خضر چشمۂ حیوان کیطرف
ہم تو آئینگے ترے چاہ زنخدان کیطرف

جاؤن وحشت مین نہ کیون دشت و گلستان کیطرف
خار دامن کیطرف گل ہین گریبان کیطرف

پھنس کے بلبل نے یہ پائی ہی قفس مین راحت
خواب مین منھ نہین کرتی ہی گلستان کیطرف

تا فراموش نہ ہو دل کو کبھی مرگ کی یاد
روز ہو آتے ہین ہم گور غریبان کیطرف

ہون وہ دیوانہ جو مین شہر مین آجاتا ہون
لوگ ہوتے ہین روان ڈرکے بیابان کیطرف

قید سے چھوٹ کے اب سوچ رہا ہون دلمین
جاؤن گلشن کیطرف یا مین بیابان کیطرف

ہی توقع کہ جلا دے وہ لگا کر ٹھوکر
لیچلو نعش مری کوچۂ جانان کیطرف

ہی یقین پھر نہ کبھی سیر چمن کو جائین
کبھی آجائین جو وہ گنج شہیدان کیطرف

بوے پیراہن یوسفؑ کا ہی یعقوبؑ کو شوق
ای صبا مصر سے لیجا کبھی کنعان کیطرف

قید کرکے جو نہ تم لوگے خبر کیا ہوگا
قافلے آئینگے پریان مرے زندان کیطرف

لاکھ دکھلاے ترے ہجر مین جلوۂ شب کو
آنکھ اٹھاکر بھی نہ دیکھون کبھی غلمان کیطرف

آؤ ابھی یون ہی لگے بحث کرین کچھ باہم
تم ہو ہندو کیطرف ہم ہون مسلمان کیطرف

واہ رے شوق مری خاک بھی ہی ریگ روان
مرکے رہتا ہون روان کوچۂ جانان کیطرف

۱۲۴

ہو اگر شاہ خراسان کی زیارت منظور
واسطی ہند سے چل شہر خراسان کیطرف

ہر اک غیر سے ہر یگانے سے واقف
مین شہر آشنا ہون زمانے سے واقف

گیا بھول کر پھر نہ دیر و حرم مین
ہوا جو ترے آستانے سے واقف

مکان کنج عزلت ہی مدت سے میرا
نہ آنے سے واقف نہ جانے سے واقف

قفس مین پھنسا ہون کئی روز گذرے
نہ پانی سے واقف نہ دانے سے واقف

دہان و کمر کو ترے خوب سمجھے
جو ہو غیب کے کارخانے سے واقف

حج حرم کا جب سے کہ عازم ہی وہ صنم
ہاتھوں سے شیخ کے ہین دل برہمن مین داغ

افشاے راز عشق کی کھاتے ہین ہم قسم
لب بھی اگر ہلین تو زبان ہو دہن مین داغ

سامان عیش ہجر مین آتے ہین کب پسند
کی سیر لالہ زار اٹھائے چمن مین داغ

ایسی جلی ہی تیری نزاکت کو دیکھکر
لالہ کی طرح ہین جگر یاسمن مین داغ

گل ہین کہان کہ تحفۂ احباب مین کرون
غربت سے لیچلونگا مین اپنے وطن مین داغ

اس ڈر سے بوسہ مین نہین لیتا شب وصال
ایسا نہو لگے ترے سیب ذقن مین داغ

بلبل ہمارے نالۂ موزون سے یہ جلی
طاؤس کی طرح ہین سراپا بدن مین داغ

آہوے چشم یار نظر سے جو ہی نہان
چیتے سے بھی سوا ہین ہمارے بدن مین داغ

۱۲۲

بے یار جب گئے صفتِ شمع واسطی
پائے ہمارے دل نے ہر اک انجمن مین داغ

موسم پیری مین ٹھنڈا ہی جو تھا دل مین چراغ
تیرہ محفل ہی ہوا خاموش محفل مین چراغ

نجد مین مجنون کو کیا درکار شب کو روشنی
چہرۂ لیلی ہی خود فانوس محمل مین چراغ

یاد گیسو مین سر مژگان تر ہین لخت دل
جس طرح ہون رات کو دامان ساحل مین چراغ

قتل کو میرے جو آیا ہی اندھیری رات مین
ساتھ ہی تلوار کے ہی دست قاتل مین چراغ

رو برو اعلا کے اسفل کو کوئی رتبہ نہین
کب سما سکتا ہی چشم ماہ کامل مین چراغ

ہی ہجوم غم دل پر داغ مین کیسی ہی شب
قافلہ اترا ہی روشن ہین یہ منزل مین چراغ

جس جگہ معشوق ہو وان عاشقون کا ہی گذر
آتے ہین پروانے جب جلتا ہی محفل مین چراغ

یہ اک افسردہ شرارہ وہ تجلی زار حسن
کسکے منہ چڑھتا ہی سوچے تو ذرا دل مین چراغ

واہ ری قسمت اسی سے میر اخرمن جل گیا
شبکو روشن تھا جو کشتِ سیرحاصل مین چراغ

کانپتا ہی واسطی ڈر سے ٹھہر سکتا نہین
جس طرح ہون رات کو دامان ساحل مین چراغ

ردیف عین مہملہ

۱۳۰

تمام رات جو کرتی ہی اشکباری شمع
ہماری طرح سے عاشق ہی کیا تمھاری شمع

ہمیشہ کرتی ہی تا صبح اشکباری شمع
شب فراق مین ہمدرد ہی ہماری شمع

اثر ہوا ہی جو اسکو ہماری صحبت کا
ہمیشہ کرتی ہی راتو نکو اشکباری شمع

شب الم مین جو تو میرے ساتھ گریان ہی
بہت ہی تجھ سے بھی شاید کہ رات بھاری شمع

عجب نہین ہی کہ زخمی کرے مجھے شب ہجر
کہ آئی شعلہ کی باندھے ہوئے کٹاری شمع

یہ کسکے افعی گیسو کی بندھ گئی ہی ہوا
کہ آج ہوتی ہی خاموش باری باری شمع

اُدھر جو غور تو اس سے ہی اسکو کیا نسبت
کہ چہرہ یار کا نوری ہی اور ناری شمع

ذلیل ہوتی کہ پروانونکو جلایا تھا
سحر کو خیر ہوئی خیر سے سدھاری شمع

لحاظ وہ نہین کرتی مرا تو کیا شکوہ
کہان پتنگ کی کرتی ہی پاسداری شمع

ہمارے جلنے کا کرتے ہین ذکر پروانے
تمھارے مصحف رخسار کی ہی قاری شمع

ضیاے عارض روشن سے بزم روشن ہی
نہین اگر تو نہ ہو بزم مین تمھاری شمع

مقابلہ جو کیا تیرے روے روشن سے
اسی کی جیت ہوئی لاکھ بار ہاری شمع

ستم کی تیغ ہی محفل مین واسطی گلگیر
اٹھا رہی ہی عجب سر پہ زخم کاری شمع

ردیف غین معجمہ

۱۳۱

جیسے ہین سوز غم سے دل پر ہجوم داغ
ایسے کہان ہین لالہ خونین کفن مین داغ

کیا غم یہان جو مر کے اگر پیرہن مین داغ
یارب لگے نہ قبر کے اندر کفن مین داغ

سوز الم نے سرو چراغان بنا دیا
سر سے قدم تلک ہین ہمارے بدن مین داغ

اللہ دے کسیکو یہ معشوق بیوفا
شیرین کے ہاتھ سے ہین دل کوہکن مین داغ

مضمون باندھے سینہ پہ داغ کے عبث
ناحق لگے لباس عروس سخن مین داغ

کیا کیجیے جو آپ سے جاتا نہین پڑھا
ہمسے تو کیسے خط ہی ہمارا کہان غلط

مجھ پیر سے یہ ضد ہی کہ کرتا ہو نہین جواب
کہتا ہی چھیڑنے کو مرے وہ جوان غلط

مضمون وصل کا کبھی ملتا نہین پتا
مشہور ہی جہان نہین خط تو امان غلط

تھا واسطی کو مہر و وفا کا تری خیال
بیچارہ دلمین رکھتا تھا اپنے گمان غلط

ردیف ظاء معجمہ ۱۱۹

نظر پڑا ہے تجھے کیا کوئی گرم خو واعظ
کہ اپنے ہوگئے ٹھنڈے ترے وضو واعظ

سمجھ نہ پیر سبوکش کو بیوضو واعظ
غلط ہی محض جو سمجھا ہوا ہی تو واعظ

نہ دیکھ پیر مغان کیطرف حقارت سے
بڑھی ہوئی ہی کہین تجھسے آبرو واعظ

سنین جو قلقل مینا کو مست ہون دونون
رہے نہ تجھکو نہ ناصح کو گفتگو واعظ

سیہ جو چہرۂ میخوار ہی نہ ہنس اتنا
یہی تو ہوگا ترا اسر مئہ گلو واعظ

مرید پیر مغان ہی مین جانتا ہون تجھے
سنبھل نہ دون کی لے بیر سے روبرو واعظ

کبھی اگر نہین سونگھی ہی زلف دختر رز
ترے دماغ مین ہی یہ کہان کی بو واعظ

شراب خانہ مین ہین شاد رند ساغر نوش
جنان کی تجھکو مبارک ہو آرزو واعظ

بہار ایسی یہ بدلی یہ باغ یہ سبزہ
پیئے نہ مے تو پیے تو مرا لہو واعظ

اگر ہو مدّ نظر مے فروش تک جانا
اٹھا لے دو شیشہ اپنے کوئی سبو واعظ

خدا سے ڈر نہ بتا دخت رز کو تر دامن
بہک بہک کے نکر ایسی گفتگو واعظ

یقین ہی حشر مین زنجیر پا ہون تیرے لیے
یہ جسقدر کہ تری ریش مین ہین مو واعظ

وہ مست جانب مسجد کبھی جو آ نکلا ہے
تو بیخے جوڑ کے بیٹھے گا روبرو واعظ

جو واسطی ہو خرابات مین گذر اُسکا
سمجھ کے کعبہ کرے سجدہ چارسو واعظ

ایک وہ پرزہ تلک لکھتے نہین
اور ہمکو دوست سب لکھتے ہین خط

مفت کا کاغذ سیاہی مفت کی
ہم تو شغلاً بے سبب لکھتے ہین خط

کچھ تو لازم ہی رقیبون کو سزا
روز تمکو بے ادب لکھتے ہین خط

چاہیئے جائے قلم مے کے قلم
جانب بنت العنب لکھتے ہین خط

دیکھیے کس کو کرین وہ سرفراز
ہوتے ہین قاصد طلب لکھتے ہین خط

کاٹتے ہین سر قلم کا بار بار
جب مجھے وقت غضب لکھتے ہین خط

اک نہ اک تحفے کی فرمائش ہی روز
مجکو بے مطلب وہ کب لکھتے ہین خط

مجھسے وہ آئینۂ دل کیون نہ لین
کس لیے سوے حلب لکھتے ہین خط

شکر ہی کچھ تو ہوے وہ ہمسے صاف
بے تکلف جب نہ تب لکھتے ہین خط

۱۱۸

نام کاتب بھی لفافہ پر نہین
واسطی وہ بھی عجب لکھتے ہین خط

ہان تیری ہی سمجھ ہی کچھ اے نکتہ دان غلط
اُسکی کمر غلط ہی نہ اُسکا دہان غلط

ہمکو تو دور چرخ سے ملتی نہین امان
بعضے حکیم کہتے ہین ہی آسمان غلط

قصہ سنو نہ غیر کا قصہ سنو مرا
یہ داستان صحیح ہی وہ داستان غلط

کرتے ہین کب زبان سے وہ اقرار وصل کا
قاصد مین جانتا ہون ترا ہی بیان غلط

کیا وصف اُسکے روے کتابی کا ہو بیان
سعدی کی جسکے سامنے ہی بوستان غلط

کہتے ہین لوگ دام سے بلبل رہا ہوئی
لیکن ہی محض یہ خبر اے باغبان غلط

مہمان ہوا ہی آج کی شب غیر کا وہ ماہ
اے ہمنشین نہین ہی ہمارا گمان غلط

یوسف کے اشتیاق مین رہبر چلے تو ہین
ایسا نہ ہو کہ راہ کرے کاروان غلط

کب ہی شکر مین اُس لب شیرین کا ذائقہ
ہی ادعاے طوطی شیرین بیان غلط

شاعر وہ ہون کہ دون لیے بیشک سزا جرم
باندھے جو کوئی قافیۂ شایگان غلط

کیون نظر آئے نہ ہمکو بازئ طفلانہ رقص

ردیف ضاد معجمہ

۱۱۶

ماہ تابان ہی کہ خورشید درخشان عارض
بلکہ دونون سے چمک مین ہی دوچندان عارض

دیکھے سعدی بھی ترا روے کتابی تو کہے
بوستان ایک ہی اور ایک گلستان عارض

تیرے نظارہ سے کیونکر ہو نہ ایمان کامل
کعبہ ہی ابروے خمدار تو قرآن عارض

زلف کے طالب دیدار ہین ہندو ہر شب
دیکھنے آتے ہین ہر روز مسلمان عارض

ای پری ہی مرے نزدیک مناسب یہ مثال
لشکر مور جو خط ہی تو سلیمان عارض

سرو قد غنچہ دہن نرگس میگون نرگس
زلف پرپیچ ہی سنبل گل خندان عارض

چار پردون سے ہی اسے مہر عیان لمعہ مہر
کبھی پردے مین نہ ہوگا ترا پنہان عارض

رقص کرتے ہین جو وصاف گمان ہوتا ہی
زیر دامن ہی چراغ تہ دامان عارض

جس طرح شمع پہ پروانہ پھرین گرد ترے
اک نظر دیکھین اگر یوسف کنعان عارض

عاشق اک حور کا ہون میری نظر مین واعظ
کوثر اسکا ہی دہن روضۂ رضوان عارض

اسنے حیران کیا اسنے پریشان کیا
قہر گیسو ہی ترا آفت دوران عارض

پرتو ماہ سے اڑتے ہین کتان کے پرزے
رکھے عاشق کو نہ کیون چاک گریبان عارض

تیرا نظارہ ہی بے شبہ تماشائے بہشت
حور پیشانی پہ نور ہی غلمان عارض

سامنا یار اگر نور و ضیا مین ہوگا
جیت لیگا مہ و خورشید سے میدان عارض

۱۱۷

وسطی لاکھ دوائین ہون نہین فائدہ کچھ
کیا کہون کیسی ہوئی ہی تب ہجران عارض

ردیف طاء مہملہ

ہم تو انکو روز و شب لکھتے ہین خط
انکو کیا پروا ہی کب لکھتے ہین خط

طاق نسیان پر ہی وان خط کا جواب
منتظر ہم ہین کہ اب لکھتے ہین خط

سما گیا یہ تلون مزاج مین کیسا
کبھی وہ جار سے ناخوش کبھی ہین جار سے خوش

بڑھائی قیمت مے میفروش نے ایسی
ہزار سے نہ وہ ہوتا ہی دو ہزار سے خوش

یہ مر کے بھی ہی کرامت کہ بہر فاتحہ وہ
ملول آئے تھے اُٹھے مرے مزار سے خوش

ہمارے دلکو تو نفرت ہی گرد کلفت سے
ہوا کرے ہی اگر آئنہ غبار سے خوش

وہ چشم دیکھ رہی ہی مرا دل پر داغ
شراب نوش ہی کیا سیر لالہ زار سے خوش

ہمارے فاقو نسے راضی ہین وہ تو دور نہین
سنا یہ ہی کہ خدا بھی ہی روزہ دار سے خوش

نکل کے روح الگی ادھر مین رہجائے
نہ اس جوار سے خوش ہین نہ اُس دیار سے خوش

۱۱۵
وفا کرے کہ جفا اس کی کچھ نہین پروا
ہر ایک طرح ہون ای واسطی مین یار سے خوش

ردیف صاد مہملہ

خانقہ مین آکے دکھلائے جو وہ جانانہ رقص
صورتِ صوفی کرے زاہد بھی بیتابانہ رقص

شکر ہی پہونچا نہ شمشیرِ قاتل آج سر
مثلِ بسمل چاہیے ای ہمت مردانہ رقص

راہبِ بتخانہ ہوا ای یار یا شیخ حرم
تو جہان جائے کرے شادی سے صلحِ خانہ رقص

قلقلِ مینائے مے اُن گھنگرو و نکی ہی صدا
مست کر دیتا ہی مثلِ گردشِ پیمانہ رقص

ای پری رو دیکھکر دورِ فلک سمجھے یہ ہم
عالمِ وحشت مین کرتا ہی ترا دیوانہ رقص

سرِ صحرا ہوگئے لاکھون جو رقص اُسنے کیا
ڈر یہ ہی دم مین نہ کر دے شہر کو ویرانہ رقص

شمع رو محبوب آیا کیا عجب ہو کر جو خوش
مثلِ فانوس خیالی اب کرے کاشانہ رقص

وارد مہمان سرا ہی وہ کہ آئی ہی بہار
صورتِ طاؤس کرتا ہی مسافر خانہ رقص

بیخودی چھائیگی گرم رقص ہوگے تم اگر
ہوش سے کر دیگا اہل بزم کو بیگانہ رقص

وصل جب معشوق سے ہو کیون نہ عاشق شاد ہون
گرد پھر کر شمع کے کرتا ہی ہر پروانہ رقص

واسطی بزم نشاط دہر ہی کیا بے ثبات

عصا ہی ہاتھ مین ہر وقت رنگ چہرہ ہی زرد
یہ عشق چشم مین کس کے ہی ناتوان نرگس

تمھاری آنکھین بھی ہین باغ حسن مین بیمثل
چمن مین رکھتی ہی کیا شاخ زعفران نرگس

یہ جمن مین کیا کسی یوسف جمال کو دیکھا
خوشی سے مثل زلیخا ہوئی جوان نرگس

۱۱۳
نرگس کی چشم کا ہی واسطی مین عاشق ہون
کہ باغبان مجھے دیتا ہی ارمغان نرگس

ردیف شین معجمہ

رہتی ہی ہمکو دید رخ یار کی تلاش
جس طرح عندلیب کو گلزار کی تلاش

پایا کہین نہ کی تو بہت یار کی تلاش
سرگشتہ مفت ہم رہے بیکار کی تلاش

بیٹھے ہین پانون توڑ کے ہم کوئے یار مین
بلبل نہین کہ ہمکو ہو گلزار کی تلاش

پہونچا گلی مین آپ کی آخر کو سر کے بل
دیکھی حضور نے یہ گنہگار کی تلاش

دو بوسو نکے لب سے آپ کے ہین ہم امیدوار
دس بیس کی نہ ہمکو ہی دو چار کی تلاش

دیکھا جو غور سے وہ ہماری بغل مین تھا
رہتی تھی ہمکو جس بت عیار کی تلاش

قسمت سے چاہتے ہین سکندر کا مرتبہ
ہی ہمکو یار آئنہ رخسار کی تلاش

نفرت ہی ہمکو جس سے تو خالی نہین جہان
کرینگے ہم بھی ادھر حدار کی تلاش

پردہ مین چھپ کے بیٹھے ہو کیا عاشقون سے تم
یوسف ہو تمکو چاہیے بازار کی تلاش

ایسا ہمارے داغ کی گرمی سے جل گیا
خورشید کو ہی سایۂ دیوار کی تلاش

تنگ آ گئے ہین اپنا گلا کاٹ کر مرین
اسواسطے ہی ہمکو مین تلوار کی تلاش

۱۱۴
آنسو ہین اپنے گوہر شہوار واسطی
کسواسطے ہو گوہر شہوار کی تلاش

ہوا ہی یون دل نالان قدوم یار سے خوش
ہو جیسے مرغ چمن آمد بہار سے خوش

تمھین بھی چاہیے عشاق کی برابر قدر
کرے جو عدل رعایا ہو شہریار سے خوش

پایا کوئی جواب نہ ہمنے سوال کا
اس برہمن بچہ سے رہی بات کی ہوس

میرے سلام ہی کو کیا کیجیے قبول
اس سے سوا نہین ہی مدارات کی ہوس

درگاہ ہو نہین تو مانگ چکے ہم دعاے وصل
کعبے مین رہگئی ہی مناجات کی ہوس

بے ابر کچھ بھی بادہ کشی کا نہین مزہ
ساقی کمال ہی ہمین برسات کی ہوس

جب سے سُنی ہی پیر خرابات کی صفت
زاہد کے دلمین بھی ہی ملاقات کی ہوس

پابند کب ہون چار حد و ہفت چرخ کا
وحشت مین چار کی نہ مجھے سات کی ہوس

آئے تھے کچھ نہ لیگئے نہ جاتے ہین کھو کے کچھ
بیہودہ ہی تلافی ما فات کی ہوس

۱۱۲

مانع اِدھر ادب ہی اُدھر شرم واسطی
رہجائے کیون نہ حرف و حکایات کی ہوس

سُنے چمن مین اگر تیری داستان نرگس
ہواے شوق مین آنکھونسے ہو روان نرگس

مگر ہی شیفتۂ نرگس بتان نرگس
جو ایسے باغ مین ہی زار و ناتوان نرگس

وہ بے بصر ہین جو تشبیہ ایسی دین ناقص
کہان وہ چشم فسون ساز اور کہان نرگس

ہواے نرگس جانان مین موت آئی ہی
چڑھائیگا مری تربت پہ باغبان نرگس

ترا غلام ہی جو گل ہی صحن گلشن مین
تری کنیز ہی اے رشک بوستان نرگس

حضور چشم صنم دیکھتی ہی حسرت سے
کبھی زمین کو کبھی سوے آسمان نرگس

لگا کے آنکھون مین سرمہ ابھی تو بینا ہو
ذرا جو پاے تری خاک آستان نرگس

نکر سکے تری آنکھونکی ایکسا بھی توصیف
ہزار صورت سوسن ہو صد زبان نرگس

تمھاری آنکھ سے کیونکر مین دون اسے تشبیہ
خزان رسیدہ ہی نرگس یہ بیخزان نرگس

بہار حُسن نے تازہ یہ گل کھلایا ہی
چمن ہی کوچہ ترا چشم پاسبان نرگس

نہین ہی حُسن پسند انکو دشت باغ سے کم
ہرن کی آنکھ یہان دلربا وہان نرگس

کہو کہ آنکھ لڑائے نہ شوخ چشمون سے
کرے نہ مفت بہار اپنی رائگان نرگس

آج ایک کل ہین دو پس فرد انقلاب تین
ہمسے زیادہ ہوتا ہے انکا حجاب روز

سارے یہ شہسوار ہین آمادہ سفر
پاتا ہون مین ہر ایک کو پا در رکاب روز

۱۱۰
کس دن نہین ہے ذکر رخ یار واسطی
قرآن پڑھتے کرتے ہین حاصل ثواب روز

ردیف سین مہملہ

جب تک جیے رہے صنم بیوفا کے پاس
ڈرتے ہین مر کے جاتے ہوئے اب خدا کے پاس

بیمار عشق کو ہی طبیبون سے کام کیا
اس درد کا علاج فقط ہے قضا کے پاس

ہم امتی نہ پہونچینگے کیا بام یار تک
کیسے رسول عرش پہ پہونچے خدا کے پاس

پھنس جائین عاشقونکے نہ کسطرح مرغ دل
آفت کا جال ہے تری زلف رسا کے پاس

ان عارضونکو ہمنے جو دیکھا یقین ہوا
بدر الدجیٰ کا جلوہ ہے شمس الضحیٰ کے پاس

بیمار کیون وہ چشم ہے با وصف قرب لب
مسکن ہے اس مریض کا دار الشفا کے پاس

اسکا ہے مستحق تو سگ کوچۂ حبیب
یارب نہ استخوان مرے پہونچین ہما کے پاس

کس منہ سے شکر خنجر قاتل ادا کرون
دنیا سے سرخرو مجھے بھیجا خدا کے پاس

انکا غرور میری لگاوٹ سے بڑھ گیا
کھنچنے لگے وہ دور جو بیٹھا مین جا کے پاس

موت آگئی جو لینے لگے بوسۂ دہن
دی جان ہمنے چشمۂ آب بقا کے پاس

معشوقون سے امید ہے عشاق کو عبث
تکیہ گدا کا ہے در دولت سرا کے پاس

آیا نہ میرے گھر کبھی وہ شاہ ملک حسن
یون بادشاہ سیکڑون آئے گدا کے پاس

۱۱۱
اسواسطے نجف کو مین جاتا ہون واسطی
مرقد بنے تو روضۂ مشکلکشا کے پاس

باقی نہین ہے مجکو کسی بات کی ہوس
اک رہگئی ہے تیری ملاقات کی ہوس

دنیا مین پارساؤنکو ہم آزما چکے
ہے التفات پیر خرابات کی ہوس

چکر مین ہین سب ارض و سما گو کیطرح سے
یہ طرفہ تماشہ ہی کہ چوگان نہین ظاہر

پوشیدہ وہ ہی چاہ ذقن خط سیہ مین
ظلمات تو ہی چشمۂ حیوان نہین ظاہر

سینے مین چھپائے کوئی کیا داغ محبت
کیا نور چراغ تہ داماں نہین ظاہر

درویش ریائی سے حذر تجکو ہی لازم
یہ دام تہ خاک ہی پنہان نہین ظاہر

باطن مین تو ہی سلسلۂ الفت گیسو
ظاہر مین مرا حال پریشان نہین ظاہر

عالم کو تجسس ہی پڑے پھرتے ہین رہرو
ہر گنج کہان خاک مین پنہان نہین ظاہر

چاہے جو نمود اپنی مرے دل پہ لگا زخم
جوہر ترے اے خنجر مژگان نہین ظاہر

۱۰۹
اے واسطی الحوال مرا سب سے ہی پنہان
کافر ہون مین یا مرد مسلمان نہین ظاہر

ردیف زاے معجمہ

پیتے ہین ماہ صوم مین میکش شراب روز
الٹا یہ رند لوٹ رہے ہین ثواب روز

غیرونکے ساتھ اُنکو ہی شغل شراب روز
سینے مین سوز غم سے ہی یان دل کباب روز

آنکھونمین خاک جھونکتے ہین سارے راہ رو
مٹی ہی کوے یار مین اپنی خراب روز

بوسے وہ روز دیتے ہین لیکن گنے ہوے
ناصح مرے حساب ہی روز حساب روز

مدت ہوئی کہ ہی شب فرقت کا سامنا
کب تک رہیگا مجھپہ یہ نازل عذاب روز

دیدار روے یار کا مشتاق اگر نہ ہو
نکلے نہ آسمان پہ یہ آفتاب روز

ملتی نہین ہی بھیک در یار سے کبھی
دیتے ہین سائلون کو وہ اپنے جواب روز

گرمی کی فصل آئی ہی دن بڑھ گئے ہین کچھ
کرتا ہی دوپہر کو وہ خورشید خواب روز

منعم فقیر ہوتے ہین درویش بادشاہ
دور فلک سے دیکھتے ہین انقلاب روز

نامہربان وہ ہمیشہ ہین غیرونپہ مہربان
اُنپر تو لطف رہتا ہی ہمپر عتاب روز

کہتے ہین وہ کہ اپنی اگر چاہتے ہو قدر
آیا کرو نہ گھر مین مرے تم جناب روز

طفل وجوان و پیر یہ جتنے ہین آدمی
آئے گی اپنے وقت پہ اُنکی قضا ضرور

سب پر تو آپ کی ہی عنایت بڑی بڑی
لازم مری طرف بھی ہی چشم عطا ضرور

غوطے لگا رہے ہین جو دریاے فکر مین
ہاتھ آئینگے اُنھین گہر مدعا ضرور

۱۰۷
بیٹھے ہین آ کے روضۂ احمد پہ واسطی
جنت یہین کرے گا عنایت خدا ضرور

پایا ہی اوج مین نے جو بام حبیب پر
کیا پھٹ کے آسمان گرا ہی رقیب پر

تیرا مریض عشق تھا کب قابل علاج
الزام لوگ رکھتے ہین ناحق طبیب پر

پیچھے ہمارے داغونکے پھولونکی بو کرو
بھیجو درود پہلے خدا کے حبیب پر

سب پر نگاہِ مہر ہی اُنکی برنگ مہر
موقوف کچھ نہین ہی بعید و قریب پر

جو رلیسی بوسہ آپکا عاشق نے کب لیا
تہمت نہین ہی تمکو مناسب غریب پر

لٹکا دے شاخ گل سے قفس جا کے باغ مین
صیاد مہربان ہو کبھی عندلیب پر

مر بھی گیا وہ پر وہی باقی رہی خلش
کانٹے چڑھائے ہمنے مزار رقیب پر

۱۰۸
کس درجہ بد مزاج ہی وہ طفل واسطی
مُلّا پہ روز قہر ہی آفت ادیب پر

پیدا کیے سب جسنے وہ پنہان نہین ظاہر
روشن ہی جہان مہر درخشان نہین ظاہر

تن پر اثرِ نشترِ مژگان نہین ظاہر
زخمی ہون مگر زخم رگِ جان نہین ظاہر

سالک ہون پہ اب تک رہِ عرفان نہین ظاہر
مومن ہون مین دل سے مگر ایمان نہین ظاہر

صد شکر ہی پردے مین ابھی راز محبت
کچھ داغ جو ہین زیر گریبان نہین ظاہر

جو رزق مقدر ہی پہونچتا ہی وہ سب کو
ممنون ہی جہان صاحب احسان نہین ظاہر

زخم دل و جان کسکے تبسم سے ہین خندان
پر شور زمانہ ہی نمکدان نہین ظاہر

گلخن سے سوا سینۂ سوزان مین ہی گرمی
دکھلاؤن کسے آتشِ سوزان نہین ظاہر

یقین ہی جام کوثر ساقی کوثر سے پاؤن گا
عطش مین شوق لیجائیگا جسدن مجکو کوثر پر

محب وہ ہون کہ جب چلتا ہون مین راہ محبت مین
قدم پڑتا ہی میرا پاے سلمان و ابا ذر پر

نہین کچھ خوف میزان و صراط و حشر سے مجکو
کہ نازان ہون و لائے آل و اصحاب پیمبر پر

گدائے کوچۂ مولا کیا جب سے مقدر نے
تفوق ہی مجھے سب طرح سے خاقان و قیصر پر

مرے کشکول کا وہ مرتبہ ہی ہو شرف حاصل
بجائے تاج رکھدین اگر فرق سکندر پر

نہین ہی دھیان کچھ دلمین مرے اپنی سیادت کا
رگڑتا ہون سر تسلیم کو مین پاے قنبر پر

حسین ابن علی کے ساتھ میدانمین اگر ہوتا
گلا اپنا عوض حضرت کے رکھدیتا مین خنجر پر

تمنا دلمین رہتی ہی مرے ہر لحظہ ہر ساعت
مدینے مین کرو مین جبہ سائی جاکے اُس در پر

۱۰۶

مرض سے وسطی دل تنگ ہی یا احمد مرسل
کبھی تو ہاتھ رکھیے آکے اسکے سینہ و سر پر

انسان کو زندگی مین ہی خوف خدا ضرور
ہی وعدۂ الست کی سب کو وفا ضرور

قرآن مین امر و نہی کے احکام ہین عیان
بد جانتا ہی جسکو وہ ہی کام کیا ضرور

نیکی کی کیا امید ہو مجکو رقیب سے
طینت ہے جس کی بد وہ کریگا دغا ضرور

ہر چند ہی و خالق عالم بڑا کریم ہے
انسان کو چاہیے کہ کرے التجا ضرور

آئے تو آئے پھر عیادت مکرر کے
کرنی تھی ایسی آپکو تکلیف کیا ضرور

ہر چند آج ہجر مین ہون مبتلائے غم
ٹل جائیگی کبھی مرے سر سے بلا ضرور

اُن کی زبان سے کلمۂ آمین نکل گیا
مقبول آج ہو گی ہماری دعا ضرور

منھ سے لگا کے یار نے ہمکو دیا ہی جام
کچھ تو اثر کرے گی مرض مین دوا ضرور

مطلب نہین ہی کچھ مجھے تاثیر ہو نہ ہو
جائے گی عرش تک مری آہ رسا ضرور

مہمان جو تمنے مجکو بلایا ہی بزم مین
تجویز تخلیہ کا مکان ہو جد الضرور

جو چاہین آج ہمیشہ کرین ظلم اہل ظلم
محشر کے روز اُنکو ملے گی سزا ضرور

دل سمجھتا ہی جو ہی مشق ریاضت مین مزا
صاف ہوتا ہی جو رس بنتا ہی قند آخر کار

مار گیسو سے نہ کرنی تھی محبت ای دل
مین نہ کہتا تھا کہ پہونچیگا گزند آخر کار

امن کی جا کوئی دنیا مین جو مجکو نہ ملی
خانۂ گور کیا مین نے پسند آخر کار

شانہ اُس زلف کا ہوگا دل صدچاک مرا
بام مقصود پہ پہونچے گی کمند آخر کار

۱۰۴
واسطی چرخ ستمگر نے بقول صائب
ہرچہ برداشت نخست از چہ فگند آخر کار

ہوگا دل سلسلۂ زلف مین بند آخر کار
سیری گردن مین پڑیگی یہ کمند آخر کار

حسن تا چند کبھی خط کا نکلنا ہی ضرور
آتش رُخ سے دھوان ہوگا بلند آخر کار

عشق وہ ہی کہ جھنکاتا ہی کنوین عاشق کو
چاہ بابل مین فرشتے ہوے بند آخر کار

آکے رندون مین ملا ساغر مے پینے لگا
یہی مشرب ہوا زاہد کو پسند آخر کار

حسن چمکیگا تمھارا کہ ہی جوبن پہ شباب
دن چڑھے ہوتا ہی خورشید بلند آخر کار

سوزش دل یہ ہی تو دل کا ٹھکانا ہی کہان
خاک ہوجائیگا جل کر یہ سپند آخر کار

دیکھتے دیکھتے ہوجائیگی دونی جو نگاہ
حُسن جانان نظر آئیگا دوچند آخر کار

مہربان ہوکے وہ گل دیگا کبھی بوسۂ لب
اپنے حصہ مین بھی آئیگا یہ قند آخر کار

ہوگی جب عفو کی بازار کی گرمی منظور
جنس عصیان کو کرینگے وہ پسند آخر کار

پستی بخت نے مرکر بھی نہ پیچھا چھوڑا +
قید خانے مین ہوے گور کے بند آخر کار

۱۰۵
واسطی واہ عجب فکر سخن کام آئی
شعر کرنے لگے میرے وہ پسند آخر کار

کیا حق شفاعت اس طرح ثابت پیمبر پر
دل وجان سے ہوا قربان مین شبیر و شبر پر

علی و مصطفی شبیر و شبر میرے حامی ہین
یقین ہی ہوگئین مُہرین مرے بخشش کے محضر پر

اُتارینگے کبھی مشکل کشا دست مبارک سے
گنا ہونکا جو بھاری بوجھ رکھا ہی مرے سر پر

۱۰۲

باہر چلی جو روح مرے تن سے واسطی
باغ جنان کے کھل گئے در آسمان پر

ہی خون فشان جو یہ مژہ تر زمین پر
لالہ اُگا ہوا ہی برابر زمین پر

ہنگام رقص آپ کی ٹھوکر زمین پر
برپا کرے نہ فتنۂ محشر زمین پر

اعضا کا اُنکے خاک کے نیچے نہین نشان
رکھتے نہ تھے قدم جو تونگر زمین پر

اُس مہروش کو دیکھکے کہتا ہی سب جہان
اترا ہی آفتاب یہ کیونکر زمین پر

میخانے مین گمر گذر محتسب ہوا
ٹوٹے پڑے ہین شیشہ و ساغر زمین پر

بیجا نہین جو اُسکو کہون آفتاب حسن
ہین جس کے نقش پا مہ و اختر زمین پر

نالون سے میرے گر گیے ہر باغ کے شجر
گویا بچھا ہی فرش شجر زمین پر

بد اصل ہین جو لوگ اونھین تعلیم ہی عبث
کھیتی ہری نہ ہو کبھی بنجر زمین پر

دیبا و خز کا فرش مبارک ہو شاہ کو
مرد گدا ہون ہی مرا بستر زمین پر

ذرے نہین شرار پڑے پانون جس جگہ
تقدیر لائی ہی مجھے کس سر زمین پر

سقف فلک شگاف ہین یہ نالہ ہائے دل
ڈرتا ہون گر پڑے نہ یہ پھٹکر زمین پر

۱۰۳

حق نے کیا مجھے ملک کشور سخن
اے واسطی ہی غل مرا ہر سر زمین پر

سوزش دل نے کیا نالہ بلند آخر کار
کہ اُچھل جاتا ہی مجمر سے سپند آخر کار

شربت وصل علاج دل شیدا نہ ہوا
مرض ہجر ہوا بڑھ کے دوچند آخر کار

بے ثباتی ہوئی عالم کی جو ثابت مجھکو
ترک دنیا کو کیا دل نے پسند آخر کار

خانۂ عشق عجب بھول بھلیان کی ہی جا
ہو گیا دل اسی در بند مین بند آخر کار

اپنے اعضا سے بھی بیجا ہی رفاقت کی اُمید
ایکدن ہونگے جدا بند سے بند آخر کار

عاشق زار سے بھاگیگا کہان تک وہ شوخ
کھینچ لائے گی کشش بنکے کمند آخر کار

میانِ یار کے بوسے کا گر ہو اشتیاق ایسا ۔ دہن میرا وہین رہجائیگا میمِ کمر ہو کر

زوالِ عہدِ پیری یاد آئے نوجوانون کو ۔ گھٹا اوجِ فلک پر اسلیے پورا قمر ہو کر

حوادث سے اگر چاہے حفاظت بھاگ دولت سے ۔ کہ قطرے کو ہے دہشت ٹوٹ جائینگے گہر ہو کر

برنگ بوے گل رفتار ہے اُس سروِ رعنا کی ۔ معطر وہ گلی ہو جائیگی نکلا جدھر ہو کر

سوا اُس شکل کے دیکھون اگر مین اور کیصورت ۔ معطل پائے مردم کو کرے رشتہ نظر ہو کر

جو خطِ شوق مین اُس غیرتِ بلقیس کو بھیجون ۔ سلیمان جائین خود ہُدہُد کے بدلے نامہ بر ہو کر

وہ مجرم ہون جو مجھکو سامنے تیغ غضب آئی ۔ بچایا مجھکو میری روسیاہی نے سپر ہو کر

عجب اُس نیمچہ نے اسلحہ مین حُسن دکھلایا ۔ ہوا ہے پیش سب مین مرکز کاف کمر ہو کر

۱۰۱

جنون کے جوش مین سر واسطی اس در سے جب ٹپکا ۔ وہین موے پریشان رہگئے زنجیرِ در ہو کر

کھولے ہوے جو پھرتے ہین سر آسمان پہ ۔ کیا نالشی ہین شمس و قمر آسمان پہ

کب ہین یہ آفتاب و قمر آسمان پہ ۔ دونون ہین میرے داغ جگر آسمان پہ

پہونچون مین بام یار پہ یارب شتاب یون ۔ جاتی ہے جس طرح کہ نظر آسمان پہ

پھونکی ہے آپ قالبِ خاکی مین حق نے روح ۔ کیونکر نہ ہو دماغ بشر آسمان پہ

قاتل نشان ہے ترے کشتونکے خون کا ۔ کب ہے شفق یہ شام و سحر آسمان پہ

اعجاز ہے علاج وہ بیمار غم ہون مین ۔ کیونکر مسیح کو ہو خبر آسمان پہ

کیا تیری جستجو مین یہ انجم تباہ ہین ۔ پھرتے ہین جو ادھر سے اُدھر آسمان پہ

دیکھون شب فراق کی ہوتی ہے کب سحر ۔ کرتا ہون بار بار نظر آسمان پہ

اس بام تک رسائی عاشق ہو کس طرح ۔ ممکن نہین کسی کا گذر آسمان پہ

آتی نہ زور شور سے چل ہی ہواے آہ ۔ طوبے کا گر پڑے نہ شجر آسمان پہ

فرقت مین شور نازیہ اتنا ہوا بلند ۔ گوشِ ملائکہ ہوے کر آسمان پہ

آیا ہی تو جو تیر و کمان لیکے دشت مین — صید پلنگ کر کہ شکار غزال کر

۹۹
کی چشم التفات اگر اُس نے غیر پر
جانے دے واسطی نہ کچھ اسکا خیال کر

شب وصل صنم گذری کچھ ایسی مختصر ہوکر — کہ گویا گھر مین میرے شام آئی تھی سحر ہوکر
پڑا رہتا ہون نقش پا کیصورت اُسکے کوچہ مین — سراپا چشم ہون شاید کہین نکلین ادھر ہوکر
عجب کیا ہی ہوا جو ناتوان مین ضعف پیری سے — یہ روشن ہی زوال آتا ہی دنکو دوپہر ہوکر
تواضع چاہئے انسانکو جب حاصل فراغت ہو — شجر آخر کو جھکتا ہی زمین پر بارور ہوکر
رہیگی کب ہوائے زلف مین جمعیت اعضا — ملینگے خاک مین آخر کسی دن منتشر ہوکر
ہوا عشق کمر مین رفتہ رفتہ زار مین ایسا — تن لاغر نظر سے چھپ گیا تار نظر ہوکر
قدم رکھا ہی کوئے عشقمین لیکن نہین واقف — کدھر سے مین ادھر آیا ہون اب جاؤن کدھر ہوکر
ملا ہون خاکمین لیکن تعلی ہی وہی باقی — پہونچتا ہون فلک پر دم مین مین مدنظر ہوکر
مرے گھر وقت شب وہ مہروش آیا تو کیا آیا — جو جلوہ بھی دکھایا اُسنے تو نور سحر ہوکر
مآل سرکشی کیا ہی یہ پوچھے سرو سے کوئی — اکڑنا اسقدر اچھا نہین ہی بے ثمر ہوکر
یہی ہی ضعف مین مجکو جو شوق بوسۂ عارض — پہونچ جاؤنگا اُس تک ذرۂ گرد نظر ہوکر
چلون خط لیکے اپنا مین بھی اُس محبوب کے آگے — سکندر رہش نوشابہ گیا خود نامہ بر ہوکر

۱۰۰
ہوئی ایام پیری مین یہ نفرت ہرزہ گردی سے
کہ آخر گھر مین بیٹھے واسطی ہم دربدر ہوکر

تمنا ہی جو وہ شمشاد قد گذرے ادھر ہوکر — جھکاؤن سر قدم پر اسکی شاخ پُر ثمر ہوکر
نہین ہی کر کے خط تحریر دو مجکو قاصد کی — تقاضا شوق کا ہی خود چلو مین نامہ بر ہوکر
نگین کا وہ ہوا طالب جو مجھسے بہر انگشتر — دو ٹکڑا بنگیا آنکھو مین دو ٹکرے جگر ہوکر
فروغ شعر گوئی خاک ہوا ایام پیری مین — دل روشن ہمارا بجھ گیا شمع سحر ہوکر

تیرے گھر میں ہو بھلا اپنا گذارا کیونکر — یار و اغیار کا آنا ہو گوارا کیونکر
کھڑکیاں چھوٹی گئیں روزن در بند ہوئے — دیکھیں اب انکا میسر ہو نظارا کیونکر
پھرتے دل نہیں قابو میں جو اپنے لاکر — یہ تو کہئے کہ ہوا مال تمھارا کیونکر
نفرت اقرار سے انگوٹھی مگر اکبی بار — ہاتھ پہ ہاتھ خدا جانے کہ مارا کیونکر
برہمن دشمن جان شیخ عدوے قلبی — کعبہ و دیر میں اپنا ہو گذارا کیونکر
گالیاں دیں ہمیں اتنا تو بتا اے قاصد — شرم تھی انکو لیا نام ہمارا کیونکر
قید آفت سے چھڑایا ہے جنون نے ہمکو — ایسے محسن سے کرے کوئی کنارا کیونکر
خال رخ دیکھکے اس مہر کا حیران ہوں میں — دنکو نکلا ہے الٰہی یہ ستارا کیونکر
صبر کا نام نہ دل میں مرے غم نے چھوڑا — اڑ کے بارود تک آیا یہ شرارا کیونکر
گر پڑا اراہ میں غش ہوکے نہ پھر ہوش آیا — نہیں معلوم مجھے اسنے پکارا کیونکر

سوز غم دلکو گوارا ہے یہ حیرت ہے مجھے
واسطی آگ پہ ٹھہرا ہے یہ پارا کیونکر

۹۸

توصیف حور کی تو نہ اتنا ملال کر — عاشق ترا ہوں اور نہ کچھ احتمال کر
قاتل یہ روز عید ہے کچھ تو ثواب لے — ڈبنے کے بدلے مجکو چھری سے حلال کر
صیاد نے قفس میں مری پھر نہ لی خبر — ظالم کہاں گیا مجھے آفت میں ڈال کر
غنچے ہی منھ پھولائے نہیں مجھسے باغ میں — نرگس بھی دیکھتی ہے تو آنکھیں نکال کر
دل نے کہاں کہاں مری مٹی خراب کی — نادم ہوا بغل میں میں دشمن کو پال کر
ناصح بھی اسکے ساعد سیمیں جو دیکھ لے — رہجائے دونوں ہاتھوں سے دلکو سنبھال کر
تاثیر جذب عشق زلیخا سے پوچھیے — یوسف کو لائی مصر میں گھر سے نکال کر
دل میں جگر میں سینے میں ہے درد آپکا — برچھی لگائیے تو ذرا دیکھ بھال کر
وہ نا قبول ہوں کہ نہ دریا کرے قبول — ساحل پہ پھینکدے مری کشتی اچھال کر

جو حسن و عشق مین ہی اتحاد ظاہر ہی
نہ بو سے رنگ جدا ہی نہ بو ہی رنگ سے دور

لڑائی رہتی ہی ہر وقت ہمسے اور دل سے
نیا ہی معرکہ اس ترک خانہ جنگ سے دور

کہان ہی اُسکا مداوا مرض جو خلقی ہی
کرے نہ داغ کو مرہم تن پلنگ سے دور

مژہ سے اُسکے نہ ہو دل کا سامنا یارب
خدا کرے یہ نشانہ رہے خدنگ سے دور

عجب ہی ہجر مین اُس بت کے چور چور ہی دل
شکست شیشے نے کھائی ہی کیسی سنگ سے دور

کمال تنگئ عالم سے تنگ آیا ہون +
نکل کے جاؤن کہان اس مکان تنگ سے دور

وہ چھٹتے نہین ہرگز ہمارے پہلو مین
ہر اک بزم مین رہتے ہین عار و ننگ سے دور

۹۶
کرو نہین ہند سے ای واسطی ارادہ کیا
مکان یار کا ہی کشور فرنگ سے دور

نیند آئے فرقت جانان مین کیونکر رات بھر
نیزونکی انیان ہون جب آنکھو مین اختر رات بھر

حال فرقت کا کہون کیا دل لگی بیتابی سے مین
گاہ گھر مین گاہ دروازے کے باہر رات بھر

نامہ بر کہنا کہ ہی تسبیح تیرے نام کی +
صبح تک گنتے ہین ہم گردونپہ اختر رات بھر

چھت گری دیوار بیٹھی صحن دریا ہو گیا
لائے کیسے کیسے طوفان دیدۂ تر رات بھر

پاے جانان سے نہ اُٹھا ایکدم بھی اپنا سر
صبح تک سجدے کیے ہمنے برابر رات بھر

پاسبانونکے سہارے سے ہوئی کچھ شکل زیست
کان مین آئی صداے حکم حیدر رات بھر

واے قسمت شام سے تا صبح لڑتے ہی رہے
بعد مدت کے جو وہ ٹھہرے مرے گھر رات بھر

چشم مست یار کا جاتا نہین دل سے خیال
اپنے محفل مین ہی ساقی دور ساغر رات بھر

یاد کرتے ہین ہمین وہ کب کہ ہین بھولے ہوے
[illegible]ب جو ہچکیان آئین برابر رات بھر

ابرو و مژگان جانان کا تصور کب نہین
سر پہ شمشیر ہی گردنپہ خنجر رات بھر

۹۷
اسکے گھر مین تو گذارا تھا کہان ای واسطی
گرد کوچے کے لگاے ہمنے چکر رات بھر

کلمہ گو یونکو تردد ہی عبث حشر کے دن
کہ شفاعت سے علیؑ ہین نہ پیمبر باہر

لامکان دور نہین وادی دلسے ہی قریب
منفت پھرتا ہی ترا واہمہ باہر باہر

کیا کرونمین تپ فرقت کی حرارت کا بیان
آگ سی جلتی ہی تن مین مرے اندر باہر

سمجھے ہم خط جو ترے چاہ ذقن پہ دیکھا
نکلی ہی حور یہ روزن سے برابر باہر

ہون وہ غم دوست کہ رکھتا ہون تمنا دم فصد
خون کے نکلے نہ رگون سے مری نشتر باہر

کھولتا بھی ہی جو دروازہ قفس کا صیاد
پانون رکھتا نہین مین طائر بے پر باہر

قطب آفاق ہون مین نقطۂ پرکار کی طرح
دائرہ بگڑے اگر جاؤن نکل کر باہر

۹۴
غم نہین قدر نہ ہو میری جو سندیلہ مین
واسطی داد سخن دینگے سخنور باہر

جو دل آزار ہین خوش ہین وہ دل آزاری پر
کیسے گل ہنستے ہین بلبل کی گرفتاری پر

دیکھکر نبض جو سمجھا ہی کہ ہی عالم یاس
ہاتھ ملتا ہی مسیحا مری بیماری پر

دل پہ ہر وقت جو غفلت کا پڑا ہی پردہ
رشک آتا ہی اسے آنکھونکی بیداری پر

منعمون نے کہو اکدن ہی مکان زیر زمین
بھولے بیٹھے ہین عبث قصر کی گلکاری پر

دیکھکر شکل تری اب نہین لیتے کبھی نام
جان دیتے تھے جو یوسف کی خریداری پر

ہون وہ میکش مرا کاشانہ بھی ہی میخانہ
بوتلین مے کی بھری رہتی ہین الماری پر

ہو کے سینے سے مرا نالۂ پرسوز بلند
بنگیا ہی کلس اس گنبد زنگاری پر

سیر کو آئے وہ یوسف یہ توقع ہی کہان
کیا ہو تسکین خبر مردم بازاری پر

ابر روتا ہی کبھی برق کبھی ہنستی ہی
ہو رہا ہی یہ تماشا مری میخواری پر

۹۵
واسطی بولیگا کا ہیکو کوئی میری طرف
مرتے ہین اہل جہان اُسکی طرفداری پر

کیا ہی بخت نے اس شوخ سبزہ رنگ سے دور
ہمارا آئینۂ دل ہو خاک زنگ سے دور

کون آتا ہی چمن مین صفت باد بہار
کہ ہوئے جاتے ہین جامے سے گل تر باہر

اب وطن مین نہ شناسا ہی نہ غربت مین کوئی
ہون وہ بیکس کہ برابر ہی مجھے گھر باہر

انکو آب دم شمشیر ہی پیاسو نسے عزیز
ہی زبان منہ سے یہان واے مقدر باہر

باغ مین جانیکا بے یار جو کرتا ہون مین قصد
غنچے کہتے ہین چٹک کر مجھے باہر باہر

ایک تم ہو کہ نہین تمکو عنایت مجھ پر
گل ہی بلبل سے نہ قمری سے صنوبر باہر

نامہ اُس ترک کو لکھو نہین تو قاصد نہ ملے
چاہ سے ڈر کے نہ ہوا ایک کبوتر باہر

اُس شہ حسن کے در پر ہون نہین کیا خاک مقیم
روز پھکوائے وہ جو کوچہ سے بستر باہر

پانوٗن رکھے جو رہِ مدحتِ گیسو مین قلم
چاہیے حد سے نہ ہو بال برابر باہر

ابر جب چاہیے ہو اس دیدۂ تر سے ہمچشم
کبھی چشمہ سے نہ ہوگا یہ سمندر باہر

طالب رتبہ اگر ہی تو قدم گھر سے نکال
تاج تک پہونچے صدف سے ہو جو گوہر باہر

نخل گردون کا تقاضا ہی کہ میخانے مین
خم سے می ہونے نپائے کوئی ساغر باہر

۹۳

واسطی دولت دنیا کا بھروسا کیا ہی
کہ کفن سے تھا تہی دست سکندر باہر

ہو جو غرفے سے تمھارا رخِ انور باہر
پھینکے آئینہ کو محفل سے سکندر باہر

نکلے سینے سے نہ کیونکر دل مضطر باہر
کہ سپند آگ سے جاتا ہی اچھل کر باہر

داغ دل قبر مین روشن سر تربت شمعین
روشنی رہتی ہی یان رات تو انکو اندر باہر

دیکھو جو نکلو کہ رک جاتی ہین ساحل کے قریب
نکلین کیا بحر محبت سے شناور باہر

کیا حرارت ہی کہ آنکھو نسے نکلتے ہین اشک
برج آبی سے گیا نجم مقدر باہر

یہ شب وصل وہ سمت سے مرے گھر آئے
شب کو سو بار گئے گھر سے نکلکر باہر

نجد مین قیس کو غم ہی تو فقط اتنا ہی
لیگیا کوچۂ لیلیٰ سے مقدر باہر

دیکھو سمجھو مرے اشکونکو نہ جھوٹے موتی
خون دل پیکے نکالے ہین یہ گوہر باہر

غم کسی کو ہو ہی صدمہ اس دلِ ناکام پر / لوٹتا ہون نالۂ مرغان زیر دام پر

مست ہون صدمہ نہین غم مین بھی مجھ ناکام پر / دورِ ساغر کا گمان ہی گردشِ ایام پر

بوسہ ہو جائے عطا کوئی کہ تم ہو سیم تن / چاہیے منعم کو دینا کچھ خدا کے نام پر

پھول کوئی اس طرح کا باغ عالم مین نہین / قطع زیبائی کا جامہ ہی ترے اندام پر

الفتِ چشم و ذقن مین مر گیا ہی یہ غریب / فاتحہ ہو سیب پر عاشق کا یا بادام پر

شام کو بہر طلب جاؤن تو کہتے ہین کہ صبح / جب بلاتا ہون سحر کو رکھتے ہین وہ شام پر

نالہ پر درد ہی اور سینہ پر داغ ہی / یا دھوان چھایا ہی آتش خانۂ حمام پر

ای موذن وصل کی شب تو نے دی تھی اذان / قہر حق ٹوٹے تری آواز بے ہنگام پر

خیر ہو یارب کہ نکلا عارضِ جانان پہ خط / ہندوؤنکی ہی چڑھائی کعبۂ اسلام پر

میکدے سے جب گیا وہ مست جھنجھلائے یہ ہم / شیشے سے شیشے کو توڑا جام پٹکا جام پر

والے غفلت یاد اتنا بھی نہین ہی اب ہمین / آسے تھے مامور ہو کر دہر مین کس کام پر

ہاتھ ساقی سے جو آیا ساغرِ مے گر پڑا / بخت نافرجام یا روؤن شکستِ جام پر

خوبصورت ہو بہت پریونکے سایہ کا ہی خوف / بال کھولے شام کو دیکھو نہ آؤ بام پر

واسطی اللہ دکھلائے جوارِ کربلا / جان دیتا ہون حسینؑ ابن علیؑ کے نام پر

٩٢

آج جامے سے ہی وہ ترکِ ستمگر باہر / خیر یارب کہ ہوا میان سے خنجر باہر

جاؤن اس عالمِ امکان سے نکل کر باہر / وان رہون جاکے برابر ہون جہان گھر باہر

شمع وہ چہرۂ پر نور ہی فانوس مکان / روشنی ایک سی رات کو ہو اندر باہر

کیا توقع مجھے احباب سے ہو مرگ کے بعد / قبر تک آکے چلے جائینگے باہر باہر

الفتِ کاکل پر پیچ سے مشکل ہی نجات / نکلون اس بھول بھلیان سے مین کیونکر باہر

گردشِ چرخ مجھ آوارہ کی ہی زیست تلک / کیا چلے گی وہ گھڑی جسکا ہو چکر باہر

پادشاہِ وقت ہین سایہ مین اُسکے مے پرست
چترِ شاہی کا گمان ہی دار بستِ تاک پر

کیا دکھاؤن داغ دل اُس آفتابِ حُسن کو
دن کو آتے ہین ستارے کب نظر افلاک پر

یار کو لکھتا نہین مین حالِ دل اسوسطے
چھین لینگے غیر خط ڈاکا پڑیگا ڈاک پر

ہون بشکل نقطۂ پرکار لیکن دل مرا
سیر کرتا ہی ہمیشہ مرکزِ افلاک پر

برق سان ہی گرم پھاہا اپنے دلکے داغکا
ابر سے بڑھ کر ہی دامن دیدۂ نمناک پر

ڈالتا ہی تیرے لاغر پر حوادث آسمان
اسقدر باران آفت ایک مشتِ خاک پر

٩٠
واسطی سیرے لہو کی چھینٹ تک اُسپر نہین
باندھون بندھتے ہین کیون اس ترک کی پوشاک پر

اعضائے تن ہین نور رخِ لالہ فام نور
وہ گل ہی آفتاب کی صورت تمام نور

شکر خدا کہ دل ہی ہمارا تمام نور
کعبہ کے جس طرح در و دیوار و بام نور

اُس حور کے حضور حقیقت پری کی کیا
پیدا انھون نے یار کا رکھا ہی نام نور

نکلا ہی خط کہان رخِ جانا نہین اب چمک
ہوتا ہی آفتاب کا کم وقتِ شام نور

موسیٰ نجائین پھر طرفِ طور ہی یقین +
دیکھین جو تیرے چہرہ کا بالائے بام نور

اُس چہرہ پر نقاب اگر ہی تو کیا ہوا
ابرِ تنک مین دیتا ہی ماہِ تمام نور

ہی برق طور چہرۂ ساقی چو پیش چشم
ہم مست دیکھتے ہین عجب پیکے جام نور

محروم عمر بھر تو نظارہ سے ہم رہے
دیکھین تو دیکھین یار کا روزِ قیام نور

آے وہ زلفِ یار تو چمکیگا دل کا داغ
دیگا کبھی چراغ نہ بے وقتِ شام نور

نظارہ یار دیکھ لین نزدیک و دور سے
اُلٹو نقاب رخ سے کہ ہو جائے عام نور

گورے بدن کا اُسکے اگر وصف مین لکھون
چمکے مرے کلام مین پھر لا کلام نور

٩١
مرکر نہ یاد اُس رخِ روشن کی جائیگی
ہی واسطی رہیگا لحد مین مدام نور

۸۸

لیلئے ہیں سیب زنخدان کے وسطی بوسے
ثمر ملا ہمیں قسمت سے انتخاب لذیذ

ردیف رائے مہملہ

کیا کہوں صدمے ہیں کیا میرے دل غمناک کو
پھٹ پڑے ہیں آسمان لو ایک مشتِ خاک پر

یا نوں اس انداز سے رکھتے ہیں وہ کچھ خاک پر
دل فرشتوں کے لے جاتے ہیں ہفت افلاک پر

ہوں وہ ہیلش دانۂ انگور ہیں آنسو مرے
فوق ہی مژگان تر کو دار لبستِ تاک پر

کچھ نہ سمجھا کی عبث چاہِ زنخدان کی صفت
پڑ گیا پانی مرے آئینۂ ادراک پر

تنگ دو نین لوٹ عصیاں نے رہا دامن بچا
تازہ ہو کیونکر نہ آنکھوں کو نگاہِ پاک پر

مثل گل کچھ تنگدستی کی ہمیں پروا نہیں
ہنستے ہیں ہم آپ اپنے جامۂ صد چاک پر

جی میں ہے آنسو بہاتا جاؤں میں اسکے حضور
استخارہ دیکھکر تسبیح خاک پاک پر

میرے اشکوں کے تلاطم سے جو سب ڈوبا جہان
پڑ گئے لاکھوں گھڑے پانی کے ہر [illegible] اک پر

جلد تھی بدِ نظر ای دل اگر اسکی طلب
نامہ بر بھی عبث خط بھیجنا تھا ڈاک پر

تیرے دیوانوں نے خاک ایسی اڑائی دشت میں
گردبادوں کا گمان ہے سبکو ہفت افلاک پر

تھے جو دانا [illegible] جب اسنے کیا پیوندِ خاک
پس گیا دل آسیائے گردشِ افلاک پر

۸۹

وسطی دنیا و مافیہا سے کیا مطلب ہمیں
بیٹھے ہیں ہم آستانِ سیّدِ لولاک پر

رشک آیا یہ مرے داغ دل غمناک پر
لالۂ صحرا نے پٹکا اپنا ساغر خاک پر

دیکھتے ہیں جب مہ و خورشید کو افلاک پر
جانتے ہیں دو پیالے بھر رہے ہیں چاک پر

بام جانان پر کبھی اپنا گذر ہوتا نہیں
عیسیٰ و ادریسؑ پہونچے کسطرح افلاک پر

ہے یہ بعد مرگ بھی رنگین بیانی کا اثر
داغ ہو طاؤس اگر لوٹے ہماری خاک پر

لوٹتے ہیں دور ہم وہ تمسے ہے اتنا قریب
رشک آتا ہے تمھارے بستۂ فتراک پر

ممکن نہین گرائے نظر سے مجھے کوئی ؏ | ہین آپ دستگیر اگر یا علیؑ مدد
کچھ خوف تیغ حادثۂ دہر سے نہین | دستِ امان اگر ہی سپر یا علیؑ مدد

۸۶
بھولے یہ نام پاک کسی دم نہ واسطی
ورد زبان ہو اُٹھ کے سحر یا علیؑ مدد

کیا عجب جو ہو وصلت فرقت صنم کے بعد | ہوتی ہی خوشی اکثر آدمی کو غم کے بعد
مشکلو لسنے طی کی راہ ہمنے صورت سوزن | اک کنوان ہوا درپیش ہمکو ہر قدم کے بعد
ہو کے صاحب دین ہم کیا ہون طالب دنیا | بت کو کس طرح پوجین سجدہ حرم کے بعد
خار زار ہستی کا پر خطر ہی کیا رستہ | امتحان رہروی ہی یہان قدم قدم کے بعد
وعدہ کر چکے ہین وہ آئین گے میرے گھر مین | ہی یقین نہ بولین گے جھوٹ اب قسم کے بعد
جس طرح ہی دریا موج موج کے پیچھے | ہی ہجوم دل مین یہان ہجوم غم کے بعد

۸۷
خوف کچھ بھی مرنے کا واسطی نہین مجکو
پھر بھی مست ہونگے ہم عاقبت عدم کے بعد

ردیف ذال معجمہ

ہمین تو قند کے شربت سے ہی شراب لذیذ | ہر اک نعمت الوان سے ہی کباب لذیذ
طعام خوان فلک کی عیان ہی بیمزگی | پنیر ماہ نہ ہی نان آفتاب لذیذ
جنان کا شوق ہی مرنے کے بعد اتنے لیے | سُنا ہی خُلد مین ہو گی بہت شراب لذیذ
اگرچہ خوان جہان مین ہین لذتین لاکھون | کمال لقمۂ غم ہی مرے حساب لذیذ
ضرور ہی دل سوزان مین اُسکے خال کا دھیان | سنا نہین ہی کہین بے نمک کباب لذیذ
جو اُس سے ہو کے کسی رات بے نمک سوئے | تو مل گیا ہمین حلوا میان خواب لذیذ
نہ بھیج بہر سزا مجکو پاس قاضی کے | کہ تیرے ہاتھ سے البتہ ہی عذاب لذیذ
اگرچہ چشمۂ حیوان کی دھوم ہی قاتل | زیادہ اس سے تری تیغ کا ہی آب لذیذ

اس لیے تا وہ پڑھ کے خوب ہنسین
خط لکھون زعفران سے قاصد
نامۂ شوق کا جواب لکھے
ہو بعید اُسکی شان سے قاصد
ایک قاتل ہو خط لکھا ہو جسے
ہاتھ دھو اپنی جان سے قاصد
ڈر رہے ہین قاصدی سے اہل زمین
آئے کیا آسمان سے قاصد
جب گیا ہو وہان پھر آیا ہو
بار ہا درمیان سے قاصد
آنکھین روشن ہوئین کہ مژدۂ وصل
سُنکے آیا ہو کان سے قاصد
نامہ لکھنا ہو تو ہی لا کاغذ
کاغذی کی دکان سے قاصد
وہ سنائین ہزار دیکھ کے خط
کچھ نہ کہنا زبان سے قاصد
کوچۂ یار کا نشان نہین
جائے وان کس نشان سے قاصد
ہو لمو کا نہ یار کا دربار
جائیو آن بان سے قاصد
کوچۂ یار کا پتا رکھو یاد
نہ اُتر جائے دھیان سے قاصد
ورنہ کیا فائدہ جو آیا تو
پھر کے سارے جہان سے قاصد

۸۵
خاک پہونچے گا واسطی اس تک
نہین واقف مکان سے قاصد

پاؤن مین فوج غم پہ ظفر یا علیؑ مدد
جلدی کہین یہ جنگ ہو سر یا علیؑ مدد
ہوتا چلا ہو غم کے تلاطم سے دل لہو
آتا چلا ہو مُنھ کو جگر یا علیؑ مدد
تلوارین کھینچ کھینچ کے آئے ہین جنگ جو
کرتا ہون مین بھی چُست کمر یا علیؑ مدد
سلمان کو تم نے شیر کے مُنھ سے بچا لیا
مجکو بھی دو بلا سے مفر یا علیؑ مدد
کالی بلا سے کم نہین کچھ رنج و غم کی رات
پیدا ہو جلد اس کی سحر یا علیؑ مدد
لاکھ اُسطرف ہین دشمن جانی قوی قوی
تنہا مین ناتوان ہون ادھر یا علیؑ مدد
اچھا ہون یا بُرا ہون تمہارا ہون ہر طرح
لازم ہو تمکو میری خبر یا علیؑ مدد

خورشید کو جو سایہ دکھاتا نہ ہو کبھی | کب چشم داشت ہی کہ وہ مجکو دکھائے رخ
سائل ہین جمع دولتِ دیدار کے لیے | کہدو ذرا کہ حسن کی دولت لٹائے رخ

۸۳

مرنے کے بعد اپنی لحد پر چڑہائینگے گل
ای واسطی ہی سر مین ہمارے ہوائے رخ

کیونکر تری طرف سے پھرے مبتلا کا رخ | ہٹتا نہین ہی قبلہ سے قبلہ نما کا رخ
کیا جانے کس رقیب نے کان اُسکے بھر دیے | مجھسے پھرا ہوا ہی جو اُس بیوفا کا رخ
شاید ہی منفعل رُخِ پر نورِ یار سے | ہوتا نہین اِدھر کو جو مہرِ سما کا رخ
کیا جانتا نہین یہ سگِ یار کا ہی حق | کیون میرے استخوان کیطرف ہی ہما کا رخ
جھکے اب اور اخترِ طالع یقین ہی | اُٹھتا ہون صبح دیکھکے اُس مہ لقا کا رخ
پہلے ہی لیکے جام و سبو گھر سے ہم چلے | دیکھا جو ہمنے جانبِ گلشن گھٹا کا رخ
ہو سیر روزِ حشر جو اُلٹی ہوا چلے | ہو رند کا سپید سیہ پارسا کا رخ
پوچھو نہ کچھ تلاطمِ دریائے غم کا حال | ڈوبا سفینہ زرد ہوا ناخدا کا رخ
نفرت ہی اسکا نام جو اُسنے سفر کیا | دیکھا نہ راہ بھر کہین مردم گیا کا رخ
گرمی سے بوستان مین بہت بادہ کش ہین تنگ | ابر آئے یا خدا کہین بدلے ہوا کا رخ
فقر کبھی رقیب کا شاید کہ چل گیا | کچھ اور ہی ہی آج مرے آشنا کا رخ
اسکو بھی کوہِ غم ہوئی کاہیدگی مری | یہ وجہ ہی کہ زرد ہوا کہربا کا رخ
شامِ شبِ فراق کی آمد ہی میرے گھر | ڈرتا ہون اسطرف کو ہی کالی بلا کا رخ

۸۴

شطرنج کیون عزیز ہی منعم کو واسطی
چاندی کا ہی پیادہ نہ کوئی طلا کا رخ

ردیف دال مہملہ

جاے وان کس نشان سے قاصد | نابلد ہی مکان سے قاصد

ایسا ہوا ہون زار کہ مجھکو عجب نہین
قطرہ ڈبوئے قلزم زخار کی طرح

داغ جنون نے سر کو کیا ہی جو سرفراز
کیا خوشنما ہی طرۂ دستار کی طرح

کھڑا ہوا ہی اپنا خط شوق نامہ بر
سر پہ لپیٹ لے اِسے دستار کی طرح

تن بنگیا ہی نالہ کشی سے جو ارغنون
رگ رگ سے آرہی ہی صدا تار کی طرح

چلتا ہی فرش گل پہ وہ نازک بدن اگر
چبھتے ہین پانوٗ مین رگ گل خار کی طرح

اُس بت کے درد عشق مین اتنا تو زار ہون
لپٹون گلے سے اُسکے مین زنار کی طرح

دلچسپ عکس بھی ہی خط سبزہ بار کا
ہم بیٹھے آئنہ مین نہ زنگار کی طرح

مشتاق ہو کے در پہ تمھارے گئے تو ہم
حیران مگر کھڑے رہے دیوار کی طرح

عالم کے دائرے مین ہو کیا سیر ضعف مین
ہون پاشکستہ نقطۂ پرکار کی طرح

۸۲
پیرو قلندرونکے ہوے ہو جو واسطی
کردار راست چاہیے گفتار کی طرح

ردیف خاے معجمہ

آئینہ کو کہان یہ میسر صفائے رخ
مقدور ہی کہ رخ سے تمھارے ملائے رخ

قائم رہے ہمیشہ الٰہی صفاے رخ
ہو عمر بھر نہ خط سیہ آشنائے رخ

روشن ہین آسمان پہ خورشید و ماہ بھی
ایسی تو وہ مگر نہین رکھتے ضیاے رخ

لیتے ہین یہ بلائین جو دونون بڑھا کے ہاتھ
میری طرح ہین کیا ترے گیسو فداے رخ

وہ رست باز ہو نہین کہ آنا نہین پسند
شطرنج مین مجھے کوئی مہرہ سواے رخ

بلبل بہت اُداس ہی گلشن مین باغبان
چھوٹے نہ پھر سمائے اگر گل کا پاے رخ

طوبیٰ ہی قد تو چشمۂ کوثر چہ ذقن
جنت سے کم نہین ہی چمن دلکشاے رخ

سینے مین دل مرا ورق آفتاب ہو
لکھون جو کلک فکر سے اسپر ثناے رخ

اللہ رہی حیا جو مین آجاؤن سامنے
پردے مین گیسوؤنکے وہ مجھسے چھپاے رخ

شوقِ دیدار سے ہی طالبِ گفتار ای مست | ہمہ تن چشم تھا اب ہی ہمہ تن گوش قدح

۸۰

واسطی لیلکے فلک سے مین کرون مہر کلیا
سچ ہی کوڑی کا ہی بے بادۂ سرجوش قدح

مدت ہوئی کہ وردِ زبان ہی دعائے صبح | اُس گل کی بو مگر نہین لائی ہوائے صبح
دورِ زمانہ درہم و برہم ہی کس قدر | ہی صبح جائے شام تو ہی شام جائے صبح
مہتاب و آفتاب گریزان ہین خوف سے | میرے سیاہ خانہ مین کیا خاک آئے صبح
آخر کسی طرح نہین ہوتی شبِ فراق | گم ہو گئی ہی صبح مگر اے خدائے صبح
روئے صبیح یار جو دیکھے یہ ہو خجل | تار ورِ حشر سایہ نہ اپنا دکھائے صبح
پیری مین اب کہان وہ جوانی کی گریبان | گل کر گئی چراغ سحر کو ہوائے صبح
عاشق رخِ حبیب کا کیا کوئی مر گیا | ماتم مین کس کے چاک ہی جیب قبائے صبح
دونون پہاڑ فرقتِ جانانہ مین ہین مجھے | قصہ کہون مین شام کا یا ماجرائے صبح
پی شام ہی کو جتنی میسر ہوئی شراب | رکھی نہ ایک بوند بھی باقی برائے صبح
ساقی چلے شراب کہ بزمِ چمن ہو گرم | ہی سیرِ سبزہ سرد چلی ہی ہوائے صبح
عارض کے بدلے بوسہ لیا اُسکی زلف کا | شب کو ادا کرے کوئی جیسے قضائے صبح

۸۱

دولت ہی کون جسکو جہان مین نہین زوال
ای واسطی ہی شام ہمیشہ قفائے صبح

خونین جگر ہی دیدۂ خونبار کی طرح | دونون مین ہین سُرخ لالۂ کہسار کی طرح
بیت الحرم مین جاؤن جو دیندار کی طرح | استادہ آگے بت ہون گنہگار کی طرح
آمد ہی اُسکی چاہئے در بھی کھلا رہے | تا صبح میرے دیدۂ بیدار کی طرح
ہی پستی نصیب سے رفعت کہان نصیب | پامال خلق ہون سرِ بازار کی طرح
بختِ سیہ ایک ہین فرقت مین روز و شب | تاریک روز بھی ہی شبِ تار کی طرح

دیکھتا ہی جو مرے پانون مین زنجیر کے پیچ
تمکو معلوم ابھی مکر و فریب اس کے نہین
جانتا ہون مین جو الو فلک پیر کے پیچ
کبھی ٹٹتی ہی بگولے کی طرح یہ گردش
عمر بھر ساتھ ہین میرے مری تقدیر کے پیچ
تیرے دیوانہ کا کیا خاک لگے باغ مین جی
عشق پیچے نے کہان پائے ہین زنجیر کے پیچ
کوئی دنیا کے فریبون سے نکل سکتا ہی
کیسے اس بھول بھلیان مین ہین تعمیر کے پیچ
واہ اے ترک عجب حسن سے باندھی ہی کمر
تیرے پٹکے مین نظر آتے ہین تصویر کے پیچ
واسطی ہند مین ہی انکا مکان حیران ہون
کیونکر آتے ہین انھین مردم کشمیر کے پیچ

۷۹	ردیف حائے مہملہ	

ہاتھ سے اسکے جو کل ہمنے کیا نوش قدح
عمر بھر ہوگا نہ وہ ہمکو فراموش قدح
وصف جو اُنمین ہین پوچھے کوئی ہم رندون سے
فی الحقیقت ہی عطا پاش خطا پوش قدح
وہ مسیحا جو تجھے مُنھ سے لگائے اپنے
بول اُٹھین ابھی تیرے لب خاموش قدح
جلد ای دختر رز پردۂ مینا سے نکل
ہی ترے شوق مین کھولے ہوئے آغوش قدح
طرز اُڑائے ہین تری چشم کے اُسنے ای ترک
کیون نہ ہو رہزن عقل و خرد و ہوش قدح
دخت رز کو نہین میخانہ مگر گھونگھٹ کا
کہو ساقی سے نہ ہو طالب سرپوش قدح
ہی شب وصل اُٹھے نشۂ مے مین لذت
ہمنے بھی نوش کیا تم بھی کرو نوش قدح

ہنگام رقص طائر دل صید ہو گیا
کیا اُسنے چٹکیوں مین اُڑایا نشانہ آج

امید ہی قوی کہ وہ آجائین کل تلک
خط لکھ کے نامہ بر تو کیا ہی روانہ آج

اب ہم کہان کہ نزع مین آنکھین اُلٹ گئین
الٹا ہوا ہی اپنی نظر مین زمانہ آج

امید ہی کہ ختم ہو فسر دا ے حشر تک
اُس زلف کا شروع ہوا ہی فسانہ آج

کل انقلاب دہر سے ماتم کا ہو گا شور
جس محفل نشاط مین ہی شادیانہ آج

کیسا زمانہ مجکو نہ اپنی خبر رہے
مطرب سنا خدا کے لیے وہ ترانہ آج

ہی صبح عید تم بھی چلو سیر کے لیے
ہی جمع عید گاہ مین سارا زمانہ آج

سج کیے کس کی بزم مین جانیکا قصد ہی
کپڑے بدل کے زلف مین ہوتا ہی شانہ آج

آیا ہی بزم یار سے آزردہ جو رقیب
کچھ تو ہوا ہی ذکر مرا غائبانہ آج

مدت کے بعد آئی طبیعت جو رنگ پر
ای واسطی کہی غزل عاشقانہ آج

ردیف جیم فارسی

۸۷

دیکھے ہین جب سے تری زلف گرہ گیر کے پیچ
خوب سمجھا ہون کہ یہ ہین مری تقدیر کے پیچ

وہ ہی باتون مین فلاطون ہو تو پھنس جاتا ہی
کون ایسا ہی جو سمجھے تری تقریر کے پیچ

دست و پا ڈھیلے ہوے رہگئے جتنے تھے بکیت
نہ چلا ایک بھی آگے تری شمشیر کے پیچ

صاف لکھیے جو مرے حق مین ہو منظور نظر
دیکھیئے دیکھیئے اچھے نہین تحریر کے پیچ

عاشق زلف یہ کہتا ہو کہ ہی مار سیاہ

قوت سی آگئی جو ملا بوسۂ ذقن
گویا کہ آب سیب پیا لمگیا علاج

بیمار عشق کا نزے جینا محال ہی
بیکار سب دعائین ہین ناحق دوا علاج

کہتا ہی ہر طبیب مری نبض دیکھ کر
شاید کہ یہ بچے جو کرے خود خدا علاج

اب کیا مجھے مرض مین شفا کی رہی امید
آئے مسیح بھی نہ مرا ہو سکا علاج

٧٦
ہی واسطی دماغ طبیبون کا عرش پہ
مین ہون غریب کون کریگا مرا علاج

عہد مین تیرے ہوا یہ بیوفائی کا رواج
مٹ گیا سارے جہانسے آشنائی کا رواج

یہ سمجھتا تو سکندر کیون بناتا آئنہ
ہو گیا یون سارے جہانمین خودنمائی کا رواج

انقلاب دہر سے کیا قلب ماہیت ہوئی
اب کدورت کا ہی تھا پہلے صفائی کا رواج

وا نہین کرتا کسیکے دل کی اب کوئی گرہ
مرتضی تک تھا فقط مشکلکشائی کا رواج

چھا گیا ہی کفر کعبہ کو کوئی جاتا نہین
ہی بتونمین لسبکہ دعوائی خدائی کا رواج

حکم حق سے سجدہ آدم کو فرشتونے کیا
روز پیدائش سے پھیلا جبہہ سائی کا رواج

جانتا ہون تجکو مین ای گیسوئے خمدار یار
تجھسے عالم مین ہوا ہی کج ادائی کا رواج

ملتے ہین دو وقت تو اب مجکو ہوتا ہی عجب
ہو گیا ہی یہ زمانے مین جدائی کا رواج

٧٧
لکھنؤ مفلس ہوا بعد زوال سلطنت
واسطی پہلے نہ تھا ایسا گدائی کا رواج

لایا ہمین قفس کی طرف آب و دانہ آج
کیسا چمن کسے خبر آشیانہ آج

لاشے پہ میرے جمع ہی سارا زمانہ آج
کثرت یہ ہی کہ شانے سے چھلتا ہی شانہ آج

کس کی ہوئی سفر سے یہ آمد کہ عید ہی
گھر گھر خوشی ہی عیش و طرب خانہ خانہ آج

مسجد مین سر ہین سارے جہان کے جھکے ہوے
کعبے سے کم نہین ہی ترا آستانہ آج

کم ہم بھی قیس و وامق و فرہاد سے نہین
اُسکا زمانہ کل تھا ہی اپنا زمانہ آج

آپ سمجھیں مری تقریر کو موسیٰ کا کلام ۔۔۔ بات اغیار کی ہی بلعم باعور کی بات

واسطی جشن کا سامان ہو کر ہو آمد یار
صرف جو چاہو کرو یہ تو ہی مقدور کی بات

ردیف ثاے مثلثہ

۴۔
اب تلک تو نہ کچھ کھلا باعث ۔۔۔ آپ خاموش کیون ہین کیا باعث
لے گئے ہمکو جرم رحمت تک ۔۔۔ مغفرت کی ہوئی خطا باعث
بخت واژون کی دیکھنا تاثیر ۔۔۔ درد دل کی ہوئی دوا باعث
سلسلہ آہ کا جو ہی جاری ۔۔۔ ہی ترا گیسوے رسا باعث
نہین رہتے وہ بے نقاب کبھی ۔۔۔ مُنھ چھپانے کی ہی حیا باعث
آگیا ہین جو بزم مین بے اذن ۔۔۔ کون آزردگی کا تھا باعث
ہی مرے عجز سے غرور اُن کا ۔۔۔ ہی جفا کی فقط وفا باعث
ہوگئے خود بخود وہ بیگانے ۔۔۔ پوچھتے کیا ہین آشنا باعث

۵۔
واسطی کسکی ہی تلاش تمھین
پھرتے ہو شہر شہر کیا باعث

ردیف جیم عربی

درد فراق کا نہ کسی نے کیا علاج ۔۔۔ سمجھے ہین اس مرض کو اطبا بھی لاعلاج
کس طرح ہو امید کہ جائیگا درد دل ۔۔۔ جز شربت وصال نہین ہی دوا علاج
تجویز زہر کرتے ہین جتنے حکیم ہین ۔۔۔ تیرے مریض غم کا ہی سب سے جدا علاج
جاتا نہین مرض مجھے ہوتی نہین شفا ۔۔۔ ہر چند ابتدا سے ہین بے انتہا علاج

ہوتا ہی نہین خال کے نقطے سے یہ روشن ہی صاد تری چشم مگر صاد کی صورت
دربان کو ہی یہ حکم کوئی آنے نپائے ظالم نے نکالی نئی بیداد کی صورت
بیوجہ نہین مجکو تمنائے شہادت دیکھو نگا درم ذبح تو جلاّد کی صورت
بیوجہ تڑپتا نہین یہ مرغ دل اپنا آئی ہی نظر صید کو صیّاد کی صورت
سر پھوڑیئے سنگ در محبوب پہ جاکر کیون کوہ کنی کیجیئے فرہاد کی صورت
بیوجہ یہ ہر وقت نہین جوش جنون کا آئی ہی نظر ایک پریزاد کی صورت
لگتا ہی نہین اُس قد موزون سے کسیطرح دیکھی نہین کیا باغ مین شمشاد کی صورت
اللہ ہی کیا جوش مرے دیدۂ تر کا یہ بحر بھی ہی دجلۂ بغداد کی صورت
ہم کھینچتے ہین صفحۂ دل پر تری تصویر قرطاس کے خواہان نہین بہزاد کی صورت
اے تیغ روان ہو نہ ابھی حلق پہ تھم جا جی بھر کے تو ہم دیکھ لین جلاّد کی صورت

اے واسطی اللہ ری افلاک کی گردش
ہر دم ہی نئی عالم ایجاد کی صورت

۷۳

وہ پریزاد خفا ہو جو کہون حور کی بات چپ رہون اب یہی سوجھی ہی مجھے دور کی بات
کیون نہ دے دلکو منیا اُس بت مغرور کی بات گر زبان نور کی ہی نور کا مُنھ نور کی بات
ذکر ہم یار کی محفل کا کیا کرتے ہین ۞ لب موسی پہ ہی خلوتکدۂ طور کی بات
نہ خفا ہو جو مین ہر صبح کرون تجھکو سلام اے شہ کشور خوبی یہ ہی دستور کی بات
کشور حسن مین سلطان جنون کا ہی عمل کون سنتا ہی یہان قیصر و فغفور کی بات
زیر لب تم مجھے کہتے ہو خدا جانے کیا پاس آکر کہو سنتا نہین مین دور کی بات
جاہلون سے مین کہون کلمۂ حق کیا حاصل پیش ازین بھی تو نہ سمجھا کوئی منصور کی بات
پھٹ گئے زخم کے انگور خوشی کے مارے تیرے زخمی نے سنی جب مئے انگور کی بات
لب جان بخش کے بوسے کے طلبگار ہین ہم آپ عیسی ہین تو سُنیئے کسی رنجور کی بات

۷۱

ای واسطی ہی خنجر قاتل کی نالشی
ہی دست موج مین جو سر بے تن حباب

رخ جو اُس بت کا ہی زلف پر شکن مین آفتاب
برہمن کہتے ہین آیا ہی گہن مین آفتاب

کانپتا ہی خوف کے مارے سیاہی دیکھکر
آ نہین سکتا مرے بیت الحزن مین آفتاب

دو قدم کاندھا جو تم تابوت کو دیکر چلو
چہرہ مردیکا چمک کر ہو کفن مین آفتاب

گیسوؤنکا تمکو دھونا ہو اگر بد نظر
آفتابہ بن کے آئے انجمن مین آفتاب

کون آیا سیر کو جو پر تو رخسار سے
پتا پتا بوٹا بوٹا ہی چمن مین آفتاب

پھول ہاتھ آئین اگر باسی تمھارے ہار کے
بدلے رشتہ کے ابھی گوندھے کرن مین آفتاب

چاہ نخشب مین اگر تھا ماہ روشن جلوہ گر
خال روشن ہی ترے چاہ ذقن مین آفتاب

اہل محفل کی تمنائے دلی یہ ہی کہ ہو
جام دست ساقی پیمان شکن مین آفتاب

طرز اُڑائے ہین مگر اُسنے تری رفتار کے
گرم ہی سارے ستاروںسے چلن مین آفتاب

پوچھتا ہی ہر سحر طالع طمع کی راہ سے
بت ہی اک سونیکا چشم برہمن مین آفتاب

وصل کی شب یوں ہین یارب جلوہ گر انجم زمین
تفرقہ ڈالے نہ انکی انجمن مین آفتاب

داغ غم ہی اسطرح میرے دل پر داغ مین
جس طرح ہو جوت گردونکے دہن مین آفتاب

کوچہ گردی کی ہی تا شہر زلیخا اختیار
ہی تلاش یوسف گلپیرہن مین آفتاب

نیک مردون سی ہی روشن دل کو ربط ای واسطی
آ گیا اعجاز حیدر سے سخن مین آفتاب

۷۲ ردیف تاے فوقانی

مریخ ہی اُس بانی بیداد کی صورت
لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد کی صورت

اُس طفل کی آنکھین ہین اگر صاد کی صورت
مد ابرو ونکی خلعت اُستاد کی صورت

مہتاب سے غرض نہ مجھے آفتاب سے
پیشِ نظر ہی یار کا رخسار روز و شب

ڈوبے ہمارے خون مین ای کاش تیرِ یار
ہین خشک پیاس سے لبِ سوفار روز و شب

جرأت جو ہو تو چل صفِ مژگان کے روبرو
کہتا ہی یہ جگر سے دلِ زار روز و شب

رکھتا ہون بند آنکھین تمہارے خیال مین
حاصل ہی مجکو دولتِ دیدار روز و شب

مسجد مین کون جائے نماز و نکے واسطے
ہون میہمانِ خانۂ خمار روز و شب

کیونکر نہ اُس حسین کا فلک پر دماغ ہو
ہون مہر و ماہ جسکے طلبگار روز و شب

کم کوہکن سے فرقتِ محبوب مین نہین
ہم بھی تو کاٹتے ہین یہ کہسار روز و شب

کہدو یہ باغبان سے کہ ہم خود نہ آئین گے
رکھتا ہی بند کیون درِ گلزار روز و شب

باندھی ہی اُسنے ایسی مرے قتل پر کمر
چھٹتی نہین ہی ہاتھ سے تلوار روز و شب

صحت کسی مریض کو ہوتی نصیب کیا
آنکھین تمھاری آپ ہین بیمار روز و شب

وہ دن گئے کہ زانوے جانان تھا زیرِ سر
اب زیرِ سر ہی پشتۂ دیوار روز و شب

روشن ہی مہر و مہ کی ضیا سے یہ واسطی
ہی آئین اُسکا پرتوِ رخسار روز و شب

۷

گو شُد دوئی سے پاک ہی کیا دامنِ حباب
جو ہی تنِ حباب وہ پیراہنِ حباب

گردن کشی سے اہلِ صفا کو ہی احتراز
نکلی سوائے سر نہ کبھی گردنِ حباب

سرکش کو کبر خانہ خرابی کا ہی سبب
سر مین جو ہی ہوا وہی ہی دشمنِ حباب

گھل کر سوا ہون اس یم خوبی کے عشق مین
تجویز پھر نہ دفن کرو مدفنِ حباب

پھولے نہ پیرہن مین سماتا وہ زار ہون
ملتا جو مجکو خانۂ بے روزنِ حباب

پلکین بوقتِ گریہ نہین گردِ چشمِ تر
دریا مین خس یہ جمع ہی پیرامنِ حباب

غالب جو حرص ہو تو نہ کیون بیٹھ جائے دل
موجِ ہوائے تند ہی برہم زنِ حباب

یون دہرِ بے ثبات مین اپنا قیام ہی
دریا مین جس طرح کوئی دم مسکنِ حباب

بہار آتے ہی یہ مست ہو گیا زاہد | کہ جام ہاتھ میں ہے دوش پہ سبوے شراب

۶۸

وہ بادہ خوار ہوں اے واسطی کہ روز مجھے
نکل کے میکدے سے ڈھونڈھتی ہے بوے شراب

کچھ غم نہیں کہ بعد مرے ہوگا گھر خراب | غم ہے کہ درد دل نہ پھرے دربدر خراب
شاعر ہے بیوقار ہے مضمون اگر خراب | فرزند ناخلف سے ہے نام پدر خراب
کوچہ میں تیرے جمع ہیں سب شیخ و برہمن | ویران اُدھر ہے دیر حرم ہے اِدھر خراب
ملتا نہیں ہے جو مرے محبوب کا پتا | پھرتا ہے شہر شہر مرا نامہ بر خراب
جاے اماں کہاں ہے خرابات دہر میں | آیا جو اس خرابے میں ہے کسقدر خراب
ملنے کی تیرے کوئی نکلتی نہیں ہے راہ | مٹی ہے رہروؤں کی سر رہگذر خراب
بدطینتوں سے نیک عمل کی نہ رکھ امید | جو ہے شجر خراب ہے اُس کا ثمر خراب
رونا دلا بہت نہ محبت میں چاہیے | پانی پڑے زیادہ تو ہوں گھر کے گھر خراب
جب سے ہیں اشک گرمی سوز جگر سے خشک | آنکھیں ہیں صورت صدف بے گہر خراب
صیاد نے پھنسا کے بھی لینے دیا نہ چین | کیسے کتر کتر کے کیئے بال و پر خراب
کیا دہر میں ہے گردش گردوں سے انقلاب | آباد تھا جو کل ہے وہی آج گھر خراب
عالم میں کاملوں کا کوئی قدردان نہیں | برباد اہل علم ہیں اہل ہنر خراب
وعدہ کیا ہے ہمسے تو دعوت میں آ ضرور | سامان ورنہ جائیگا اے بیخبر خراب

۶۹

اللہ کا خزانہ یہ دولت ہے واسطی
مسرف کریں نہ مصرف بیجا میں زر خراب

سوتا ہے میرے ساتھ مرا یار روز و شب | طالع ہے اندنوں مرا بیدار روز و شب
ہے گرم اُسکے حسن کا بازار روز و شب | آتے ہیں ہر طرف سے خریدار روز و شب
کیونکر نظارۂ رخ محبوب ہو نصیب | حیرت مری ہے بیچ کی دیوار روز و شب

کر کے مقتول وہ دیتے ہین حیات جاوید
اس طرح کا تو مسیحا مین بھی اعجاز نہ تھا

تخلیہ اُس سے رہا یہ کہ شب وصلت مین
عقل کیسی مرا دل بھی مراد ساز نہ تھا

گذر اُسکے در دولت پہ مرا کیا ہوتا
کیا وہان کوئی بھی دربان در انداز نہ تھا

خاکساری ترے کوچہ کی ہوئی ہمکو نصیب
قیس کو بادیہ گردی مین کچھ اعزاز نہ تھا

تو وہ لیلیٰ ہو کہ ہین سیکڑون مجنون تیرے
جو کہ تجھمین ہو وہ لیلیٰ مین بھی انداز نہ تھا

اور اعضا کی شب وصل شکایت ہو عبث
دم آخر کی طرح دم بھی تو دم ساز نہ تھا

وہی عالم ہو جوانی مین جو تھا طفلی مین
حسن بیساختہ کب اُسکا خدا ساز نہ تھا

واسطی تو وہ ہو شاعر کہ مقابل تیرا
طوطی ہند نہ تھا بلبل شیراز نہ تھا

ردیف باے موحدہ ۶۷

جو بعد مرگ ہوئی مجکو جستجوئے شراب
دکھائی خلد مین رضوان نے مجکو جوئے شراب

وہ مست ہون ستم محتسب سے خوف نہین
لئے ہون جام جو ٹوٹے کوئی سبوے شراب

شراب اتنی پلا نا ضرور ہو ساقی
کہ مست ہون بھر رگ رگ سے آے بوے شراب

سنبھل گیا مین اگر پانوٗن نشہ مین کانپے
زمین پہ گر کے گرائی نہ آبروے شراب

وہ بادہ خوار مین نازک دماغ ہون ساقی
کہ مثل مے مجھے کرتی ہو مست بوے شراب

ہماری توبہ بھی توبہ ہو کوئی اے زاہد
کہ دل ہو جانب مینا نگاہ سوے شراب

مزے سے صحبت رندان کبھی نہین خالی
نہین شراب تو رہتی ہو گفتگوے شراب

دکھاے اب نہ مجھے سبز باغ بادہ فروش
خدا کرے کہ عنایت کرے سبوے شراب

رقم کیے ہین یہ اُس چشم مست کے مضمون
کہ سطر سطر ہو دیوان مین میرے جوے شراب

نماز سجدۂ مستی ہو میکدہ مسجد
وضوے آب ہو ساقی مجھے وضوے شراب

کس حسین پر دل سودا زدہ مفتون نہ ہوا
کون لیلی نظر آئی کہ مین مجنون نہ ہوا

نظم اس دست حنا بستہ کا مضمون نہ ہوا
جب تلک فکر سے شاعر کا جگر خون نہ ہوا

دل وہ کیا دل ہی کہ جو خاک مین گر کر پس مرگ
مرکزِ دائرہ گردشِ گردون نہ ہوا

عشق اور حسن کا قصہ کبھی ہوتا ہی تمام
عمر بھر فیصلۂ لیلی و مجنون نہ ہوا

دشتِ وحشت مین تعلی سے تعلی پائی
آبلہ پا لو کا تھا کون جو گردون نہ ہوا

وصفِ رخسارۂ جانان نے کیا تازہ سخن
کب گلِ سر سبد اپنا گل مضمون نہ ہوا

ہمہ تن عالمِ وحشت مین رہی عریانی
سایۂ بید لباسِ تنِ مجنون نہ ہوا

وصف ابرو کا جو لکھا تو بڑھی قدرِ سخن
دائرہ کون تھا جو طاق فریدون نہ ہوا

تھا وہ سرگشتہ کہ گنبد بھی مرے مدفن کا
کبھی ساکن صفت گنبد گردون نہ ہوا

وادی نجد مین کب ناقہ لیلی ٹھہرا
کچھ بھی ظاہر اثرِ نالۂ مجنون نہ ہوا

زندہ در گور مجھے ضعف نے وحشت مین کیا
تن پہ کس روز پڑی گرد کہ مدفون نہ ہوا

تیرے بیمار محبت کی شفا مشکل ہی
کب خجل اسکی دوا کر کے فلاطون نہ ہوا

تیرے بیجا لون نے کیا لوٹ کے طوفان برپا
ای جنون کون وہ ہامون تھا جو جیحون نہ ہوا

عین شاہی مین چھٹا مجھسے وہ درویش بسر
سایۂ بال ہما مجکو ہمایون نہ ہوا

کیا ترے مصرع قامت کو کہون مصرع سرو
یہ وہ مضمون ہی جو تقطیع مین موزون نہ ہوا

واسطی چاہیے ارباب دول کو عزلت
حصہ جو رو گیا ہوا گنج جو مدفون نہ ہوا

۶۶

ایسی شوخی نہ تھی غمزہ نہ تھا یہ ناز نہ تھا
ہمنے یوسف کو بھی دیکھا تو یہ انداز نہ تھا

اول عشق مین تھا مشورہ دینا لازم
تجھسے ای دل کوئی پوشیدہ مرا راز نہ تھا

آگیا اسپہ اگر دل تو تعجب کیا ہی
ایسا دنیا مین کوئی شاہد طناز نہ تھا

تیغ پہ تیغ پڑی خم سر تسلیم رہا
مجھسا دنیا مین کوئی عاشقِ جانباز نہ تھا

داخلِ جنت کیا رحمت نے اُسکی بےحساب پردہ ہم سے مجرمونکا روزِ محشر رہگیا

تھی تجلی برق کی اس آئنہ رو کا جمال آئنہ حیران ہوا ششدر سکندر رہگیا

ایک ساعت پاس بٹھلا کر اٹھایا یار نے اخترِ طالع مرا دم بھر چمک کر رہگیا

منزلِ مقصد پہ پہونچے رہروانِ راہِ عشق ٹھوکرین کھاتا مین برگشتہ مقدر رہگیا

جب نہ ہو تقدیر یاور فائدہ محنت سے کیا خضر پہونچے آبحیوان تک سکندر رہگیا

اہلِ غم کو بھی ترقی و تنزل ہے ضرور آہ پہونچی عرش پر آنسو زمین پر رہگیا

جستجو مین اُسکے پھرتے پھرتے ماہِ چاردہ گھستے گھستے ناخنِ پا کے برابر رہگیا

۶۴	واسطی بھیجون مین کسکو قاصدی کیواسطے گم ہے عنقا راہ مین تھک کر کبوتر رہگیا	

دشتِ وحشت مین جو مین دیوانہ گرمِ نالہ تھا گردباد اُٹھتا تھا جو وہ شعلہ جوالہ تھا

رات کو پردود جو لب پر ہمارے نالہ تھا سرمۂ چشمِ سیاہِ یار کا دنبالہ تھا

بےرخِ جانان ہمارے دل جلانیکے لیے آسمان پر ماہ بھی اک آگ کا پرکالہ تھا

تم نہ آئے تھے تو یہ باغ اپنی نالونسے تھا گرم قطرۂ شبنم لبِ ہر برگ پر تبخالہ تھا

تھا حسینون کا جو حلقہ بزم مین گرد آپکے تم نگاہونمین مری مہتاب تھے وہ ہالہ تھا

طرفہ دیکھی سیر ہمنے آپکے جانیکے بعد پھول تھا جو باغ مین پرِ داغ مثلِ لالہ تھا

جلوہ دکھلا کر مجھے اک بت نے دیوانہ کیا ساحرِ بابل تھا یا جادوگرِ بنگالہ تھا

منھ برسا ہجرِ جانان مین یہ تھا دل پر گران تھا مری چھاتی پہ سل برسات مین جو ژالہ تھا

آپ کی پازیب کی جھنکار تھی یا صورِ حشر جی اُٹھا زیرِ زمین جو مردۂ صد سالہ تھا

مغبچہ کو قیمتِ صہبا مین زاہد نے دیا جو گرہ مین نقدِ اجرِ طاعتِ صد سالہ تھا

۶۵	جن دنون زورون پہ تھی وحشت ہماری واسطی شیرِ صحرائی بھی اپنے سامنے بزغالہ تھا	

میرے لحاظ نے اسے گستاخ کر دیا
بیباک تھا وہ اور بھی بیباک ہو گیا

آفت کی چال تھی کہ چلے وہ جو دو قدم
ہنگامہ حشر کا تہ افلاک ہو گیا

خون شفق میں غرق ہوا خندۂ سحر
شادی کے بعد کون نہ غمناک ہو گیا

کانٹوں نے دشت میں نہیں چھینا مرا لباس
عریاں میں آپ بانٹ کے پوشاک ہو گیا

شیدائے چشم مست کا کیا پوچھتے ہو حال
گذرا جہان سے دفن تہ تاک ہو گیا

گرداب پیچ کھاتے ہیں موجیں تباہ ہیں
دریا میں غرق کیا کوئی پیراک ہو گیا

چمکا دیا یہ یار کی دانتوں نے واسطی
تار شعاع ریشۂ مسواک ہو گیا

۶۳

نازکی سے ہاتھ میں لیکر وہ خنجر رہگیا
اضطراب شوق سے بسمل تڑپ کر رہگیا

میرے گھر جب شب کی شب وہ ماہ پیکر رہگیا
رشک سے منہ دیکھکر مہر انور رہگیا

تیر سکتا ہی کوئی جوش محیط عشق میں
چار ہی ہاتھوں میں بازوے شناور رہگیا

کسنے رکھا پاؤں قعر گور میں میرے سوا
ساتھ جو مجمع تھا وہ باہر کا باہر رہگیا

کیا پیمبر کو ملا معراج میں قرب خدا
فاصلہ قوسین کا اللہ واکبر رہگیا

لوگ پہونچے بزم جاناں میں زہی بخت رسا
حلقۂ بیرون در بنکر میں لاغر رہگیا

کوہکن نے دیکھ لی سینہ خراشی جب مری
شرم سے مانند تیشہ سر جھکا کر رہگیا

پرتو رحمت سے تیرے اک جہان ہی سرفراز
میں فقط اے آفتاب ذرہ پرور رہگیا

عشق چشم یار میں ایسا ہوا لاغر یہ جسم
گھٹتے گھٹتے موے مژگان کے برابر رہگیا

میں یہ سمجھا آج چمکا اختر طالع مرا
شب کی شب وہ ماہ مہمان جب مرے گھر رہگیا

پڑگیا پستان پہ اسکا ہاتھ جب ہنگام رقص
تھام کر ہاتھوں سے دل میں بھی برابر رہگیا

خاک میں تن ملگیا پر دلکی سوزش ہے وہی
چھپ کے خاکستر کے پردے میں یہ اخگر رہگیا

مٹ گئے اعضائے تن پر نالۂ دل ہے بلند
لٹ گیا سارا گلستان یہ صنوبر رہگیا

جمع دولت سے ہوا فائدہ کیا قارونکو
نہ ہوئی دولت دنیا ہمین حاصل تو کیا

بے نیازی کی ہو اُس قاتل عالم مین صفت
مر گیا پانون رگڑ کر کوئی بسمل تو کیا

جی لگے گا نہ پس مرگ مرا حور و نمین
نہ ملا خلد مین وہ حور شمائل تو کیا

ذرے خورشید کے آگے کہین پاتے ہین فروغ
خوبرو ہونگے اگر تجھسے مقابل تو کیا

شوق دل ہی جو یہی دم مین پہونچ جائینگے ہم
کوچہ اُسکا ہی اگر سیکڑون منزل تو کیا

حُسن تیرا ہی کہ برسون نہین ای یار زوال
ماہ اگ شب جو ہوا چرخ پہ کامل تو کیا

۶۱

واسطی حق نہین ہوتا کسی صورت مغلوب
مدعی مجھسے کرے دعوے باطل تو کیا

دل جا کے پیش عارض جانانہ جل گیا
پہونچا قریب شمع تو پروانہ جل گیا

آیا نہ راست کفر پرستون کو اختلاط
گرمی یہ کی بتون نے کہ بتخانہ جل گیا

ای برق اشتو نسے بجھا دونگا مین تجھے
خرمن کا میرے کوئی اگر دانہ جل گیا

آتا تھا خط کب اُسکے رخ صاف پر پسند
پریون کو دیکھ کر دل دیوانہ جل گیا

وحشی وہ ہون کہ گرمی رفتار سے مری
جنگل مین آگ لگ گئی ویرانہ جل گیا

بے یار مین نے بزم طرب مین وہ آہ کی
شیشہ پگھل گیا کہین پیمانہ جل گیا

کیا پوچھتے ہو مجھسے مرے دل کا حال تم
وہ گھر ہوا خراب وہ کاشانہ جل گیا

۶۲

تھا باغبان کی جان کا جنجال واسطی
اچھا ہوا کہ سبزۂ بیگانہ جل گیا

انسان گو کہ حاکم افلاک ہو گیا
آغاز مین جو خاک تھا پھر خاک ہو گیا

اہل صفا کا جوش جنون آج سے نہین
دامان صبح روز ازل چاک ہو گیا

دو اشک یار کے جو گرے میری خاک پر
سمجھا یہ سب گناہو نسے مین پاک ہو گیا

اُس شہسوار نے جو کمی کی تو کیا ہوا
سر اڑ کے آپ لبتہ فتراک ہو گیا

ہی غلط رحم کی ظالم سے تمنا کرنا
سخت مشکل ہی نئی بات کا پیدا کرنا

دیکھتے کیا ہو ابھی داغ ہین دلمین دو چار
آگے آگے مرے گلشن کا تماشا کرنا

کیون بلایا تھا جو منھ پھیرے ہوے بیٹھے ہو
ہی ستم بھیج کے پروانہ نہ پروا کرنا

روز کہتے ہین یہ قاصد سے کہ کل آئین گے
خوب آتا ہی انھین وعدۂ فردا کرنا

نامہ بر کہتے ہین تجھسے کہ ہین وہ تند مزاج
پاس جانا نہ فقط دور سے مجرا کرنا

قہر ہین انکی یہ پلکون کے اشارے سوے غیر
دل مرا مد نظر ہی تہ و بالا کرنا

باغبان ہو کے نہ آزردہ تجھے پھانسی دے
نالہ اچھا نہین اے بلبل شیدا کرنا

کی شکایت جو نہ آنے کی شب وصل کہا
دیکھیے خوب نہین شکوۂ بیجا کرنا

۵۹
واسطی ہمکو تو اندیشہ اسی بات کا ہی
وقفۂ زیست نہین ہی ابھی کیا کیا کرنا

اُس گل کے قرین لالہ عذارون کی چمک کیا
خورشید کے نزدیک ستارون کی چمک کیا

انجم کا نہ لو نام مرے داغ کے آگے
ہی سامنے بجلی کے شرارون کی چمک کیا

تو مہر جہانتاب حسین اور ہین ذرے
ذرے ہون ہزارون تو ہزارون کی چمک کیا

بندھواے ہین گھوڑے کے نئے نعل جو اُسنے
دکھلاتی ہی ضو راہ مین چارون کی چمک کیا

چہرے کا ترے عکس جو کشتی پہ پڑا ہی
اللہ ہی ان گوٹے کے ہارون کی چمک کیا

چھوڑے تھے انار اُسنے جو شب ہاتھ سے اپنے
سچ ہی کہ تماشا تھی انارون کی چمک کیا

۶۰
دو روز غرور اور یہ آفاق مین کرلین
اے واسطی ان ظلم شعارون کی چمک کیا

کثرت داغ سے گلدستہ بنا دل تو کیا
نکرین وہ جو تماشا سر محفل تو کیا

مہر کو دیدۂ شبپر کی نہین کچھ پروا
دل زاہد نہ ہوا حسن پہ مائل تو کیا

ایسی افتاد رہ عشق مین پڑتی ہی بہت
گر گیا ہاتھون سے عاشق کے اگر دل تو کیا

احسان کا بوجھ اٹھا کے نہ پچھتایئن ناتوان
ممسک نے دست بخل جو کھینچا ستم ہوا

موت آئی مجھکو عشق لب لعل یار مین
آب حیات طالع واژون سے سم ہوا

دیکھو تو اُسکے ابرو و چشم سیاہ کو
کعبے مین کیا غضب ہی مقام صنم ہوا

تیرے فقیر اُسکو کبھی دیکھتے نہین
خجلت سے زرد اسلیے روے درم ہوا

غیرت سے کیا ملا کسی مردار خوار کو
اتنا ہوا کہ مقبرہ ناحق شکم ہوا

بیمار تیرے الفت عارض مین ہی چمن
پھولے نہین یہ پھولونکے منھ پر ورم ہوا

۵۷

بیداد کب یہ دور فلک مین ہی واسطی
گردش سے چشم یار کی پیدا ستم ہوا

شعلۂ عشق جلا دے کبھی خرمن میرا
پاک ہو خار تمنا سے تو دامن میرا

حال دل دیدۂ خونبار سے ہوتا ہی عیان
گھر کا سب حال دکھاتا ہی یہ روزن میرا

شکوہ بیفائدہ اُسکا ہی شکایت بیجا
دوست کسکا ہی کہ یہ چرخ ہی دشمن میرا

شمع روشن جو نہین ہی سر مرقد تو نہو
شکر صد شکر کہ ہی نام تو روشن میرا

جوش وحشت نے یہ کپڑونکے اڑاے پرزے
آستین ہی نہ گریبان ہی نہ دامن میرا

مر گیا دیکھکے مین برق تجلاے جمال
ہی مناسب کہ سر طور ہو مدفن میرا

سان پر تیغ لگائی ہی مگر قاتل نے
جوش کھاتا ہی جو خون رگ گردن میرا

ذکر ہر جا ہی مرے عشق کا کعبہ ہو کہ دیر
شیخ واقف ہی معرف ہی برہمن میرا

مسی آلودہ لبونکی جو لکھونگا مین صفت
خامہ بنجائے گا شاخ گل سوسن میرا

کر دیا یاد خط یار نے بیہوش و خرد
آکے لوٹا سپہ مور نے خرمن میرا

وصف ابرو سے ہوا اور ہی کچھ رنگ سخن
آب شمشیر سے سیچا گیا گلشن میرا

۵۸

واسطی تا دم آخر کف افسوس ملے
آکے دیکھے جو کبھی ہاتھ برہمن میرا

جوشِ جنون مین داغ سرِ دود آہ سے
تیرا فقیر صاحبِ تاج و علم ہوا

وہ زلف اڑکے رخ پہ ہوا سے جو آگئی
سمجھا یہ مین کہ رات بڑھی روز کم ہوا

تیرے دہن سے تیری ہنسی سے حساب
دنیا مین اعتبار وجود و عدم ہوا

آتا تھا کب جنون مین مجھے جم کے بیٹھنا
رہبر تمھارے کوچے مین نقشِ قدم ہوا

دریا گہر کی گرد یتیمی نہ دھو سکا
اشکون سے کب غبار مرے دلکا کم ہوا

کھینچا نہ خار کو رہ الفت مین پانوٗ نسے
مین اپنی دشمنی مین یہ ثابت قدم ہوا

ساقی نے دھوئین دل سے ہماری کدورتین
جام شراب چشمۂ آب کرم ہوا

نکلی نہ منہ سے آہ جو ٹوٹا ہمارا دل
کھائی شکست شاہ نے وا اژون علم ہوا

ہنگام گریہ حال جہان مجھپہ کھل گیا
دل کی طرح سے دیدۂ تر جام جم ہوا

کیا جانئین اُسکی بزم مین اب کیا ہین رنگ ڈھنگ
اپنا تو اتفاق مہینون سے کم ہوا

۵۶

پائی کہین نہ عالم امکان مین جاے امن
کیا کیا نہ واسطی دل غمگین کو غم ہوا

خالی کبھی نہ فیض سے دست کرم ہوا
کب نور مہر ماہ مین جانے سے کم ہوا

نالے سے دل سر امدار باب غم ہوا
میدان ہی اسکے ہاتھ جو صاحب علم ہوا

کسنے کیا ہی چاک گریبان صبح کو
بخیہ سے زخم کاری دل کب بہم ہوا

عارض کو اسکے سورۂ والشمس تو لکھا
پہ سرنگون مین صورت واو قسم ہوا

کرتا ہی روز وعدہ کہ کل ہم کرینگے قتل
دم اُسکی تیغ کا کسی کاذب کا دم ہوا

لکھا جو وصف زلف مین آشفتگی کا حال
کاغذ سیاہ خامہ پریشان رقم ہوا

لکھا گیا نہ ہم سے ذرا حال زخم عشق
جب تک جگر نہ چاک برنگ قلم ہوا

سرمہ لگا کے کعبے مین آیا ہی حج کو کون
مذبوح بے چھری جو غزال حرم ہوا

اسلام و کفر کا ہو نہ عالم مین کیون رواج
گیسو صنمکدہ تو وہ ابرو حرم ہوا

آتے آتے نزع مین آیا ہی تو اے بیوفا
لب بھری نیت جو نظارہ ترا دم بھر کیا

جو ادا تیری ہی وہ تیغ قضا سے کم نہین
تو وہ قاتل ہی کہ جسنے قتل بے خنجر کیا

۵۴
دلمین اپنے کب طمع دنیا کی آئی واسطی
فرد باطل اسکو سمجھے خارج دفتر کیا

دل کو دعوے تھا بڑا صبر و شکیبائی کا
مر گیا نام ہی سنکر شب تنہائی کا

عمر سجدے مین ہوئی گو کہ بسر مثل قلم
غیر کاہش نہ ملا اجر جبین سائی کا

زندہ ہو جاؤن مین مر جاؤن اگر فرقت مین
مدد اے مرگ ہی یہ وقت مسیحائی کا

ہو گیا خاک جو مین خاک سے بھی خاک ہوا
مر کے سودا نہ گیا بادیہ پیمائی کا

فیض تجرید سے مین بھی ہون جہان مین مثل
جیسے ساکن ہی الف گوشہ یکتائی کا

ہی جو عاقل تجھے پرہیز ہنر لازم ہی
نافہ ہی دشمن جان آہوے صحرائی کا

مرتے دم تک نہوا فرد سے وہ زوج کبھی
پڑ گیا جس پہ کہ سایہ مری تنہائی کا

قابل دید وہ جلوہ ہو تو کوئی دیکھے
آنکھ کا ہی نہ قصور اس مین نہ بینائی کا

آنے دیتے نہین اس شک سی کسی یار کو وہ
پردہ فاش اسمین نہو چشم تماشائی کا

کسی میکش کو نہ ہاتھ آئیگا جام مے عیش
دور یون ہی جو رہا گنبد مینائی کا

۵۵
واسطی ہند سے روضہ پہ محمد کے چلو
شوق رکھتے ہو جو اُس در پہ جبین سائی کا

یہ مجکو جشن سالگرہ سے الم ہوا
اک سال زندگی کا مرے اور کم ہوا

قاتل کا میرے قتل سے تازہ ستم ہوا
میرے ہی دم سے تیغ اسکا دو دم ہوا

ہر چند ساری عمر چلے راہ عشق مین
واقف نہ بیخودی مین قدم سے قدم ہوا

اعضا مین کیون نہ درد ہو بیچین ہو جو روح
گریان ہوئی عروس تو سب گھر کو غم ہوا

رہنے لگا ہی دلمین ہمرے اب بتونکا دھیان
مشہور تھا جو کعبہ وہ بیت الصنم ہوا

کیا نگاہ مست ہی اُسکی کہ جب کی سیر باغ
سرو کو شیشہ بنایا پھول کو ساغر کیا

عشق کیونکر یار کے کندن سے چہرے کا چھٹے
غم کی بیماری نے چہرہ زرد مثل زر کیا

قصد مقصد کا کیا جب فرق مقصد کٹ گیا
بخت بد نے ناخن تدبیر کو خنجر کیا

تیرے دیوانے کو زندان روک سکتا ہی کوئی
ہر جگہ دیوار مین ٹکرا کے پیدا در کیا

بزم جانا نین جو دیکھا غیر کو حیران ہوا
گلشن جنت مین شیطان نے گذر کیونکر کیا

کس طرح لیجائیگا مزدور کچھ قاصد نہین
شوق کے مضمون نے نامہ کو مرے دفتر کیا

جانتی ہی ساری خلقت تم خدای حسن ہو
خط دیا جس نامہ بر کو تمنے پیغمبر کیا

کیا حقیقت ماہ کی ای آفتاب اوج حسن
تونے اکثر مثل مہرہ مہر کو ششدر کیا

۵۳

منھ مین جو آیا کہا ناصح نے آکر ہمکو کل
کچھ نہ بولے واسطی ہمنے خدا کا ڈر کیا

کس رضامندی سے نذر تیغ قاتل سر کیا
لے ترا کہنا بھی ہمنے ای دل مضطر کیا

بہ گیا یا اڑ گیا خرمن نہین پروا مجھے
کب شکایت سیل کی کب شکوۂ صرصر کیا

ہین وہ طائر خانۂ صیاد مین آئی جو نیند
اپنے ہی بازو کا تکیہ ہمنے زیر سر کیا

غم اُٹھائے اسقدر غم کا نہین اب مجکو غم
سختی ایام نے دلکو مرے پتھر کیا

منزلون سے لوگ آتے ہین زیارت کے لئے
لاغری نے تن کو میرے موے پیغمبر کیا

ہی قیامت بزم مین اُس شوخ کا انداز رقص
ہر قدم پر اسنے برپا فتنۂ محشر کیا

گرم ایسا تھا سخن میرا کہ جب چھپنے لگا
ٹکڑے ٹکڑے اُسنے مطبع مین ہر اک پتھر کیا

خوبصورتامی پہ تو داخل عصیان نہین
کیا ہوا شبنم نے پھولونکا جو دامن تر کیا

آئینہ دل کا کیا مین نے کدورت سے جو صاف
حق نے مجکو صاحب اقبال اسکندر کیا

دور گردون رہنے دیتا ہی کسے اک حال پر
ماہ کو اُسنے کبھی فربہ کبھی لاغر کیا

عالمون کو پوچھتا ہی کون اب اِس عہد مین
ہی وہی علامہ جسنے خوب کسب زر کیا

عمر بھر ہمنے بگولے کی طرح چکر کیا
پانون سے صحرا نوردی کے مہم کو سر کیا

صبر دل کھو کر تجھے قابو مین ای دلبر کیا
گھر لٹا کر ہمنے تیرے دلمین پیدا گھر کیا

جب جدا ہونے لگا صبح شب وصلت وہ مہر
میرے نالون نے بپا ہنگامۂ محشر کیا

چھوتے ہی اس زلف کے گم ہو گئے ہوش و حواس
ہمنے اپنے ہاتھ سے برباد اپنا گھر کیا

بندۂ بت ہو نہین کیون کرتے ہین طعن اہل حرم
میرے حق مین جو کیا اللہ نے بہتر کیا

دیکھکر مجکو حسد سے بت برہمن ہو گیا
دی سزا حق نے اسے انسان سے پتھر کیا

اسقدر آئینہ دکھلانے سے تو کیون ہی خفا
چھیڑ نے کیواسطے پیدا ترا ہمسر کیا

مالک تقدیر نے عہدون کی جب تقسیم کی
قیس و وامق کو محرر مجکو سر دفتر کیا

مے کشی کا لطف ہمکو بجز ساقی مین کہان
جامے لبریز آب چشم سے ساغر کیا

عین دریا بن گئے ہو کر فنا مثل حباب
کھو کے ہستی اور ہی عالم مین پیدا گھر کیا

شوق طاعت کرکے پتھر سے بنائی سجدہ گاہ
کچھ بتون کا پاس ہمنے کچھ خدا کا ڈر کیا

دولت دیدار قاتل جب ہوئی ہمکو نصیب
سر جھکا کر شکر کا سجدہ تہ خنجر کیا

بند کی ہمنے زبان جب کھل گئی سبکی زبان
ذکر خاموشی کا میری خلق نے گھر گھر کیا

غیر کو مین بھی زبانی یار کے بھیجون پیام
خلق مین محبوب کو خالق نے پیغمبر کیا

۵۲

جام کوثر ہاتھ آیا واسطی فردوس مین
نقد دل ہمنے جو نذر ساقی کوثر کیا

اشک کے قطرون سے ایسا برہمن کو تر کیا
تار تار پیرہن کو رشتہ گوہر کیا

تھی وہ مجنون بیڑیان پہنے ہوے اٹھے جو ہم
طرفہ محشر مین بپا ہنگامۂ محشر کیا

کیا تصرف ہے کہ خنجر سے لیا صندل کا کام
سر مرا کاٹا جو اسنے دور درد سر کیا

پیرو دل ہون ملیگی منزل مقصد مجھے
راہ کیا بھولیگا جسنے خضر کو رہبر کیا

واہ رے شوق شہادت تیغ سے جب سر کٹا
شمع کے مانند ہمنے اور پیدا سر کیا

لب جان بخش کی الفت مین یہ عمر روان پائی
کہ میرا نقش پا بھی چشمہ آب بقا ہو گا

محبت مال کی اے غافلو بیہودہ ہی بالکل
جدا ہو اُس سے تم پہلے کہ جو تمسے جدا ہو گا

عروج بام دولت مجھ گدا کو کچھ نہین مشکل
اُٹھیگا جب مقرر نردبان دست دعا ہو گا

نظر آئے کا ہر گل سبزۂ بیگانہ گلشن مین
دماغ دل اگر مشتاق بوئے آشنا ہو گا

مین نالان اس لیے اے واسطی مرقد مین لیٹا ہون
اٹھاؤنگا جو سر ہنگامہ محشر بپا ہو گا
۵۰

ہی تپ ہجر مین احوال بہت زار مرا
کوئی مونس ہی نہ ہمدم ہی نہ غمخوار مرا

کوے قاتل کو لہو رو کے بناؤنگا چمن
رنگ دکھلائیگا یہ دیدۂ خونبار مرا

ہی بتون کے لب لعلین سے محبت دل کو
رگ یاقوت سے ہو رشتۂ زنار مرا

تالبشی بنکے چلون سامنے اُنکے شاید
آکے دھوکے مین وہ لکھ لین کبھی اظہار مرا

نام تو اپنا بتایا مجھے پر یہ بھی کہا
ذکر کرنا نہ کہین اور خبردار مرا

دختر رز سے بڑھا ربط یہان تک آخر
گھر ہی اے بادہ کشو خانۂ خمار مرا

مثل شبنم ہوا بھی رشک سے پانی پانی
داغ دیکھے جو کبھی لالۂ کہسار مرا

کیون خفا ہو مری صورت سے تم اے آزادو
مین گرفتار نہین دل ہی گرفتار مرا

خواب مین دیکھی ہی اک سیم بدن کی صورت
مین بھی منعم ہون زہے طالع بیدار مرا

واسطی کہتے ہین جھنجھلا کے وہ مجھسے اُٹھ جا
مُفت کا کچھ نہین یہ سایۂ دیوار مرا
۵۱

۴۴	اے واسطی صحرا کو زندانے مین کیا جاتا	

بھروسا عیش دنیا کا ہے کیا آخر فنا ہوگا
جو کچھ ہے آج وہ کیا ہے جو کل ہوگا وہ کیا ہوگا

خدا ہی غیب کا عالم کوئی انجام کیا جانے
نہین معلوم کس دن کس گھڑی کسوقت کیا ہوگا

حباب بحر کے مٹنے سے کچھ دریا نہین ٹُٹتا
مرے ہونے سے کیا حاصل نہ ہون گا مین تو کیا ہوگا

مٹا جو صفحۂ عالم سے بے نام و نشان ہو کر
گمان ہے مجھکو وہ میرا ہی حرفِ مدعا ہوگا

تمنا وصل کی ہمکو نہ صدمہ تیری فرقت کا
خوشی ہوگی تو کیا ہوگی جو غم ہوگا تو کیا ہوگا

نہ سمجھا تھا مین اس مشکل کو آغاز محبت مین
جو ہے اب آشنا انجام مین نا آشنا ہوگا

اسی امید پر ہے اب مدار زندگی اپنا
وہ کب تک جھوٹھ بولین گے کبھی وعدہ وفا ہوگا

پھنسا اے مرغ دل صیاد اگر ہے شوق آرایش
کہ تیرے ہاتھ مین یہ طائر رنگِ حنا ہوگا

دباتا ہے فلک ناحق مرے طبع ملائم کو
یہ پانی ہے بھلا ضرب عصا سے کیا جدا ہوگا

وہ شاہ ملک خوبی مجھ گدا کے پاس آے گا
کسی دن نقش خب آخر یہ نقش مدعا ہوگا

دل اک برق تجلی کے قد موزون پر آیا ہی
وہ طائر ہین کہ نخل طور پر ہی آشیان اپنا

پتا کیا پوچھتے ہو مجھسے میرے جسم لاغر کا
کریو نیچی نگاہین دیکھ لو ہوے میان اپنا

زبان سے روز وصف روی آتش رنگ کرتے ہین
سفینہ آگ کے دریا مین رہتا ہی روان اپنا

اڑاؤ نوجوانو ہم ضعیفون سے نہ بے پر کی
کہ اس گلزار مین برسون رہا ہی آشیان اپنا

تڑپ اتنا نہ پہلو مین دلا کچھ رحم کر ہم پر
مبادا ٹوٹ جائے بخیۂ زخم نہان اپنا

ابھی منصور کے مانند مجکو دار پر کھینچین
اگر حق حق بتاؤن خلق کو نام و نشان اپنا

دہن ہی اسم اعظم مصحف رخ مین تو ظاہر ہی
کہ نقاش ازل نے یہ بنایا ہی نشان اپنا

۴۹

صفت ہی کام اپنا خط و خال و زلف جانانکی
وطن مدت سے ہی اے واسطی ہندوستان اپنا

گر حال مرا کچھ بھی اس بت سے کہا جاتا
انسان تو ہی وہ بھی کچھ رحم ہی آجاتا

اس ضعف کے عالم مین صحرا کو مین کیا جاتا
گر پانون مدد کرتے یہ کام چلا جاتا

صد شکر عیادت کو آئے نہ دم آخر
تعظیم نہ ہو سکتی مجھسے نہ اٹھا جاتا

کیا خط مین اسے لکھتا منشی تھا عدو میرا
یان اور لکھا جاتا وان اور پڑھا جاتا

موت آئی شب وصلت کیا خوب ہوا اے دل
وہ کہتے کہ جاتے ہین یہ کس سے سنا جاتا

سامان تعیش تو حاصل نہین فرقت مین
ہوتا نہ اگر غم بھی جینے کا مزا جاتا

اے شمع رخو تم مین ہوتی نہ اگر گرمی
پروانے کی صورت یون مجھسے نہ جلا جاتا

تعریف جو تم کرتے غیرون کی مرے آگے
خاموش بھلا مجھسے کس طرح رہا جاتا

اس در پہ اگر جاتا کچھ پانون نہ تھک جاتے
عشاق کے زمرے مین واعظ بھی گنا جاتا

افسوس کہ غیرون نے کھدوائی مری تربت
اے کاش زمین پھٹتی مین اسمین سما جاتا

افسون نہ پڑھے جاتے جادو نہ کئے جاتے
ملتے جو نہ تم مجھسے کیا کیا نہ کیا جاتا

مذکور رسا لا سل کیا تھا ضعف مجھ بالغ

ہوا عشق کمر مین جسم ایسا ناتوان اپنا
کہ اتبو خود ہمین ڈھونڈھے نہین ملتا نشان اپنا

بنایا گرد باد دشت ہمکو جوش وحشت نے
لیے پھرتے ہین اپنے دوش پر ہر جا مکان اپنا

پری سے خوبصورت دولت دنیا کو سمجھے تھے
جو دیکھا زشت رو پایا غلط نکلا گمان اپنا

نہ دیکھی سبزی کی نہ کی گلگشت پھولون کی
گلستان مین ہوا آنا تو ہنگام خزان اپنا

بلانے آئی ہے کسکو ہم اسکے در پہ بیٹھے ہین
نہ اٹھین گے اٹھا رکھ غمزہ ای حور جنان اپنا

چمن سے بڑھ کے راحت خانہ صیاد مین پائی
قفس مین یاد آئے خاک ہمکو آشیان اپنا

ترے کوچہ سے مثل نقش پا ہم اٹھ نہین سکتے
ضعیفی مین جو کام آیا تو جسم ناتوان اپنا

وہ محزون ہین کہ جائے خندہ ہمکو گریہ آتا ہی
اگر ہوتا ہی جانا سوے کشت زعفران اپنا

میسر ہی نظارہ دختر رز کا گھر ہی میخانہ
ہوے ہین پیر لیکن بخت ہی ابتک جوان اپنا

ہما ہی روی گلگون سے اسے زیبا نہین دعوی
ذرا آئینہ لیکر منہ تو دیکھے زعفران اپنا

وہ رہرو ہین کہ سمجھے راہ مین مزدور رہبر کو
سر و گردن پہ اسکے رکھدیا بار گران اپنا

بڑی حیرت مین ہی تلوار پھیرے کسکی گردن پر
نظر آتا نہین قاتل کو جسم ناتوان اپنا

محبت نے تمھاری کر دیا مشہور عالم مین
ہر اک جا ذکر ہوتا ہی نہین چرچا کہان اپنا

۴۷

کمی کیا موتیون کی واسطی ہم بھی تونگر ہین
سلامت ہی اگر یہ دیدۂ گوہر فشان اپنا

بنائین اس خراب آباد مین کیا ہم مکان اپنا
زمین ہی خون کی پیاسی عدو ہی آسمان اپنا

خزان آئی تو بلبل باغ مین آکر یہ کہتی تھی
یہان غنچہ یہان گل تھا یہان تھا آشیان اپنا

حواس و ہوش ہین اپنے پریشان جوش وحشت مین
بیابان گرد رہتا ہی ہمیشہ کاروان اپنا

کھلا تھا دار پر منصور کو جو راز سربستہ
مقرر دل سے ہم کہتے جو ہوتا رازدان اپنا

خفا کیون باغبان ہی طائر رنگ چمن ہین ہم
گران کچھ شاخ گلبن پر نہین ہی آشیان اپنا

محیط دہر مین راحت کہان جز خانہ بربادی
حباب آسا ہی راہ سیل مین ہر دم مکان اپنا

دیکھیگا تجھے ایک نظر جب کوئی عاقل
وحشی کی طرح عقل سے بیگانہ رہیگا

ہین دیدۂ و دل انکو اگر نذر کرونگا
دور آئینۂ محفل سے الگ شانہ رہیگا

پیدائش مضمون پہ جب آجائے گی یہ فکر
باقی نہ کوئی معنیِ بیگانہ رہیگا

زندانئین جو وحشی کو تیرے قید کرینگے
منہ خواب مین بھی جانب ویرانہ رہیگا

جتبک کہ زبان کو ہی مرے نطق کی طاقت
ہر وقت لبون پر ترا افسانہ رہیگا

شمع رخ روشن پہ نظر جس کی پڑیگی
وہ گرد ترے صورت پروانہ رہیگا

۴۵

ای واسطی ایسے ہین اگر ہجر مین نالے
کاہیکو کوئی پھر ترا ہمخانہ رہیگا

کسی پر ای دل نادان تجھے عاشق نہ ہونا تھا
یہی تھا قصد اگر تو زندگی سے ہاتھ دھونا تھا

سر محفل نہ اُسکے سامنے ای چشم رونا تھا
نہ کرنا تھا اُسے رسوا نہ خود بدنام ہونا تھا

تجھی دی خلقت گل حق نے مجکو خلقت شبنم
تری قسمت مین ہنسنا تھا ہماری قسمت مین رونا تھا

غریق بحر غم الفت مین ہوتا عیش ساحل ہی
شنا ور کیون ہو منجدھار مین کشتی ڈبونا تھا

نہ پوچھو عالم وحشت مین کیسی دل کی وسعت تھی
یہ سارا عالم ایجاد اسکا ایک کونا تھا

ہوئی منعم کی کیسی عمر ضائع جمع دولت مین
کھلی جب آنکھ غفلت سے نہ چاندی تھی نہ سونا تھا

سمجھ کر عشق کرنا تھا تجھے آغاز الفت مین
عبث روتا ہی اب ای دل ہوا جو کچھ کہ ہونا تھا

ملی کب داغہائے دل سے فرصت ہمکو وحشت مین
یہی بچھنا اوڑھنا اپنا یہی اپنا بچھونا تھا

جو لی تھی ہو تیونکی ہار کی اس گل نے فرمائش
مجھے تار نگہ مین اشک کے موتی پرونا تھا

ہوئی کیا ہم سے نادانی کہ ناحق عمر ضائع کی
بڑی دولت ہی یہ ای دل نہ اسکو مفت کھونا تھا

لب شیرین سے اودل کیون نہ بوسے خال کے لیتے
پسند طبع میٹھے سے سوا ہمکو سلونا تھا

۴۶

جو خواہش گلشن جنت کی رکھتا تھا قیامت مین
تجھے تخم عمل اے واسطی دنیا مین بونا تھا

تڑپ رہے ہین جو بسمل انھین تو رخصت کر
خدا کیواسطے اے ترک خانہ جنگ پھرا

وہ لقمہ ہون کہ لگا یا جو بحر مین غوطہ
کہان کہان نہ مجھے ڈھونڈھتا نہنگ پھرا

سنائے مین نے وہ افسانے جوش وحشت مین
اڑا دماغ ہرن کا سر پلنگ پھرا

۴۳

حریص سے نہ گئی واسطی تلاش جہان
کہان کہان نہ یہ تیمور ہو کے لنگ پھرا

دھر مین جم رہا نہ جام رہا
مے کشون کا جہان مین نام رہا

صبح با تو نہین ہو گئی شب وصل
قصۂ شوق ناتمام رہا

کام آئی قضا مصیبت مین +
اب ہمین کیا کسی سے کام رہا

شکل راحت نہ ایکدن دیکھی
ہجر مین خواب و خور حرام رہا

بارہا اُس سے ہمکلام ہوئے
کیا ذہن مین ہمین کلام رہا

آج اجل آئے کل اجل آئے
یہی اندیشہ صبح و شام رہا

جوش وحشت مین کیا مزے لوٹے
گرد پریون کا ازدحام رہا

ایکدن بھی نہ وصل کی ٹھہری
مدتون نامہ و پیام رہا

عمر بھر تے گذر گئی اپنی ؎
چار دن کب کبھی قیام رہا

اس کے گھر مین نجانے پائے ہم
وان رقیبون کا اہتمام رہا

۴۴

دھیان ابرو کا واسطی نہ گیا
کشتۂ تیغ بے نیام رہا

پریون پہ تصدق دل دیوانہ رہیگا
ہر شمع پہ قربان یہ پروانہ رہیگا

مجنون کی جگہ پائی ہے وحشت مین جو مین نے
خالی نہ مرے بعد بھی ویرانہ رہیگا

سر بھی نہ ہلائین گے تہِ خنجرِ قاتل
ثابت قدم ہمتِ مردانہ رہیگا

ہوش آئیگا کب خدمت واعظ مین پہونچکر
وان بھی تو خیالِ خم و پیمانہ رہیگا

ہون وہ مجنون مجھے اندیشۂ ابلیس نہین
پاس سایہ کے نہ ڈر کر کبھی ہمزاد آیا

تیوری بدلے ہوے لال آنکھین کیے تیغ بکف
قتل کو میری نئی شان سے جلاد آیا

شکل گل وضع چمن کیسی ہی ہم کیا جانین
آنکھ کھولی تو نظر خانۂ صیاد آیا

ہوئی عبرت مجھے دیکھی جو للحہ کو شبنم
مٹ گیا جو طرف گلشن ایجاد آیا

وائے غفلت مجھے ہر روز نئی فکر رہی
قصۂ عمر گذشتہ نہ کبھی یاد آیا

پانوٗن پڑ پڑ کے یہ مقتل مین اُسے لائی ہی
قتل کو تیغ کے اصرار سے جلاد آیا

دادرس قافلہ مین کوئی جرس کو نہ ملا
منھ کو ہر چند کلیجہ دم فریاد آیا

تیری اِک آنکھ یہ ہی خال کا نقطہ ظاہر
اکطرف صاد نظر اکطرف ضاد آیا

وائی قسمت نہ ہوئی دولتِ انظار نصیب
منھ چھپائے ہوے سو پردے مین جلاد آیا

واہ اے جوشِ جنون خانۂ احسان آباد
کہ مری فصد کو فصادِ پریزاد آیا

جورِ اصنام کا ہی شکر ادا کیا مجھسے
اُنکے باعث سے مصیبت مین خدا یاد آیا

کون شمشادِ قدِ یار کا قمری نہ بنا
ہو گیا بندہ اگر سامنے آزاد آیا

گل و بلبل کی الٰہی چمنستان مین ہو خیر
گھر مین گلچین کے پئے مشورہ صیاد آیا

دیکھی ناخن سے زبس سینہ خراشی جو مری
پھینک کر تیشہ بڑے سوچ مین فرہاد آیا

واسطی جانبِ شیراز گذر ہو جو مرا
روحِ سعدی کہی تربت مین کہ استاد آیا
۴۲

جو گردِ شمع کوئی بزم مین پتنگ پھرا
گلے پہ خنجرِ رشک اپنے بیدرنگ پھرا

دہن سے بات جو نکلی کہین وہ چھپتی ہی
کمان سے چل کے نہ سوے کمان خدنگ پھرا

موے پہ بھی مجھے تقدیر نے دیا چکر
کہ آسیا کی طرح سے لحد کا سنگ پھرا

یقین نہین ہی کہ دل پھیر دے مرا لیکر
کبھی اپنے قول سے وہ لعبتِ فرنگ پھرا

خط اسکے چہرۂ گلرنگ پر نکل آیا
غضب ہی سُرخ زمین پر سیاہ رنگ پھرا

اسنے پاس ای واسطی میرا کیا

جس نے کہ اک نظر مین مرا دل چرا لیا
کہتا ہی آنکھین پھیر کے وہ مین نے کیا لیا

ان سنگدل بتون نے بلایا نہ جب ہمین
آخر کو اپنے پاس خدا نے بلا لیا

اب احتیاج اُسے کسی ایوان کی کیا رہی
رہنے کو جھو پڑا تو گدا نے بنا لیا

جو بوجھ عشق کا نہ ملائک سے اُٹھ سکا
اس خاکسار نے اسے سر پر اُٹھا لیا

دیکھا نہ ایک نے مرے سینہ کے داغ کو
یون اس چراغ کو تہِ دامن چھپا لیا

ہونے لگا ہی آنکے مکان تک گذر مرا
کچھ دے کے پاسبان کو جب سے ملا لیا

ملک عدم کی راہ بھی کتنی تھی شاہراہ
سیدھے گئے نہ ساتھ کوئی رہنما لیا

اُٹھکر وہ میرے پاس سے کیسے خفا ہوے
دامن کو مین نے جب تہ زانو دبا لیا

دنیا مین کانون کان کسی کو خبر نہین
کیا جانے ہمنے کس کو دیا کس سے کیا لیا

یا بوسہ دیجئے مجھے یا بوسہ لیجئے
سوچو کہ کام آئے گا اکدن دیا لیا

دنیا مین بیٹھنے کو جگہ امن کی نہ تھی
اچھا ہوا کہ ہمکو خدا نے اُٹھا لیا

اُن گلرخون مین نام کو بوی وفا نہین
سو سو طرح سے ہمنے اُنھین آزما لیا

دونگا متاع صبر و دل و جان مین سب اُنھین
کچھ بد معاملہ ہون نہ کوئی دِوا لیا

ام
جتنی تھین مشکلین ہوئین آسان وہ واسطی
جسوقت نام نامی مشکلکشا لیا

دفعتاً منھ کو کلیجہ دم فریاد آیا
یاد تیرا ہو برا کیون وہ مجھے یاد آیا

بے طلب یاد جو لواہی ستم ایجاد آیا
کیا کوئی اور بھی تجھے تازہ ستم یاد آیا

قتل کرنیکو جو مقتل مین وہ جلاد آیا
شکر کی جا ہی کہ بھلے مین اُسے یاد آیا

ہون وہ بلبل کہ نہ جی بھر کے گلونکو دیکھا
اڑ کے گلزار مین آیا تھا کہ صیاد آیا

جوش وحشت مین ہر اک مو کے بدن ہی نشتر
فصد کے واسطے بیفائدہ فصاد آیا

۳۸ کس شوخ بیوفا سے تجھے کام پڑ گیا

چل بسے سب کون ہمدم رہ گیا
آشنائے دل فقط غم رہ گیا

یاد اس عیسیٰ کی آئی وقت نزع
خیر کی اللہ نے دم رہ گیا

پھول پژمردہ ہوئے شمعین بجھین
کس کا جوبن کس کا عالم رہ گیا

جان مجھ لاغر کی ای غم اتنو چھوڑ
دیکھ تو تن مین لہو کم رہ گیا

دل مرا تھا یا کوئی مہمان سرا
گاہ عیش آئے کبھی غم رہ گیا

شرم سے اس دیدۂ تر کے حضور
یہ گھٹا دریا کہ شبنم رہ گیا

چھپ گئی شکل سکندر خاک مین
دیدۂ آئینہ پر نم رہ گیا

نام گل مرغ قفس نے جب سنا
لوٹ کر کیسا اسیدم رہ گیا

تم بھی بوسہ دو اگر چاہو نمود
حاتمی سے نام حاتم رہ گیا

۳۹ ہو چکی سیر جہان ای واسطی
گھر کو چلیے دن بہت کم رہ گیا

در سے سر پھوڑا اسے رسوا کیا
ہاتھ ملتے ہین کہ ہمنے کیا کیا

لیچلا مجکو جو اُس کوچہ سے بخت
دور تک مُنھ پھیر کر دیکھا کیا

ہون وہ محزون ایک نالے نے مرے
دونون عالم کو تہ و بالا کیا

سینۂ مریخ توڑا چرخ پر
کیا تمھارے تیر نے پلا کیا

چشم تر روئی تو کیا حاصل ہوا
محو کب تقدیر کا لکھا گیا

تھے پیام مرگ طرز اختلاط
گرمجوشی نے تری ٹھنڈا کیا

شکل آئینہ سراپا نے ترے
غرق حیرت مجکو سرتاپا کیا

لاش تک تو نے نہ گڑوائی مری
واہ ای قاتل سلوک اچھا کیا

۴۰ غیر سے جو دور بیٹھا ہے ندم مین

ہر زخم تن سے آتی ہی بوے گل جنان
چھپتا ہی کوئی کشتۂ شمشیر آپ کا

روشن ہوا سپہر پہ دیکھی جو کہکشان
یہ بھی ہی ایک قیدی زنجیر آپ کا

ناحق چڑھے تھے حضرت عیسیٰ تم اسکے نہ
دم بند کر دیا دم تقریر آپ کا

لکھنے کبھی نہ دی گی نزاکت جواب خط
اُٹھتا نہین قلم دم تحریر آپ کا

ثابت ہی مرغ قبلہ نما کی طپش سے صاف
میری طرح سے یہ بھی ہی نخچیر آپ کا

گردن وہی ہی جس پہ چلے آپکی حسام
سینہ وہ ہی جو ہو ہدف تیر آپ کا

رکھا سر سنان سر عاشق کو کاٹ کر
چمکے زیادہ کوکب تقدیر آپ کا

حیران رہین جو حضرت یوسفؑ بھی دیکھ لین
چہرہ ہی مہوشون مین وہ تصویر آپ کا

۳۷
عاشق نہین جو اُس رخ گلگون کی واسطی
پھر وجہ کیا جو رنگ ہی تغیر آپ کا

آنکھون سے میرے ابر کو کیا کام پڑ گیا
رونے مین یہ گھٹا کہ گھٹا نام پڑ گیا

گیسو یکایک اُسکا نظر آگیا مجھے
آفت کے دام مین دل ناکام پڑ گیا

لوٹا خیال زلف نے اسباب صبر دل
ڈاکا ہمارے گھر مین سر شام پڑ گیا

آتے ہی قید مجلس دنیا مین ہم ہوے
گردن مین طوق گردش ایام پڑ گیا

وہ ارم خون ہون مین کہ لیا جسنے میرا نام
چھالا زبانپہ صورت صمصام پڑ گیا

مین محو یاد حق مین تھا زاہد معاف رکھو
غفلت مین ہاتھ اگر طرف جام پڑ گیا

دعوے کیا تھا کیا کسی خوش چشم کے حضور
جالا جو تیری آنکھ مین بادام پڑ گیا

نالش نہ محکمے مین بھی اسکی سنی گئی
تاوان عبث خرید کے اسٹام پڑ گیا

محفل مین آئینہ جو ہوا غیرت چمن
کس کا یہ عکس چہرۂ گلفام پڑ گیا

زلف بتان سے چھوٹ کے بھی قید ہم رہے
پیچھے ہمارے سایہ صفت دام پڑ گیا

نالو سے کیون زبان نہین لگتی ہی واسطی

۳۵ | کچھ نہ کہتے بنے تو رو دینا

آہ کا بھی اُسکی فرقت مین اثر جاتا رہا
جسمین آتے تھے ثمر اب وہ شجر جاتا رہا

آکے مضمون ذہن شاعر مین اگر جاتا رہا
اسقدر صدمہ ہوا گویا پسر جاتا رہا

چار حد مین ڈھونڈھتا پھرتا ہون ملتا نہین
یہ دل وحشی خدا جانے کدھر جاتا رہا

دل جگر دونون نہین کیا لیکے جاؤن یار تک
ہو سفر کیونکر کہ سامانِ سفر جاتا رہا

دل سے ملنا تو کہان اب آنکھ بھی ملتی نہین
دہر سے آئینِ الفت کسقدر جاتا رہا

کیا کہون کیا بخیۂ زخمِ جگر سے تنگ ہون
اب تحمل درد کا اے بخیہ گر جاتا رہا

بے طلب اب تیرے گھر مین خود چلے آتے ہین وہ
کون کہتا ہی کہ الفت کا اثر جاتا رہا

ہون جو مین بھی مثلِ یعقوب تب ایک یوسف سی جدا
روتے روتے آنکھ سے نورِ نظر جاتا رہا

گوشۂ تربت مین پہونچے ہم مسافر شکر ہی
دربدر پھرنا چھٹا رنجِ سفر جاتا رہا

مر گیا غم مین تو پائی سب بلاؤن سے نجات
شدتِ تپ درد دل درد جگر جاتا رہا

میری بیتابی سے تھا آگاہ پھر کیون دیر کی
رحم تیرے دل سے بھی ای نامہ بر جاتا رہا

دل نے ایذائین شبِ فرقت اُٹھائین اسقدر
واعظو روزِ قیامت کا بھی ڈر جاتا رہا

سر گیا تن سے جو ای قاتل تو کچھ پروا نہین
روز کا جھگڑا مٹا سب دردِ سر جاتا رہا

کیا بشر اسکو کہین غصہ سے جو بنجائے جن
زر جو کشتہ ہو گیا اطلاقِ زر جاتا رہا

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کا فروغ
صبح جب پیدا ہوئی نورِ قمر جاتا رہا

پوچھتا ہی روز میرے دل سے جوشِ دردِ عشق
صبر اب کتنا رہا اور کسقدر جاتا رہا

جہان سے بڑھکر ہی مجکو خاطرِ مہمانِ عزیز
اور غمگین ہون گا دل سے غم اگر جاتا رہا

۳۶

الفت و مہر و وفا جسکے ثمر تھے واسطی
گلشنِ عالم سے شاید وہ شجر جاتا رہا

جو ہی جلا بھنا وہ ہی نخچیر آپ کا
سیخ کباب کیون نہ بنے تیر آپ کا

استخوان میرے غذا کے لیے ملتے تجھے کیا
ای ہما بخت کب ایسا ہی ہمایون تیرا

تو وہ شیرین ہی کہ فرہاد ہی تیرا عالم
تو وہ لیلی ہی کہ آفاق ہی مجنون تیرا

بھیج دوزخ مین کہ فردوس مین مختار ہی تو
بد ہون یا نیک ہون ہر ایک طرح ہون تیرا

جائے تو کوچۂ قاتل مین یہ امید نہین
نامہ بر حال ابھی سے ہی دگرگون تیرا

سلسلہ کیون نہ مری وحشت دل کا ہو دراز
بڑھ گیا حد سے سوا گیسوے شبگون تیرا

تنگ ہون اہل زمین کیون نہ ستم سے تیرے
طرز بیداد مین شاگرد ہی گردون تیرا

ہاتھ کیا میکدۂ دہر مین آئے سے عیش
غور کر کاسۂ سر دیکھ ہی واژون تیرا

گل پہ بلبل ہی فدا سرو پہ قمری قربان
بندہ ای سرو گل اندام ہی مفتون تیرا

واسطی پائے خم مے پہ ترا سر ہی مدام
میکشو نہین ہو لقب کیون نہ فلاطون تیرا

۳۴

دو بھی گالی ہمین جو ہو دینا
کچھ کہین ہم تو پھر نہ رو دینا

یاد مژگان کی چھیڑ تو دیکھو
دل مین نشتر اسے ڈبو دینا

کچھ تو ملجائے بوسہ یا دشنام
دیجئے بھی مجھے جو ہو دینا

زردی عشق مر کے بھی نہ مٹی
قبر پہ زعفران بو دینا

دل و دین نذر بوسہ کرتے ہین
ایک لینا ہی ہمکو دو دینا

دم غنیمت ہی سعی کر ای دل
ہاتھ سے وقت کو نہ کھو دینا

بحر غم کے شناور آتے ہین
ناخدا کشتیان ڈبو دینا

چاہیے کچھ اثر بھی ای اشکو
دیکھنا آبرو نہ کھو دینا

گل سے ہمکو غرض نہ شبنم سے
اس پہ ہنسنا نہ اس پہ رو دینا

چشم تر ہی تو دلمین داغ کہان
خوب آتا ہی اسکو دھو دینا

واسطی اسکے سامنے تو چلو

صبحِ شبِ وصلت نہ کھلا یار کا جاتا
کیا خوب ہوا غش مجھے چھپکے پھر آیا

کچھ ملکِ عدم کا نہ کھلا حال کسیکو
کوئی نہ کبھی جا کے اُدھر سے اِدھر آیا

بھر کر جو دیا غیر کو اُس نے قدحِ مے
غصہ سے لہو آنکھون مین میری اُتر آیا

آرام تہِ خاک کیا عاقبتِ کار
بھٹکا ہوا بھولا ہوا مین اپنے گھر آیا

مرجھائے ہوے ہونٹھ تو اترا ہوا چہرا
وہ آج نئی شکل سے وقتِ سحر آیا

۳۲
مین مستِ مئے عشق جو پہونچا تو وہ بولے
پوچھو تو کدھر واسطی بے خبر آیا

قدم پر اُسکے تو اے سایہ مین غریب جدا
ترا نصیب جدا ہی مرا نصیب جدا

الگ جو عضو ہوا تن سے ہو گیا بیکار
حبیب سے ہو نہ یارب کوئی حبیب جدا

مریضِ غم جو ترا اُٹھ گیا ہے دنیا سے
دوا فروش جدا روتے ہین طبیب جدا

سفر سے پھر کے وطن سے یہ حال ہے میرا
وطن سے اپنے ہو جیسے کوئی غریب جدا

محبتِ زن و فرزند مین نہو غافل
بہت قریب ہین وہ دن کہ ہون قریب جدا

پس فنا بھی ہے یان شاق صحبتِ ناجنس
مرے مزار سے ہو مرقدِ رقیب جدا

بسر ہو کوچۂ جانانہ مین عمر عاشق کی
نہ اس چمن سے ہو یارب یہ عندلیب جدا

مری زبان کو ہے ہر وقت نام یار کی رٹ
یہ خطبہ ہے ترے خطبے سے اے خطیب جدا

مین نالہ کش بھی ہون ہمراہ گر اجازت ہو
کہین سنا ہے سواری سے ہو نقیب جدا

یہ کون گور مین بیٹھا ہے پانوءن لٹکا کر
کہ ہاتھ ملتے ہین عیسیٰ جدا طبیب جدا

۳۳
جدائی احمد و حیدر مین واسطی کیسی
کسی طرح نہین نائب سے یہ نقیب جدا

دل نشین کسکو نہین ہے قدِ موزون تیرا
سرو بھی بید کے مانند ہے مجنون تیرا

خوب واقف مرا دل تجھسے ہے اے نرگسِ یار
سامری سے بھی کہین بڑھ کے ہے افسون تیرا

ہوں وہ لاغر کہ جہاں ضعف سے بیٹھا بیٹھا
نہ اُٹھا جب صفت نقش کفِ پا بیٹھا

کون سامان تھا صحت کا شفا کیا ہوتی
پاس بیمار کے دم بھر نہ مسیحا بیٹھا

کوچۂ یار میں پہونچا تو بڑی مشکل سے
ہر جگہ ضعف سے میں راہ میں اُٹھا بیٹھا

وقفہ اُس قلزم ہستی میں فقط تھا کوئی دم
سر اُٹھاتے ہی حبابِ لبِ دریا بیٹھا

درم داغ نہ کیونکر ہوں مرے دلکو عزیز
کشور عشق میں ان سے مرا سکا بیٹھا

میکدے میں جو مجھے دیکھا نہ گھبرا واعظ
تھی جو دلچسپ جگہ میں بھی یہاں آ بیٹھا

فائدہ دیگی نہ زاہد کو ریائی طاعت
کیوں پڑھیں ایسی نمازیں عبث اُٹھا بیٹھا

وصل میں دیر اگر ہی تو نگھبرا اے دل
دیکھ انجام کو کیا نقش زلیخا بیٹھا

کسکے رونے سے یہ طوفان اُٹھا کیا جانے
کچھ نہ پوچھو کہ مکان شہر میں کیا کیا بیٹھا

کھینچنا تھا نہ سبب تجھے الفتِ گل میں اتنا
لے گلا بھی ترا اے بلبل شیدا بیٹھا

۱۳۱

واسطی عاشق قامت ہی یہ تم سمجھے بھی
جا کے یہ سایۂ شمشاد میں کیسا بیٹھا

تھا رند عجب کیا ہی یہاں میں اگر آیا
اے شیخ ترا مے کدے میں تو کدھر آیا

مطلب کوئی اپنا نہ شب وصل بر آیا
رخ سے جو ہٹی زلف تو سورج نظر آیا

آتا ہی تو ہی کوچۂ محبوب سے قاصد
کچھ دیر نہیں شام نہ آیا سحر آیا

بیتابی دل سے جو گیا گھر میں میں اُسکے
بولا کہ تو ہی کون کہاں سے اِدھر آیا

سب کہتے تھے موقوف قیامت پہ ہی دیدار
دیکھا تو بہت ہمنے نہ کچھ بھی نظر آیا

بیدار ہو بند آنکھ نہ کھ خواب کہاں تک
نقارہ بجا کوچ کا وقتِ سفر آیا

ہر اشک گل سُرخ سے ہی سُرخ زیادہ
شاید مری آنکھوں سے یہ خونِ جگر آیا

پتا کوئی کھڑ کا جو ہوا سے تو میں سمجھا
مایوس دبے پاؤں مرا نامہ بر آیا

دنیا سے اُٹھونگا تو یہ خالق سے کہونگا
جس کام کو بھیجا تھا میں وہ کام کر آیا

جلد اس منزلِ ہستی سے چلو ہمسفرو
چھاؤنی راہ خطرناک مین چھانا کیسا

بوسہ ابرو کا مجھے دو کہ ہو مشہور سخی
کچھ بھی ہمت ہی اگر انکھ چرانا کیسا

رخت عریان بدنی مر کے ہوا ہمکو نصیب
کام آیا ہی یہ ملبوس پرانا کیسا

خاکساری ہی تو انسان کو ثمر دیتی ہی
ہوگے پیوند زمین سبز ہی دانا کیسا

ضعف مین پہونچون جو کعبہ کو تو ہون صرف دعا
پانون اٹھتے نہین ہاتھونکا اٹھانا کیسا

سوجھتا کچھ بھی نہین شوق مین ہنگام وصال
پائنتی کیسی مری جان سرہانا کیسا

۲۹
واسطی سامنے آیا دم ناوک فگنی
دیکھین اسوقت اُڑاتے ہو نشانا کیسا

یاد آتا ہی کہ بے پردہ جنون ایسا نہ تھا
خانۂ زنجیر سے باہر قدم اپنا نہ تھا

تھی شکستِ شیشۂ دل کی صدا آواز صور
اُسکے سنگِ آستانپر حشر کب برپا نہ تھا

حالِ دل سنکر ہمارا اُس پریرو نے کہا
بات ہی کل کی کہ ایسا اپکو سودا نہ تھا

اُسنے آنیکو کہا کل آج ہی مین مر گیا
تھا مری حق مین قیامت وعدۂ فردا نہ تھا

طاق تھا وحشت کی فن مین گو نہایت قیس بھی
سامنا کرتا مرا ایسا تو دل گردا نہ تھا

پر وہ در آنکھونسے نقدِ دل مرا چوری گیا
دوسرا اُنکے سوا بھیدی کوئی گھر کا نہ تھا

حسن مین گو یوسف کنعان کا تھا شہرہ بہت
تیرے منہ پڑھتا کبھی اگر یہ منہ اُسکا نہ تھا

عہد طفلی مین بھی ایسے پیچ اُسکو یاد تھو
بھولکر بھی داؤنپر میرے کبھی چڑھتا نہ تھا

شب تھا اُسکے پاس پر غفلت سے یہ ثابت نہین
اسکی محفل مین خدا جانے کہ مین تھا یا نہ تھا

جبتلک دیکھا نہ تھا اُس بحر خوبی کا جمال
صورتِ گرداب پانی منہ مین بھر آیا نہ تھا

۳۰
جل گیا برق جمال یار سے نور نظر
واسطی اس مین مقدر دیدۂ بینا نہ تھا

دیر سے اُٹھ کے جو کعبہ مین وہ بت جا بیٹھا
برہمن روئے یہان تک کہ کلیسا بیٹھا

۲۷
خط کا پشتِ لبِ محبوب پہ آنا کیسا
دامِ صیاد مین یاقوت کا دانا کیسا

پوچھتا کوئی نہین درد بٹانا کیسا
نہین معلوم یہ آیا ہی زمانا کیسا

تھر بین تیر کما ندار تری پلکون کے
مثلِ غربال مرے سینہ کو چھانا کیسا

مین نہ موسیٰ نہ وہ قوال پسر شعلۂ طور
لن ترانی کا سناتا ہی ترانا کیسا

غور سے دیکھ ذرا یہ کہین حربہ تو نہین
دمبدم رنگ بدلتا ہی زمانا کیسا

ہی غنیمت جو حوادث سے بچین گھر بیٹھے
کہین اس عہد مین آنا کہین جانا کیسا

سو مرض ہون تو کرون ایک کی ہرگز نہ دوا
دردِ سر کسکو ہی صندل کا لگانا کیسا

نگہِ ناز سے تیرے نہ بچا طائرِ دل
تیر بے پر نے اڑایا ہی نشانا کیسا

خانہ بر دوش بگولے کیطرح پھرتا ہی
جنگلون مین ترے وحشی کا ٹھکانا کیسا

نامہ بر پڑھ کے مرا خط جو وہ بگڑا بگڑا
صاف کہتا نہین باتون کا بنانا کیسا

نہین معلوم کہ یہ دستِ کرم کس کا ہی
روز فوارہ لٹاتا ہی خزانا کیسا

عاجزونکو تری تلوار کیا کرتی ہی قتل
سوے پستی ہی یہ سیلاب روانا کیسا

غیر سے کہتے ہو ہاتھونمین لگا دے مہندی
تمکو آتا ہی مرے جی کا جلانا کیسا +

۲۸
واسطی جسکو بندھی اس رخِ گلگونکا خیال
باغ کو رخ نکرے سیر کو جانا کیسا

رات کو کوچہ و بازار مین جانا کیسا
کچھ سمجھتے ہو یہ نازک ہی زمانا کیسا

چٹکیون مین اُسے ای شوخ اڑانا کیسا
ماہ کو کرِ یک شب تاب بنانا کیسا

پوچھتا کوئی نہین بات بھی انکی افسوس
قبل اس عہد کے جنکا تھا زمانا کیسا

ابھی سویا ہو نہین ای شورِ قیامت تہِ خاک
آکے بالین پہ مرے شور مچانا کیسا

شوق سے قتل کرو تہمتین کیا کرتے ہو
خون بہانا ہی جو تمکو تو بہانا کیسا

میرے مرتے ہی ہوا تارکِ زینت وہ حسین
سرمہ آنکھونمین کہان زلف مین شانا کیسا

پھنسا ہون اگر قفس مین لیکن ابھی تصور ہی آشیان کا
ادھر مین ہون مجھسے کعبہ چھوٹا صنم کدے کا ہی بند رستا
نہ مین اِدھر کا نہ مین اُدھر کا نہ مین یہان کا نہ مین وہان کا
اِدھر ہی خورشید کو خجالت اُدھر ہی مہتاب کو ندامت
نشانِ سجدہ مرے جبین پر چمک رہا ہی کس آستان کا
یہ جسم خاکی جو ہی بشر کا ہی جام جمشید سے بھی بڑھکر
اگر حقیقت کو اپنی دیکھے تو حال کھل جائے دو جہان کا
مرے تو گم ہین حواس خمسہ کدھر کو ڈھونڈھون کدھر کو جاؤن
کہ اُسکا گھر جس سے پوچھتا ہون پتا بتا ہی لامکان کا
بہار کہتے ہین جس کو وہ ہی رخ کتابی کا ایک نسخہ
خزان کو سمجھو مسودہ ہی اُڑے ہوے رنگِ عاشقان کا
چلا جو سوے عدم مسافر بوقتِ رخصت بہت حزین تھا
مگر عجب تھا وہان تماشا کہ پھر اِدھر کو نہ آکے جھانکا
یہ غش کا ہی مجھپہ بار منت وہ دوڑے آئے پے عیادت
جو تیل مرے کے دیکھی صورت تو مُنھ کو دامن سے اپنے ڈھانکا
گیا تو کوچے مین اُس کے قاصد مگر بیان گنگ ہو کے آیا
ہزار پوچھو بیان کرتا نہین ہی احوال کچھ وہان کا
بہت حبابون نے گھر بنائے ہزار موجون نے جوش مارے
بڑھا گھٹا کب رہا بدستور حال اُس بحر بیکران کا
ہمارے داغ دل و جگر سے جہان سب واسطی ہی روشن
کہ جیسے خورشید و ماہ سے ہی فروغ ہر ایک آسمان کا

چیخ اُٹھا تڑپ کے کیا صیاد
اس جنون نے نہ کام کا رکھا
ہمنے نالہ جو زیر دام کیا
لاکھ کا مونگا ایک کام کیا

۲۵
چاند سا منھ دکھا کے اُسنے تو
ہمکو اے واسطی تمام کیا

جسے پسند تھا جو حق نے وہ مذاق دیا
مجھے وفاق دیا غیر کو نفاق دیا

جو دُختِ رز نے مجھے صدمۂ فراق دیا
تو جل کے مین نے بھی عُمردار کو طلاق دیا

کہا وہ کون ہین پہچانتا نہین مین انھین
جو نامہ بر نے مرا خطِ اشتیاق دیا

عنایت انکی تو ایسی نتھی مگر صد شکر
کہ اذن بوسہ مجھے حسب اتفاق دیا

[illegible] خاک نشین نے ترے کبھی نہ لیا
فلک نے لاکھ فریدون کا اُسکو طاق دیا

مرے گناہ نہ کیونکر ہون خارج دفتر
حساب کاتبِ عصیان نے بے سیاق دیا

یہ بیت نعت نبی کا ملا صلا مجھکو
کہ خلد مین مجھے اللہ نے رواق دیا

جواب خط مین جو قاصد نے کی عرق ریزی
تو ہمنے بھی اُسے جاگیر مین عراق دیا

کمال مردمِ دنیا سے تنگ تھا صد شکر
اجل نے آکے مجھے مژدۂ فراق دیا

فلک کے ہاتھ سے چھوٹا نہ کوئی اہل کمال
غریب ماہ کو بھی صدمۂ محاق دیا

۲۶
ہمارے شعر کو اے واسطی وہی سمجھے
خدا نے اپنے کرم سے جسے مذاق دیا

غضب خدا کا ہوا ہی عاشق یہ ایک معشوق بے نشان کا
مجھے تو خانہ خراب دل نے زمین کا رکھا نہ آسمان کا
اِدھر ہی کانٹو نکو فکر دامن اُدھر گریبان پہ دست گلچین
چمن مین آکر ہی سخت مشکل خیال رکھین کہان کہان کا
سرائے ہستی کو گھر مین سمجھا ہون کوئی دیکھے تو میری غفلت

سخن دانون نے اسمین فکر کی ہر چند بہتیری
سمجھ مین آج تک آیا نہ مضمون بیت ابرو کا

خدا کیا ہی صنم زاہد کہ چلا کر پکارو مین
زبان دل سے یان رہتا ہی ہر دم ذکر یاہو کا

خدائی ہاتھ شل نے پر جو رکھا یہ بھی حیلہ تھا
جلایا آگ مین تعویذ اسنے میرے بازو کا

جنون عشق کامل ہی تو کوئی حسن دکھلا ئے
کبھی تو طوق گردن مین ہو حلقہ اسکے گیسو کا

خیال زیب اہل زیب کو کیا بعد مرنے کے
نہ وہ شانہ ہی مژگان کا نہ وہ آئینہ زانو کا

محبت ہو گئی اک کودک ابقال سے ہمکو
ہوا ہی طائر دل صید شاہین ترازو کا

بحمد اللہ کیا بے تیغ جوہر دور سے اسنے
ہوا کچھ پانون کا احسان نہ مجھپر دست و بازو کا

ہوا بیدم لگایا ہاتھ جسنے زلف و مژگان کو
مقرر سانپ کا تھا زہر اسمین اسمین بچھو کا

کیا ہی آتش دل نے کیا یہ سوختہ ہمکو
وہی ہی داغ سینے کا وہی ہی داغ پہلو کا

وہ دیوانہ ہون میرے ساتھ جب دوڑے بیابان مین
گرے کھا کھا کے غش دم چڑھ گیا ہر ایک آہو کا

۲۴

جو دشمن جان کا ہوا اسکو دل دینے سی کیا حاصل
نکرنی تھی محبت بیوفا سے واسطی چوکا

قصۂ زیست ہی تمام کیا
اپنی ناکامیون نے کام کیا

ابھی در تک نہ سر نے پہونچے تھے
دور سے کعبہ کو سلام کیا

ہجر نے سوز غم پہ چمکایا
داغ دل کو چراغ شام کیا

میکشی کی کبھی جو قاتل نے
کاسۂ سر کو میرے جام کیا

گر کے زیر زمین فلک پہ گئے
پست ہو کر بلند نام کیا

عشق شیرین مین بیستون کاٹا
سچ ہی فرہاد نے بھی کام کیا

منہ جو کھولا تو ہمکو گالی دی
کچھ وہ بولا تو یہ کلام کیا

وعلیک السلام بھی نہ کہا
ہمنے اسکو اگر سلام کیا

صبح گیسو جو کھل گئے اسکے
سب نے قصد نماز شام کیا

۲۲

سر قرطاس پہ رک رک کے چلتا ہی قلم میرا

فلک کیا سامنا کرتا ہی اُس ترک جفاجو کا / کہ فوج نجم پر بھاری ہی اکہ اوسکے بازو کا

یہ ادنیٰ معجزہ دیکھو مرے ترک جفاجو کا / کہ مثل ماہ نو بڑھتا ہی کشتہ تیغ ابرو کا

نمازین کیا سجود سہو وہ مسجد مین کرتا ہی / کیا ہی ترک سجدہ جسنے اُس محراب ابرو کا

شہید چشم جانان ہم ہین وحشت اپنی ظاہر ہی / ہمارا گنبد مدفن نہین گنبد ہی آہو کا

یہ کسکی زلف کے پرتو نے دریا کو کیا خوشبو / گمان ہر حلقۂ گرداب پر ہی ناف آہو کا

میسر وصل کی شادی نہین تو غم غنیمت ہی / اُٹھے پہلو سے وہ پہلو مین اب ہی درد پہلو کا

ہوے حیران جو دیکھا ہمنے وہ خال تہ ابرو / خداوندا گذر کیونکر ہوا کعبے مین ہندو کا

چلے کیا کوہکن کی عشق مین پرویز کے آگے / مقابل اہل زر کے کام کیا ہی زور بازو کا

وہ موزون طبع ہین ہمکو جو ذوق بت پرستی ہی / ترشوائین صنم آورسے ہم سنگ ترازو کا

تصور مین کسی کی آنکھ کے دم تن سے نکلا ہی / کفن مین میرے لازم ہی جریدہ شاخ آہو کا

مری مژگان پہ آنسو دیکھکر وہ ہنسکے کہتے ہین / عجب ہی شاخ نرگس سے ہی پیدا پھول شبو کا

ترقی حسن کی ہر مرتبہ یہ قصد رکھتی ہی / چمک کر بدر بنجائے مہ نو اسکے ابرو کا

دو نیمہ تن کے ہونے مین عجب دلکو مزہ اُٹھے / ہمارے سر پہ آرہ ہو جو سایہ اُسکے گیسو کا

کیا جب رات دعویٰ عارض گلرنگ کا تیرے / سحر کو آکے شبنم نے رخ گلزار پر تھو کا

۲۳

خدا کا فضل ہی جو ہمکو گھر بیٹھے میسر ہی / تصور واسطی رہتا ہی اسکے کعبۂ رو کا

ہوا ہی عشق ایسے مہروش کی چشم جادو کا / فلک ہی شیشۂ افتادہ جسکے طاق ابرو کا

ہنر سے کم نہین ہی عیب محبوب پریرو کا / مقام شک نہین ہی بال جوہر تیغ ابرو کا

زمانے مین کہا ستھراؤ تیری چشم ساحر نے / حقیقت مین قضا کا ہاتھ چل جاتا ہی جادو کا

میسر خواب راحت ہو نکیونکر ہمکو محشر تک / کہ وقت نزع تکیہ ملگیا ہی اُسکے زانو کا

خارا کے پیرہن مین بنا جاے سخت کوش
اگر لباس گل مین مین نازک بدن ہوا

کہتا ہی کوئی مست مجھے کوئی محتسب
پیمانہ کش بنا کبھی ساغر شکن ہوا

نسرین ہوئین گلاب ہوئین نسترن ہوئین
نیرنگیان دکھانے کو صحن چمن ہوا

مجھسے ظہور حسن ہی مجھسے ظہور عشق
خود شمع خود پتنگ سر انجمن ہوا

موج و حباب بحر نظر آئے ایک سے
مین راہ معرفت مین اگر موجزن ہوا

۲۱

ظاہر ہین واسطی کو کیا مین نے واسطہ
مشہور آکے خلق مین صاحب سخن ہوا

پئے تحریر جو اے رب ہوا اٹھیگا قلم میرا
گرے گا لشکر اسلام مین بڑھکر علم میرا

جو یاد روئے روشن مین نکلجائیگا دم میرا
چمک کر غیرت خورشید ہوگا داغ غم میرا

وہ آوارہ ہون بکھریگا قدم حب دشت وحشت مین
پھرے گا چشم آہو بنکے ہر نقش قدم میرا

مین وہ نخچیر ہون تیر نگاہ ناز قاتل کا
کہ حیران ہوکے منھ تکتے ہین آہوی حرم میرا

تماشا گرمی رفتار ہی صحرا نوردی مین
زمین پر برق سان پڑتا نہین نقش قدم میرا

نہین ہی نزع مین کچھ غم اگر غم ہی تو اتنا ہی
پھریگا ہوکے بیکس دربدر آوارہ غم میرا

مین بیگانہ ہون دل سے عشق مین دل مجھسے بیگانہ
نہ مجکو ہی الم اسکا نہ اسکو ہی الم میرا

جو آہن سنگ ہو دیر تو آئین بھی سویدا ہی
خدا کا شکر ہی دل ثانی بیت الحرم میرا

پری رو مین ترا دیوانہ وہ بلقیس کا عاشق
سلیمان سے محبت مین نہین رتبہ ہی کم میرا

کوئی خم دوش پر لاتا ہی کوئی جام ہاتھون مین
وہ میکش ہون کہ دم بھرتے ہین افلاطون و جم میرا

شب فرقت کرونگا جب سفر مین بزم ہستی سے
جلے گی شمع لیکر ہاتھ مین روشن علم میرا

کسی کے دیکھنے کی مجکو وقت نزع ہی حسرت
تعجب کچھ نہین آنکھون مین اٹکا ہی جو دم میرا

پڑین سر پر کرای ترک ستمگر تیغین جو آفت کی
نہین ممکن کہ نکلے تیرے کوچہ سے قدم میرا

یہ لکھتا ہون اسے ای واسطی شکوہ رکاوٹ کا

اکدن بھی مہربان نہ یہ چرخِ کہن ہوا
دار السرور بھی مرا بیت الحزن ہوا

دشمن کی دشمنی تھی جو دلکو مرے پسند
زاہد کے دل جلانے کو مین برہمن ہوا

بوسہ لیا تو عمرِ ابد مجکو مل گئی
آبِ حیات آپ کا چاہِ ذقن ہوا

پھرتا ہی آسمان بھی جو ہم دلجلوں کے ساتھ
عاشق مگر کسی کا یہ پیرِ کہن ہوا

کرتا تھا چشمِ یار سے دعوائے ہمسری
دیکھا اُسے تو نشۂ آہو ہرن ہوا

لی تونے ایسی مفتی و قاضی کی آبرو
لبریز اے صنم ترا چاہِ ذقن ہوا

بارِ سخن کا بھی متحمل نہ تھا دہن
یہ وجہ ہوگئی کہ وہ بت بے دہن ہوا

تھا ناگوار طبع کو فرقت مین سازِ عیش
تلوار پڑگئی جو کوئی خندہ زن ہوا

اٹھتا نہین ہی صحبتِ اغیار کا بھی بار
ایسا مریضِ عشق کو اب ضعفِ تن ہوا

مانندِ شیر مین دلِ عشاق نعرہ زن
جائے شکار سبزۂ چاہِ ذقن ہوا

کاٹے شبِ فراق مین کیا کیا نہ کوہِ غم
عاشق بھی اپنے وقت کا اک کوہکن ہوا

۱۹
اے واسطی نجات مین میری ہی کیا کلام
روزِ ازل سے معتقدِ پنجتن ہوا

۲۰
کیا خوف مجکو آتشِ دوزخ سے واسطی
مین تو غلام حضرتِ شاہِ زمن ہوا

ثابت تجلیات سے وہ بے دہن ہوا
حرفون سے لفظ لفظ سے ملکر سخن ہوا

پنبہ ہی اصل مایۂ انواع مختلف
خلعت کہین بنا تو کہیجا کفن ہوا

ہی روح جسکا نام وہ میرا ہی نام ہی
اپنے ظہور کے لیئے مین خود بدن ہوا

تھا اصل مین اُدھر سے تو موسیٰ کا تھا سوال
در پردہ اسطرف سے جوابِ سخن ہوا

دریا بہائے ہو کے ہوا ابر کبھی سحاب
بنکر کبھی مین بحرِ روان موجزن ہوا

مٹی سے چاک چاک سے پیمانہ بنگیا
پنبہ سے تار تار سے مین پیرہن ہوا

آئینہ مین پڑا انہین چہرے کا اُنکے عکس
پانی مین آفتاب پہ پرتو فگن ہوا

عاشق کو اپنے آپ ہی پہلو مین دی جگہ
پروانہ تک مصاحب شمع لگن ہوا

کیا آفتاب داغ جگر سے ہوں مین خجل
گرمی سے اُسکے خشک وہ چاہِ ذقن ہوا

۱۸

دل نے پھنسا دیا مجھے پھندے مین زلف کے
رہبر جو واسطی تھا مجھے راہزن ہوا

اے بت ترا کلام دلیل دہن ہوا
گم تھا اگر کہان سے یہ پیدا سخن ہوا

محشر مین اپنے ہاتھون بلا اپنے سر پڑی
گویا ہمارے حال کا ہر عضو تن ہوا

زلف سیاہ چہرے پہ ڈالی جو یار نے
عالم سیاہ ہو گیا سورج گہن ہوا

مشکل تھا اسکے گوہر دندان کا سامنا
بے آبرو جہان مین دُرِّ عدن ہوا

اے رہروان ملک عدم تم تو چل بسے
کچھ بھی تمھین خبر ہی کہ کسکو محن ہوا

دے دے کے جان کسب کمال و ہنر کیا
ہم مر مٹے تو زندہ ہمارا سخن ہوا

عشاق لاکھون جنبش مژگان سے مر مٹے
اے ترک ایک تیر ترا صف شکن ہوا

بتخانے مین جو یار کی تصویر دیکھ لی
بُت آپ آپ ہو گئے بُت برہمن ہوا

الٹا جو پردہ یار نے چہرے سے باغ مین
لالہ سپید ہو گیا گل یاسمن ہوا

عُریان تنی سے بھی کوئی بہتر ہی پیرہن
میلا کبھی ہوا نہ کبھی یہ کہن ہوا

اللہ رے اشتیاق جو بیٹھے وہ بزم مین
ہر خلوتی شریک صف انجمن ہوا

چاہے جو زیست مکر سے دنیا مین کر حذر
افسون پیر زن اجل کو ہکن ہوا

گیسو کی مدح مین ہی روان کلک مشکبا
قبضہ مین اپنے ملک خطا و ختن ہوا

اے ابر پھر رہیگی نہ کچھ تیری آبرو
دریا جو میرے آنسوؤنکا موجزن ہوا

حیران ہی اک جہان مرے لاشے کو دیکھکر
شاید کہ آب آئنہ سے غسل تن ہوا

سوے وہ رخ پہ پردۂ گیسو کو ڈال کر
اندھیر یہ ہوا کہ قمر کو گہن ہوا

کیا پوچھتے ہو عاشقِ گمنام کا نشان
مدت ہوئی کہ خاک ہر اک عضوِ تن ہوا

ای دل عبث ہی بوسہ نہ ملنے سے تجکو رنج
کیون ایسی بات کی کہ جو ضائع سخن ہوا

کہدو سپہر ہمکو رولائے نہ چھیڑ کر
طوفان ہی بحرِ اشک اگر موجزن ہوا

گلشن مین گل فلک پہ قمر محفلو نمین شمع
تیرا ہی نورِ زینتِ ہر انجمن ہوا

بانا پن کے آئے جو وہ دم نکل گیا
پیغامِ مرگ اپنے لئے بانکپن ہوا

۱۷
کس طرح واسطی نکرون ہر جگہ ثنا
شاگردی آسیر سے اُستادِ فن ہوا

یہ گرم سوزِ عشق سے اپنا سخن ہوا
دیوان چراغ روشن ہر انجمن ہوا

حاصل یہ اجرِ نعتِ رسولِ زمن ہوا
مقبول خود خدا کو ہمارا سخن ہوا

تم حُسن مین ہو لیلی و شیرین کی یادگار
مین عاشقی مین قیس بنا کوہکن ہوا

یون پیترے بدل کے نکر دل کو پائمال
کیا ختم اک مجھی پہ ترا بانکپن ہوا

شیرین کے دلمین گھر جو بناتا تو جان دیتے
فرہاد فخر کیا ہی اگر کوہکن ہوا

ای آہ دیکھ لی تری تیزی شبِ فراق
ان گرمیو نپہ نرم نہ وہ دل شکن ہوا

اظہارِ حق پہ قصۂ یوسف دلیل ہی
اک طفلِ شیرخوار گواہِ سخن ہوا

ہم چھو سکین نہ پانوُن وہ دیکھی صنم کی شکل
شانِ خدا یہ مرتبۂ برہمن ہوا

پروانہ کو جلا کے جلی شمع آپ بھی
ہیزم بنا کسی پہ جو آتش فگن ہوا

دیوانہ کسکے لب کا تھا میری کھلی جو فصد
قطرہ تھا جو لہو کا عقیقِ یمن ہوا

آتا کنارِ شوق مین ہر ماہ ایک ماہ
ایسا نہ دورِ گنبدِ چرخِ کہن ہوا

جمعیتون کو توڑ دیا عشقِ زلف نے
تا تار تار تار پہ کشانِ ختن ہوا

بیڑا ہی پار تیرے شہیدانِ عشق کا
دریائے آبِ تیغ اگر موجزن ہوا

نظر پہ چڑھیگا کیا کوئی اُس شوخ چشم کے
شیرون کا جبن سے نشۂ جرأت ہرن ہوا

اسفل کو عشق مین کوئی ملتا ہی مرتبہ
کیون شمع کو پتنگ نے پر سے بجھا دیا

نجار تیشے سے نہ کبھی کوہکن ہوا
نامرد تھا کہ زن پہ یہ شمشیر زن ہوا

۱۶

ہم شاعری کو سہل سمجھتے تھے واسطی
لیکن بڑھی جو مشق تو مشکل یہ فن ہوا

ہندو جو عاشقِ بتِ شیرین دہن ہوا
قشقہ جبین کا زخمِ سرِ کوہکن ہوا

عشق اپنا وجہ حسن بتِ گلبدن ہوا
قسمت کا پیچ زلف مین جا کر شکن ہوا

ضائع گئے نہ سکۂ داغ جگر مرے
بازارِ عاشقی مین انھین کا چلن ہوا

شیرین وہ تو ہی شاہ ترے در کے ہین فقیر
خسرو نے تجکو دیکھ لیا کوہکن ہوا

انسان کا ذکر کیا کہ فرشتے ہوے اسیر
بابل کا چاہ یار کا چاہِ ذقن ہوا

قیمت مین بڑھ گیا مرے ساقی کا لعل لب
کوڑی کے مول جام عقیق یمن ہوا

منصور اب نہین تو ہین منصور سیکڑون
کس روز ختم سلسلۂ ماؤمن ہوا

کہنے لگا شکستہ دلی کا جو حال ہین
سو سو جگہ زبان پہ شکستہ سخن ہوا

پڑتا کہین ہی پانون کو رکھتے ہین یہ کہین
مستون کی چال کجروشون کا چلن ہوا

آیا کبھی نہ گھر مرے وہ ماہِ نوجوان
اک روز مہربان نہ سپہر کہن ہوا

کیا ہمرہِ سفر تھا بجز نانِ داغ دل
توشے کو میرے لیکے مخجل راہزن ہوا

تعریف زلفِ یار کی لکھی جو کلک نے
کھا کھا کے پیچ شاخ غزال ختن ہوا

پہنون بجائے خلعتِ ہستی گلیم فقر
تبدیل ہی ضرور کہ جامہ کہن ہوا

اے بت خدا کا شکر ہی خال سیہ نہین
واقف نہ داغ سے ترا سیب ذقن ہوا

صحرا مین لوٹتا ہی جو بسمل کی طرح سے
تیرِ نگہ کا کس کے نشانہ ہرن ہوا

ایذا رسانیِ دلِ عاشق مین طاق ہین
گیسو ہوے نگہ ہوئی چاہ ذقن ہوا

توبہ خزان مین کی تو ہی ساقی عبث خفا
فصل بہار مین تو مین توبہ شکن ہوا

فرقت مین بحر اشک اگر موج زن ہوا — شکلِ حباب گنبدِ چرخِ کہن ہوا

آب آب اُسکے دانتون سے دُرِّ عدن ہوا — یاقوتِ لب سے خون عقیقِ یمن ہوا

آفاق مین کسی کا نہ خاطر شکن ہوا — کعبے مین شیخ دیر مین مین برہمن ہوا

شرمندگی سے لعلِ لب یار کے حضور — پکھراج زرد ہوکے عقیقِ یمن ہوا

حرفِ سیاہ دحتِ گیسو مین مشک ہی — گویا مرے سخن کا قلم و ختن ہوا

سر پھوڑتا ہی سنگِ صنم سے وہ ابری — دیوانہ ہاتھ دیکھکے یہ برہمن ہوا

مومن وہ رحم دل ہون کہ مسجد مین دل دُکھا — ناقوس دیر مین جو کوئی نعرہ زن ہوا

پیدا اُسی ہی حُسن تری چشمِ شوخ مین — خوشبو سے آپ مست غزالِ ختن ہوا

کچھ سامنے نہ اُس رخِ روشن کے چل سکی — شمعون کو عذرِ لنگ سرِ انجمن ہوا

خیبر کی طرح قلعۂ گردون گرا دیا — نالہ ہمارا بازوے خیبر شکن ہوا

ہر دم شکستہ پر جو اٹھاتا ہی دل شکست — کیون مبتلاے زلف شکن در شکن ہوا

مضمون جو نازک صنع سے پیچیدہ رہگیا — کاکل مین اُسکے پیچ جبین پر شکن ہوا

بادام کا درخت اُگا وان کہ سیب کا — جس جا کہ دفن کشتۂ چشم و ذقن ہوا

تُربین اُگے کچھ بھی آخرِ سن مین نہ سبزہ رنگ سا — فیروزہ اور تیز ہوا جب کہن ہوا

مجنون کے جذبِ عشق نے کیسا پھنسا لیا — کیون بھاگ کر نہ ناقۂ لیلے ہرن ہوا

ہوتے ہین اُسکے ذکر مین عضا شریکِ دل — خلوت کا راز مشورۂ انجمن ہوا

ظلمت ہی گرد چشمۂ حیوان ہوا گمان — خط مین نہان جو یار کا چاہِ ذقن ہوا

شورش جہان کی اہلِ جہان کو پسند ہی — ناقوس کی صدا سے نہ کُر برہمن ہوا

اندھے کنوین مین دلکو پھنسایا نصیب نے — کورانہ جا کے قیدی چاہِ ذقن ہوا

اللہ رے عشقِ زلف کہ اُڑ کر غبارِ قبر — عنبر بنا کہین کہین مشکِ ختن ہوا

دیکھا جو بتکدے مین ترا روے آتشین — منہ پھونک کر تمون کا روان برہمن ہوا

لازم حذر ہی صاف دلونکو کثیف سے
اُڑ کر پڑا غبار تو میلا بدن ہوا

اللہ ری لاغری نظر آتا نہین ہی اب
کیا رفتہ رفتہ روح ہمارا بدن ہوا

محفل سے اُٹھکے گھر جو وہ جانِ جہان گیا
سمجھے یہ ہم کہ روح سے خالی بدن ہوا

آنے لگے وہ پاس جو اگر وز درمیان
باری کی تپ سے گرم ہمارا بدن ہوا

صد شکر میرے عکس کو رہنے کی جا ملی
جوشِ صفا سے آئنہ اُسکا بدن ہوا

۱۴

اے واسطی زمین سے اُٹھنا محال ہی
اسد رجہ ہجر یار مین ضعفِ بدن ہوا

کیون رہ نوردِ منزلِ رنج و محن ہوا
ارمان نکل کے دل سے غریب الوطن ہوا

پھرتا ہی کالے کوسون پریشان شکستہ حال
گیسو سے دل نکل کے غریب الوطن ہوا

سینے مین اپنے داغ غریبی تھا لاعلاج
پھاہا ہوا تو نامۂ اہل وطن ہوا

واماندگی سے منزلِ مقصود مل گئی
شل ہوکے پانْون ہادی راہِ وطن ہوا

رہبر ہو میر اکیا کہ تری راہِ عشق مین
بیچارہ خضر آپ غریب الوطن ہوا

میدان مگر یہ وادی غربت ہی حشر کا
ہمکو صراط جادۂ اہل وطن ہوا

راہِ سفر مین ضعف نے کیا کیا دئے مکان
جس جا پہ تھک کے بیٹھ گئے وہ وطن ہوا

غربت مین بھی رہے مرے احباب میرے ساتھ
اک دم جدا نہ دل سے خیالِ وطن ہوا

تسکین ہی جادہ وادی غربت مین دیکھکر
غربت مین یہ نمونۂ راہ وطن ہوا

مانند موج رنج سفر جانتے نہین
ساحل پہ جب گئے وہی اپنا وطن ہوا

مانی نہ میری بات جو دل نے ملی سزا
در در پھرا خراب ہوا بیوطن ہوا

نکلا جو گھر سے وہ مرے سینے سے دل چلا
اُسنے سفر کیا یہ غریب الوطن ہوا

۱۵

دل میرا اُسکے ساتھ رہا کب نہ واسطی
ہمراہ اُسکے یہ بھی غریب الوطن ہوا

وہ زار ہون بچا جو کوئی تار پیرہن
کافی وہ میرے واسطے بہر کفن ہوا

عریان تنی سے تنگ جو تا زندگی رہا
لاشے کو بھی مرے نہ میسر کفن ہوا

بعد فنا بھی تھا جو کسی ماہرو سے عشق
ٹکڑے کفن کی طرح ہمارا کفن ہوا

اچھا ہوا کہ کچھ نہ رہا پاس مال غیر
ٹکڑے تمام دست جنون سے کفن ہوا

آئے وہ قبر پر مین ہوا زندہ مردہ غیر
میرا کفن جو تھا وہی اُس کا کفن ہوا

چرخ دنی کو غم نہین مرگ فقیر سے
حیران ہی کہان سے میسر کفن ہوا

موت آئی مردمک کو جو دیکھی نہ شکل یار
حلقہ لحد تو آنکھ کا پردہ کفن ہوا

۱۳

ہین بعد مرگ شاہ و گدا ایک واسطی
حاصل ہر ایک کو یہی دو گز کفن ہوا

تقدیر سے علاج مرا جزو تن ہوا
جو استخوان تھا پنبۂ داغ بدن ہوا

برق نگاہ غیر پہ ڈالی جو یار نے
تربت مین جل کے داغ ہمارا بدن ہوا

پردہ ہماری چشم کا پردہ تھا یار کا
آنکھین کھلین تو اور نہان وہ بدن ہوا

جاتا ہی تیرا خال سیہ دیکھکر زحل
سر تا قدم سیاہ اسی سے بدن ہوا

اے آہ عندلیب کہان ہین وہ گرمیان
داغی نہ گل کا ایک بھی عضو بدن ہوا

اللہ رے صفائی تن نازنین یار کا
نکلا جو چاندنی مین تو میلا بدن ہوا

لاغر کیا یہ صدمۂ غمہاے یار نے
لیٹے تو چین فرش ہمارا بدن ہوا

آنکھوں مین دی جگہ اُسے پردے کیواسطے
مردم سے اس جگہ بھی نہ مخفی بدن ہوا

ہر جا قدم سے ہون مین سبکرو لگا ہوا
سایہ تمہارے جسم کا میرا بدن ہوا

لتّے لیے یہ وصل کی شب دست شوق نے
ملبوس یار نچ گیا عریان بدن ہوا

جلا دتجھ سا ای ملک الموت کون ہے
تو باعث جدائی روح و بدن ہوا

معشوق سے چھٹے کوئی عاشق نہ ای خدا
بے روح کیا خراب جہان مین بدن ہوا

اظہار کب کسی سے کیا مین نے حال وصل
بوسہ تمہارے خال کا قفلِ دہن ہوا

عنقا کیطرح دونون کا ملتا نہین نشان
عاشق کا دل ہوا کہ تمہارا دہن ہوا

کرتا ہون شکر ناخنِ ابروے یار کا
عقدہ جو میرے دلمین تھا کھُل کر دہن ہوا

تاثیر رنگ عشق تو دیکھو کہ یار نے
کھایا جو پان سُرخ ہمارا دہن ہوا

حاجت مسی کی اُنکو شب وصل کیا رہی
بوسے لیے یہ ہمنے کہ نیلا دہن ہوا

عاشق سے بخت نے مجھے معشوق کر دیا
تیرے دہن کی وصف سے شیرین دہن ہوا

غرقِ محیطِ عشق کو لازم ہے خامشی
ماہی کا بے زبان اسی سے دہن ہوا

مین جلگیا کبھی جو کوئی بات غیر نے
شعلہ سخن عدو کا تو مجمر دہن ہوا

لب پر جو ذکر اُسکے لطافت کا آگیا
جوش صفا سے چشمۂ کوثر دہن ہوا

حال شب فراق کے کہتے ہی مثلِ زخم
لبریز خون سے وقتِ تکلم دہن ہوا

گم گشتگی سے میرے ہین عشاق طعنہ زن
معلوم ہو گا گر کبھی عشق دہن ہوا

کرتے ہین عاشقون سے اشارے مین وہ کلام
اعجاز ہے کہ گوشۂ ابرو دہن ہوا

ہنسکر کیا ہے نقطۂ موہوم کو دونیم
کیا ناقص کلام سلیمان دہن ہوا

کہدو مصورون سے نہ کھینچین شبیہ یار
مشکین کسے کی زلف جو غائب دہن ہوا

ابرو کی تیغ کا جو کیا ذکر واسطی
تھوکا یہ خون کہ زخم سے بدتر دہن ہوا

۱۲

مر کر بھی مین یہ کشتۂ تیغ محن ہوا
لالہ اُگا جو خاک سے خونی کفن ہوا

احباب روئے میرے جنازے پہ رکھکے منھ
پانی کی چادرون کا یکسر کفن ہوا

رختِ کہن بچا تھا جو رہزن کی ہاتھ سے
وہ بعد مرگ حصۂ دزدِ کفن ہوا

کیا کیا نہ جامہ زیب ہوئے دفن زیر خاک
رنگین جو پیرہن تھا بدن پر کفن ہوا

کیا چرخ مین ہے بخل کہ بھولا شفق سے اور
مدفون کوئی شہید اگر بے کفن ہوا

نالونسے میرے بڑھ گئی تیری بہارِ حُسن
بلبل جو مین بنا ترا کوچہ چمن ہوا

وہ زار ہون گیا جو کبھی سیرِ باغ کو
بہار ہی بدن پہ سایۂ مرغِ چمن ہوا

توڑا جو ایک گل تو ہوا باغبان کو خار
پامال کیا خزان مین چمن کا چمن ہوا

بیجا نہین صبا سے جو آتی ہی بوی خون
بلبل کوئی تو ذبح میانِ چمن ہوا

جس راہ تم چلے وہ ہوئی کوچہ چمن
جس گھر مین آپ آئے وہ صحنِ چمن ہوا

طائر وہ ہین قفس سے نہ چھوٹے تمام عمر
کیا جانین ہم شگفتہ کہ ویران چمن ہوا

عاشق کے کام آتی ہین معشوق بعدِ مرگ
قمری کو تختہ قبر کا سرو چمن ہوا

جاتے ہین ابتو ہم طرفِ خانہ باغبان
آجائین گے جو وقت بہارِ چمن ہوا

نکلین گے جا کے گل سرِ مجروح شاخ سے
قاتل جو آبِ تیغ سے تازہ چمن ہوا

مجھکو اسیرِ دام کیا عندلیب نے
میرے حساب آج ہی ویران چمن ہوا

مانند لالہ غم سے جگر داغ داغ ہی
کیا فائدہ ہی گھر جو ہمارا چمن ہوا

کہتے ہین دیکھکر وہ مرے داغہائے دل
اچھا خدا کے گھر مین شگفتہ چمن ہوا

اے وسطی ہی ایک ہی مصرع کی شاعری
مصراعِ سرو سے نہ سخنور چمن ہوا

۱۱

ٹانکے اُدھڑ کے دامِ زخمِ بدن ہوا
شکرِ خدا کہ شکر کے قابل دہن ہوا

کب اُس زبانِ تیغ سے مین ہم سخن ہوا
تن پر لگا جو زخم تو ہنسہ دہن ہوا

اے گل ترا جو ذکر سرِ انجمن ہوا
خوشبو برنگِ غنچۂ گل ہر دہن ہوا

کرتا یہ کچھ تو مجھسے مرا حالِ دل بیان
پیدا یہہ طفلِ اشک عبث بے دہن ہوا

سُننے کو بات یار کی کرنے کو ذکرِ یار
گل شکل گوش بنگئے غنچہ دہن ہوا

مضمون لکھے جو تو ہر دندانِ یار کے
لبریز دُرِ شگافِ قلم کا دہن ہوا

ثابت ہی دل کو دزدِ حنا نے چُرا لیا
روپوش کیون کمر ہوئی کیون گم دہن ہوا

دیدِ صفائے جسم کی حسرت ہی رہ گئی
وارد وہ خواب مین بھی مع پیرہن ہوا

تارِ نگاہ خلق کا ہی گرد اژدحام
حاصل جنون مین ہمکو نیا پیرہن ہوا

وہ راہرو تھا مین کہ مرے خو مین ڈوب کر
یوسف کی طرح گرگ بھی گل پیرہن ہوا

کیون خار زار دہر مین آیا جنان سے مین
کانٹون سے پرزے پرزے مرا پیرہن ہوا

اے قمر بھی یہ تو نے کیا مجکو شرمسار
کیا کیا نہ مجھسے تنگ مرا پیرہن ہوا

آنکھین کھلین کبھی جو وہ یوسف لباس دے
یعقوب کو علاج بصر پیرہن ہوا

آبی لباس ہمکو ملا لاغری مین خوب
جب آنسوؤنکا تار بندھا پیرہن ہوا

وہ مہرِ حسن مین شفق چرخ عشق ہون
نکلا جو وہ تو سرخ مرا پیرہن ہوا

بوٹا سا قدِ یار گلستان مین چھپ گیا
پھولون کا غنچہ اُس کے لئیے پیرہن ہوا

دلمین بھڑک رہی تھی ترے عشق کی جو آگ
خاکستری تمام مرا پیرہن ہوا

کیا احتیاج رشتہ و سوزن کی واسطی
جب خاک اپنے تن پہ ملی پیرہن ہوا

۱۰

افروختہ جو ساقی پیمان شکن ہوا
مرغِ کباب طائرِ رنگ چمن ہوا

پامال روزگار نہ اپنا سخن ہوا
واقف خزان سے کب یہ شگفتہ چمن ہوا

راہی چمن سے جب وہ بتِ گلبدن ہوا
غم سے سمٹ کے صورتِ غنچہ چمن ہوا

نظمِ زمانہ ہستی خالق پہ ہی دلیل
بے باغبان درست نہ کوئی چمن ہوا

بولے وہ دیکھکر مری آنکھونمین لختِ دل
پھولونسے روے آب شگفتہ چمن ہوا

کرتا ہی شوق دوست کو ہمرنگ دوست کا
طاؤس داغہاے بدن سے چمن ہوا

دیکھا شگاف دلسے تماشاے روے یار
چاک قفس بھی رخنۂ بابِ چمن ہوا

اُس گل کی دوستی نے بنایا مجھے خلیل
کودا جو آگ مین تو شگفتہ چمن ہوا

صد شکر وہ جوان ہوے جوبن پہ حسن ہی
فصل بہار آئی تماشا چمن ہوا

کیا غرض مہر و ماہ سے ہمکو — دھیان ہر صبح و شام ہی تیرا
مدتین گذرین ایک بات نہ کی — گم دہن لا کلام ہی تیرا
اک نظر مین چرا لیا دل کو — جانتا ہون یہ کام ہی تیرا
تجھسے نسبت بھلا ایاز کو کیا — بے تکلف غلام ہی تیرا

واسطی دل کی قدر لازم ہی
جام جمشید جام ہی تیرا

تھا جو سر کار جنون سے سلسلہ جاتا رہا — بادیہ گردی کا دل سے حوصلہ جاتا رہا
ہم کہان اب اور نظارہ حسینونکا کہان — تھا جو دلمین پیش ازین وہ حوصلہ جاتا رہا
ہون مین وہ دیوانۂ غم دوست سر دکھنے لگا — پانؤ سے میرے جو کوئی آبلہ جاتا رہا
آئی بالونمین سفیدی کیسی پیری مین حواس — گرد اڑتی رہگئی وہ قافلہ جاتا رہا
اٹھ گیا پردہ دوئی کا ایک دونون ہوگئے — شکر ہی اب میرے انکے فاصلہ جاتا رہا
پانؤن آب اپنے مین اور وحشت جنونکی ٹھوکرین — ہاتھ سے ان گیسوون کا سلسلہ جاتا رہا
روبرو جبتک نہ تھی وہ دلمین کیا کیا تھے گلے — سامنا جب ہوگیا سارا گلہ جاتا رہا
اب نہ معشوقونکی پروا ہی نہ شوق مے کشی — نوجوانی کیا گئی سب ولولہ جاتا رہا
ابروے پیوستہ انکے دیکھکر سمجھا یہ دل — درمیان بیت جو تھا فاصلہ جاتا رہا

وصل کی شب بوسہ دیکر مجھسے وہ کہنے لگے
واسطی بتلا کہ اب تو سب گلہ جاتا رہا

اخگر کی طرح پردۂ مجھے سوز تن ہوا — جتنا کہ جسم جل کے بجھا پیرہن ہوا
سودائے رخ سے خشک یہ گل کا بدن ہوا — رنگ اُس کا گرد ریختہ پیرہن ہوا
پیوند سے یہ حال لباس بدن ہوا — چیتے کے تن کا پوست مرا پیرہن ہوا
شاعر نہ ہوگا غیر کے مضمون سے نامور — کب ٹھیک تن پہ عاریتی پیرہن ہوا

آیا کبھی نہ فاتحہ خوانی کا اُنکو دھیان — باقی ہماری قبر کا جب تک نشان رہا
ذلت جہان کی باعثِ عزت ہی دین مین — اچھا رہا وہ سب سے بُرا جو یہان رہا
پایا نہ چین دل کی تڑپ سے کسی جگہہ — زیر زمین رہا کہ سرِ آسمان رہا
منزل کی شکل مجھکو دکھائی نہ بخت نے — آوارہ مثل گردِ پسِ کاروان رہا
دیر و حرم کے پھیر مین گذری تمام عمر — دو دن یہان رہا تو مین دو دن وہان رہا
ملتے تھے ہمسے کیسے وہ جبتک تھی تنگدست — وا موسمِ خزان مین در بوستان رہا
صد شکر وقتِ نزع نہ بھولا مین یادِ دوست — نام اُسکا وقتِ نزع بھی وردِ زبان رہا
یہ وجہ تھی کہ دل نے ہمیشہ کیا خراب — دشمن پر اپنے دوست کا مجھکو گمان رہا
جوشِ جنون جو مثلِ محرر تھا دستگیر — شل ہوگئے پاؤن تلک کیصورت رواں رہا
بخت جوان پہ اپنے نہ منعم کرین غرور — آخر جوان پیر ہوا کب جوان رہا
فرہاد و قیس و وامق و نل سب نکل گئے — میرے ہی ہاتھ معرکۂ امتحان رہا

مٹی ہوئی خراب ضرور اُسکی واسطی
دو دن جو کوئی آ کے تہِ آسمان رہا

۷

قتلِ عشاق کام ہی تیرا — قاتل خلق نام ہی تیرا
التجا مین کرون یہ کام مرا — نگہ لطف کام ہی تیرا
زندے مرتے ہین مردے جیتے ہین — کیا قیامت خرام ہی تیرا
حکم دے ہم بھی آئین مجرے کو — آج دربارِ عام ہی تیرا
دل نہ چھوٹے گا قید گیسو سے — یہ گرفتار دام ہی تیرا
کعبہ اسکو کہین کہ عرش کہین — دل ہمارا مقام ہی تیرا
ہم سر آستان ہین بزم مین غیر — واہ کیا انتظام ہی تیرا
جان آتی ہی سنکے باتون کو — دمِ عیسیٰ کلام ہی تیرا

داغ دل اچھے ہوئے جب لگگیا وہ مہوش — صبح وصلت مین اثر تھا مرہم کافور کا

بڑھ گئی اپنی سیہ کاری ہوئے جب مو سفید — ہی تماشا مشک ہی کف چشمۂ کافور کا

ہی سڑک سیدھی عدم کی قافلے جاتے ہین روز — رہروونکو ہوگیا ہی سہل رستہ دور کا

۵

واسطی جب سے پڑی ہی روئے جانان پر نظر — آنکھ کی پتلی ہی نقطہ خالِ روے حور کا

بھول کر اُس کی زبان پر مرا نام آہی گیا — ولولۂ عشق کا آخر مرے کام آہی گیا

دل ترے زلف کے پھندے مین پھنسا آخر کار — مرغ زیرک تھا مگر یہ تہِ دام آہی گیا

کون معشوق ہی انکار کی خو جسکو نہین — طور پر حضرت موسی سے کلام آہی گیا

صبح اُس کوچہ مین بھیجا تھا جو ہمنے قاصد — تھی نہ امید مگر وہ سرِ شام آہی گیا

عاقبت گور تلک اپنا جنازہ پہونچا — دور سمجھے تھے جسے ہم وہ مقام آہی گیا

مجلس مے مین جو مین بیٹھ رہا خوب ہوا — پھرتے پھرتے مرے حصہ مین بھی جام آہی گیا

کبک وطاؤس چلے چال پہ تیری جو بہت — کچھ تو آخر اُنھین انداز خرام آہی گیا

چین سے گور مین دو روز نہ سونے پائے — اک ذرا آنکھ لگی روز قیام آہی گیا

داغِ غم سے ہوئی بازار قیامت مین نجات — پاس بیعہ جو ہمارے تھا وہ کام آہی گیا

غیر بزدل تھا بہت بھاگ تو نکلا تھا مگر — کیا کرے کھینچ کے وہ سر پہ حسام آہی گیا

۶

خط مین لکھا ہے مجھے اُس قاتل عالم نے سلام — واسطی موت کا لے تجھکو پیام آہی گیا

اس درجہ محو جلوۂ حُسنِ بتان رہا — معلوم خود نہین یہ مجھے مین کہان رہا

مہمان شب کی شب جو وہ جان جہان رہا — ہم پر کبھی غضب تو کبھی مہربان رہا

آوارہ کب نہ دہشتِ صیاد سے پھرا — دو دن نہ اک شجر پہ مرا آشیان رہا

جب میرے اُسکے بادہ کشی کا تھا مشغلہ — اے ہوش اسقدر تو بتا تو کہان رہا

پنبہ دامن کھینچتا ہی داغ مرہم سوز سے
ہی بجا پر کالۂ آتش لقب ناسور کا

ای طبیبو چاہیے تجویز کرنا درد سے
درد سر جائیگا ان چھیلون سے مجھ مخمور کا

ہجر کی شب ہر ستارہ چرخ کا ہی نیش زن
یا خدا جل جائے یہ چھتا کہین زنبور کا

واعظو دیتے ہو کیا ترغیب ہمکو خلد کی
ناتوان ہین غمزہ اٹھیگا نہ ہمسے حور کا

نالہ آہستہ کرون پاس ادب سے اس پہ بھی
ہی قیامت شور افغان ہو کا صدا صور کا

لن ترانی کی صدا تھی یا انا الحق کی صدا
دار پر کیونکر گمان ہوتا نہ نخل طور کا

خال زنگی بنگیا جب سامنے آیا چراغ
بخت ہی کیسا سیہ میری شب دیجور کا

سوزش غم سے ہی خود سینہ مرا آتشکدہ
کیا سپند آسا چٹک کر ہو ارادہ دور کا

دھیان مین اُس برق وش کے مجھکو آتا ہی نظر
ہر طرف جلوہ تجلے زار کوہ طور کا

۱۴	کب سر و فرق ہی شاہ و گدا مین واسطی جو گدا کا کاسہ ہی وہ تاج سر فغفور کا	۴

تا نظر آجائے جلوہ اُس رخ پر نور کا
آنکھ مین سرمہ لگایا مین نے سنگ طور کا

داغ سوزاں سے ہی سینہ گرم مجھ رنجور کا
دل مین عالم کیون نہ ہو خلوت سرا طور کا

جو جلا ہی آگ سے ہوتا ہی اچھا آگ سے
زخم پر لازم ہی پھاہا برگ نخل طور کا

بے تکلف جام مے ہی ساقی رشک آفتاب
بڑھ گیا انجم سے رتبہ دانۂ انگور کا

کیون نہ روشن انجمن ہو بات کرنے سے ترے
نور کے لب ہین زبان ہی نور کی منہ نور کا

قامت جانان کو ہم تشبیہ دین طوبےٰ کی ساتھ
آج سوجھا ہی یہ مضمون طرفہ ہمکو دور کا

رات دن رہتے ہین چہرہ پہ مرے آنسو روان
دیدۂ تر پر گمان کیون کر نہ ہو ناسور کا

مر گیا ہون دیکھکر اک برق وش محبوب کو
تختہ ہی تابوت کو درکار نخل طور کا

سخت حیران ہون کہ زاہد مجھ پہ کیون کرتی ہین طعن
وہ تو کھاتی ہین مین پیتا ہون عرق انگور کا

جمع دولت ہی جہان مین خانہ بربادی کی شکل
شہد ہی سیلاب ہی کاشانۂ زنبور کا

۲　یقین ہی دل سے قائل قاسم دیوانہ ہو میرا　۱۶

وہی ہی خاص بندہ فی الحقیقت رب سرمد کا　کہ گوش دل ہین جس کے حلقہ ہی میم محمد کا
مہیمن سے وہ ضم وابستہ ہین ملک و ملک اس سے　شرف دل جانتا ہی میم مضموم و مشدد کا
چھپایا اسکو ایسا رحمت رب نے تہ دامن　ملک ڈھونڈھا کئے پایا نہ سایہ آپکے قد کا
نبی گذرے بہت ہر چند آدم سے مسیحا تک　ہوا ہمسر نہ اک اس واقف اسرار سرمد کا
معمے حل کئے تحریک لب سے آپنے کیا کیا　کلید جنبش ابرو سے کھولا قفل ابجد کا
کرے اس فرد یکتا سے اگر دعوائے یکتائی　الف کے سر پہ آرہ کلک قدرت کھینچدے مد کا
جو انکی رائے محکم کا نہ ہوتا سایہ پشتی بان　ٹھہرنا ایکدم مشکل تھا ذوالقرنین کی سد کا
اگر دست مبارک سے نہ حضرت اسکو مس کرتے　مزہ دیتا نہ بوسہ حاجیون کو سنگ اسود کا
ہوا اظہار خوان نعمت اسرار رب جسدم　بنا سرپوش گنبد اس حبیب حق کے مرقد کا
لگائے اسکی خاک پائے انور کا اگر سرمہ　نظر آجائے چہرہ دیدۂ اعمی کو مقصد کا
جو یوسف چاہ سے چھوٹے تو یونس بطن ماہی سے　رہا کرنا حضور انکے تھا کیا مشکل مقید کا
شیاطین جس طرح تیر شہاب چرخ سے شبکو　معاند بھاگ نکلے سنکے شہرہ انکی آمد کا
نہ کیونکر بندگان حق فدا ہون نام نامی پر　خدا خود عاشق و شیدا ہی ذات پاک احمد کا
خط و عارض کے مضمون میں اگر کاغذ پہ لکھتا ہون　زمین بلور کی بنجاتی ہی تختہ زبرجد کا
گدائی وہ کہ تازہ مغز شاہی جسکی خوشبو سے　مٹایا بورے نے رنگ ہر گلزار سند کا

۳　جہان کیا برہم و درہم ہو بندونکے معاصی سے
قدم ای واسطی ہی درمیان ہر دم محمد کا　۱۳

دھیان ہی دلمین جو اس کے عارض پر نور کا　ہی گمان تن پہ مرے فانوس شمع طور کا
شغل زہاد کے طاعت کیون ہی عین طالب حور کا　عاشق صادق ہو نہین پیشہ نہین مزدور کا
پاس آکر پھینکئے تیر نظر میری طرف　چوک جاتے ہین خدنگ افگن نشانہ دور کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو ذکرِ قل ہو اللہ احد مینخانہ ہو میرا
تو اللہ الصمد یارب خطِ پیمانہ ہو میرا

زبان کو لم یلد کا ورد دل میں نقش لم یولد
پہ یکجانہ فروغ حمد سے کاشانہ ہو میرا

لبِ جان سے یہی نکلے نہیں کوئی کفو تیرا
ہو اللہ صدق دل سے نعرۂ مستانہ ہو میرا

زبان کو آشنا کر ایسی لذت سے خداوندا
قبولِ اہلِ معنی معنی بیگانہ ہو میرا

رہے دل میں نہ باقی دردِ دنیا و مافیہا
لبالب بادۂ توحید سے پیمانہ ہو میرا

دکھا وہ اپنی بزمِ معرفت میں شمع نورانی
کہ دل پھر پھر کے قربان صورتِ پروانہ ہو میرا

مزہ تفرید کا پیدا ہوا ایسا ہر رباعی میں
کہ مملو چار سو اس گنج سے ویرانہ ہو میرا

کروں جو بیت موزوں وہ دکھائے نور کا عالم
چمک کر معنیٔ وحدت چراغِ خانہ ہو میرا

سُنے جو گوشِ دل سے اسکو جان تازہ حاصل ہو
دمِ عیسیٰ سے بڑھکر ہر جگہ افسانہ ہو میرا

جنابِ مصطفےٰ کی دید سے آنکھیں ہوں نورانی
تجلی گاہ نورِ پاک سے کاشانہ ہو میرا

رہوں ثابت قدم الفت میں پنج و چار کے یارب
یہی بس زندگی بھر شیوۂ مردانہ ہو میرا

انہیں کا وصف ہو لب پر انہیں کا دھیان ہو دل میں
یہی تسبیح ہر دم سبحۂ صد دانہ ہو میرا

ترے محبوب کی ہو دستگیری حشر میں حاصل
زمانے میں کوئی فریاد رس ہو یا نہ ہو میرا

یہ وحشت خیز میرے شعر اگر ای واسطی سن لے

گلدستۂ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فصاحت
یعنی
کلیات واسطی
نیاز حسین
حصۂ دوم
از طبع زاد منشی سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس بندیا تعلقدار جلالپور خیر خواہ سرکار انگلشیہ
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بہ طبع ہوا

ہاتف نے کہا مصرعۂ تاریخ یہ اے شوق
دیوان ہے یا یک گہر بحر سخن ہے ۱۲۸۷ھ

ایضاً

دیوان چھپا واسطی اہل سخن کا
انداز نرالا ہے نیا رنگ سخن ہے
تاریخ کہی طبع کی اے شوق یہ مین نے
مضمون ہین گل پھول یہ دیوان چمن ہے ۱۲۸۷ھ

از نتیجۂ افکار شاعر یکتا شیخ ظہور حسن صاحب متخلص بہ ظہور شاگرد تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر

از فضل خدا چو طبع گردید
منشور فصاحت و بلاغت
مرقوم ظہور گرید تاریخ
گلدستۂ عنفوان الفت

قطعۂ تاریخ از لالہ خیراتی لال صاحب جمع خرچ نویس انجمن ہند متخلص بہ طاہر

پئے قبول دل شاعران لوذعی و فن
چہ ذاد داد سخن واسطی بہ نظم کلام
زروے آب گہر لفظ معنیش طاہر
دہد فروغ پئے سال آن حساب تمام ۱۲۸۷ھ

طبعزاد سید باقر علی صاحب رضوی شاگرد مصنف دیوان سلمہ متخلص بہ حیرت

خان ممدوح کے اوصاف رقم کیا کیجئے
آج اس عہد مین خلاق معانی ہے یہ
ایسا دیوان کیا نظم خلائق مرغوب
جسنے دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہے یہ
کہنہ مشاقونکے عالم یلین قلم توڑ دیے
کیون نہو فکرت ایام جوانی ہے یہ
فی الحقیقت کہ عجب نغمہ سرائی کی ہے
یادگار اس چمنستان مین نشانی ہے یہ
فکر غواص سے پوچھا تو کہا اے حیرت
بحر انوار طبیعت کی نشانی ہے یہ

خاتمۃ الطبع حال از کار پردازان مطبع ۱۲۸۷ھ

الملنتہ کہ دیوان بلاغت عنوان معروف بہ دیوان واسطی جسکی توصیف مع مختصر حالات مصنف شیوا زبان مطبوعات اول و دوم کی تقریظ اور خاتمۃ الطبع مین کسیقدر تفصیل کے ساتھ درج ہے اور اس تقریظ و خاتمۃ الطبع کی نقل حرف بحرف شائقین حالات مصنف مرحوم کی آگاہی کے لیے بدستور اس ایڈیشن مین بھی نقل کردی گئی ہے بماہ فروری ۱۹۰۸ سنہ ۶ مطابق ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۶ سنہ ہجری بحسب ایماے مرجع ارباب علم و فن جناب منشی پراگ نارائن صاحب مالک مطبع زیدت حشمتہ تیسری مرتبہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین زیور طبع سے آراستہ ہوا

قطعہ تاریخ از جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر استاد مصنف دیوان

رقم شد چو دیوان نادر اسیر
مضامین آن جان اہل سخن
بتاریخ او بلبل طبع من
صدا زد گلستان اہل سخن
۱۲۸۷ھ

قطعہ تاریخ از مصنف سلمہ اللہ القدیر

کیا واسطی نے یہ دیوان رقم
عیان اس سے ہین جوہر واسطی
ہوئی فکر جب دلکو تاریخ کی
فلک نے کہا اختر واسطی
۱۲۸۷ھ

از نتایج افکار شیخ شوکت علی صاحب متخلص بہ شوکت سندیلوی شاگرد مصنف دیوان

واسطی استاد من چون نظم کرد
منتخب دیوان شوق عاشقی
بہر سال طبع شد شوکت رقم
مصرعۂ تاریخ ذوق عاشقی
۱۲۸۷ھ

نتیجہ فکر یعنی تاریخ از شاعر یکتا مرحمت الدولہ سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ متخلص بہ حکیم خلف اکبر منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

حکیم از فضل رب چون طبع گردید
برنگ باغ دیوان خوش آئین
بخود کم فکر در تاریخ سالش
نوشتم انجمن آرا مضامین
۱۲۸۷ھ

از نتیجہ فکر افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علی خان بہادر شوکت جنگ متخلص بہ افضل خلف اصغر منشی مظفر علیخان اسیر

کیا خوب ہی یہ دیوان کیا خوب ہی یہ دیوان
بیشک جواب ناسخ بیشک جواب ناسخ
افضل کہے یہ تاریخ مرقوم کی مکرر
رشک جناب ناسخ رشک جناب ناسخ
۱۲۸۷ھ ۱۲۸۷ھ

تاریخ ترتیب دیوان طبعزاد شیخ احمد علی صاحب متخلص بہ شوق خلف شیخ کاظم علی صاحب مرحوم شاگرد تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان اسیر

کیا فضل خدا سے ہوا دیوان مرتب
رنگینیٔ اشعار سے ہر صفحہ چمن ہی

دیا اُنھون نے جو دیوان اولین ترتیب | تو آیا لکھنے کا تاریخ کے مجھے بھی خیال
پکارا ہاتف غیبی کہ لکھ شفیق منقوط | چھپی وہ نظم جو ہی شمع بزم اہل کمال

ایضاً تاریخ فصلی در صنعت غیر منقوط ۱۲۸۷ھ

ہوا مطبوع وہ دیوان کہ اسکو شوق سے جو لے | تو اُسکا طوطی خامہ بھی بلبل کیطرح بولے
نہین دیوان لکھا واسطی نے طبع رنگین سے | دُرِ گنج معانی شاعرونکے واسطے کھولے
شفیق تاریخ فصلی بے نقط لکھنے کو جب بیٹھا | لڑی فکر رسا مین طائر مضمون نے پر کھولے

قطعہ تاریخ طبعزاد شاعر خوش بیان منشی برکت علی خان صاحب متخلص بہ ساغر نبیرہ منشی عبدالکریم صاحب سابق میر منشی گورنری

چھپا اختر واسطی خوب دیوان | بہت بہتر و عمدہ مطبوع سلطان
مصنف جو ہین اُسکے فضل رسول | وہ بزم سخن مین ہین شمع درخشان
خبر سال ہجری یہ شاعر نے دی | دل گوش سے سن تو تاریخ دیوان ۱۲۸۸ھ

قطعۂ تاریخ منفکرۂ ناظم صاحب طبیعت محمد علیخان صاحب متخلص بہ نگہت

رہے عروج یہ باجاہ و فر دماغ ہند | بھرا پڑا رہے یارب سدا ایاغ ہند
ہوا ہی طبع یہ دیوان واسطی اختر | وحید عصر ہین فضل رسول باغ ہند
مقابل اُسکے نہ خاقانی و نہ فیضی ہی | اُنھین سے عرش معلی پہ ہی دماغ ہند
یہ زور طبع ہی اُنکو کہ ہی کلام فصیح | ہین شمع بزم سخن اور ہین چراغ ہند
نہ ہم سخن کوئی اُنکا ہی اور نہ ہمسر ہی | برنگ لالہ جگر پہ ہی سبکے داغ ہند
پڑا تھا خواب سے غفلت مین آگیا یہ خیال | تو دیکگیا مجھے تعبیر سیر یہ زاغ ہند
تو اُسکی فکر مین نگہت پڑا ہوا ہی عبث | جو پوچھے سال طبع تجھسے کہہ چراغ ہند ۱۲۸۸ھ

قطعۂ تاریخ نادر مشتملۂ خامہ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر

طبع دیوان واسطی کا ہوا
کارنامے ہین یہ تمام اوراق

دفتر عشق ہی ہر ایک ورق
جانتے ہین جو ہین بڑے مشاق

کلک نادر نے یہ لکھی تاریخ
ہو گئی طبع دفتر عشاق

ولہ

چھپا واسطی کا جو نادر کلام
بجا ہی جہانتک کرو نمین ثنا

ہوئی دلکو جب فکر تاریخ کی
گل باغ مقصد قلم نے لکھا

جودت طبیعت شاعر بازیب وزین محمد مظہر حسین صاحب متخلص بہ شفق ہمشیرہ زادہ آفتاب الدولہ بہادر

وہ افصح الفصحا واسطی زبان دان ہی
کہ آج ہند مین مشہور رشک سحبان ہی

دیا ہی رتبۂ عالی وہ اسکو خالق نے
کہ آج اپنی رعیت پہ ظل سبحان ہی

وہ فن شعر مین یکتا ہی اس زمانہ مین
جو ہمسری کا کرے قصد کیا ہی نادان ہی

وہ اسکا بلبل خامہ ہی زمزمہ پیرا
کہ جسکے فیض سے سارا جہان گلستان ہی

کلام مین یہ مزہ عشق کا ٹپکتا ہی
کہ روح سعدی بھی سوجان سے ثناخوان ہی

وہ رنگ اسکی طبیعت نے خود کیا پیدا
کہ جسسے ناسخ و آتش کی روح حیران ہی

بلاغت ایسی ہی سامع کا دم اٹک جائے
زبان پاک فصاحت مین تیغ بران ہی

ہوا ہی جمع وہ دیوان لاجواب اسکا
کہ جسکا مطلع ہر اک آفتاب تابان ہی

چھپا ہی مطبع منشی نولکشور مین وہ
کہ جسکا سارے زمانے پہ آج احسان ہی

شفق نے بھیجدی تاریخ آپ سے لکھکر
بہار گلشن ہندوستان یہ دیوان ہی

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان در صنعت منقوط

یہ فن شعر مین ہی واسطی کو آج کمال
ہر ایک کو سامنے منھ کھولنا ہی اسکے محال

سال طبعش چو ز ہاتف ناگہان | گفت گلزار مضامین مسیح ۱۲۸۷

ریختہ خامہ شاعر یکتا شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا

رضا بلبل فکر تاریخ گفت | بہ گلزار مطبع گل نو شگفت ۱۲۸۷ھ

ولہ

شدہ طبع دیوان فضل رسول | مضامین عجائب عجب فکر نیک
رضا بہر تاریخ کردم چو فکر | ندا آمد از دل خوشا فکر نیک ۱۲۸۷ھ

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ | مضامین غیرتِ ماہِ تمام ست
رضا کلکم چنین تاریخ طبعش | رقم زد اعتبار این کلام ست ۱۲۸۷ھ

ولہ

کلام واسطی چون طبع گشتہ | بہار عشق سوز دل نوشتم
رضا بر جستہ این تاریخ فضلی | شرار عشق سوز دل نوشتم ۱۲۸۷ھ

ولہ

مطبع مین اندنون وہ دیوان چھپا ہی | الفاظ جسکے عمدہ ہین شعر جسکے رنگین
تم بھی رضا یہ لکھو تاریخ طبع اسکی | دیوان واسطی کا ہی مجمع مضامین ۱۲۸۷ھ

ولہ

شدہ اے شاعران ہندوستان | طبع دیوان واسطی کا ہوا
فکر تاریخ کی ہوئی جو رضا | غنچۂ آرزو ہی دل نے کہا ۱۲۸۷ھ

ولہ

ہوا طبع دیوان فضل رسول | مضامین ہی رشک تجلی طور
لکھا مصرع طبع ہنگام فکر | قلم نے لکھے ہین مضامین نور ۱۲۸۷ھ

معنی پروری یعنی دیوان شاعر رنگین کلام حضرت واسطی منشی فضل رسول خان نام صاحب
اشعار جزیلہ و نبیلہ تعلقدار ملک اودھ متوطن قصبۂ سندیلہ استاد اجلۂ شعراء عطار ضمیر شاگرد رشید
وزیر خبیر منشی مظفر علی اسیر کا کہ جسکا ہر مصرع ریختہ محسود زلف دلاویز حسینان ہی ہر بیت
سادہ رشک ابروے نازنینان شوخی مضمون گرمجوشی ہی محبوبونکی ربط مہر عین ہم آغوشی ہی
خوبون کے کنائے عین اشارے اچھی آنکھون والونکے گریز شاعرانہ مین سہارے ڈھنگ
غزلونکی ترکیب درست بندش چست مطبع مین عالی ہمم فرخندہ شیم درۃ التاج افتخار و
اقتدار مالک مطبع اودھ اخبار بانی مبانی جود و عطا مرجع بندگان خدا سامی الاخلاق
عمیم الاشفاق منشی نولکشور ستودہ آفاق کے دوسری بار واقع ماہ اپریل ۱۸۷۸ء
مطابق ماہ صفر المظفر ۱۲۹۵ھ ہجری مطبوع ہوا اور پری کی تصویر ہوکر مطبع سے باہر نکلا

قطعات تاریخ مطبوعۂ سابق منقول از ایڈیشن اول

چھپا جب یہ دیوان بلاغت بہار	کلی دل کی ہر ایک کی تب کھلی
سن طبع کی خبرت واسطی	دم فکر تاریخ مجکو ملی

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ مولوی سید غضنفر علی خان متخلص بہ حکیم ابن مہر الدولہ تدبیر الملک منشی سید مظفر علیخان متخلص باسیر

کیا خوب چھپا ہی واسطی کا دیوان	ہر دل کو حکیم یہ سخن ہی مقبول
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع	مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
پوچھا جسوقت مجھسے ہاتف نے کہی	تاریخ چھپا دیوان فضل رسول ۱۲۸۸
مفعولن فاعلن مفاعیل فعیل	مفعول مفاعیلن مفعول فعول

نتیجۂ فکر سخندان یکتائے زمان نواب احمد حسن خان صاحب متخلص بجوش خلف نواب محمد مقیم خان مرحوم

طبع شد چون کلیات واسطی	شاعر شیرین زبان خوش گو فصیح

بہت کی جو تاریخ مین جد و کد	زمین بولی لائی چراغ لحد ۱۲

دیگر

شد بآن سلطان چنین فرمان عشق	ازخودی بگذر کہ باشی جان عشقِ
عاشقِ صادق شہ خادم صفی	کرد جان خویشتن قربان عشقِ
کشتۂ عشقش نمی میرد بسہو	جان تازہ میرسد از جان عشق
ازوجودش آرزوے نفع داشت	عشق را در دل بماند ارمان عشق
کے رسد با عشق او عشق کسے	از ازل آوردہ بود ایان عشق
شد زیکرنگی دوئی از ہمہ گر	عشق جانش گشت او شد جان عشق
مثل دیگر مُردگان از کار رفت	از وفات او برون شد جان عشق
کرد روشن شمع دین رازین سبب	داشت در دل آتش پنہان عشق
سال تاریخش بہ فصلی واسطی	گفت ہاتف کشتۂ پیکان عشق ۱۲

تاریخ ہندی دوہا

حضرت شاہ خادم صفی چھانڈو جگ سنسار	ہندوی سمت وصل بہاوت ذرے سوچ بچار
اسوج سدی پورنماسی آج دن اتوار	بھور بھیے بچھڑ گیا اب ہی پیا ہمار سمت ۱۹۲۶

خاتمۃ الطبع منقول از مطبوعۂ بار دوم

مطبوع سحر طبع ریختہ خامہ رشک خاقانی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

بعد حمد خالق انس و جان و نعت سید کون و مکان و منقبت آل اطہار و مدحت اصحاب کبار سالک مسالک ہیچمدانی تسلیم سہسوانی بر سر گفتار آتا ہی اور عاشقان معنی رنگین و دلدادگان خیالات باریک کو مژدہ سناتا ہی کہ دفتر فصاحت مخفر بلاغت مخزن سلاست معدن متانت کرشمۂ فکر رسا جلوہ طبع ذکا جریدہ خوش مقالی طومار نازک خیالی بہار باغ سخنوری موج دریائے

ہمیشہ زمانے کو ہی انقلاب — فنا کا کشادہ ہی ہر شی پہ باب
نہین ہی کسی چیز کو بھی ثبات — فنا ہی فنا ہی یہ سب کائنات
زمین آسمان سب ہین اکدن فنا — فقط ذات واحد کو ہوگی بقا
فنا کا نہ کیونکر ہو ہمکو یقین — کہ شب کو ستارے ہین دن کو نہین
فنا کیسے کیسے جوان ہو گئے — کہان تھے کہان سے کہان ہو گئے
نہ وہ تن نہ وہ روح و جان رہ گئی — فقط مدح ورد زبان رہ گئی
شب و روز چلتی ہے راہ عدم — یہ دنیا نہین کچھ سرا سے ہی کم
رہے کوچ کا اسمین ہر دم خیال — قیام اسمین ہی ایک امر محال
ہوے پیر عمر اب بسر ہو گئی — اٹھو سونے والو سحر ہو گئی
فنائے جہان کا ہی ہر دم خیال — کہ خادم صفی کا ہوا انتقال
نہین چھوڑتی جب ولیونکو موت — ہمین پہلے لازم ہوا خوف فوت
عجب ذات تھی انکی صاحب کمال — کرے مدح انکی کوئی کیا مجال
وہ رخسار روشن جو پر نور تھا — تجلی شمع سر طور تھا
جو موزون تھا وہ دست گوہر فشان — تو اشعار خمسہ تھین پانچ انگلیان
وہ آنکھین جو تھین چشمہ راہ دین — دولب لایق صد ہزار آفرین
نہین چشمہ ہو نہین کچھ انکے شک — کہ تھے غوطہ خور انمین دو مردمک
جہان نقش پائے مبارک پڑا — سر اولیا اس زمین سے بنا
عجب صاحب لطف و اشفاق تھے — خلاصہ خدائی کا وہ ذات تھے
سر قبر لائے جو لاشہ مرید — زمین کو بھی اسدم ہوئی ایک عید
زمین مارے شادی کے تھی باغ باغ — کہ ہاتھ آگیا گویہ ہر شب چراغ
جہان غم سے سب تیرہ و تار تھا — کہ خورشید زیر زمین چھپ گیا

روان اُسمین نہرین ہوئین بہشت کی ۔ یہ تاثیر ہی کوکب تیر کی
ہبوط اندنون ہی جو بہرام کو ۔ اُسے آٹھوین گھر کا مالک کہو
ہوا و ہوس کو کرے وہ فنا ۔ مجرد رہے روح سب سے جدا
رہے نسبتِ روح یون پُر اثر ۔ مرید اُنکے ہوتے رہین بہرہ ور
جو یان زائچہ مین پڑا نقل جوگ ۔ تو تاثیر اُسکی یہ کہتے ہین لوگ
کہ پہونچین بہر حال مقصود کو ۔ مگر وہ کسی کے ذریعہ سے ہو
جو عاشر مین ہی مشتری بیگمان ۔ پیمبر کا اُس سے وسیلہ عیان
ہمیشہ رہین خادم مصطفےٰ ۔ رہین اُنسے مسرور شیر خدا
جو ہی زہرہ اب سنبلہ مین مقیم ۔ عطارد کا جا کر ہوا ہی ندیم
اُنھین حلۂ جنتی جو ملے ۔ مشابہ ہو وہ رنگ شنجرف کے
کسیوقت پوشاک دھانی رہے ۔ سفید اور کبھی آسمانی رہے
ہمیشہ رہے فضل رب غفور ۔ رہین اُنکی خدمت مین غلمان و حور
جو ہون اُنکی خدمت مین غلمان و حور ۔ تو ہو سُرخ پوشاک بر مین ضرور
لکھون زائچہ کا جو میں سارا حال ۔ تو ہو طول سے سامعین کو ملال
لکھون سب کو اک اک کی نسبت الگ ۔ تو ہو جائے دفتر سے بھی بیشتر
اسیواسطے مین نے تقلیل کی ۔ فضیلت مفصل پہ مجمل کو دی
لکھا ماجرا اُنکے عقبےٰ کا سب ۔ کرین حال دنیا کا مرقوم اب
بنے گا بہت خوب اک مقبرا ۔ رہیگی وہان جمع خلق خدا
رہیگا کھلا فیض و رحمت کا باب ۔ ہمیشہ رہین معتقد کامیاب
کہو اُن نے آخر سنایا یہ سال ۔ سفر عمدہ ہی ہو خدا سے وصال
۱۲ ۸۲

دیگر

سفر مین سعادت ہو ہر طور کی نہین اسمین حاجت ہی کچھ غور کی
مگر دلمین اسکے تعشق رہے یہی اسکو ہر دم تعلق رہے
جو دیکھا سماکی وتدکی طرف مقرر ہی اسکا بعز و شرف
اسے جا ملا مشتری کا مقام ہوئی اس سے حاصل سعادت تمام
جو رجعت مین ہی مشتری اندنون سکے دار باقی روان کیون نہون
گئی برج عارب پہ جبسدم نظر تو دیکھا کہ بیٹھا ہی اسمین قمر
کہ بیت الرجا کا ہی مالک وہی خبر دیتا ہی خانۂ دوست کی
رہے دوست کا انکو ہر دم خیال نہ اسکے سوا اور کچھ ہو ملال
زحل مشتری اور زہرہ سبھی وہ ہر ایک سے متصل ہی ابھی
جو کرتا ہی وہ نور ہر یک کا جمع نہین اسکو مریخ کرتا ہی منع
عطارد سے کرتا ہی پھر اتصال تو ہوتا ہی انوار کا انتقال
قبول اسکو کہتے ہین اہل نجوم سمجھتا ہے نیک اسکو ہر ذی علوم
نتیجہ ہی اسکا یہ بے قیل وقال ہمیشہ رہے دوست سے اتصال
وتد ارض کا جسکو کہتے ہین سب اسے غور سے مینے دیکھا ہی اب
کہ وہ قوس ہی خانۂ مشتری کہ عاشر مین ہی مشتری کو یہی
نظر اسپہ رکھتا ہی ہر دم قمر بلاشک ہوا اسکا اب یہ اثر
بر آئی ہی انکی ہر اک امید ملے انکو جنت مین قصر سفید
کہ الماس گون سب ہون دیوار و در جڑے اسمین موتی رہین سر بسر
جو رابع مین ہی اب زحل کا مقام زبرجد سے ہو وہ منقش تمام
ملے انکو اک بوستان قدیم کہ کہتے ہین سب جسکو باغ نعیم
[illegible] ہے جب لگی کرین سیر دلمین تو ہون جاکے رونق فزا باغ مین

غم و رنج مین سخت مشکل پڑی | مگر عاقبت لیکے ساعت گھڑی
لکھا زائچہ پھر بصد اضطرار | کہ معلوم ہو جس سے انجام کار
بیوت اب لکھے اور کیا تسویہ | تو اس شک کا دل سے ہوا تصفیہ
ستارے ہین فضل خدا سے قوی | نحوست سے بیٹھے ہین سارے بری

زائچہ

ستارے ہین اوتاد مین سب تمام | سعادت پہ ہین دال یہ کلام
کب اسطرح سے ہون ستارے بہم | کہ ملتا ہی ایسا بہت وقت کم
اسے شکل اقبال کہتے ہین سب | کواکب کو ہوتی ہی قوت عجب
جو طالع کی جانب کو پہونچے نظر | تو بس سنبلہ ہی عطارد کا گھر
وہین صاحب طالع موجود ہی | شرف کے سبب سے وہ مسعود ہی
تو ان گھر سفر کا ہی دیکھا بغور | وہ گھر سعد اصغر کا ہی برج ثور
ہوا جا کے طالع مین اُسکا ظہور | سفر اہل طالع کو ہووے ضرور
ہوئی غور سے بات یہ بھی عیاں | عطارد سے زہرہ کا پایا قران

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی   واسطی کو کمال رنج ہوا
عیسوی سال مین یکر دل نے   کہا یہ کیا غضب ہوا ہی بپا

دیگر

شاہ خادم صفی عارف کو   سوے جنت جو قصد سیر ہوا
شدت درد و رنج فرقت سے   سب مریدونکا حال غیر ہوا
عیسوے سال مین یہ ہاتف نے   کہہ دیا خاتمہ بخیر ہوا

دیگر

بیک گردش چرخ نیلوفری   ہوئی دفتر دہر کی ابتری
مٹے نامیونکے نشان سیکڑون   ہوے بے مکین یان مکان سیکڑون
چلی گلشن دہر مین وہ ہوا   کہ نام انکو یان نہ باقی رہا
صفی پور کا حال برہم ہوا   دل اہل عالم کو ماتم ہوا
وہ گھر جو خوشی سے تھے کل باغ باغ   وہ سب آج دنیا مین ہین بےچراغ
کوئی ساتھ مرقد مین جاتا نہین   کبھی فاتحہ کو بھی آتا نہین
فنا ہی فنا ہی یہ سب کائنات   ثبات حبابی ہی اسکی ثبات
رجب کے مہینے کی تھی تیرھوین   اور اتوار کا روز تھا بالیقین
کہ دنیاے فانی سے وقت سحر   کیا شاہ خادم صفی نے سفر
ہوا گوش زد جب مفصل یہ حال   کہون کیا ہوا اکسطرحکا ملال
کئی دن ہی رنج سبکو رہا   باصرار اک دوست نے یون کہا
کہ اے واسطی تو ہی اختر شناس   تجھے صبر لازم ہی کیون ہی اداس
کہ حضرت کا تھا آخری یہ سفر   ذرا دیکھ تو زائچہ کھینچ کر

سیزدہ مرتبہ اگر اے دل | کلمۂ حق بگو تو الا اللہ
میشود سال فوت او ظاہر | گر بگیری تو سیزدہ ہمراہ

قطعات تاریخ اردو

گل تازۂ بوستان خدا | شہ دو جہان خادم مصطفیٰ
رہِ معرفت کے وہ رہبر ہوئے | جو تھے مرحلے اُنسے سب سر ہوئے
زمانے مین اُنکی غنیمت تھی ذات | کسی مین نہ تھے جو تھے اُنمین صفات
رہ راست سبکو وہ بتلا گئے | نکاتِ حقیقت وہ سمجھا گئے
عدم کو سفر کر گئے اُنکی سال | ہوا سارے عالم کو اسکا ملال
دلِ سال گم ہو کے ای واسطی | ہے تاریخ خادم صفی جنتی

۱۲۸۷ ہجری

دیگر

خلق مین بادشاہ تخت فقر | یعنے خادم صفی والا جاہ
کام کوئی کیا نہ جز رہِ حق | مالک ملک فقر دین کی پناہ
طے جو کی اُنکی سال راہ وفات | واسطی سب ہین صرف نالہ و آہ
سر ہر شعر لیکے ہی تاریخ | لا ہیو تون اولیاء اللہ

۱۲۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی عارف نے | جان دی اپنی عشق احمدؐ مین
سال فصلی مین یون ہوئی تاریخ | وہ گیا خدمت محمدؐ مین

۱۲۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی | ہوا ابتر جہان مین دفتر فقر
سال فصلی مین یون ہوئی تاریخ | بادشاہِ جہان کشور فقر

۱۲۸۷ ہجری

در غم و رنج واسطی دل من | گفت ای واشہید دعوتِ عشق

تاریخ فارسی

شاہ خادم صفی ولی خدا | بفلک شد بہ طی ہفت طبق
واسطی داشت اعتقاد تمام | شد گرفتار رنج درد و قلق
من چہ گویم غم فراقش را | خون ہمین گرید آسمان زشفق
گفت تاریخ رحلتش ہاتف | شاہ خادم صفی ولی بحق

۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

رونق افزاے خانوادۂ چشت | پیر و دو نائب حفیظ اللہ
شاہ خادم صفی عارفِ وقت | بود از اسرار سرمدی آگاہ
رخت ہستی بہ بست زین عالم | سوے دار البقا بیکناگاہ
خبر رحلتش بگو شم خورد | شد لبم آشنا بنالۂ و آہ
نرسیدم بعد متش افسوس | کہ رسید این مصیبتے جانکاہ
سال تاریخ گفت ہاتف غیب | تا دم مرگ گفتہ یا اللہ

۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی عارف وقت | ذکر حق داشت در خفی و جلی
داشت با پنجتن ولاے تمام | رفت در خدمت علیؓ ولی
جان بحق داد چون بعشق خدا | عمر جاوید یافت لم یزلی
سال تاریخ گفت ہاتف غیب | شاہ خادم صفی ولی علیؓ

۱۲ ۸۷ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی ولی کامل | بانکیرین گفت عشق اللہ
سال تاریخ واسطی می جست | کرد او راسروش غیب آگاہ

واسطی بوقت دعا ہی کہ یہ خالق سے دعا — سامنے ممدوح ہی استادہ ہی تو روبرو

رنگ و بوے گلشن حشمت ترقی پر رہے — جبتلک ہی گلشن عالم مین جوش رنگ و بو

کالعدم ہوجائین جو بدخواہ ہون سرکار کے — خیرخواہون کو ملے ہر دم زیادہ آبرو

مصرع تاریخ آمد فارسی مین یون ہوا — کردہ فیض مقدم شہزادہ لندن لکھنو

تاریخ طبع دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خان بہادر متخلص بہ اسیر

ہوا طبع نادر کلام اسیر — یہ دیوان ہی بے شبہہ باغ سخن

کہی اسکی تاریخ یون واسطی — چھپا خوب دیوان استاد فن

ایضاً

دیوان اسیر کا ہی مطبوع اہل عالم — الفاظ چست بالکل مضمون تمام مرغوب

تاریخ طبع اسکی یون واسطی نے لکھی — استاد واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب

ایضاً

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیان — لعل قیمت مین صفا مین در مکنون ہی یہ

واسطی سال مسیحی مین ہوئی یون تاریخ — بلبل فکر کا گلدستۂ مضمون ہے یہ

تاریخ عربی

اعطاہ الجنۃ بعد الموت — احسان اللہ الٰہی علیہ

قال لہا ہاتف لہ تاریخ — رضوان اللہ الٰہی علیہ

غزل

ہذا مایہ دار دولت عشق — دلش آگاہ از حقیقت عشق

بود چون معنی کرم ظاہر — از کتاب رخش کرامت عشق

ہر مرید انت از کرم اندہست — چون ہما سایہ سعادت عشق

شاہ خادم صفی عشق خدا — زین جہان رفت در طریقت عشق

علم اسقدر جو کیا ہی حق تعالے نے عطا
زندہ ہوتے اندنون بقراط و افلاطون اگر
بحث حکمت مین کرے اُس سے ارسطو کیا مجال
موشگافی پر اگر آئے کبھی فکر دقیق
کیا اولوالعزمی ہی راہ بحر و برِ و گام ہی
ہر جگہ ہر ملک مین جا جا کے کھیلا ہی شکار
کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی ہر زمین
حکم ہی عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین
اسقدر عالم مین بستِ فیض ہی گوہر فشان
اسقدر میخانہ ہی اُسکی سخاوت کا وسیع
ذکر قمری نے اگر اُسکی سخاوت کا کیا
خلق عالی کہ آشکارا ہی تمام آفاق پر
بہجیسونکو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین
صورت رنجش کرے وہ باغ عالم سے جو دور
لائے جب لب پر نمازی ذکر اُسکے فیض کا
دیکھکر آئینۂ الطافِ مخلص روسفید
کیا شجاعت ہی تمام آفاق پر چھایا ہی رعب
تیغ وہ بران کہ روز جنگ ہی برندہ تر
توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق
فیل کا رتبہ کہین ہی آسمانسے بھی بلند
گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تعریفونکا حصر

عالم و فاضل کی کیا طاقت کرے جو گفتگو
بے تکلف دلسے شاگردی کی کرتے آرزو
بند دو باتونمین ہو جائے زبان بے گفتگو
کالنسہ خورشید تابانمین نکل سکتے ہین مو
ملک دیکھے ہین پھرے ہین شش جہت مین چار سو
دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ کے روبرو
فخر سیاحان عالم ہی یہی بے گفتگو
تار جیب گل ہو تار اشک بلبل سے رفو
پانی پانی ابر نیسان بھی ہی جسکے روبرو
جام ہی خورشید جسمین آسمان جا سبو
واہ ری تاثیر زرین ہو گیا طوق گلو
مشک نافے کی چھپائے سے کہین چھپتی ہی بو
پائے خم چلنے لگے اُٹھنے لگے دست سبو
پیچ و تاب موج مٹ جائے میانِ آبجو
موتیونکی آب سے بھر بھر گئے ظرف وضو
خون دشمن سے ہی تیغ قہر اُسکی سرخرو
کانپتے ہین خواب مین بھی بیکہ صیتسے عدو
جانکر افراسیاب و گیو و رستم کا لہو
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہی جسکے روبرو
مہر ہی زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو
کسطرح گنجایش دریا ہو مابین سبو

رباعی

ہین اہل جہان کے بھی نرالے دستور　مرنا بھی نہین انکا تکلف سے ہی دور
دنیا سے گذرکے بھی تعلق ہی وہی　تابوت کفن سدر جدیدہ کافور

رباعی

پیغام طرب بہار لائی ساقی　بدلے رندی سے پارسائی ساقی
بھر ساغر مے چمن مین چٹکے غنچے　آواز شکست توبہ آئی ساقی

رباعی

ارباب جہان کا کچھ نرالا ہی طور　ہر وقت تلون ہی اگر کیجے غور
روپشت نہین آئینہ آسا یکسان　منھ پر کچھ اور پیٹھ پیچھے کچھ اور

تاریخ قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ عالم پناہ ڈیوک آف ایڈنبرا صاحب بہادر دام اقبالہ کہ معرفت صاحب چیف کمشنر بہادر گذرانی گئی

آمد شہزادہ ہی گلشن ہی سارا لکھنؤ　سبز ہین باران رحمت سے نہال آرزو
مثل گل خندان ہی شادی سے ہر اک پیر و جوان　عید ہی ملتے ہین سب بجتے ہین باجے کو بکو
ہین جوانان چمن بھی بادۂ عشرت سے مست　جھومتے ہین سرو گلشن مین کنارِ آبجو
جو سٹرک ہی روشنی مین کہکشان سے کم نہین　منزل مہتاب تابان ہین دکانین چار سو
کیا چمک ہی کیا صفائی ہی در و دیوار مین　ہر قدم پر آئنے ہین رہروونکے روبرو
ہی رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند　کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہو کے باہم گفتگو
واہ کیا اقبال ہی کیا جاہ ہی کیا عز و شان　کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو
ہو در دولت کا دربان ہی یہ دارا کو ہوس　آئنہ داری کی رکھتا ہی سکندر آرزو
تخت سے اسکے جواہر کا ہوا پایہ بلند　تاج سے اسکے دُر یکتا نے پائی آبرو
عدل مین نوشیروان کیا اُس سے ہمسر ہو سکے　غیر ممکن ہی کہ ہو ہمچشم دریا آب جو

رباعی

جب تک رہا دولت نے پھنسایا مجکو
مقصود کا جلوہ نہ دکھایا مجکو
درویش ہوا تو معرفت حاصل کی
ویرانے مین گنج ہاتھ آیا مجکو

رباعی

یارب یارب اُمیدوار آیا ہون
العفو العفو گناہگار آیا ہون
مجرم مجرم پکارتا ہے ہر مو
رحمت رحمت کہ شرمسار آیا ہون

رباعی

ای یاس ہوئی اُمیدواری تجھسے
ای رنج ہی چشم غمگساری تجھسے
اصرار گناہ مین ٹھکانا ہی کہان
ای شرم ہوئی تو رستگاری تجھسے

رباعی

آخر کو تھکے گناہ کرتے کرتے
عاجز ہوے جام بادہ بھرتے بھرتے
کیون آئے تھے ایسی زندگی کے لیے
افسوس رہا یہ ہمکو مرتے مرتے

رباعی

دنیا کا سب انقلاب دیکھا ہمنے
نیرنگ دہ خراب دیکھا ہم نے
پر جا کی لحد مین چشم عبرت جو کھلی
معلوم ہوا کہ خواب دیکھا ہمنے

رباعی

کیا مردم دنیا ہین خدا کی ہی پناہ
رہتے ہین گرفتار معاصی گمراہ
ابلیس کا کام آدمی ہو کے کرین
لا حول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

ہے واعظ شہر بھی نہایت بدخو
رندونکو برا کہتا ہی وہ عربدہ جو
کہدو کوئی اُس سے کہ نہین منھ مین لگام
ای شتر بے مہار پہلو پہلو

رباعی

جبتک کہ ہی زیست حب حیدر ہو نصیب
اور مرگ کے بعد جام کوثر ہو نصیب
ہر وقت یہ واسطی دعا ہی اپنی
محشر مین شفاعت پیمبر ہو نصیب

رباعی

آیا ہی جو مانگنے گدا ے مسکین
ہان خواہ زبان سے وہ کہے خواہ نہین
کیون مثل تفنگ گرم ہوتا ہی بخیل
ڈر ہے نہ لگے آگ خزانہ مین کہین

رباعی

جو کوئی فقیرونکو کریگا خرسند
پائیگا بہشت مین وہی قصر بلند
دیتا ہی اگر تو کوہ زر دے منعم
عالی ہمت بناے پستی نہ کنند

رباعی

پھر گرم ہوئی شعر و سخن کی محفل
جانا ہی ضرور پر تردد مین ہی دل
مشتاقونکے ساتھ معترض بھی ہین وہان
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رباعی

ای چرخ مجھے تو نے ستایا تو کیا
ہون خود مین مٹا ہوا مٹایا تو کیا
اک ہیزم خشک کو جلایا تو کیا
اک مشت غبار کو اڑایا تو کیا

رباعی

دنیا کا تکلف ہمین بھاتا نہین کچھ
نظرو نمین یہ سامان سماتا نہین کچھ
اس بزم مین آئینہ بنایا ہی ہمین
سب دیکھتے ہین پر نظر آتا نہین کچھ

رباعی

لغزش کی جگہ دیکھ کے ٹل جاتا ہون
جب دام مین پھنستا ہون نکل جاتا ہون
نظرونسے جہان کے یا علی کہہ کہکر
ہر مرتبہ گر گر کے سنبھل جاتا ہون

رباعی

ماتم کا ہی شور ناتوانی کا ہے زور
چھائی ہی گھٹا رنج والم کی گھنگھور
جو صبح ہماری ہی وہ ہی شام فراق
جو شب ہی ہماری وہ شب اول گور

رباعی

جو دارد کوے ثبت سے بے پیر ہوا
افراط نقاہت سے زمین گیر ہوا
یہ غم مین پھنسا کہ اُٹھکے چلنا کیسا
ہر نقش قدم حلقۂ زنجیر ہوا

رباعی

ہین اہل جہان غم مین گرفتار تمام
صحت مین بھی ہین صاحب آزار تمام
جو سبزہ ہی دام ہی جو غنچہ ہی قفس
ہی خانۂ صیاد یہ گلزار تمام

رباعی

جس شی کی ہو احتیاج رب دیتا ہی
جو مانگتے ہین لوگ وہ سب دیتا ہی
ہنگام طلب نہ دے گا ہمکو کیونکر
جو سارے جہانکو بے طلب دیتا ہی

رباعی

ہی پیاس تجھے میری گوارا ساقی
اتنا بھی نچاہیئے گذارا ساقی
تو مے نہین دیتا ہی اگر خیر نہ دے
اللہ کریم ہے ہمارا ساقی

رباعی

دیتا ہے جسے وہ کبریا دیتا ہے
بے حکم کسی کو کوئی کیا دیتا ہے
ہی دست کریم تابع دست خدا
دیتے ہین یہ منعم جو خدا دیتا ہے

رباعی

مرغان قفس کو دے نہ دھوکا صیاد
اس سے تجھے دشمنی ہی بیجا صیاد
آئی ہی بہار تو بتاتا ہے خزان
بے پر کی اُڑانا نہین اچھا صیاد

رباعیات

مضمون یہ مشکل سے ہوا ہی معلوم
مابین ہی دو عدم کے ہستی کا وجود
اس ہستی فانی کا یہی ہی مفہوم
خطین مین جسطرح ہو نقطہ موہوم

رباعی

یارب مری تسلیم کی عادت ہو جاے
غم ہو نہ ترے غم کے سوا اور کوئی
دل مین مرے جاگزین قناعت ہو جاے
جو رنج کہ درپیش ہو راحت ہو جاے

رباعی

عاشق مین ہوا ہون ایک بت کا ناگاہ
اب کفر سے مطلب ہی نہ اسلام سے کام
کچھ کام نہین ہی مجکو جز نالہ و آہ
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

کام آیا نہ مال نہ گنج و دُر شہوار
دُنیا سے گئے ہم تو گئے خالی ہاتھ
رومال و دوشالہ و قبا و دستار
جو کچھ کہ کیا تھا جمع چھوڑا ناچار

رباعی

رہتا ہی یہ دھیان میرے دلمین اکثر
قرآن مین اللہ یہ فرماتا ہی
ہی شرک بڑا گناہ سب سے بدتر
لاتدع مع اللہ الہاً آخر

رباعی

اول جو ہی سب سے اور ورلے اول
آخر کہا بیچگون ہی بیچون ہی وہ
سمجھے نہین اسکو انبیا و مرسل
جب حل نہوا عقدۂ ما لاینحل

رباعی

گر کچھ ہوس جاہ و تجمل ہوتی
گرتے سو بار ضعف طالع سے ہم
طاقت نہ ہمارے دلکو بالکل ہوتی
تکیہ جو نہ دیوار توکل ہوتی

بنایا کیا سراپا نور حق نے اپنی قدرت سے ثریا منھ چھپالے ابر کے پردے مین خجلت سے
نہ آئے مشعل مہتاب بھی آگے ندامت سے صراحی سر جھکائے شمع ہو خاموش حیرت سے
لکھون تعریف جسدم ای بت بے پیر گردن کی

نظارہ کیا کرے کوئی ترے حسن صباحت کا کہ پردہ سامنے آنکھونکے پڑجاتا ہی حیرت کا
خدا کی شان ہی ای حور نقشہ تیری صنعت کا رخ پر نور مین جلوہ عیان ہی اسکی قدرت کا
برنگ شاخ نخل طور ہی تصویر گردن کی

کہانتک صبر آئے دیکھتا ہون راہ ای قاتل کہین جلدی ہو رشتہ عمر کا کوتاہ ای قاتل
تری آنکھین تو ہین خونریز عالم واہ ای قاتل مجھے تیغ نگہ سے ذبح کر للہ اے قاتل
بہت مدت سے ہی مشتاق یہ شمشیر گردن کی

مصیبت مین پڑا ہون کوہ غم سے سر مرے ٹالو چھڑائے قید ہستی سے کوئی جلاد بلوالو
عبث چھلے کے سانچے مین مجھ مہجور کو ڈھالو کرون گردنکشی اب مین تو پھانسی لف کی ڈالو
نہین اس سے زیادہ ای صنم تعزیر گردن کی

قیامت لائیگا حسن اس بت بیباک کا اکدن عیان ہو جائیگا حال اس دل صد چاک کا اکدن
دکھائیگی محبت مجکو بستر خاک کا اکدن کریگا قتل زیور اس بت سفاک کا اکدن
چھری پھیرے گی گردنپر مرے زنجیر گردن کی

کمند شوق مین نظارہ بازونکے کھنچے جب دل زمانے بھر کی آنکھین کیون نہو عن یدا کی سائل
تعالی اللہ ایسی شکل ہی نظارہ کے قابل تری لفونکی صورت ہی شب قدر ای مہ کامل
برنگ شمع روشن کیون نہو تصویر گردن کی

دم زینت مجھے کرتا ہی مضطر وہ بت پرفن نہوگا اب کسی صورت سے ضبط گریہ و شیون
ہر اک زیور ہوا ہی واسطی کی جان کا دشمن جلانیکے لیے صبر دل عشاق کا خرمن
صفیر اک برق رخشان بنگئی زنجیر گردن کی

راست کہتے ہین ہر عشق کی کھاتے ہین قسم | زاہد و معتکفِ کعبۂ ابرو ہین ہم
از پئے محراب حرم شوق مناجات نہین

دونون آنکھین ہین شب و روز مری اشک فشان | یہ بھادون ہی وہ ساون ہی نہ شک ہی نہ گمان
چاہیئے شکر کرین سب ہمہ تن ہوکے زبان | ساقیا بادہ کشونپر ہی ہمارا احسان
بارش اشک سے کس فصل مین برسات نہین

ایکدل ہی اسے دو کعبۂ ابرو مین جگہ | ایکدل ہی اسے دو تکیۂ پہلو مین جگہ
ایکدل ہی اسے دو جوشن بازو مین جگہ | ایکدل ہی اسے دو کوچۂ گیسو مین جگہ
دو نہین تین نہین پانچ نہین ہہات نہین

صاف ہوتے نہین تم ہمسے ہزارون ہین شکوک | دل دیا تمکو حقیقت مین ہوئی ہمسے چوک
دیکھیے دیتے ہین گنجینۂ فقیرونکو ملوک | اور کچھ تمسے نہین چاہتے عشاق سلوک
کیجیے بوسہ عنایت یہ بڑی بات نہین

فکر اثبات دہن ہی تمھین بیکار اسیر | بات یہ سارے زمانے پہ ہی اظہار اسیر
واسطی کی بھی رہے یاد یہ گفتار اسیر | صاف ظاہر ہی سخن سے دہن یار اسیر
یہ وہ دعوی ہی جسے حاجت اثبات نہین

مخمس بر غزل حاجی الحرمین الشریفین منشی امداد حسین فرخ آبادی متخلص بہ صفیر

صفت لکھنا ہی مشکل اوس بت بے پیر گردن کی | قلم سے میرے ہوسکتی نہین تفسیر گردن کی
نہین ممکن ہی لکھنا صورت تحریر گردن کی | کھنچے کیا مانی و بہزاد سے تصویر گردن کی
کہ شمع طور کی ہی روشنی تنویر گردن کی

کہین کیا حال تمسے کچھ ہوا اپنے مقدر کا | نہین ہی ہوش ہمکو عشق مین ہرگز تن و سر کا
رہا کرتا ہی ایسا پاس ہمکو اوس ستمگر کا | کہا جب آپنے ہمکو امتحان کرنا ہی خنجر کا
تو ہمنے نذر قاتل سنکے یہ تقریر گردن کی

ایسی ذلت تو گوارا ہمین دن رات نہین | نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین

کعبہ گھر آپ کا ای قبلۂ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ ترے دل مین ہو پیدا مرا گھر | ایک صورت ہو صفائی کی اِدھر اور اُدھر
ظاہری ربط سے کیا فائدہ ای رشک قمر | شکل آئینۂ بے زنگ مین آتی ہی نظر

صاف جبتک نہو دل لطف ملاقات نہین

کج ادائی جو یہی ہی تو نہ غم کھاؤن گا | تاب اس رنجش بیہودہ کی کب لاؤن گا
نرم ہونگا مین توجہ نہ اگر پاؤن گا | پھیر کر مُنہ کو نہ بیٹھو ابھی اُٹھ جاؤن گا

دور کعبہ بہت ای اہل خرابات نہین

ہی عبث مانع گلگشت نکر ہمکو ملول | بوے نخوت سے فقط رنگ ندامت ہی حصول
ہی بہار آج خزان کل ہی یہ قصہ نہین طول | باغبان خوبی گلزار پہ اِتنا بھی نہ بھول

کشف گل مین نہین غنچہ مین کرامات نہین

فرقت یار مین ہی داغ سے بدتر گل تر | نخل ماتم مرے نزدیک ہی ہر ایک شجر
ہے نہ ترغیب مجھے سیر کی ای باد سحر | پاؤن کسطرح سے رکھون روش گلشن پر

ہاتھ اُس گل کا مرے ہاتھ مین ہیہات نہین

کہو غافل سے فلک سر پہ مصیبت لایا | عمر غفلت مین تری کٹ گئی دھوکا کھایا
سخت ہی راہ عدم چاہیے کچھ سرمایا | دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا

کھول آنکھین کہ عیان صبح ہوئی رات نہین

بخت غربت مین ہمین لائے ہین دل اول | تنگدستی سے حواس اپنے ہین اسپر مختل
ہم تو شاعر ہین ہمارا ہی یہی حسن عمل | بہر یاران وطن بھیجیے لکھ لکھ کے غزل

اس سے بہتر کوئی تحفہ کوئی سوغات نہین

جب سے رکھا ہی رہ مہر و محبت مین قدم | دین و ایمان کا نہین ہوش بجز یاد صنم

ہم تو جبن شہر مین پہونچے نئی دنیا دیکھی

کوئی آئین نہین ہی کوئی دستور نہین
اسلیے شہر مین رہنا ہمین منظور نہین
کون کہتا ہی وہان جانے کا مقدور نہین
سب چلے جاتے ہین کچھ ملک عدم دور نہین
دیکھنا ہم بھی پہونچ جاتے ہین دیکھا دیکھی

فرش سبزہ کا کہین سایۂ سنبل ہی کہین
نہر کا دور تو موجونکا تسلسل ہی کہین
سرو رعنا ہی کہین قمریونکا غل ہی کہین
خندۂ گل ہی کہین نالۂ بلبل ہی کہین
سیر اس گلشن ایجاد مین کیا کیا دیکھی

برہمن مست مسلمان ہی ہر اک تشنہ دہان
واہ ای دور فلک عقل یہان ہی حیران
جاے عبرت ہی حقیقت مین خرابات جہان
ہم تو پیاسے رہین مے غیر کو دے پیر مغان
اُلٹی اس شہر مین بہتے ہوے گنگا دیکھی

عشوۂ و ناز کی کھایا کیے ہم اکثر چوٹ
سنگ کی چوٹ سے بھی بڑھکے اُٹھائی ہر چوٹ
جبسے پیدا ہوے دنیا مین ہی یہ سر چوٹ
عشقبازی کی یہ خو ہی کہ لگی دلپر چوٹ
چلتے پھرتے جو کوئی صورت زیبا دیکھی

وار تیرون کے ہون پہلو پہ جگر پر اوبت
زخم تلوار کے سینے کی سپر پر اوبت
محو سو جانسے رہین حسن بشر پر اوبت
دین برباد کرین ایک نظر پر اوبت
ایسے نادان نہین ہمنے بھی ہی دنیا دیکھی

وہ نہ خورشید جہانتاب ہی نے بدر منیر
چشم ظاہر سے ہی سو پردونمین مخفی تنویر
واسطی خوب یہ استاد کو سوجھی تدبیر
دیدۂ دل سے نظر کی رُخ روشن پہ اسیر
چشم موسیٰ سے صفا کی ید بیضا دیکھی

ولہ

خلق و اشفاق و کرم لطف و عنایات نہین
لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہین

چون سپاس رزق بے منت لسنازم واسطی
از کباب می کہ دارم من وسلوائے دگر

مخمس بر غزلِ حضرت شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہٗ العزیز

ازل سے گرچہ حسن و عشق مین تھا رابطہ باہم
نہ عالم کا مرقع تھا نہ تھا تصویر کا عالم
ولیکن حسن کو قصد تماشا تھا نہ کچھ بسدم
نشان بر تختۂ ہستی نبود از عالم و آدم
کہ دل در مکتبِ عشق از تمنای تو می زودم

وہ گلرو آب سمایا ہی رگ جانمین برنگ بو
نکالا بیخودی نے اُس سے ملنے کا نیا پہلو
خودی کا تھا جو پردہ بیچ مین وہ ہو گیا یکسو
ہر وائے عقل نامحرم کہ امشب با خیال او
چنان خوش خلوتے دارم کہ من ہم نیستم محرم

وہ میکش ہون نہین رکھتا ہون کچھ پروائے جام جم
نیا عالم ہے میری بزمِ عشرت کا ہی کچھ عالم
جو شیشہ ہے دل پُرخون تو ساغر دیدۂ پُرنم
کہ دارد اینچنین عیشے کہ در عشق تو من دارم
شراب خون کباب دل ندیم درد نقل غم

ہوئی تھی سعد پہ اے واسطی حالت عجب طاری
سنا تھا مین نے فرماتے تھے با صد گریہ وزاری
کہ تجھ دلریش کے سینے مین صد ہا زخم تھے کاری
اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ داری
ملامت ہائے گوناگون جراحتہائے بے مرہم

مخمس بر غزل تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر متخلص بہ اسیر

عاشق زار نے فرقت مین پیدا دیکھی
سچ کہو آئے ہو کیا لوگون کی دیکھا دیکھی
دل نے مرنے کی روش شکل تمنا دیکھی
نبض بیمار جو اے رشکِ مسیحا دیکھی
آج کیا آپ نے جاتے ہوئے دنیا دیکھی

وہم سان قاف سے تا قاف سبک سیر ہے ہے
حال نیرنگی عالم کوئی پوچھے ہمسے
کبھی مشرق مین در آئے کبھی مغرب مین گئے
ہر جگہ وضع نئی چال نئی لوگ نئے

جدا ای بت نگردی از دل من
حریم کعبہ را تبخانہ داری
بہ تیغ غمزہ کشتی عالمی را
ہمانا شیوۂ ترکانہ داری
ز دست این آتش شوقت کہ در دل
کہ سوز ای چشم چون پروانہ داری
ز صاد چشم از طغرای ابرو
مزین حسن را پروانہ داری
ندارد ہیچ پیمان استواری
بجز پیمان کہ با پیمانہ داری
بپایش سر بنہ ای زلف چون من
سر گر با سر جانانہ داری

چہ دیدی واسطی از چشم مستش
کہ ہر دم نالۂ مستانہ داری

کی روم پیش شفیق لطف فرمای دگر
جز در ت چشم کشایش نیست از جای دگر
میکشد سر ہر دم از خاطر تمنای دگر
دل بجای دیگرست و چشم من جای دگر
انتظارم تا قیامت میکشد آخر کہ او
میگذارد وعدۂ فردا بفردای دگر
مید ہد آن ماہ سیما گر چنین داغ فراق
میکنم من ہم تلاش ماہ سیمای دگر
بر د خضر شوق دل تا منزل مقصد مرا
سایہ آسا قطع این رہ کردم از پای دگر
غار پا در مثل شمع و ہمچو برق آتش قدم
چون من سرگشتہ نبود دشت پیمای دگر
چشمۂ چشم ترہ ما را بچشم کم مبین
جوشد از ہر قطرۂ این بحر دریای دگر
رفتی از میخانہ و از بی قراریہا فتاد
جام بر جام دگر مینا بمینای دگر
نیستم مجنون کہ در یک دشت ماتم خاک بیز
میروم ہر دم ز صحرای بصحرای دگر
حیرت چشم بجا باشد کہ شکل آئینہ
در تماشای رخش کردم تماشای دگر
منکہ اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش
کی شوم قائل بہ اعجاز مسیحای دگر
گو ہلال ابرو بدر گر دیدی شوخ کہ ہست
مثل تو بر آستانش صد جبین سای دگر
گاہ عناب لبش بوسید و گہ سیب ذقن
ہر دم از خامی دل من پخت سودای دگر

ملک حسن اُسکو ملا اور ہمکو کشور عشق کا	اب ہمارا کیا اجارہ جبکہ کھبوٹ ہو گئی
وہ جھڑکتا ہی رہا اور شانہ مین کرتا رہا	کشمکش مین مفت اُس بدخو سے جھنجھٹ ہو گئی
ہی کدورت دلمین اُسکے کیا کرین اب ہم بھلا	جو می بید رد تھی ساغر مین لمچھٹ ہو گئی
بسلا ہوا دشت گردی مین عجب کھٹراگ ہی	آگ کیا کیا لائی وحشت کیسی نٹکھٹ ہو گئی
رات کو سویا جو مین یاد رخ گلنام مین	چارپائی میری پھولونکا چھپر کھٹ ہو گئی
جب لب لعلین پہ اُسکے عکس کاکل کا پڑا	پان کی مسرخی پہ مسی کی اُداہٹ ہو گئی

مشق خط نے واسطی کیا حسن خط پیدا کیا
سطر جو ہمنے لکھی اُس زلف کی لٹ ہو گئی

متفرقات

دید رخ تو باعث حیرانی نظر	زلف شکستہ وجہ پریشانی نظر
ہر نما نعید روی چون بعید گاہ	گرد و ہزار دل شدہ قربانی نظر
از بسکہ شد بکعبۂ روی تو سرنگون	پیداست داغ سجدہ بہ پیشانی نظر
در جلوہ گاہ حسن تو بردار میگشند	آئینہ را بجرم پریشانی نظر
نگزاشتہ ست در دو جہان ہیچ زندہ	تیر نگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ای واسطی فتادہ معرابیاض چشم
تا حک شدہ است مصرع لاثانی نظر

چہ زیبا نرگس مستانہ داری	شراب طرفہ در پیمانہ داری
شدی تا آشنای دیدۂ من	مرا از خویشتن بیگانہ داری
نہادی پای در بزم رقیبان	سرت گردم سر با ما نداری
بہ گیسو بستۂ دلہای عشاق	بیک زنجیر صد دیوانہ داری
بیفشان نقد دل را در رہ او	دلا گر ہمت مردانہ داری

عجب کیا ہی جو عاقل گردشِ ایام مین آئے
کہ دانہ دیکھکر آدم سے دانا دام مین آئے

عدم سے ہم عبث اس ہرزہ فرجام مین آئے
چھٹا گلزار راحت کشمکش کے دام مین آئے

ملال و رنج کا ہی سامنا آغاز الفت مین
خیال آتا ہی دیکھین پیش کیا انجام مین آئے

برنگِ ریگ مردم آسمان ہی شیشۂ ساعت
قدم کیونکر کسی کا خانۂ آرام مین آئے

یہ نازک ہی جو انگشت نظر کا بھی اشارہ ہو
نظر خط کبود اسکے لطیف اندام مین آئے

رہے محفوظ میری استخوان برباد ہونیسے
سگ جانان نے کھائے یا ہما کے کام مین آئے

یہ پھیلا نور وحدت عالم کثرت ہوا پیدا
مقام خاص سے جسدن وہ بار عام مین آئے

علاقہ کیا ہی مقصد سے کہ مین ہون عاشق صادق
ہوس کیا ذکر جو میرے دلِ ناکام مین آئے

نہین ممکن تصور اسکا میرے دل سے ہٹ جائے
جدا کس طرح سے ہو حرف جو ادغام مین آئے

صفت پردہ نشینونکی مناسب کب ہی بے پردہ
سخن لب پر جو آئے صنعتِ ابہام مین آئے

پھنسا کر مرغ دلکو زلف مین ہنسکر یہ فرمایا
بہت اڑتے پھرے اب تو ہمارے دام مین آئے

نہ یان خوف ملامت ہی نہ یان رنج نصیحت ہی
لحد مین آکے کیا ہم خانۂ آرام مین آئے

محبت مین بتونکی صرف نقد جان غنیمت ہی
وہ مال اچھا ہی جو خلق خدا کے کام مین آئے

بھلا بے درک کامل کب کسی کی آنکھ کھلتی ہی
بصارت کحل سے کیا دیدۂ بادام مین آئے

شراب عشق پیکر خام طبعونکی یہ حالت ہی
کہ جیسے بادۂ گلگون سبوئے خام مین آئے

نہین نام آورونکو غم زوال جاہ و دولت سے
نگین کے ٹوٹنے سے نقص کیونکر نام مین آئے

محبت اندنون ہی واسطی مصحف عذاروں سے
بحمد اللہ نکلکے کفر سے اسلام مین آئے

۱۳۲۱

باعث وحشت مرے پاؤنکی آہٹ ہو گئی
جاگ اٹھا وہ جنگجو بیوجہ کھٹ پٹ ہو گئی

زلف شبگون سے جو پہونچی روئے انور پر نگاہ
مین یہ سمجھا رات گذری صبح جھٹ پٹ ہو گئی

یون نکلتا رک کے گردن پر مری خنجر کبھی
صاف ظاہر اس سے قاتل کی رکاوٹ ہو گئی

یہ نہ ٹھہرے گا جو ہم تا لامکان لیجائینگے
جب سمندِ شوق کو آتش عنان لیجائینگے
گور مین ساتھ اپنے داغ دلستان لیجائینگے
اور کیا دنیا سے تیرے خستہ جان لیجائینگے
مرتے مرتے چاک دل کا اپنا نہان لیجائینگے
دیدۂ حیران کریگا آپ عرض آرزو
رشتۂ جان سے کمر کا ناپنا منظور ہے
جمع آمال حسن کی فکر آزادونکو کیا
پڑ گئی مجھپر جو اُس خورشید طلعت کی نظر
فصل گل مین چار دن رہنے دے مجکو باغبان
گر فرشتے آئے ہین لینے تو اتنا پوچھ لو
جائینگے ہم چشم پوشیدہ مکانِ یار مین
ہمکو اے دل دیکھنا ہی ایکدن تیرا جگر
ہم فرشتونکی سنینگے بات کب اے ناصحو
جسم سارا لاغری سے مٹتے مٹتے مٹ گیا
روز محشر ظلمتِ عصیان نظر آئیگی کیا
کیا رسائی ہوگی مشکل ہمکو بام یار تک
رنج و غم کی آمد و شد گر یہی دلمین رہی
ظاہری سامان شوکت گر نہین ہے وقت کوچ

اس غزالِ وحشی کو پھر دیکھیں کہان لیجائینگے
برق کا اہل نظر پھر گمان لیجائینگے
بے تکلف حاصل کون و مکان لیجائینگے
سینہ بریان آہ سوزان دل طپان لیجائینگے
مثل خرما ہم شگافِ استخوان لیجائینگے
سر پہ ہم کیون بار احسان زبان لیجائینگے
ہاتھ اس حیلے سے تا موے میان لیجائینگے
کیا یہان لائے تھے جو ہم پھر وہان لیجائینگے
چاند کا سب میرے داغونپر گمان لیجائینگے
ہم خزانمین خود اٹھا کر آشیان لیجائینگے
کسکے گھر لیجائینگے کسکے یہان لیجائینگے
حسرتِ دیدار در پردہ نہان لیجائینگے
کوچۂ قاتل مین پھر امتحان لیجائینگے
گر لحد مین بھی یہی شغل فغان لیجائینگے
روح کو رکھینگے ہم کس جا کہان لیجائینگے
ساتھ اپنے ہم جو آہونکا دھوان لیجائینگے
ساتھ ہم آہِ رسا کے نردبان لیجائینگے
جان میری ایکدن یہ میہمان لیجائینگے
لشکر غم کو جلو مین ہمعنان لیجائینگے

۳۲۰

دینگے کیا دادِ سخن اے واسطی نافہم لوگ
شوق سے اشعار تیرے قدردان لیجائینگے

نظر آیا ہمین روئے حقیقت تب یہ سمجھے ہم / مجازی عشق مین جو پاتے تھے ہم اک نقش باطل کے
برنگ رشتۂ تسبیح ہو ہموار تو کوئی / کہ حل ہو جاتے ہین دم مین جو سو عقدے ہین مشکل کے
فرشتوں نے بھی بک ڈالینگے قصہ اپنی وحشت کا / ذرا دم مین دم آجائے جو تھکے ماندے ہین منزل کے
تمھارے باغ کے دھوکے مین پہونچے باغ جنت مین / پشیمانی ہوئی کیا کیا نہ ہمکو حور سے مل کے
نکلنا بحر الفت سے شناور کو نہین اچھا / کہ مٹ جاتی ہین موجین پاس جب جاتی ہین ساحل کے
ضیا ہر ایک اُس سے حسب استعداد پاتا ہے / منور جسکے رُخ سے ہین ہزارون آئنے دل کے

۳۲۸ بھلا انجم مضامین کیون نہ چمکین چاند کی صورت / کہ ہم بھی واسطی شاگرد ہین اُستاد کامل کے

محبت مین ہو گا اثر ہوتے ہوتے / ثمر لائیگا یہ شجر ہوتے ہوتے
اجل آکے دیگی نہ دم بھر کی فرصت / مسیحا کو ہو گی خبر ہوتے ہوتے
بچا کون یارو نہین تیغ قضا سے / چھنا سینہ اپنا سپر ہوتے ہوتے
یہ صبح شب وصل ڈالونگا جھگڑے / کہ جائینگے وہ دوپہر ہوتے ہوتے
خرابی سے اُلفت مین گھبرا نہ اے دل / دل یار مین ہو گا گھر ہوتے ہوتے
اگر آبرو ہے تو دولت بھی ہو گی / کہ ہوتا ہے قطرہ گہر ہوتے ہوتے
چلا شام سے رات بھر جو مسافر / وہ منزل پہ پہونچا سحر ہوتے ہوتے
لگائین غضب یاد ابرو نے تیغین / ہوا قیمہ ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے
ترے غم مین ہے کیا یہ پیر فلک بھی / ہوا حلقہ دُہری کمر ہوتے ہوتے
بہت دور ہے میرے گھر سے در اُسکا / گذر جائیگا دن گذر ہوتے ہوتے
جو دل کی تڑپ ہجر کی شب یہی ہے / قیامت کریگی سحر ہوتے ہوتے
مزہ وصل کا تمکو ہوتا ہے حاصل / جیو گے اگر دن بسر ہوتے ہوتے

۳۲۹ کیا واسطی یار نے شب کا وعدہ / نہ دو جان اب نوحہ گر ہوتے ہوتے

نہین ممکن وہ دے بوسے دہان تنگ سے ہمکو
کہ ممسک کب سخی ہوتا ہی گھبرانے سے سائل کے

جو اُس گلرو کے دل مین خار گذرا غیر کا آنا
بحمد اللہ ہمارے آج پھوٹے آبلے دل کے

بہت پیش نظر ہین دانہلے اشک کے خرمن
ہوے ہین ہم بھی مالک ایک ملک بے حاصل کے

ہوا ہی علم حاجب فہم رمز عشق کو اکثر
کبھی عالم سے رتبے بڑھ گئے ہین مرد جاہل کے

حجاب شرم کیا کم ہین محافظ حسن عارض کے
یہ حرز چین پیشانی نہین قابل حمائل کے

قدم کیا کوئی رکھے آگ پر لیکن خیال اُسکا
رہا کرتا ہی ہر دم پاس میرے آتش دل کے

رہا کرتا ہی ہر دم جگھٹا رندان میکش کا
مے ساقی کے دم تک ہین یہ سارے جلسے محفل کے

عبث ذات و صفات حق مین ہندو بحث کرتے ہین
کہ ہم سیدھے مسلمان ہین نہین طالب دلائل کے

ادب کمبخت نے فرصت نہ دی روز جزا ہمکو
وگرنہ ڈال دیتے ہاتھ تو دامن پہ قاتل کے

۳۲۷

چمک جاتی ہی اب تقدیر کسکی واسطی دیکھین
مقابل اُسکے لاتے ہین ہزارون آئنے دل کے

یہ اُسکی بزم مین عالم ہی اب بیتابی دل کے
دکھاتی ہی تماشے شمع کشتہ رقص بسمل کے

کھنچا جاتا ہی دل کیا کیا اثر ہے عشق کامل کے
مقرر تابع فرمان ہین سب معمول عامل کے

کبھی ہنس بولکر ہم دو گھڑی دل خوش تو کرتے ہین
رہین آباد جلسے حشر تک یاران یکدل کے

چلن ہی سکۂ عشق گرانمایہ کا جس جا پر
برابر ہین وہان دُر یتیم اور آبلے دل کے

حواس و عقل و صبر و ہوش جتنے دوست تھے میرے
انہین سبکو نکالا گھر سے دل نے عشق سے مل کے

نہوتے زندۂ جاوید میر لطیف جیسے کیونکر ÷ ÷
خضر بھی کشتہ ہین تیغ نگاہ ناز قاتل کے

جلین کیونکر نہ غیر ایسے جو اُسکی بزم سے ہمکو
نکالین صورت شمع سحر ارباب محفل کے

کدورت کیون نہو روح روانکو جسم خاکی سے
قدم کیچڑ سے بھر جاتے ہین اکثر رہرو گل کے

رہیگا خانہ پرور نفس کیسوت روان گھر مین
کہ پائے خواب آلودہ کہان قابل ہی منزل کے

ہمارے خون کی دیگا گواہی کون محشر مین
دہان زخم دم مین آگئے ہین تیغ قاتل کے

بشر کیا جانور کیا سب ہین طالب حسن کے یکسان
ترے بلبل ہین ہم ای گل پتنگے شمع محفل کے

چھڑایا زیست کے جھگڑے سے مجکو عشق ابرو نے
رہے احسان مری گردن پہ کیا کیا تیغ قاتل کے

پہونچ جائینگے ہم بھی کعبۂ مقصود تک اکدن
سر منزل پہونچ رہتے ہین بھولے چوکے منزل کے

زبانسے اپنی وحشت مین انا لیلی نکلتا ہی
نہین مانند مجنون پھرتے ہین مشتاق محمل کے

یہ روزن ہین جنسے سیر ہم عالم کی دیکھینگے
گریگی گرد غم کیا بند رخنے خانۂ دل کے

ہمارے سینہ پر یہ خال کا ہونا
حفاظت ہوتی ہی کافور کی ہمراہ فلفل کے

جو لکھا وصف اُسمین ہمنے تیری زلف پیچان کا
پریشان ہوگئے اوراق سب مجموعۂ دل کے

نہ سمجھے کب کٹی گردن نہ سمجھے جان کب نکلی
بوقتِ ذبح ایسے محو تھے ہم روے قاتل کے

ترے چھلونسے حلقہ حلقہ گل کھائے ہین اعضا پر
ہمارے عضو تن پابند ہین گویا سلاسل کے

ہی واجب سجدۂ محراب ابروے بتان ہمکو
عبادتسے ہوا کرتے ہین روشن آئنے دل کے

۳۲۶

عذاب گور سے دی مخلصی ای واسطی ہمکو
علی مشکل کشا تھے کام آئے وقت مشکل کے

نہین ممکن جو بیٹھین چار دن آپسمین مل ملکے
بشر تپلے ہین آتش کے ہوا کے آب کے گل کے

چمن مین ہر سحر گل کسقدر ہنستے ہین کھل کھلکے
نہین پروا کہ دل صدچاک ہوتے ہین عنادل کے

چھپا لینگے جو آئے جلوے اُس لیلی شمائل کے
ہماری آنکھ کے پردے نہین کیا پردے محمل کے

مقدر مین لکھی ہی جانکنی اس نیم بسمل کے
رگ گردن کٹے کیا کانپتے ہین ہاتھ قاتل کے

وہان گانا بجانا ناچنا ہی ساز عشرت ہی
یہان گھنگھرو گلے مین بولتا ہی نیم بسمل کے

سمجھکر چشم عاشق اُسنے اپنی آرسی توڑی
خدا حافظ بچینگے کسطرح سے آئنے دل کے

اداؤ ناز و شوخی و شرارت عشوۂ و غمزہ
ہمین تو مار ڈالا ہی انھین دو چار نے مل کے

بوقت ذبح ایسی لذتِ دیدار پائی ہی
خدا ہر روز سر دیتا تو کرتے نذر قاتل کے

کشاکش مثل آرہ ہی نفس کی آمد و شد مین
ہوے ہین زخم تازے سینۂ مجروح چھل چھل کے

۳۲۴

خوشی ہی نزع کی ہمکو تو واسطی اتنی
علی کا چہرہ دم احتضار دیکھین گے

شراب پیتے ہی رنج خمار دیکھین گے
چھٹینگے پھول تو ایذاے خار دیکھین گے

جو تیری بزم کو اے گلعذار دیکھین گے
وہ زندگی مین جنان کی بہار دیکھینگے

جو دید یار مین حائل ہی زیست کا پردہ
ہم اپنا جامۂ ہستی اُتار دیکھین گے

رفوگرون کا جگر چاک چاک ہوگا ضرور
جو پیرہن کو مرے تار تار دیکھین گے

امان شکنجۂ غم سے ہی مرکے بھی دشوار
لحد مین جاکے عذاب فشار دیکھینگے

یہ رشک ہوگا کہ کھائینگے داغ سرتاپا
گلے مین اُسکے جو پھولون کا ہار دیکھینگے

تمھاری آنکھ کا سودا اُبھرائے گا در دل
ہمیشہ گردش لیل و نہار دیکھینگے

پھرینگے دشت جنون مین جو صورت مجنون
جمال لیلی محمل سوار دیکھین گے

اُن ابروؤن کا تصور بندھا ہی شام سے آج
یقین ہی خواب مین ہم ذوالفقار دیکھین گے

جو پہونچے یار کے گھر تک کرینگے دل مین جگہ
نہین ہین طفل کہ نقش و نگار دیکھینگے

نہین زمانۂ باطل مین حق شناس کی قدر
جو حق کہینگے وہ آخر کو دار دیکھینگے

جواب گور غریبان سے کسکو ملتا ہے
یقین نہوگا تو اُنکو پکار دیکھینگے

۳۲۵

قریب طبع ہی دیوان واسطی اپنا
اُچھل پڑینگے جو اہل دیار دیکھینگے

خیال اُس رشک لیلی کا یہان ہمراہ ہی لیکن
نہین مجنون کہ دوڑے جائین پیچھے پیچھے محمل کے

رہی حسرت دم بسمل نہ نکلے حوصلے دل کے
جو ہوتا دسترس تو چوم لیتے ہاتھ قاتل کے

نیا دیکھا تماشا رقص مین اُس ماہ کامل کے
بہ رنگ ہالۂ مہتاب سب حلقے ہین محفل کے

صدا یہ دیتے ہین ابتک فرشتے چاہ بابل کے
بشر عاشق نہون یارب کسی زہرہ شمائل کے

یہ وحشت تھی نہ خنجر کہ میرا ہاتھ پڑتا تھا
کبھی اپنے گریبان پر کبھی دامان پہ قاتل کے

قدر ان سیم تنون کو جو ذرا بھی ہوتی
نقد دل کو مرے بیجا نہ تصرف کرتے

دوسرے روز ملاقات کے عرفہ ہوتا
جا کے اُس ترک سے پیدا جو تعارف کرتے

تیرے کوچے مین اگر انکی رسائی ہوتی
پھر نہ پھرتے مہ و خورشید توقف کرتے

دھیان دلمین جو جہان گذران کا ہوتا
فوت مطلب پہ کبھی ہم نہ تاسف کرتے

سہل تھا راز محبت کا نہ افشا اے دل
قطع کرتا وہ زبانکو جو ذرا اُف کرتے

خانۂ دلمین غم دوست جو کرتا تکلیف
ہم بھی سامان ضیافت مین تکلف کرتے

اے پریچہرہ اگر زندہ سلیمان ہوتے
تیرے فرمانسے سر مو نہ تخلف کرتے

فقر مین ہمت مردانہ خدا نے بخشی
نال دُنیا جو نظر آتی ہمین تف کرتے

عاشقو نپر تمھین بیداد گرو لازم تھا
لطف و اشفاق و عنایات و تلطف کرتے

لوگ عاشق جو حسینون کا سمجھتے دم نزع
ختم یسین کی جگہ سورۂ یوسف کرتے

واسطی آپ کے دلمین جو نہوتا کچھ درد
ہو کے بیتاب نہ اسطرحسے اُف اُف کرتے

۳۲۳

جو خال گوشۂ ابروے یار دیکھینگے
نیا ستارۂ دنبالہ دار دیکھین گے

تمام عمر رہ انتظار دیکھین گے
کبھی تو تجکو ہم اے شہسوار دیکھینگے

تمھارے آئینۂ رخ پہ خط جو نکلے گا
حلب کو دیکھکے ہم سبزوار دیکھینگے

کرینگے پھر نہ کبھی لالہ زار کی گلگشت
جو آپ میرا دل داغدار دیکھین گے

نگاہ کب رخ خورشید پر ٹھہرتی ہے
نظر نہ آئینگے وہ ہم ہزار دیکھینگے

تمام ہوگا کسی دن نہ وعدۂ فردا
کہان اُمید کہ رخسار یار دیکھین گے

چھلک کے اشک کا پانی مٹائیگا اسکو
ذرا جو دلمین کسی کے غبار دیکھینگے

شہید ناز کا ملجائیگا پتا اُن کو
گلی مین اپنی جو تازہ مزار دیکھینگے

سفر مین سایۂ دیوار یار آئیگا یاد
کبھی اگر شجر سایہ دار دیکھین گے

محیط دہر مین کب ہر و ملک فنا ٹھہرے
حباب آسا کوئی ساعت جو ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے

مشام جان معطر ہو دل مضطر ذرا ٹھہرے
شمیم یار لائی ہی تو کوئی دم صبا ٹھہرے

کوئی کیا امتحان یار مین میرے سوا ٹھہرے
جو ہو ثابت قدم اُسکا قدم روز وغا ٹھہرے

جو بوسہ مانگتے ہین ہم تو وہ کہتے ہین پھر مانگو
خدا کی شان ہی عاشق نہ ٹھہرے ہم گدا ٹھہرے

تہ ہر نخل کانٹے فرش ہین صحراے وحشت مین
کوئی بیٹھے تو کیا بیٹھے کوئی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

ہمارے استخوانون تک جو پہونچا ہی تو جلدی کیا
سگ محبوب بھی آئے ذرا کہدو ہما ٹھہرے

سیہ خانے مین اپنے مین جو دم دیکر قسم اُنھین لایا
کہا کچھ دم الجھتا ہی یہان میری بلا ٹھہرے

بجا ہی بیقراری سینۂ پر سوز مین دل کو
سر مجمر بھلا سیماب آتش دیدہ کیا ٹھہرے

کہا یہ ساتھیونسے ہم جو پہونچے اُسکے کوچے مین
ٹھہرتے ہین یہین ہم تو نہ ٹھہرے کوئی یا ٹھہرے

دل مردم شکستہ ہین تو دور چرخ گردانسے
پسین کا ہیکو یہ دانے اگر یہ آسیا ٹھہرے

عجب دور فلک ہی واہ کیا اُلٹا زمانہ ہی
ہوے بیگانے اپنے آشنا نا آشنا ٹھہرے

حنا ہی اسقدر پاے نگہ اسپر پھسلتا ہی
کسی کی آنکھ تیرے چہرۂ روشن پہ کیا ٹھہرے

دل مردہ جلایا اُسکی آنکھون نے اشارون سے
فرنگی میرے حق مین عیسی معجز نما ٹھہرے

مرے کشتے کو خوف غرق ہی بحر محبت مین
خدا وندا ہین موجین قہر کی کچھ تو ہوا ٹھہرے

عبادت بے حضور قلب کیا کام آئے ای زاہد
بنا جسکی نہو مضبوط وہ تعمیر کیا ٹھہرے

کبھی مشک ختن کہتا نہین اُس زلف مشکین کو
یہی اندیشہ ہی ایسا نہو کوئی خطا ٹھہرے

ملے آرام کیونکر ساکنان ملک ہستی کو
نہین ممکن کہین عمر روان کا قافلا ٹھہرے

سر و گردن مین جھگڑا ہو رہا ہی دیر سے قاتل
پڑے خنجر جو تیرا درمیان تو فیصلا ٹھہرے

بہے ای واسطی جو ماتم شبیر مین آنسو
وہ موتی روز بازار قیامت بے بہا ٹھہرے

۳۲۲

اب وہ آنے مین جو دم بھر بھی توقف کرتے
ہاتھ ملتے مرے ماتم مین تاسف کرتے

۳۱۹

واسطی قائل کثرت ہین جو یہ کہتے ہین
گل وہی خار وہی نور وہی نار وہی

زاہدونکو اندنون جو دعوی توحید ہی
حال تو ظاہر ہی لیکن ظاہری تقلید ہی

سوچتا ہون گھر مین بیٹھون یا بیابانمین پھرون
وہ تقاضا عقل کا وحشت کی یہ تاکید ہی

سختی دوران ہی لازم بہر اہل اتحاد
جس جگہ دو حرف مدغم ہین وہان تشدید ہی

شیعہ وسنی وہندو ومسلمان مین خلاف
ایک کو مد نظر یان ایک کی تردید ہی

گرم جوشی سے زمانےکے ہوے بیمار رہم
سرد مہری اسکی اپنے واسطے تبرید ہی

منزل مقصود تک آخر پہونچ جائینگے ہم
رہنما اپنی اگر اللہ کی تائید ہی

شکل آئینہ سراپا چشم ہی اپنا بدن
ماہ رخسارون کا ایسا اشتیاق دید ہی

ہمکو اس عشق مجازی سے حقیقی ہی مراد
اصل مطلب وہ قصیدہ کا ہی یہ تمہید ہی

ماہنو شمشیر قاتل کا جو آیا ہی نظر
قتل کی شب شام سے قربانیون عید ہی

۳۲۰

واسطی انکو گذرتی ہی تری اوقات خوب
رات دن تکبیر ہی تسبیح ہی تحمید ہے

سیر عالم جوش مستی مین کرون اُمید ہی
ساغر مے مجکو ساقی ساغر جمشید ہے

عرصۂ آفاق مین چشم بصیرت چاہیے
ذرہ ذرہ سے نمایان جلوۂ خورشید ہے

ہی مگر شمشیر تیری چشمۂ آب بقا
جو ترا کشتہ ہی قاتل زندۂ جاوید ہے

ای فلک بزم غنا سے قیدخانہ کم نہین
نالۂ زنجیر مجکو نغمۂ ناہید ہے

پھولتا پھلتا نہین یہ آئی ہی کیسی بہار
سرو ہی اپنا درخت آرزو یا بید ہی

کچھ اگر کہتا تو ہوتا سب پہ افشا راز غیب
کوئی کیا جانے جو میری خامشی مین بھید ہی

۳۲۱

واسطی غربال تیرون سے ہوا اپنا بدن
ہر جگہ سوراخ ہی ہر ایک جا اک چھید ہی

نپوچھ حال غم ہجر یار مین ہمدم
مکان مین ہم ہین کہ مردہ کوئی مزار مین ہی

کہو کہ اپنے مریضونکی کچھ تمھین ہی خبر
کوئی ہی عالم غش مین کوئی بخار مین ہی

دو نیم دل ہین ہزارون خیال ابرو مین
یہ کاٹ کب کسی شمشیر آبدار مین ہی

تمھارے ہونٹھونکی مسی مین پانکی سرخی
زیادہ تر شفق شام سے بہار مین ہی

خیال زلف پریشان کبھی نہین جاتا
کمال خاطر شوریدہ انتشار مین ہی

نہ منع کر مجھے رونے سے دیکھ ای ناصح
عنان گریہ کب اب اپنے اختیار مین ہی

چمن چمن ہین گل داغ میرے سینے مین
جو اسمین ہی وہ کہان سیر لالہ زار مین ہی

ہوا ہون خاک جو الفت مین نازنینونکی
شمیم گل کی نزاکت مرے غبار مین ہی

۳۱۸

فراق یار مین ای واسطی جو زندہ ہین
سبب یہ ہی کہ نہین موت اختیار مین ہی

خط نکلنے پہ بھی ہی حسن رخ یار وہی
موسم دے مین ہی شادابی گلزار وہی

گرچہ سو بار ہوئی دید رخ یار نصیب
اپنی آنکھونکو ہی پر حسرت دیدار وہی

لاکھ تعلیم کرے لاکھ کوئی سمجھائے
چال اُسکی ہی وہی خو وہی کردار وہی

اپنے مشتاق سے تو آج جو کرتا ہی سلوک
پیش آئیگا کسیدن تجھے ای یار وہی

اُس سوا غیر سے رکھنا ہی توقع بیجا
سب کا ہنگام مصیبت ہی مددگار وہی

ترک کرنے کا نہین تیری جفاؤنسے وفا
جو کہا منھ سے کرونگا مین گنہگار وہی

گلشن حسن حسینانکو خزانسے کیا کام
نرگس چشم وہی ہی گل رخسار وہی

مین تو انجام کو ڈرتا ہون خدا خیر کرے
دل وہی درد وہی عہد وہی یار وہی

کسطرح اُس سے کرون قطع محبت ناصح
ابتلک حسن وہی عشق وہی پیار وہی

کل تلک مسجد جامع مین جو تھا پیش امام
آج ہی معتقد حضرت خمار وہی

خاک جل جلکے ہوے وامق و مجنون ہزار
ابتلک عشق کی ہی گرمی بازار وہی

ملا مزے پہ مزہ خوبی مقدر سے
کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کے لیے

مقام طعن نہین ہی کسی کی زشتی شکل
سبب ہی نام کا روے سیہ نگین کے لیے

جو لوگ حاضر و غائب مین رہتے ہین یکسان
جزاے خیر عمل ہی رقم انھین کے لیے

۳۱۶
لڑاؤ ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہو اس زمین کے لیے

ہی کون حسین جسکی خبر ہم نہین رکھتے
کس بزم مین کس گھر مین گذر ہم نہین رکھتے

تشریف وہ لائینگے تو کیا نذر کرینگے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بے پردہ رخ یار ہی ای حسرت دیدار
افسوس کہ یاراے نظر ہم نہین رکھتے

تشریف نہ لائین وہ کبھی پوچھ تو جائین
اتنا بھی تو نالو نمین اثر ہم نہین رکھتے

گھر اپنا لٹا یا ہی رہ عشق مین اس پر
دل مین کسی محبوب کے گھر ہم نہین رکھتے

جب تجکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر
ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکھتے

سو بار مرے ہجر مین سو بار جیے ہم
ہرگز ملک الموت کا ڈر ہم نہین رکھتے

کب تیغ پڑی کب ہوئی دونون مین جدائی
کچھ اپنے سر و تن کی خبر ہم نہین رکھتے

پروانہ ہی محفل مین گلستان مین ہی بلبل
اک آپکی صحبت مین گذر ہم نہین رکھتے

جو داغ ہی سینے کا ضیا مین وہ قمر ہی
پروا تری ای رشک قمر ہم نہین رکھتے

۳۱۷
کچھ روز قیامت سے نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکھتے

وہان شتاب یہان خاطر انتشار مین ہی
جنون کا جوش مجھے موسم بہار مین ہی

تمام عشوہ تری چشم پر خمار مین ہی
مقام فتنہ تری زلف تابدار مین ہی

وقار کیا مرے دل کا نگاہ یار مین ہی
یہ کس شمار مین ہی اور کس قطار مین ہی

اگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس
ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے

مرکے راحت کا آسرا تو ہی — کوئی اپنا نہین خدا تو ہی
شربت وصل سے ہوئی صحت — مرض عشق کی دوا تو ہی
عفو کیجئے مری خطا صاحب — آدمی مورد خطا تو ہے
سلسلہ دوستی کا قایم ہی — گر نہین ہی وفا جفا تو ہے
اسی صورت کی تھی اذیت ہجر — موت کچھ صورت آشنا تو ہے
پاس اُنکے اگر نہین خنجر — قتل کو خنجر ادا تو ہے
مہربان ہجر یار مین اپنا — اور کوئی نہین قضا تو ہے
استخوان ہونگے اپنے کیون برباد — سگ جانان نہین ہما تو ہی
کب ہی اندوہ خانہ بربادی — گھر نہین خانۂ خدا تو ہے
تخت شاہی اگر نہین تو نہو — بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

واسطی کیا فشار گور کا غم
بچ رہو حل کے کربلا تو ہی

۳۱۵

بنی ہی چین شکن زلف عنبرین کے لیے — نہ ای قمر ترے آئینۂ جبین کے لیے
مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کب تک — کوئی علاج بھی آخر ہی اس نہین کے لیے
کسی کا کام نہین ہی جہا نہین بے مطلب — نماز پڑھتے ہین زاہد بھی حور عین کے لیے
گلے مین طوق پڑا بڑھ گئی یہ وحشت دل — اُٹھائے پیچ بڑے زلف عنبرین کے لیے
ہمارے دل سے نجائیگا عمر بھر غم عشق — یہی مکان مناسب ہی اس مکین کے لیے
جگہ نہ قبر کی دی اُسنے اپنے کوچے مین — اُڑائی خاک بہت چار گز زمین کے لیے
فہیم فیض اُٹھائینگے میرے دیوان سے — کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کے لیے
نماز کیون نہو اہل سجود کی مقبول — جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کے لیے
نیا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا — تو تار اپنے گریبان و آستین کے لیے

ای اجل آجلد کہ اس ننگ سے ہمکو رہا
بار ہی تن پہ لباس مستعار زندگی

صاف آنکھین اپنی دیکھین نور خورشید ضیا
درمیان سے کاش اُٹھ جائے غبار زندگی

دم ہی دم ہی وہ بھی آیا یا نہ آیا کوئی دم
ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدار زندگی

٢١٣
یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی
ہاتھ مین آئی عنان اختیار زندگی

دختر رز کی شب و روز دلا تاک رہی
پاک طینت ہون طبیعت بھی مری پاک رہی

ہاتھ سے چھوٹ گیا ایک پری کا دامن
کیون نہ وحشت سے گریبان مرا چاک رہی

کیسے کیسے تری رفتار سے ای حشر خرام
فتنہ برپا نہ تہ گنبد افلاک رہی

ہر گھڑی خوف خدا سے ہو جو پانی پانی
کیون نہ دریا کیطرح دامن دل پاک رہی

آنکھ کھلتے ہی کہا دل نے جو دنیا دیکھی
گھر پُرانا ہی کوئی اسمین بھلا خاک رہی

حشر مین کہتی ہی جاروب مژہ نالونکی
صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہی

حرص دُنیا مرے دلمین نہ کرے اپنی جگہ
دور مسجد سے کہو یہ سگ ناپاک رہی

کبھی حمام مین آیا نہ پئے غسل وہ مہر
منتظر ہاتھ مین کیسے لیے دلاک رہی

دلمین ہر وقت ہی خال رخ جانانکا خیال
روز و شب کیون نہ مجھے نشۂ تریاک رہی

کسی غنچے کا کدورت سے نہین دل خالی
باغبان تیرے گلستا نمین کوئی خاک رہی

شیخ مستو نمین جو آیا ہی تو یکسو ہو جاے
جام و مینا رہین یا شانہ و مسواک رہی

در پہ احباب جو تابوت لیے بیٹھے ہین
اُٹھکے ہم چلتے ہین طیار کھوڈاک رہی

پیچ اک یہ بھی ترے گیسو پہ پیچ کا ہی
مسکن مار نہ کیون شانۂ ضحاک رہی

سیر مقتل کی مبارک تجھے ای شاہ سوار
سر ہمارا ابھی مگر زینت فتراک رہی

٣١٤
واسطی ناصح و واعظ اگر اُسکو دیکھین
ہوش غائب ہون ابھی فہم نہ ادراک رہی

جہان مین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل رفعت کی
ہمیشہ معرکے مین کاٹتے ہین تیغ سے سر پہلے

سفر کا نام کیون لیتے ہو میرے سامنے صاحب
کہین ایسا نہو دُنیا سے میرا ہو سفر پہلے

گلی سے یار کی جب نامہ بر مایوس پھرتا ہی
دل بیتاب میرا مجکو دیتا ہی خبر پہلے

بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچک جائے نہ لنگر سے
اُٹھاؤ تیغ پیچھے ہاتھ مین باندھکر پہلے

وہ فرماتے ہین خود دیدار کے طالب جو ہوتے ہین
کرین پیدا مرے مشتاق ہمارا نظر پہلے

ارادہ مسجد و میخانہ دونو مین ہی جانیکا
تردد ہی دوراہے مین مگر جاؤن کدھر پہلے

پہونچکر کوچۂ جانان مین تب نامہ اُسے دینا
دیے ہین جو نیے جب پوچھ لینا نامہ بر پہلے

ابھی ہین نیند مین ہم منتظر ہین وہ شب وصلت
سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہی گجر پہلے

بلاتے ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے
بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گھر پہلے

کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہی
در شہر عدم پر اس سے تیرا ہی گذر پہلے

چڑھی رہتی ہی تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا
یہ عادت تھی نہ تیری ای بُت بیداد گر پہلے

ہوے وہ دودھ کی مکھی کہ صورت شکر ہی باہر
جو سفلے تھے بہت اُس شوخ سے شیر و شکر پہلے

اُٹھائے داغ جو اُلفت مین لذت اُسکو حاصل ہو
ثمر ہوتے ہین پیچھے پھول لاتا ہی شجر پہلے

۳۱۲

پہونچکر واسطی اُس در پہ سجدہ کچھ نہین آسان
نہایت دور ہی رستہ بڑا ہی درد سر پہلے

دیکھتے ہین ہم تماشاے بہار زندگی
ہین گل رعنا ہمین لیل و نہار زندگی

سیر عالم مین ہی لطف روزگار زندگی
ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگی

خاک کے پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین
چار دنکی ہی یہ دُنیا مین بہار زندگی

جسقدر ہو روز کم آرام ہی مزدور کو
عمر اگر کم ہو اُٹھا سکتے ہین بار زندگی

جانتا ہی ہر بشر آخر کو مرنا ہی ضرور
پردۂ غفلت ہی آنکھون پر حصار زندگی

خضر اگر ملتے تو اتنی پوچھتے ہم اُنسے بات
کیا ہی تنہائی مین لطف نو بہار زندگی

صبح تک ہمکو شب وصل مین کھٹکا یہ رہا / راز افشا نہو لوگونمین نہ چرچا ہو جاے

کاٹ لے کاٹ لے سر دبر نہ کراے جلاد / بوجھ بھاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہو جاے

آب شمشیر نگہ سے جو کرے وہ سیراب / پیاس بجھ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہو جاے

خوف اتنا ہی ترے عشق مین ای پردہ نشین / تو مبادا مری بدنامی سے رسوا ہو جاے

خوف ہی فرط نزاکت سے مری بار ہی تک / بار خنجر سے ترا ہاتھ نہ جھوٹا ہو جاے

دیکھکر مین یہ رقیبونکو دعا کرتا ہون / نظر بد سے جو دیکھے تجھے اندھا ہو جاے

نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سے جو اٹھون / ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہو جاے

ہوکے خورشید ہی بیفائدہ چھپنے کا خیال / سات پردونمین جو تو ہو تو ہویدا ہو جاے

ہونہین عشق کمر یار مین اک مور ضعیف / قطرۂ اشک نہ کیونکر مجھے دریا ہو جاے

محو دیدار ہون سب گو تمھارے ہو ہجوم / تم تماشے کو جو نکلو تو تماشا ہو جاے

۳۱۰ — تیرے محبوب کا ہی واسطی زار غلام / مغفرت اسکی پس مرگ خدایا ہو جاے

مخفی اُسکا دہن تو ہم ہی / عقل تعریف کیا کرے گم ہی

عشق ہر آدمی کو ہی لازم / عود مین بو نہو تو ہیزم ہی

دیکھ رونا ہماری آنکھون کا / بحر زخار کا تلاطم ہے

کیون نہ لذت اٹھائین زخم جگر / نمک افشان ترا تبسم ہی

ہم فقیرونکو خاک کوے صنم / فرش مخمل ہی فرش قاقم ہی

۳۱۱ — عشق مین واسطی کی حالت زار / آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سے اپنا گھر پہلے / مناسب ہی کہ کرلے طاق کسریٰ پر نظر پہلے

شرارونسے دکھایا میری نالون نے اثر پہلے / یہ وہ ہی نخل لاے پھول سے بھی جو ثمر پہلے

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہو جاے
دامن کوہ بدخشان مرا دامان ہو جاے

پہونچے افشان اگر اُس ماہ کی پیشانی پر
ذرے ذرے سے خجل مہر درخشان ہو جاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانا نپر
کسطرح سے حبشی شاہ بدخشان ہو جاے

روشنی دیکھون دیوالی کی اگر مین بے یار
نخل ماتم مجھے ہر سرو چراغان ہو جاے

یون ہی صحبت ہو حسینونکی میسر ای چرخ
کاش مدفن مرا بازیگہ طفلان ہو جاے

اک پریرو کی محبت مین ہون وہ گرم مزاج
سر پہ پتھر جو لگاؤن شرر افشان ہو جاے

عکس پڑ جاے جو دانتون کا ترے دریا مین
آب خجلت سے صدف مین دُرِ غلطان ہو جاے

عاشق زلف کا لکھتے ہین فرشتے احوال
ڈر ہی مجکو کہین دفتر نہ پریشان ہو جاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سہی
کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہو جاے

تم نہ آؤ تو تصور ہی کو اپنے بھیجو + +
کبھی آباد مرا خانۂ ویران ہو جاے

جاے گا پیک تصور تری محفل مین ضرور
روک سکتا نہین جبرئیل جو دربان ہو جاے

اپنے کشتونکو جو وہ سیم بدن دفن کرے
گنج پرویز ابھی گنج شہیدان ہو جاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجھے
مشعل افروز ہر اک غول بیابان ہو جاے

اُلفت چاہِ ذقن مین جو بھر آئی مری آنکھ
ای خضر اور عیان چشمۂ حیوان ہو جاے

شیخ کعبے کو گیا پوجنے اسود کو عبث
سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہو جاے

تر جو ہو اشک ندامت سے ہمارا دامن
ابر کا نیچہ مژگان مین گریبان ہو جاے

۳۰۹

واسطی دے جو فلک فکر کی فرصت مجکو
حجم مین میر سے بڑھکر مرا دیوان ہو جاے

وہ دم نزع جو آجائین تماشا ہو جاے
ملک الموت مرے حق مین مسیحا ہو جاے

وصف اُس چہرۂ روشن کا جو انشا ہو جاے
صفحہ قرطاس کا رشک ید بیضا ہو جاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہو جاے
کیا عجب ہی کہ کبوتر مرا عنقا ہو جاے

ہم فقیروں کو تکلف سے غرض کیا ساقیا ۔ جام زرین کے عوض جام سفالی چاہیئے
کیجیئے موزون جو وصف قد جانا نمین غزل ۔ باندھنا ہر شعر مین مضمون عالی چاہیئے
کیون نہین کرتا ہی سینے کو مشبک تیر آہ ۔ خانۂ تن مین ہوا آنے کو جالی چاہیئے
ہی خلاف عقل خود آرائش گلزار دہر ۔ ہر چمن کو بہر زینت کوئی مالی چاہیئے

۳۰۷

دل مین اُسکے چشم میگون کا رہی ہر دم خیال
واسطی مے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیئے

چمن مین لیکے جو اُس گل کی بو صبا آئی ۔ دہن سے غنچون کے آواز مرحبا آئی
نہین ثبوت یہ کس مست کی قضا آئی ۔ سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئی
جو میکدے مین کوئی محتسب نے توڑا جام ۔ شکست شیشۂ دل کی مجھے صدا آئی
شب فراق مین مر مر کے روز جیتا ہون ۔ چھٹا عذاب سے اچھا ہوا قضا آئی
اِدھر گناہ مین جلدی اُدھر عذاب مین دیر ۔ مجھے تو شرم نہ آئی اُسے حیا آئی
کرون پسند نہ کیونکر لباس عریانی ۔ یہی تو ٹھیک مرے جسم پر قضا آئی
تھکے پکار کے ہم کشور خموشان مین ۔ کسی مکان سے کسی کی نہ کچھ صدا آئی
بندھا خیال ہمین زلف و روے جانان کا ۔ چمن مین گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئی
وہ ناتوان تھا کہ پایا کبھی نہ بستر پر ۔ ہزار بار مجھے ڈھونڈھنے قضا آئی
سنی جو صحن چمن مین صداے خندۂ گل ۔ ہمارے کان مین آواز آشنا آئی
خیال زُلف مین ہمنے جو سیر دریا کی ۔ تو موج موج سے زنجیر کی صدا آئی
مین وہ مریض ہون بگڑا مزاج اور مرا ۔ جو میرے سامنے بنکر کوئی دوا آئی
اگر اثر نہوا اُسکے دل مین کیا حاصل ۔ جو پایہ عرش کا ای آہ تو ہلا آئی
اُنھین تو کام ہی ہر وقت کنگھی چوٹی سے ۔ بلا سے اُنکے جو سر پر مرے بلا آئی
پڑی تھی کوچۂ جانان مین واسطی مری خاک ۔ ستم کیا کہ اُڑا لے اسے ہوا آئی

فغان مین شور محشر ہی و فور عشق قیامت ہی
جو داغ دل ہی سینے مین وہ خورشید قیامت ہی

مبارک واعظو سجدہ تمھین محراب مسجد مین
خم ابروے جانان ہمکو محراب عبادت ہی

بقدر حال ہی شاہ و گدا کو رنج دنیا مین
اُسے فکر جہان ہی اور اسے فکر معیشت ہی

دہان تنگ سے اُسکے نہین غنچہ کو کچھ نسبت
رگ گل مین بھلا موے کمر کی کیا نزاکت ہی

جو شبنم سبحہ گردان ہی تو سجدہ کرتی ہی نرگس
گلستان مین جسے دیکھا وہ مصروف عبادت ہی

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہو سکے کوئی
ترے کوچے مین جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہی

ہر اک داغ جنون ہی اشرفی ہر اشک گوہر ہی
ہمارے پاس بھی ای منعمو و لتسیے دولت ہی

صداے صور ہی شیشے کی قلقل ہجر ساقی مین
بیاض پنبۂ مینا نہین صبح قیامت ہی

شرار آہ کے تن سے بجاے مو نکلتے ہین
بسان سرو آتشباز ہمین ایسی حرارت ہی

ہمارے زخم خندان دیکھکر روتے جو اشک خون
تو ہم کہتے مقرر چشم سوزن مین بصارت ہی

۳۰۶	تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو ہمین تو واسطی نان جوین بھی نان نعمت ہی	

استعارے سے نہ کوئی شعر خالی چاہیے
شاعرون کے واسطے نازک خیالی چاہیے

عالم وحشت مین کسکو فرش قالی چاہیے
سایۂ اشجار کی ہمکو نہالی چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا
آج محفل مین شراب پرتگالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی روے یار سے
گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہی جسمین ایک بھی دانہ نہو
خال کی اُلفت سے کوئی دل نہ خالی چاہیے

کیون شب فرقت نہو ظلمات سے تاریک تر
اہل ماتم کے لیے پوشاک کالی چاہیے

کشور دل مین نہ کیونکر عشق ہو فرمانروا
بندوبست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

بیت ابرو کے تصور مین نہین لگتا ہی جی
دل لگی کو سیر دیوان ہلالی چاہیے

نامناسب گفتگوے تلخ ہی عاشق کے ساتھ
تجھکو ای شیرین دہن شیرین مقالی چاہیے

جو سنے اپنا گریبان چاک کر ڈالے ابھی / بسکہ افسانہ مری الفت کا وحشت خیز ہی

ہجر ساقی مین پر آب آنکھین مری ہین مثل جام / کیا صداے قلقل مینا ملال انگیز ہی

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغ ارم / وادی ہمین سے بڑھکر دشت وحشت خیز ہی

۳۰۴ — کچھ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج / بادۂ عشق بتان سے جام دل لبریز ہی

اگی ہی باغ مین کس کشتۂ قامت کی تربت ہی / اگا ہی خاک سے جو گل وہ خورشید قیامت ہی

بلاتے گر نہین وہ پاس اپنے کیا شکایت ہی / ابھی تو ہمسے اُنسے دور کی صاحب سلامت ہی

طلوع صبح ہی پہلو مین وہ خورشید طلعت ہی / دکھائے شام ہجران منہ نہین کیا اسکی شامت ہی

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خواری مین / بس اب پیری مین دھونا ہاتھ دنیا سے عبادت ہی

برنگ کاہ ہین پر کوہ غم سر پر اُٹھائے ہین / نقاہت مین بھی اپنے جسم لاغر مین یہ طاقت ہی

تصور مین جو اُسکے سرنگون ہین سجدہ کرتے ہین / گریبان کا ہمارے دور محراب عبادت ہی

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا / یہ دنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہی

جو اُنکے سینے پر عکس گہر دندان کا مالا ہی / لچکتی ہی کمر اُنکی نزاکت سے نزاکت ہی

تنفر سے عبث پھیرے ہی منہ تو اے سگ جانان / ہما کھائے جو میرے استخوان اسکی سعادت ہی

صدا سنکر دم رفتار مردے زندہ ہوتے ہین / مگر خلخال پائے یار بھی صور قیامت ہی

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نے بھی منہ موڑا / کہان ایسا زمانے مین کوئی برگشتہ قسمت ہی

ہوا ہی ابر ہی صحن چمن ہی اور ساقی ہی / کرو ای میکشو عشرت کہ یہ صحبت غنیمت ہی

کبھی آ لینے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا لب تک / مرے سر پر ترا احسان نہایت ای نقاہت ہی

۳۰۵ — جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی ای واسطی ترا / نہ ڈوبے کشتی گردون کہین ہمکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نے موڑا اگر منہ کیا قباحت ہی / ملینگے سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہی

شرم عریان بدنی مرگ سے بدتر ہی مجھے
آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے

شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
قطع کسطرح کوئی الفت فرزند کرے

کام نامرد کا ہی خلق کو دینا آزار
ہی وہی مرد کسی دلکو جو خرسند کرے

دوست واعظ نہین ہوتا کبھی بے ترک شراب
آپ مٹ جائے تو حاسد کو رضامند کرے

چاہیئے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے

شعر دزدیدہ سے ہوجاتا ہی شاعر بدنام
کیون کوئی غیر کے فرزند کو فرزند کرے

اک جہان جانکا دشمن ہی جنون مین اپنا
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے

ارتکاب عمل زشت کو کہتے ہین جنون
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

٣٠٣

واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نہین
کون فرعون کو تحریر خداوند کرے

تیز رفتاری مین یہ وہم و گمان سے تیز ہی
توسن عمر روان کب طالب مہمیز ہی

رشک کنعان ہی عزیزو سرزمین لکھنؤ
ہر گلی ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہی

رات دن ہنستا ہی شیون پر تو ہمسایونکے گھر
شور نالون کا ہمارے بسکہ درد انگیز ہی

سرخ دینا چاہیئے مجھکو کفن بھی بعد مرگ
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہی

سنتے ہین پیتا ہی وہ ہمراہ غیر وقت شراب
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہی

رنج فرقت سے زیادہ وصل کی شب مین ہوا
گفتگو اس شوخ کی بتک ملال انگیز ہی

مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہی

کوچۂ گیسو سے اسکے ہوکے آئی ہی مگر
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہی

کیون نہون سر رہ رو انکے پاؤن رکھتے ہی قلم
جادۂ الفت دم شمشیر سے بھی تیز ہی

دھیان ہی صبح و مسا خونریزی عشاق کا
وہ شہ خوبی بھی اپنے وقت کا چنگیز ہی

باد صرصر سے بڑھا تھا ہی ہر دم دو قدم
اپنے اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہی

صدقہ اُتارنیکی اجازت اگر وہ دین | پیدا کرو نمین جسم مین جانین نئی نئی

۳۰۱

سنتا ہون کوے یار مین میلا ہی واسطی
آراستہ ہوئی ہین دُکانین نئی نئی

تیرے آگے حسین کوئی کیا ہی | حور کیا چیز ہی پری کیا ہی
ہتکڑی جان لے کے چھوڑیگی | ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی
زاہدو دیکھ لو وہ نرگس مست | پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہی
جان جائے تو جائے اُلفت یار | نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہی
غنچہ سب اُس دہن کو کہتے ہین | شاعرو بات یہ نئی کیا ہی
عشق مین جان کوہکن کی گئی | دل لگانا بھی دل لگی کیا ہی
آگے آگے ترے دکھلائے گا | مضطر اے دل ہوا ابھی کیا ہی
انقلاب جہان سے کیا معلوم | کہ کبھی کیا ہی اور کبھی کیا ہی
ہین خریدار اُسکے شمس و قمر | زہرہ کیا مال مشتری کیا ہی
مرگیا ہوگا کوئی عاشق زار | سچ بتاؤ کہ پھر خوشی کیا ہی
لے کے دل بوسہ بھی نہین دیتے | کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہی
آگیا دل کسی حسین پہ اگر | تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہی
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون | پھر وہی کہتے ہو اجی کیا ہی
دوستی غیر سے جو کرتے ہو | آپکو مجھسے دشمنی کیا ہی
حق تو یہ بات ہی کہ پیش اسیر | قدر سلمان ساوجی کیا ہی

۳۰۲

دوڑے جاتے ہو بے حواس کہان
خیر ہے آج واسطی کیا ہے

دیکھا منہ کو جو اپنے وہ شکر خند کرے | خانۂ آئینہ کو شہر سمرقند کرے

۲۹۹

ای واسطی سمجھانے کو سمجھاتا ہی ناصح
اتنا نہین واقف کہ مجھے صبر کہان ہی

ہوے ہین پیر اجل بالاے سر ہی
ظہور صبح ہی وقتِ سفر ہی

عجب شیرین ادائی کا اثر ہی
چھری ہاتھون مین اُسکے نیشکر ہی

وہ اس باغ جہان مین نامور ہی
گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہی

رخ روشن پہ اُسکے خط ہی پیدا
گمان ہوتا ہی ہالے مین قمر ہی

مٹے کیا صندلی رنگونکی اُلفت
کہ سر کے ساتھ اپنا درد سر ہی

بشکل آئنہ ہون صاف باطن
جو صورت ہی وہ منظور نظر ہی

نہین کچھ خانہ بربادی کا شکوہ
بحمد اللہ کہ اُسکے دلمین گھر ہی

نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر
نہ اشکو نمین نہ نالونمین اثر ہی

پھر آئے چار حد مین شش جہت مین
ہوا اتنا نہ ثابت تو کدھر ہی

تن نازک ہی گل کیطرح نازک
رگِ گل یار کی پتلی کمر ہی

کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے
عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہی

فریبِ غیر کافر مین نہ آئے
کہ سیدھا سا مسلمان نامہ بر ہی

۳۰۰

خذف نا فہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن ای واسطی اپنا گہر ہی

گانے مین لے رہے ہین وہ تانین نئی نئی
سیکھی ہین مطربونکی زبانین نئی نئی

فصل بہار آئی ہی شاید کہ شہر مین
رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی

تکیونمین کشتے ہین جو ترے ابرونکے دفن
چڑھتی ہین تربتونپہ کمانین نئی نئی

کرتے ہو زرگری مین کبھی فرفرمین بات
آتی ہین آپکو بھی زبانین نئی نئی

کیا کیا تڑپ رہا ہون مین صبح شب وصال
سنکر موذنونکی اذانین نئی نئی

قاتل کو دکھاتا ہون دمِ ذبح کرامت
گردن پہ مری آبِ دمِ تیغ روان ہی

کیسے یہ حسین جب نہ رہی جان ہی تن مین
مشہور ہی یہ بات کہی ہی تو جہان ہی

ہی پیش نظر جیسے اُس ابرو کا مہ نو
ہر روز مجھے عشرت عید رمضان ہی

کہتے ہین وہ ہوتا ہون جو مین وصل کا طالب
سودائی ہی دیوانہ ہی تجکو خفقان ہی

دیکھینگے کبھی حال وہ باتین بھی کرینگے
نرگس نہ وہ آنکھین ہین نہ غنچہ نہ دہان ہی

جو کہتے ہو مجکو وہی کہہ بیٹھونگا مین بھی
کھولونگا زبان کو مرے منہ مین بھی زبان ہی

اے واسطی اُس گل کی مگر لائی ہی نکہت
کچھ آج نسیم سحری عطر فشان ہی

اظہر ہی من الشمس کہ تو چشم نہان ہی
ہی آنکھ کا ڈورا کہ ترا موے میان ہی

روشن صفتِ عارضِ جانان نہین بیان ہی
ہی طور کا شعلہ کہ مرے منہ مین زبان ہی

ظاہر ہی اسی سے مرے قاتل کی رکاوٹ
رک رک کے جو خنجر مری گردن پہ روان ہی

پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو
ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت
جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی

ممکن نہین بھولے سخن سخت کسی کا
مرہم سے جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی

دل وادی وحشت مین کیا کرتا ہی نالے
شاید جرس قافلۂ ریگ روان ہی

بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اُسے کہیے
بانا ہی نہین پاؤن مین زنجیر گران ہی

کرتا ہون جو اُس چہرۂ گلرنگ کی تعریف
برگ گل شاداب کے منہ مین زبان ہی

بیجا نہین کہیے تری دربان کو جو رضوان
تو حور ہی کاشانہ ترا باغ جنان ہی

جب سے نظر آیا ہی ترا خنجر ابرو
بسمل کیطرح دل مرے سینے مین طپان ہی

دل مجکو پھنساتا ہی محبت کی بلا مین
سمجھا ہون جسے دوست وہی دشمن جان ہی

گلشن مین جو آمد نہین اُس غیرت گل کی
کیون جانب در دیدۂ نرگس نگران ہی

اس باغ مین اچھا نہین کچھ سر کا اٹھانا
سبزہ یہی باعث ہی جو پامال خزان ہی

موت کا ہر روز چکھا ذائقہ — جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہی

۲۹۶

داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہی

نشان آہ لیکر فوج غم کے ساتھ ہم نکلے — اُٹھی یہ دھوم گلیونمین محرم کے علم نکلے
ہمارا نقد ایمان لیکے یہ کافر مکرتے ہین — بتونکو سادہ دل سمجھے تھے کتنے ہٹ دھرم نکلے
بتونکے شوق نے پیچھا نچھوڑا راہ ایمانمین — چلے کعبے بہک کر جانب بیت الصنم نکلے
آلہی موت آجائے نہ افشا راز اُلفت ہو — زبانسے اُف نہ نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے
دوئی کا اُٹھ گیا پردہ جو اپنے دلکی آنکھونسے — جسے ہم دیکھنے نکلے اُسے دیکھا تو ہم نکلے
ملونمین نیک و بد سے جھک سکے تا دلکی کجی جائے — کسائون دونون باگون تیغ کو شاید کہ خم نکلے
یہ حسرت ہی بس مردن ترے کوچےمین چلنے کی — شجر کوئی ہماری خاک پر بوئین قدم نکلے
ہوئی مد نظر جب اُس خط پر نور کی مدحت — نئے مضمون طبیعت سے ہماری یک قلم نکلے
نظارےکی ہوس دلمین نہ وقت نزع رہجائے — آلہی یار بالین پر مری آئے تو دم نکلے

۲۹۷

رہے کونین مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سر میدان اگر اُس ترک کی تیغ دودم نکلے

ہر چند کہ دل مائل فریاد و فغان ہی — دل کھولکے رؤون مین کہان تنگ جہان ہی
جھیلون غم فرقت یہ مجھے تاب کہان ہی — مین ایک پر کاہ ہون وہ کوہ گران ہی
صبح شب فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی — آواز گجر کی نہ مؤذن کی اذان ہی
مجھ پیر سے کہدو کہ کرے جنگ نہ گردون — تیر آہ رسا ہی قد خم گشتہ کمان ہی
کیا بات ہی کوہ غم فرقت کا اُٹھانا — کمزور نہین مین کہ ابھی تاب و توان ہی
دنیا مین ہے مجھے تشنگی حرص تو کیونکر — پانی کا نہین نام کہ اندھا یہ کنوان ہی
سب سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمۂ گردون — کچھ روے ہوا پر مرے نالونکا دھوان ہی

منھ پھیرتا ہی یار کا ہی زندگی کی شکل
محشر ہو آفتاب اگر رخ ادھر کرے

اتنا ہجوم حشر مین ہمکو خیال ہی
میدان کہین نہ صاف وہ تیغ نظر کرے

تنگی جہانکی دیکھ کے گھبرا رہا ہی دل
اس تنگنا مین کوئی کہان کا سفر کرے

اس سنگدل کے سامنے جائے وہ عشقباز
پتھر کا آئنہ کی طرح جو جگر کرے

سینہ بشکل شانہ ہو جسکا کہ چاک چاک
کوچے مین زلف کے وہ پریشان گذر کرے

کثرت ہو دشمنوں کی تو انسانکو چاہیئے
کانٹون مین گھر کے پھول کیطرح بسر کرے

مرتا ہون مین بندھا ہی مجھے اور ہی خیال
وہ اختلاط غیر سے دل کھولکر کرے

بیکس وہ ہون جو آئے شب ہجر میری موت
ماتم مین میرے چاک گریبان سحر کرے

یاقوت و لعل جسکی نظر مین ہون سنگ و خشت
کیونکر جہان مین وہ ہوس سیم و زر کرے

۲۹۵	قاصد تو ڈر سے جا نہین سکتے ہین واسطی دیکھین کہ اسکو کون ہماری خبر کرے

چاہیے تیرا ہی دلمین غم رہے
جبتلک دم مین ہمارے دم رہے

فرقت جانا نہین کیا کیا غم رہے
رنج و غم درد و الم ہر دم رہے

چونک ای غافل گیا عہد شباب
زندگی کے دن بہت اب کم رہے

روبرو محراب تیغ یار کے
چاہیئے ہر وقت گردن خم رہے

یہ گوارا ہی نہ ملیے مجھسے بھی
صحبت اغیار لیکن کم رہے

وقت گریہ سامنے کون آ گیا
گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہے

ہم ہو تمکو مبارک قطع راہ
پانو مین طاقت نہین اب ہم رہے

چھو لیا گیسو کہ اس تقصیر پر
ہمسے ساری رات وہ برہم رہے

برق امید وصل مین بھیجین اسے
چاہیئے پہلے سے نقشہ جم رہے

تو اگر ہو مہربان کچھ غم نہین
دشمن جان میرا اک عالم رہے

جب تک سفر وطن سے نہ صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کبھی مثل گہر کرے

کسکا ہی دل کہ معرکۂ عشق سر کرے
مجھسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے دربدر کرے
منظور سب ہی عشق اگر دلمین گھر کرے

عزلت گزین جہان سے جو قطع نظر کرے
مثل حباب چاہیئے بند اپنا در کرے

نظارہ اس دہن کا جو منظور ہو مجھے
عنقا کا کام طائر نور نظر کرے

الفت نہین ہی اسکو مگر مصلحت یہی
کہدو کہ میری لاش پہ آ کر گذر کرے

دل مین یہ بعد مرگ بھی باقی ہی دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یاد چشم مست مین پانی اگر پیون
بیشک شراب ناب کا پیدا اثر کرے

صندل جو دردسر کا مقرر علاج ہی
لیکن کسے دماغ کہ یہ دردسر کرے

مانگی شب وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بشکل قمر کرے

ہوتے ہین اسکو دیکھکے قاصد ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیرے زیر پا
وہ بات کر کہ دل مین کسی کے اثر کرے

پھولونکو اور کرتی ہی خندان نسیم صبح
مغموم کیا اسے مری آہ سحر کرے

جسوقت چاہے رخسے ہٹادے وہ زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھکے معرکۂ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اٹھانے کے قابل جگر کرے

ہو اپنی مغفرت کی جسے **واسطی** تلاش
وہ اتباع سنت خیر البشر کرے

۲۹۴

اس رخپہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تار نظر نہ جبتلک اشکونسے تر کرے

نخل جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغونسے برگ چھالونسے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہی رخ لےکے آئینہ
خورشید کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشم اشکبار سا پھر کون ہو سخی
تقسیم صبح و شام جو گنج گہر کرے

ہم دیکھتے ہین خرمن مہتاب مین وہی
اُترا ہوا جو صدقے مین تیرے اناج ہی

کافی ہی ہمکو فقر مین کچکول بوریا
اے آسمان کسے ہوس تخت و تاج ہی

قرطاس سادہ بھیجیئے مکتوب کی جگہ
سنتے ہین نامہ بر کہ وہ سادہ مزاج ہی

قیمت عقیق لب کی تجھے کون دے سکے
بیعانہ سارے ملک یمن کا خراج ہی

ہین واقف زمانۂ ماضی و حال ہم
حقا ترا جواب نہ کل تھا نہ آج ہی

نازان ہین اہل کفر کہ دُنیا کی ہی رجوع
بت کی نگاہ لطف برہمن کا راج ہی

۲۹۲	ہی جسمین وصف اُس شہ خوبی کا واسطی دیوان کے گنجفے مین وہی صفحہ تاج ہی	

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتی ہی
سچ ہی دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہی

دیکھتا ہون جو حسینونکے مرقع کو کبھی
سب سے بڑھکر تری تصویر پسند آتی ہی

ذائقہ بادیہ گردی کا ملا ہی جب سے
گھر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتی ہی

زاہد پیر کو کیا قدر ترے ابرو کی
نوجوانونکو یہ شمشیر پسند آتی ہی

ای کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان
اُنکو آواز پر تیر پسند آتی ہی

جوش وحشت مین ہی جبسے قد جاناں کا خیال
روش کوچۂ زنجیر پسند آتی ہی

بدی نفس سے خفاش طبیعت ہین جو لوگ
کب اُنھین مہر کی تنویر پسند آتی ہی

کُشتے ہین اُلفت خاک قدم یار کے ہم
کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتی ہی

کتنا واضح ہی ترا مصحف رخسار کا خط
بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتی ہی

صوت قمری سے نہ ہی نغمۂ بلبل سے غرض
اپنے کانونکو وہ تقریر پسند آتی ہی

نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامے کا ہی کام
خط رخسار کی تحریر پسند آتی ہی

۲۹۳	واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبرئیل کو بھی خدمت شبر و شبیر پسند آتی ہی	

کنج عزلت سے ہی چلنے کا مجھے مدت سے قصد
دور ہی یارب کہ اُسکی انجمن نزدیک ہی

لامکان تک تو ہوا دخل نگاہ چشم فکر
سوجھ جائے مجکو مضمون دہن نزدیک ہی

قصر خسرو سے نکلکر اک نظر دکھلادے شکل
دیکھ اے شیرین فضائے کوہکن نزدیک ہی

رہتی ہی آئینۂ عارض پہ زلف مشک فام
کیا حلب کے ملک سے ملک ختن نزدیک ہی

فاتحہ کو آکسیدن پھول ہنس ہنسکر چڑھا
مقبرہ عاشق کا اے گل پیرہن نزدیک ہی

مصر سے کنعان کیجانب آتی ہی باد صبا
مژدہ اے یعقوب بوے پیرہن نزدیک ہی

وہ پری رخسار آیا قبر پر دامن کشان
چاک کر ڈالون گریبان کفن نزدیک ہی

بہر زیب گوش اگر درکار ہی تمکو گہر
لاتے ہین آنکھون سے ہم موتی عدن نزدیک ہی

جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حورون سے وصال
گوشۂ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہی

۲۹۰

ہی مناسب ہند سے قصد زیارت واسطی
دور کب ہی روضۂ شاہ زمن نزدیک ہی

یون مرے دل کا داغ جلتا ہی
جیسے گھر مین چراغ جلتا ہی

دل مرا ہی جلا بھنا وہ کباب
جسکی بو سے دماغ جلتا ہی

ضبط بلبل کو آفرین ورنہ
ایک نالے مین باغ جلتا ہی

سوز غم سے ہی میرے دلکا یہ حال
جیسے کوئی اجاغ جلتا ہی

مہر و مہ کیا ہین تیرے رخکے حضور
کب کسی کا چراغ جلتا ہی

۲۹۱

واسطی غیر مجکو کیا پہونچے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہی

ہرگز یہ کل نہو گا جو کچھ رنگ آج ہی
کتنا زمانہ بھی متلون مزاج ہی

جسکے سبب سے شیر بھی روبہ مزاج ہی
بیشک وہ احتیاج ہی وہ احتیاج ہی

ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقی کو ہم
یہ درد لا دوا یہ مرض لاعلاج ہی

دل مرے سینۂ پُرسوز مین ٹھہرے کیونکر
کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہی

اک مرے اشک سے ہی سارے جہانکو نفرت
ورنہ ہر طفل کو انسان پہ پیار آتا ہی

۲۸۸

لاکھ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہو جاے
واسطی جن ہمین شیشے مین اُتار آتا ہی

جھکین بھگے مست دور شیشۂ و پیمانہ آتا ہی
دھوان دھار ابر رحمت جانبِ میخانہ آتا ہی

سواے درد ہجر یار مین لذت کہان ساقی
پھپھولا بنکے اپنے ہاتھ مین پیمانہ آتا ہی

چلو اے مے پرستو فرض استقبال زاہد ہی
کہ مسجد سے وہ اُٹھکر جانب میخانہ آتا ہی

کرے وہ شمع بزم حسن صحبت مین طلب ہمکو
خدا چاہے تو تھوڑی دیر مین پروانہ آتا ہی

اُسے منظور ہوتی ہی جو زینت مار گیسو کی
سکندر آئنہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہی

نہین ڈرتا کہ ہو جائینگے ٹکڑے کان کے پردے
جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہی

وصال دخت رز سے کیون نشے مین بیہوش ہو جاؤن
پری پر ہو کے غش کب ہوش مین دیوانہ آتا ہی

گئے وہ دن کہ گھر مین مجمع احباب رہتا تھا
یگانہ اب نہ اپنی قبر پر بیگانہ آتا ہی

مرے مکتوب کی ہو خیر یارب دل دھڑکتا ہی
کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہی

بگولا ہر صنوبر ہی چراغِ غول ہر لالہ
فراقِ یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہی

ہوئی ہی راہ و رسم نامہ و پیغام بند اُس سے
مہینون سے یہ صورت ہی کوئی جاتا نہ آتا ہی

بنا دیتی ہی قسمت نار سوز انکی گویائی سے
ہمارے لب تلک جسدم لبِ پیمانہ آتا ہی

۲۸۹

بتان سنگدل نے واسطی دلمین جگہ کی ہی
جو کعبہ تھا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہی

خانۂ صیاد سے صحن چمن نزدیک ہی
ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہی

بے ستون تک لیگئی وحشت تو یہ کہنے لگا
چل زیارت کو کہ قبر کوہکن نزدیک ہی

آتش افروزی براے کعبہ نشینون کیا ضرور
جلکے اُٹھ جاؤنگا دیر برہمن نزدیک ہی

امید زیست ہی کسکو یہی جو رونا ہے — کہ بحر اشک کا پانی گذر چکا سر سے
جگر کا داغ وہی ہی کرون ہزار آہین — یہ وہ چراغ ہی بجھتا نہین جو صرصر سے
گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر — نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے
ہماری قبر پہ لاکر وہی چڑھا دینا — سحر کو پھول جو لیتے اُٹھینگے اُنکے بستر سے
کسی کی چاہ زنخدان کا وصف لکھا ہی — گریگا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے
تمام عرصۂ محشر کو کر دیا تاریک — ہماری فرد گنہ نے نکل کے دفتر سے
نکل کے تن سے چلی ساتھ ساتھ بلبل روح — نکل گیا کوئی گلرو اگر برابر سے

۲۸۷ اشعار راست قدون کا جو واسطی دیکھین
کبھی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

کبھی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے — آنکھ دکھلا کے غزالونکو وہ مار آتا ہی
کب بٹھانے مری تربت کا غبار آتا ہی — خوب چھینٹا تجھے ای ابر بہار آتا ہی
سرخ سب ہونگے جو ہین زرد خزان مین چہرے — مژدہ ای بادہ کشو ابر بہار آتا ہی
صاف ظاہر ہی خفا ہمسے ہی وہ آئنہ رو — آنکھ ملتی نہین جب دلمین غبار آتا ہی
دیکھ تو اُٹھکے ذرا خاک سے ای قیس حزین — گرد اُٹھی ہی کوئی ناقہ سوار آتا ہی
کوے قاتل بھی کوئی شہر خموشان ہی مگر — نظر اک روز وہان تازہ مزار آتا ہی
روز روشن کا رُخ یار پہ ہوتا ہی گمان — دیکھکر زلف خیال شب تار آتا ہی
رحم دل وہ ہین نہ چبھتی ہی جگر مین مرے پھانس — زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہی
جبتلک جان مین آئی نہ مری وصل سے جان — کب ہمارے دل مضطر کو قرار آتا ہی
یاد جسنے نہ کیا ہمکو کبھی مرگ کے بعد — فاتحہ پڑھنے وہ کب سوے مزار آتا ہی
کچھ تمھین اپنے مریضونکی بھی صاحب ہی خبر — روز جاڑے سے غریبونکو بخار آتا ہی
رُخ مرے گھر کی طرف ہی مگر اغیار ہین ساتھ — داغ دینے مجھے وہ لالہ عذار آتا ہی

بپا ہوتا ہے طوفان آنسوؤں کا قطرے قطرے سے
بڑھا ہے رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بیجا نہیں دعوائے ہمچشمی
نہ توڑیں کسطرح مردم سر بادام پتھر سے

کبھی ہوتا نہیں وصف اضافی جوہر ذاتی
صدف کی آبرو بڑھتی ہے کوئی آب گوہر سے

اگر شامل ہو اپنی ایک اشک گرم کا قطرہ
تڑپ کر مچھلیاں باہر نکل آئیں سمندر سے

نہیں کچھ میکشوں کو حادثات دہر سے دہشت
گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہے خنجر سے

ہمارے سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکھنا ہے
بنانا چاہیئے پہلے قلم بال سمندر سے

توقع دیر سے ہے بارش باران رحمت کی
کسی دن آکے سینچو مزرع عمر آب خنجر سے

ہمارے دوش پر سر تھا تو کیا کیا سر گرانی تھی
جو سر اترا تو اترا آج یہ بار گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئے تو ہم آنکھیں بچھائینگے
فقیر عشق ہیں کیا کام ہے مخمل کے بستر سے

ٹھہرتا ہی نہیں دم بھر ہماری آنکھ میں آنسو
کوئی طوفان برپا ہوگا کیا اس طفل ابتر سے

دکھا کر قامت و مژگان و ابرو اس ستمگر نے
کیا مجروح ہمکو تیر سے ابرو سے خنجر سے

۲۸۶

برنگ صورت دیوار جان ای وفا کی ہے ہمکو
ہوے ہیں دست و پا بیحس نکل سکتا نہیں گھر سے

اڑا نجائے جہان جبرئیل کے پر سے
امید نامہ بری کیا وہان کبوتر سے

امید فیض نہ رکھے گدا تونگر سے
بجھی نہ پیاس کسی کی بھی آب گوہر سے

ثبوت خاک دم حشر ہوگا دعوی قتل
ملا ہوا ہے لہو اپنا آب خنجر سے

قد دراز جو اس بیوفا کا آئے نظر
امید قطع کریں قمریاں صنوبر سے

خیال چشم میں پوچھو نہ حال دل ہمسے
کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہے ساغر سے

یقین ہے ہوگا کبھی نخل آرزو سرسبز
کہ سینچتا ہوں اسے آب دیدۂ تر سے

ہمارے دلکو غنیمت ہیں سختیاں غم کی
بجھا شرار نکالا قدم جو پتھر سے

تمہارا مطلع ابرو ہے یار لاثانی
ہوا جواب نہ ابتک کسی سخنور سے

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہو ای چرخ
ایسا کوئی دانہ نہین خرمن مین ہمارے

دانتون کے تصور مین گرا کرتے ہین آنسو
کیا کیا در نایاب ہین دامن مین ہمارے

دیوان مین تحریر ہین سب تازہ مضامین
پژمردہ کوئی گل نہین گلشن مین ہمارے

جس روز سے اُس شوخ مسیحا سے جدا ہین
مردے کیطرح جان نہین تن مین ہمارے

موسیٰ کیطرح سے ارنی ہم بھی کہین گے
پہونچے جو قدم وادی ایمن مین ہمارے

ہے دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم
جگنو کی چمک ہے دلِ روشن مین ہمارے

وحشت مین بنا پیچ کیا زلف نے اُسکی
زنجیر سی ہے چنبرِ گردن مین ہمارے

جلاد کا کیا رعب دمِ ذبح ہے غالب
ماہی کیطرح خون نہین تن مین ہمارے

مہمان یہ ہوے جمع کہ دشوار ہے دعوت
دانونسے سوا مور ہین خرمن مین ہمارے

ای واسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہین نالہ و شیون مین ہمارے

۲۸۵

نہین دیتے سرِ مو ابروے خمدار خنجر سے
تمہارے موے مژگان نوک کی لیتے ہین نشتر سے

ہوے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے
کبھی مے اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے

لب محبوب نازک ہین کہین برگ گل تر سے
غلط تشبیہ دی ہے شاعرون نے لعل احمر سے

درِ منعم سے وہ ملتا نہین اُمیدوارونکو
ملا ہے فیض دیوانونکو جو زنجیر کے گھر سے

کوئی مجھسے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی مین
بڑھا رہتا ہون ہر دم دو قدم مین بادِ صرصر سے

ہوے مغرور دیکھی شکل جب اپنی حسینون نے
مجھے آئینہ سازی کی شکایت ہے سکندر سے

بڑے [illegible] سے پہونچا خط ہمارا دستِ جانان تک
کبوتر نے لیا قاصد سے قاصد نے کبوتر سے

بُتِ کبر آشنا ہین سالکو گو غریبان بھی
پکارو لاکھ باہر کچھ صدا آئی نہ اندر سے

مناؤن کسطرح ساقی جو مجھسے بخت رو ٹھے
بن آتی کچھ نہین جب زن بگڑ جاتی ہے شوہر سے

کسی شیرین دہن محبوب کی تعریف کرنی ہے
وضو کرنا ہے ہمکو پہلے واجب آبِ کوثر سے

جو سنے آنکھ سے بیساختہ آنسو نکلے　　شعر وہ ہی کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بچھو نکلے　　تیرے بس ہوئے یہ ای الفت گیسو نکلے

ہی یقین مجکو کہ اب روز قیامت ہی قریب　　نقش مین ٹکنے کو رکھے ہوے گھنگرو نکلے

پیچ کاکل سے نہ کل جنکو خبر تھی وہ طفل　　آج خم ٹھوکتے ملتے ہوے بازو نکلے

بال باندھا ہون محبت ہی کمر سے مجکو　　ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو یہی عشق رہے　　یہ بھی ممکن ہی کہ اس گل سے کبھی بو نکلے

ہو ترے تیر کے پیکان کے جو آنے مین درنگ　　دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو نکلے

ابر تر رونے مین کیا مجھسے مقابل ہوگا　　آسپہ چھا جاے اگر ایک بھی آنسو نکلے

آکے جنگل مین نشانہ اسی ناوک کا بنا　　ای کماندار کبھی حسرت آہو نکلے

بزم مین آئے جو اسکا کل مشکین کی ہوا　　شمع کے گل سے شمیم گل شبو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن مین گئے　　کبھی ہو کر نہ تہ سرو لب جو نکلے

گھر مین بے یار یہ تڑپا کہ مرا دیکھ کے حال　　دیدۂ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت مین یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا　　کہکشان سانپ ہی تارے نہین بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئے تو وہین جنگل سے　　چوکڑی بھرتے ہوے سیکڑون آہو نکلے

گنج سربستۂ معنی ہی جو اسکا ہی کلام　　ایک بھی بات اگر کی کئی پہلو نکلے

دل ہوا آب مگر گرد کدورت ہی وہی　　اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل　　چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

تھی مجھے حضرت یوسف کیطرح یہ نہ امید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

۲۸۴

سوزش جو پس مرگ رہی تھین ہمارے　　آئے نہ ملک خوف سے مدفن مین ہمارے

اترے ہین تو اترے رہین ہم شیخ کے دل سے　　رتبے ہین بڑے چشم برہمن مین ہمارے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہون مے مگر ہی یہ ڈر	کہ محتسب کو کسی دن کہین خبر نہ لگے
گلی مین یار کے اڑتا ہوا گیا قاصد	قدم زمین پہ رکھا کہان کہ پر نہ لگے
دلا جو منزل الفت مین پاؤن رکھتا ہی	سنبھل کے چل کہین ٹھوکر دم سفر نہ لگے

۲۸۲
کرین جو شعر کی ای واسطی وہ فرمائش
غزل کے کہنے مین کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتی ہی تصویر کسی کی	اسدرجہ محبت ہی گلوگیر کسی کی
محنت تو بہت کی نہوا وصل میسر	تقدیر سے چلتی نہین تدبیر کسی کی
آئینۂ دل لائے ہین اُس بزم مین عاشق	اک روز چمک جائیگی تقدیر کسی کی
ہو عید شہیدان محبت کو نہ کیونکر	جھک جھک کے گلے ملتی ہی شمشیر کسی کی
اخفا کا ترے قیدیونکو دھیان ہی ایسا	غل کر نہین ہلسکتی کبھی زنجیر کسی کی
سر پھوڑ کے پتھر سے موے سیکڑون عاشق	ہی تجکو خبر ای بت بے پیر کسی کی
ہی حکم کہ مر کر بھی کوئی آنے نہ پائے	اُس کوچے مین کیا قبر ہو تعمیر کسی کی
کیا اہل وطن بھول گئے مجکو سفر مین	مدت سے جو آتی نہین تحریر کسی کی
موتی کی لڑی کیا دہی آنکھونمین سمائے	کانونکو پسند آتی ہی تقریر کسی کی
یون سرمہ ندو آنکھ[illegible]ین کیا قتل کروگے	ہو جائیگی گردن تہ شمشیر کسی کی
سینے مین تڑپ اُٹھتا ہی دل صورت سیماب	سنتا ہون جو آواز پہ تیر کسی کی
سمجھا ہی غلط اسکو جو سمجھا ہی مدامی	یہ منزل ہستی نہین جاگیر کسی کی
فریاد و فغان نالۂ شبگیر ہی بیکار	سنتا ہی نہین وہ بت بے پیر کسی کی
بیجرم سگلے کاٹتے ہو اہل وفا کے	ثابت بھی ہوئی تھی تمہین تقصیر کسی کی

۲۸۳
ہین صرف دعا میرے لیے واسطی احباب
یارب ہو دعا صاحب تاثیر کسی کی

دل اپنا تو ہی موم سے بھی نرم زیادہ
ڈر ہی نہ کہین آتش فرقت سے پگھل جاے

صورت سے مری یار کو نفرت ہی الٰہی
مل جاؤن مین غیرونمین مری شکل بدلجاے

ہی شربت دیدار علاجِ مرض عشق
کیا اور دوا اُسنے تپ غم کا خلل جاے

آجاے اگر نزع مین وہ رشکِ مسیحا
مجکو تو یقین ہی اجل آئی ہوئی ٹل جاے

ایسا ہی کہان بحر محبت کا شناور
اِس پار سے جو تیر کے اُس پار نکل جاے

ہر مرتبہ بل کرکے یہ چلنا نہین اچھا
نازک ہی کمر ڈر ہی کہین ناف نہ ٹل جاے

کیا تابش خورشید رخ یار سے ہی دور
آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جاے

ہر دم مجھے ایجان جلانا نہین اچھا
دیکھو نہ کہین آہ مرے منھ سے نکل جاے

بجلی کیطرح کوندتی ہی آہ ہماری
گردون پہ کہین خرمنِ مہتاب نہ جل جاے

اسواسطے جاتا ہون مین ہر صبح چمن کو
شاید دل وحشت زدہ پھولونمین بہل جاے

روکے سے رکے قافلہ والونسے نہ ہرگز
وحشی ترا آواز جرس سنکے نکل جاے

مرنیکو تو مرجائیگا بیمار محبت
تم آؤ عیادت کو تو دو روز سنبھل جاے

ہو کشتِ جہانسے مجھے کچھ خاک نہ حاصل
خرمن نہ بہے سیل سے تو برق سے جل جاے

منظور یہ ہی واسطی اس شعر و سخن سے
تا سامنے اُس بت کے کوئی میری غزل جاے

بجا ہی آنکھ شب غم جو تا سحر نہ لگے
سیاہ دیو سے ممکن نہین جو ڈر نہ لگے

ہمارے دلکو بڑا خوف ہی یہ محفل مین
کہ آئنہ کو ترے حسن کی نظر نہ لگے

چھپائے رکھتے ہین وہ گیسوؤنکے بالونمین
عجب نہین ہی اگر ہاتھ وہ کمر نہ لگے

شب فراق بتقاضاے اضطراب یہ ہی
تڑپ کے رات کٹی آنکھ تا سحر نہ لگے

ہزار آہ کرون ہجر مین اثر معلوم
یہ وہ ہی نخل کہ جسمین کبھی ثمر نہ لگے

شتاب کوچۂ جانان سے جا کے پھر آنا
رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے

تلاش یار مین دیر و حرم کو چھان چکا
کرون مین کیا جو ٹھکانا ادھر ادھر نہ لگے

اگر حجاب سے ظاہر مین آ نہین سکتے
وہ شکل خواب مین بھی کیا دکھا نہین سکتے

یہی ہی رشک تو خط لکھ کے بھیجنا کیسا
کسی کو نام بھی اُسکا بتا نہین سکتے

حرارت تپ فرقت کا اب یہ عالم ہی
بدن کو ہاتھ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہمسے ہین وہ ہم قریب ہین اُنکے
پھر اسپہ ڈھونڈھتے پھرتے ہین پا نہین سکتے

اُٹھائین کیوہ الم کیا یہ ضعف طاری ہی
کہ سخت بات کسی کی اُٹھا نہین سکتے

موا ہوئمین لب جان بخش کی تمنا مین
مسیح بھی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سرافیل صور اگر پھونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

پس فنا یہ گرانی ہی بار عصیان سے
کہ لوگ میرا جنازہ اُٹھا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہی سنگ راہ ایسا
کہ اُٹھکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہی باغ مین یہ کسکی آمد آمد کی
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

خیال ہی کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گھر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابھی ہین طفل وہ ڈر ہی کہین نہ ڈر جائین
جگر کے داغ ہم اُنکو دکھا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہی تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کسی پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکھا ہی یار نے ہمکو
رقیب آکے اب آنکھین دکھا نہین سکتے

بتاؤ بار جفا کسطرح اُٹھے اُنسے
جو لوگ ناز تمھارے اُٹھا نہین سکتے

غرور کیا ہی کہ ساقی محفل محبت ہو
قدح حضور کو کیا ہم پلا نہین سکتے

۲۸۰	عدم کی راہ کا کیا واسطی کھلے احوال گئے جہانسے جو پھر کر وہ آ نہین سکتے

یارب یہ بلا ہجر کی سر سے نہین ٹلجائے
گھبرائے یہ دم ہیکہ خالی سے نکلجائے

وہ شوخ کبھی سامنے آکر جو نکلجائے
انسان تو کیا بلکہ فرشتے کو بھی چھلجائے

اک ایک گھڑی ہجر مین ہی روز قیامت
اللہ شب گور سے یہ روز بدلجائے

لکھا خط یار کو مین نے دیا قاصد نے غیرونکو
مقدر مین جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہی

ڈرے زلف سیاہ یار سے کیونکر نہ دل میرا
بلا انسانکو گھیرے تو ہیبت آہی جاتی ہی

نہین سختہ محبت مین رُکے ہین وہ تو رکنے دو
کبھی رنجش بھی ہوتی ہی کدورت آہی جاتی ہی

گرسنہ لقمۂ غم کھا ہی لینگے خوان نعمت سے
نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہی

۲۷۸

عبادت کر اگر ای واسطی ہی شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اُجرت آہی جاتی ہی

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہی
غضب اُنکو نہین آتا غضب ہی

وہ رُخ ہی شعلۂ برق تجلی
زیادہ کیا کہین ترک ادب ہی

نہین جمشید کو کچھ اس سے نسبت
بڑا پیر مغان عالی نسب ہی

جو بوسہ دو مرض جائے ہمارا
مداوا شربت عناب لب ہی

بیاض حسن ہمنے خوب دیکھی
تمھاری بیت ابرو منتخب ہی

بیانِ ہی عشق و اظہار محبت
یہی عشاق کا حسن طلب ہی

بدن مین ہی وہی غم کی حرارت
افاقہ مجھکو کچھ تب تھا نہ اب ہی

رُخ انور پہ ہی گیسوے شبگون
تماشا اجتماع روز و شب ہی

جگر مجروح ہی بیخواب آنکھین
کسی سے دل کا لگ جانا غضب ہی

پلا دے شربت دیدار آکر
ترا بیمار اُلفت جان بلب ہی

سوا جنت سے ہی میخانہ ساقی
زیادہ حور سے بنت العنب ہی

وہی ہی قبر شیداے لب یار
سرہانے جسکے اک نخل رطب ہی

نظر آتے ہین لاکھون آئینہ رو
مگر یہ لکھنؤ شہر حلب ہی

۲۷۹

تنفر ہند سے ہی واسطی کو
ہواے روضۂ شاہ عرب ہی

بچے دل لاکھ یاد زلف و قامت آہی جاتی ہی
محبت بد بلا ہی اسمین آفت آہی جاتی ہی

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی
جوانی مین حسینوں پر طبیعت آہی جاتی ہی

کرینگے گرمیان وہ بھی اگر اب سرد مہری ہی
بدنمین بعد لرزے کے حرارت آہی جاتی ہی

کرین حوروں کی تعریفین جو واعظ کون سنتا ہی
ہمیشہ بحث اُسسے تیری بابت آہی جاتی ہی

چھپاتا ہون مین درد دل نہایت سامنے اُنکے
مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہی

سلامت کوچۂ گیسو سے کب رہرو گذرتے ہین
وہان دو چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہی

وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجکو یہ رونا ہی
بگڑ جاتا ہی دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہی

طریقہ ہی مرا تسلیم لیکن ظلم پیہم سے
زبانپر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہی

کیا مانند زر اُلفت نے زرد آخر مرا چہرہ
مقدر چاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہی

حسین محبوب ہو کیا عیب ہی سادہ مزاجی کا
ادا و ناز و شوخی و شرارت آہی جاتی ہی

مثل سچ ہی کہ ذکر عیش نصف عیش ہوتا ہی
زبانپر ذکر بوسہ سے حلاوت آہی جاتی ہی

بتون کا عشق کچھ خالی طریقت سے نہین زاہد
پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہی

لکھا کرتا ہی جو حسن ملیح یار کے مضمون
سخن مین واسطی اُسکے حلاوت آہی جاتی ہی

حسینون سے جو ملتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی
نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہی

زوال کفر ہو راہ شریعت آہی جاتی ہی
مرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہی

بہت تھا سخت قاتل پر پلایا تیغ کا پانی
دل انسان ہی آخر کو مروت آہی جاتی ہی

نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ
فرشتونکی بھی انسانپر طبیعت آہی جاتی ہی

جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین
جلے معشوق غیروں سے تو غیرت آہی جاتی ہی

جہان بجتے تھے نقارے وہین آواز شیون ہی
دگرگون حال عالم ہی یہ نوبت آہی جاتی ہی

نہین ہی بے جہت غفلت تمھاری دار دنیا مین
کہ سولی پر بھی نیند اے اہل غفلت آہی جاتی ہی

شراب سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ
بدنمین قرب آتش سے حرارت آہی جاتی ہی

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے
کہ پھنسایا ہی بڑی فکر بڑی گھاتون سے

قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر
زر تحصیل نہ آئے جو خرابا تون سے

گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو
ساقیا ربط ہی ہمکو تو انھین ساتون سے

۲۷۵

اپنی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی
کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی

مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی
زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی

تصور بندھا کس قد و زلف کا
بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی

کھلی کشتۂ عشق کی مرکے قدر
زیارت گہ خلق تربت ہوئی

ہوا قتل جب اُسنے اُٹھی نہ تیغ
مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی

ترے نیمچے نے کیا نیم جان
رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی

ملا عاشقی مین مزہ اور کیا
اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی

اُٹھاتا ہون کوہ الم ہوکے کاہ
مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی

ہوا زرد رخسار مانند زر
یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی

جو ہی نام منظور ہو گوشہ گیر
کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی

ترے لب کا مضمون جو اُسمین بندھا
رباعی مری چار شربت ہوئی

کیا ہمنے نالہ اُڑے آسمان
یہ کا صور برپا قیامت ہوئی

جدا ہوکے اُسنے مین جیتا رہا
بڑی اسکی مجکو ندامت ہوئی

کہان ضعف پیری مین زور جنون
گئے ولولے سلب طاقت ہوئی

مین رکھتا ہون دو دو پہر آنکھ بند
تصور مین اُسکے یہ صورت ہوئی

حسینونکی تعریف مین واسطی
رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

۲۷۳

پسیجا نہ دل یار کا واسطی
مری آہ کیا بے اثر ہو گئی

شب وصل کم اسقدر ہو گئی — پلک مارتے بس سحر ہو گئی
وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے — نہین لطف رنجش اگر ہو گئی
بلا توڑ ہی ناوک آہ مین — مشبک فلک کی سپر ہو گئی
ہوے سر کٹا کر سبکدوش ہم — مہم عشقبازی کی سر ہو گئی
غضب نیند آئی جو آنیکی شب — نہ جاگے نہ جاگے سحر ہو گئی
اٹھاتی ہی طوفان جو تو ہر گھڑی — بلا کیا تجھے چشم تر ہو گئی
نہ پوچھو جوانی مین پیری کا حال — ہوئی شمع گل جب سحر ہو گئی
رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن — کہ شاخ قلم بے ثمر ہو گئی
کسی سے نہ بار محبت اٹھا — فلک کی بھی دوہری کمر ہو گئی
رہی فکر صندل لیے دردسر — دوا باعث دردسر ہو گئی

۲۷۴

غم ہجر جانان رہا واسطی
مصیبت مین اپنی بسر ہو گئی

روک ای مرغ قفس اپنی زبان باتون سے — دیکھ سویا نہین صیاد کئی راتون سے
خوش ہین آپ جو ملتے ہین بد اوقاتون سے — دست کش ہم بھی ہین ایسونکی ملاقاتون سے
وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجھلا کے کہا — دیکھو دیکھو ہمین نفرت ہی انھین باتون سے
فتنہ گر بانی بیداد جو ہین ہفت فلک — سابقہ ہمکو ہی دن رات انھین ساتون سے
روک اک دم تو زبان بہر خدا اے واعظ — مغز ہوتا ہی پریشان تری باتون سے
سچ بتا کیا ہوے وہ بادہ پرست اے ساقی — کہ نہین باغ مین جلسے کئی برساتون سے
شب معراج شب قدر شب گیسوے یار — فیض انسان نے پایا تو انھین راتون سے

بڑھی اُمید کہ ہونگے غریق رحمت ہم | جو آب تیغ پہونچ جاے تا گلو تیری
نکل کے خانۂ زنجیر سے کہان جاؤن | پسیٹتی ہی مجھے زلف مشکبو تیری
نسیم آئی ہی تو کسکے کوے گیسو سے | جنون بڑھاتی ہی سودائیون کا بو تیری
سواے چاک کہان التیام کی صورت | کتان ہی دل مرا مہتاب آرزو تیری
اِدھر بھی تو ہی اُدھر بھی ترا ہی جلوہ ہی | شبیہ ہی ورق دلپہ پشت و رو تیری
خدا کے خوف سے رو وقت طاعت اے زاہد | نماز ہوگی نہ مقبول بے وضو تیری
فراق یار مین ہی لذتِ وصال نصیب | ہمیشہ رہتی ہی تصویر روبرو تیری
خدا کی ذات ہی تنہا بس اے صنم بے عیب | بدن ہی آئنہ اُسمین کمر ہی مو تیری
سما گئی ہی جو اسمین خدا کی قدرت ہی | سبو ہی دل مرا دریا ہی آرزو تیری

۲۷۲ — یقین ہی گل بھی سُنین واسطی لگا کر کان
اُڑا لئے بلبل اگر طرز گفتگو تیری

شب وصل کیا مختصر ہو گئی | ذرا آنکھ جھپکی سحر ہو گئی
وہان ہنستے ہنستے ہوا دن تمام | یہان روتے روتے سحر ہو گئی
خیال اُنکو آنے لگا غیر کا | اِدھر تھی طبیعت اُدھر ہو گئی
گرے اپنی آنکھو ںسے گر جا رتنک | زمین ہفت کشور کی تر ہو گئی
نہ پہونچے ہم اُس گھر تک ضعف سے | چلے دو قدم دوپہر ہو گئی
یہ نظارۂ زلف جانان کیا | پریشان ہماری نظر ہو گئی
کہان کوئی تجھسا ہی شیرین دہن | کہ ہونٹھون کی مسی شکر ہو گئی
ہوئی اُسکی چشم عنایت اگر | زمانے کی سیدھی نظر ہو گئی
الٰہی ہو محشر اُٹھین گور سے | کہ مردون کی تختہ کمر ہو گئی
بچے گا نہ بیمار اُلفت کبھی | دوا کیا دعا بے اثر ہو گئی

قد اُسکا ایک آفت ہی بلا ہی — بلا دُھری وہ گیسوے رسا ہی

برنگ دانہ دلکو پیستا ہے — مگر گردون گردان آسیا ہی

مقدر نے کیا ہی پیچ سب مجھسے — تری زلفون کا سودا ہو گیا ہی

غلط ہی چشم اُلفت اُس سے ایدل — وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہی

تمھاری زلف مشکیں کے مقابل — ختن کا نام لینا بھی خطا ہی

مین توڑون سلسلۂ زلفونکا کیونکر — کہ اس زنجیر کا لوہا کڑا ہی

کہین سینے سے دل چوری نجائے — وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہی

نیا ہی کوے قاتل مین تماشہ — کوئی مرتا ہی کوئی لوٹتا ہی

نباہ اُس بیمروت سے ہی مشکل — یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہی

کھلے ہین بال کسکے آج یارب — معطر دامن باد صبا ہے

سعادت ہی جھکائین سر جو قاتل — کہ تیری تیغ بھی بال ہما ہے

فلک پر مہر روشن طور پر برق — ترے عارض کا جلوہ جابجا ہی

خدا کے واسطے مل واسطی سے
ترا عاشق ہی تیرا مبتلا ہے

۲۷۱

خضر کو راہ بتاتی ہی جستجو تیری — کنوئین جھکاتی ہی یوسف کو آرزو تیری

بھری ہی دلمین یہانتک تو آرزو تیری — کہ غنچے غنچے سے آتی ہی مجکو بو تیری

عزیز جان ہی جسکو بہت وہ کیا جانے — مری نظر مین ہی اے تیغ آبرو تیری

نہ بھاگ قیس سے ایدل کہ صورت تری — برای طوق ہی پیدائش گلو تیری

جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو — کلید قفل خموشی ہی گفتگو تیری

کدھر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوۂ یوسف — نگاہ دیکھتی ہی راہ چارسو تیری

نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست — ہمارا ہاتھ ہی اور گردن اے سبو تیری

ہون وہ مینوش کہ آنکھونسے بجالایا مین
جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے

جبتک اُس بُت کا تصور نہین آتا یارب
کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے

جوش وحشت نے یہ کانٹو مین گھسیٹا ہی کہ اب
ہی ہر اک موے بدن نشتر فصاد مجھے

۲۶۹
واسطی گر گیا ہاتھونسے مرے دل افسوس
کوچۂ عشق کی بھولے گی نہ اُفتاد مجھے

رنج و محن اُٹھائیے ایذا اُٹھائیے
لیکن نہ ہاتھ عشق سے صلا اُٹھائیے

مین بھی نہ آؤن گا مجھے اچھا اُٹھائیے
غیرونکی دوستی کا نتیجا اُٹھائیے

دریا کی سیر روز صنم بے سبب نہین
کب مانتا ہون آپ جو کہنگا اُٹھائیے

کیونکر فرشتے لیگئے جنت مین کھیر اشک
ممکن نہین کہ خاک سے دریا اُٹھائیے

دیتا ہون نقد دل مین نہین اختیار ہی
رکھیئے عزیز یا اسے بیجا اُٹھائیے

بسمل جو سر بسر ہو گئے اُنکو تو یہ کہا
بس ہو چکا تمام تماشا اُٹھائیے

باقی ہی نقد جان اسے تو لے کہ موت لے
کس کس کا مفلسی مین تقاضا اُٹھائیے

کوہ غم فراق کا اُٹھنا محال ہی
طاقت سے ہو جو بڑھ کے اُسے کیا اُٹھائیے

تحریک ابرو و مژہ کافی ہی قتل کو
تلوار کھینچیے نہ تیغا اُٹھائیے

صاحب شرف وصال مین یہ شرم ہی غضب
للہ اپنے مُنھ سے ڈوپٹا اُٹھائیے

ممکن نہین کبھی مرض عشق سے شفا
کیون سر یہ بار منت عیسیٰ اُٹھائیے

آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہی
مسجد سے قصد ہی کہ مصلا اُٹھائیے

طاقت نہین ہی ناز اُٹھانیکی بھی ہمین
کسطرح بار شکوہ بیجا اُٹھائیے

۲۷۰
عقبے کی فکر چاہیے انسانکو واسطی
کسواسطے عبث غم دنیا اُٹھائیے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہی
تو خنجر لائیے پھر دیر کیا ہے

آنکھونکو کیون پسند نہو چودھوین کا چاند
کہتے ہین جسکو صور سرافیل اہل شرع
سینے کا درد دل کو جو دیتا ہے لذتین
کنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب
چہرہ چمک رہا ہی جو ہر گل کا مثل برق
کافی ہی اپنے تن کو لباس برہنگی
دنیا مین خوب و زشت کی کیونکر تمیز ہو

تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کی ہی
جھنکار اے جنون مری زنجیر پا کی ہی
اسمین بھی کیا چمک تری تیغ ادا کی ہی
لائے جو بوے گل تو عنایت صبا کی ہی
شوخی یہ باغ مین تری رنگ حنا کی ہی
جوشِ جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی ہی
صورت جو رند کی ہی وہی پارسا کی ہی

۲۶۸

ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
اُمید بیوفاؤن سے مہر و وفا کی ہے

تاب غصے کی کہان ای ستم ایجاد مجھے
کسی گلرو کی نہین بھولتی ہی یاد مجھے
وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی تری یاد مجھے
پھر نیا ظلم دکھا ای ستم ایجاد مجھے
اسقدر خانۂ صیاد مین مدت گذری
کشتہ جسوقت ہوا زندۂ جاوید ہوا
پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو
میری خاموشی کا باعث ہی کہان صبر و شکیب
ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار
مصرعِ قامتِ دلدار مین سمجھا اسکو
کوہِ غم مین نے اُٹھایا تو یہ اُجرت پائی
مر گیا مین جو گیا وعدہ فراموش اسنے

لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے
کیا گلستان کا سبق دیتے ہین اُستاد مجھے
ہی شب و روز وظایف یہی اوراد مجھے
ہو نہین غم دوست نہین شکوۂ بیداد مجھے
تر ہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے
ہو گیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے
وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے
ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے
ہاے کب قید سے تو نے کیا آزاد مجھے
نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے
لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے
غفلت یار ہوئی خنجر جلاد مجھے

بچنا محال ہی ترے بیمار عشق کا ++ کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہی
مضمون گریہ اسمین سے لکھے ہین جو بیشتر دیوان نہین ہی جلد یہ بحر البکا کی ہی
جو راہرو چلے لگے سونا اُچھالنے دشوار راہ یار کے دولت سرا کی ہی
تیرے شہید ہونگے جاوید کیون نہون تلوار موج چشمۂ آب بقا کی ہی
شاید کہ خون تیرے شہیدون کا ہو شریک شوخی یہ بے سبب نہین رنگ حنا کی ہی
وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قیدخانہ ہی زنجیر میرے پانو مین زلف رسا کی ہی
فیض گلیم فقر سے مین بادشاہ ہون خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی
ہوتے ہین سیکڑون کے دم فکر دل لہو گویا زمین شعر زمین کربلا کی ہی
کچھ تو ٹھہر خدا کے لیے ای نسیم صبح بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کی ہی
دانا کوئی بچیگا نہ پسنے سے زیر چرخ گردش جو رات دن یہی اس آسیا کی ہی

۲۶۷	آسان ہوتی جاتی ہین جتنی ہین مشکلین تائید واسطی مجھے مشکل کشا کی ہی	

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کی ہی بت آئین میرے گھر مین یہ قدرت خدا کی ہی
صورت کچھ اور کشتۂ ناز و ادا کی ہی جاویدزندگی صفت اپنی قضا کی ہی
کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے مر مٹے آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہی
کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنی مو بمو ہون مبتلاے زلف طبیعت بلا کی ہی
دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کی ہی
اکسیر ہاتھ آئے مس قلب ہو طلا اسواسطے تلاش تری خاکپا کی ہی
مین مبتلاے زلف بتان بے سبب نہین ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہی
پہونچی نہ بوے پیرہن یار مجھ تلک شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کی ہی
پہلے جنون ہوا مجھے پھر غم مین مر گیا وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کی ہی

فکر سے حاصل ہوا گنج سخن — ملگیا قسمت سے سرمایا مجھے
وادیٔ وحشت سے مین جاتا کہان — جھاڑیون نے کب اُلجھایا مجھے

۲۶۵

تھک گئے اہل نصیحت واسطی
مین نہ سمجھا لاکھ سمجھایا مجھے

ہجر مین کیا کیا نہ پیش آیا مجھے — موت نے آ آکے دھمکایا مجھے
آدمی آیا کہ آئی ہی قضا — جسنے بھیجا اُسنے بلوایا مجھے
جب گئے ہوش و خرد تب عشق نے — جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھایا مجھے
دیکھکر اُسکو مین ایسا کھو گیا — دل نے بھی ڈھونڈھا نہ پھر پایا مجھے
مین کہان رہتا تھا کس عالم مین تھا — شوق اُسکا اسطرف لایا مجھے
در عالمتاب وہ ذرہ ہون مین — جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے
پیشوا ہی پیر ہی مرشد ہی دل — وہ کیا جو اُسنے سمجھایا مجھے
مین کہان یہ عالم ہستی کہان — خود مین آیا یا کوئی لایا مجھے
خود نمائی مانع اخفا ہوئی — آپ اُسنے جلوہ دکھلایا مجھے
کعبہ و بتخانہ و گلزار و بہشت — ہر جگہ تو ہی نظر آیا مجھے
ہی نفخت فیہ من روحی دلیل — مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

۲۶۶

واسطی غفلت مین تھا گمراہ مین
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے

کیا خوب شکل اُس بُت کافر ادا کی ہے — ہندو بھی کہ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہی
جلتے ہی اپنی شمع لحد آپ بجھ گئی — بدعت نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہی
کیا کیا بلند بندھتے ہین مضمون زلف یار — آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہی
جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو — خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہی

کیا ہی مست جو ہمکو نگاہِ ساقی نے ہوائے بادۂ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہی خلد مین پائینگے وہ شراب طہور جو آپکے بیعتِ دست سبو نہین کرتے

کسی کی تیز نگہ کا ہی یادگار یہ زخم اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دلکی لگی کیا جو ظاہری ہین دوست جگر کا چاک رفوگر رفو نہین کرتے

بجا ہی بگڑ رہی جو آجتک یہ زال جہان کہ مرد اسکی کبھی آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس و حور و ملک وہ کون ہین جو تری جستجو نہین کرتے

ہوئی ہی دلکو یہ مطلب کے نام سے نفرت کہ آرزو کی بھی ہم آرزو نہین کرتے

کسی کے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہی خطا سمجھکے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہی یہ اسیری کہ صورت قمری کبھی شکایت طوق گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدۂ و دل نے جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہی سودائے عشق پوشیدہ بیان وحشت دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بیرحم ہین جفا جو ہین وفائے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

۲۶۴

حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سے قصد سوے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھ نہ کچھ وہ کرکے حیلہ اٹھ گیا جب کسی نے لاکے بٹھلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین یار کی دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشی ناصحو کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کسکی تیغ ناز عریان ہو گئی نیم بسمل کرکے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید دن شب غم نے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیزونسے ہوئی حاصل تمیز راستہ غولون نے بتلایا مجھے

اجازت آہ وافغان کی جو ہمکو عطا کرتے
ہم خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتے جفا کرتے
میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حال دل اپنا
بوقت قصہ خوانی دوستونکو یہ مناسب تھا
دکھاتا تھا انھین آئینۂ دل جاے آئینہ
کیا کرتے ہین عالم مین جو دعوے مسیحائی
ہمین عاشق بنایا اور تمھین معشوق خالق نے
صنم خانے سے اٹھکر قصد مین کرتا جو کعبے کا
ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قایم ہی
دکھاکر جلوۂ دیدار تو بیخود کیا ہم کو
ٹھہرنا نا مناسب تھا ادھر آتے ادھر جاتے
سعادت مجکو بھی ہوتی ریاض رہ مین حاصل
کلان تودے سے تھی منظور ہمکو خاک برداری
ریا ومکر سے محفوظ رکھا ہمکو قسمت نے

تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے
مگر ترک تعلق یون نہ تم اے دلربا کرتے
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے
مری دیوانگی کا اُس پہ پیسے تذکرا کرتے
اسی صورت سے صورت آشنا کو آشنا کرتے
مریض عشق ہو تھین کیون نہین میری دوا کرتے
وگرنہ ہم بھی ایسے تھے کسی سے التجا کرتے
معاذ اللہ مرے حق مین یہ تہمت کیا جا کیا کرتے
نہ دیتے دل حسینونکو تو پھر ہم اور کیا کرتے
یہ حسرت رہ گئی باقی کہ عرض مدعا کرتے
سمجھتے ہم تو سیر اس باغ کی مثل صبا کرتے
وہ میرے طائر دلکو جو صدقے مین رہا کرتے
در سلطان اگر ملتا گدا یانہ صدا کرتے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جانے کیا کرتے

۲۶۳	ہمین عشق بتان سے واسطی فرصت ملی کس دن کہ جاتے زاہدو نمین بیٹھکر ذکر خدا کرتے	

یہ ہی حجاب کہ منہ روبرو نہین کرتے
صنم کدہ مین حرم مین چمن مین صحرا مین
حرام مس ہی انھین تیرے مصحف رخ کا
خیال ہی جو ہمین انکی بے دہائی کا
وہ دیکھکر مرے اشکونکو ناز سے بولے

وہ کھل کے ہمسے کبھی گفتگو نہین کرتے
کہان کہان تری ہم جستجو نہین کرتے
جو آب چشم سے پہلے وضو نہین کرتے
خموش بیٹھے ہین کچھ گفتگو نہین کرتے
یہ جھوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

پہونچینگے بام یار تک ای ہمنشین ضرور
جب ہم کمند آہ رسا کو بنائینگے

۲۶۱
سو بار دے چکا ہی یہ اُلفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بھلا آزمائینگے

تجکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھی
کیا دیکھلی ہی گردشِ چشم بتان کبھی

مجھپر وہ گل خفا ہی کبھی مہربان کبھی
آتی ہی فصل گل کبھی فصل خزان کبھی

ملتا نہین بتون کے دہن کا نشان کبھی
کھلتا نہین ہی عقدۂ راز نہان کبھی

برباد ہو نہ بعد مرے دود دل مرا
یارب سر مزار بنے سائبان کبھی

سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہو
تو بھی یقین ہی مُنھ سے نہ نکلے فغان کبھی

اُس کوچے مین رسائی قاصد ہو کسطرح
نکہت رسا بھی جاے نہ اپنی جہان کبھی

ظلم و ستم ہین اہل زمین پہ ہزار ہا
آتا ہی رحم تجکو بھی ای آسمان کبھی

ہی شغل آہ و نالہ فقط بے کمال عشق
بھڑکے گی جب یہ آگ نہو گا دھوان کبھی

وحشت مین گردشونکو مری دیکھ دیکھکر
چکرائے گا یقین ہی یہ آسمان کبھی

ای رشک مہر و ماہ پھرے تم جہان مین
روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھی

یارب زمین کوچۂ جانان ہی اور ہم
ہمسے کسیطرح نہ پھرے آسمان کبھی

تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو
مُنھ بند ہو گیا نہ ہوا کچھ بیان کبھی

بھولینگے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو
چھاپے مین چھپگئی جو مری داستان کبھی

جانبازی رقیب کے جوہر کھلینگے صاف
قاتل کے سامنے جو ہوا امتحان کبھی

بلبل خزان مین کہتی ہی گلشن کو دیکھکر
رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھی

کیا جلد صبح وصل کی شب تو نے کی عیان
بھولا نہ اپنی چال تو ای آسمان کبھی

پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ
صورت اگر دکھاؤ تم ای جان جان کبھی

برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے
پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھی

یہ کس بیداد گر بیرحم کے کشتے کی تربت ہی — سرہانے جسکے حسرت خود کف افسوس ملتی ہی

خدا کے واسطے ای عیسی دوران عیادت کر — قضا آئی ہوئی بیشک ترے آنیسے ٹلتی ہی

تمنا جبسے ہی نظارۂ دستِ نگارین کی — نگاہ شوق مژگان سے کف افسوس ملتی ہی

ڈبویا نام ہمچشمون مین اپنا میری آنکھون نے — نہین بجھتی ہی اُنسے آگ جو سینے مین جلتی ہی

۲۶۰

پھنسا زلفون مین دل آخر بہت ای واسطی روکا
بلا جو آنیوالی ہی وہ کب ٹالے سے ٹلتی ہی

چھرے خوشی سے تیرے نیچے کے کھائین گے — لوہے کے بھی چنے جو ملین گے چبائینگے

آنے سے جنکو ننگ ہی اُنکو بلائین گے — ای جذبِ شوق آج تجھے آزمائین گے

لگ جا گلے سے پھر نہ گلے سے لگائین گے — جاتے ہین وان جہانسے کبھی پھر نہ آئین گے

سنتے ہین آج گھر مین ہمارے وہ آئین گے — دل دیکھے ہین نذر اُنہین کیا دکھائین گے

ساقی نگاہ مہر سے دیکھیگا جب ہمین — بیخوف محتسب کو ہم آنکھین دکھائین گے

پروانہ کسدن آئیگا خط کے جواب مین — دیکھین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائین گے

بیوجہ شعلہ رو نہین دیتے ہین دلکو داغ — مطلب یہ ہی کہ سرو چراغان بنائین گے

دیکھا ہی جبسے مصحفِ رخ ای صنم ترا — کہتے ہین برہمن کہ ہم ایمان لائین گے

مضمون شاعرونسے بندھیگا کمر کا کیا — ہستی سے جب تلک یہ عدم کو نجائینگے

پوچھو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہی دور — زندے کرینگے قصد تو مر کے جائین گے

ہم عاشقونکو بوسۂ ابرو مراد ہی — درگاہ مین کمان کے چلّے چڑھائین گے

گوشہ ہی ہمکو محفل جانان سے خوب ہی — مرجائینگے نہ منتِ دربان اُٹھائین گے

رکھتے ہین کب سبیل وہ پیاسونکے واسطے — شمشیر آبدار کا پانی پلائین گے

پازیب بے سبب نہین ہوتی ہی زیب پا — سوتے ہوؤنکو خواب عدم سے جگائینگے

جسر وز دل مین آئیگا اک آہ کھینچ کر — قلابے آسمان و زمین کے ملائین گے

جلا کرتا ہی سوز رشک سے مریخ گردون بھی
عجب حاصل تری تیغ نگہ کو تیز دستی ہی

عجب کیا دشت وحشت مین جو میرے قبل تھا مجنون
کہ مین حاکم ہون اعلے اُسکو حاصل پیش دستی ہی

حسین سب ہو گئے جامے سے تجکو دیکھکر باہر
اکھاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانونکی بستی ہی

تصور ہی بتون کا واسطی ہر دم مگر دل مین
خدا کی شان ہی کعبے مین شغل بت پرستی ہی

۲۵۹

نگہ جب گوشۂ چشم ستمگر سے نکلتی ہی
سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتی ہی

نہین معلوم اپنے دل مین کیسی آگ جلتی ہی
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینے سے نکلتی ہی

تری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہی
سنبھالے سے کسی کے معرکے مین کب سنبھلتی ہی

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کے آگے کوئی تدبیر چلتی ہی

تڑپ جاتے ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو ایذا
ہوائے کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہی

ہماری مرگ سے سامان غم ہی بزم جانان مین
حنا ململ کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہی

بپا ہوتا ہی قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہی

جگر مین دلمین سینے مین تپ فرقتکی سوزش ہی
یہ عالم ہی جدھر دیکھو اُدھر اک آگ جلتی ہی

بجائے آہ اُسکے عارض گلگونکی اُلفت مین
صدائے خندۂ گل میرے سینے سے نکلتی ہی

خیال یار سے کرتے ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون اپنی بہلتی ہی

وہ مہ منھ پھیر کر سوتا ہی شب بھر میری جانب سے
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہی

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون زیر گیسو ہین
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اُگلتی ہی

یہ دلمین ہی جلا دون کاٹکر شاخ تمنا کو
ہوئی ہی خشک ایسی پھولتی ہی یہ نہ پھلتی ہی

گذر جاتا ہی دنیا سے تمھارے خال کا عاشق
مسافر کی کب اس جہانسرا مین دال گلتی ہی

عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اُسکو راہ دور کھلتی ہی

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالیسے طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہی

ناخدا مستون کا ہی تو کشتی می کر روان
کیا گھٹا اُٹھی ہی ای ساقی لب جیحون سیاہ

لعل میگون آپکے دیکھے تو مارے رشک کے
بادۂ گلگون ہو جلکر صورت افیون سیاہ

ہی جو عشق گیسوے شبگون کا رگ رگ مین اثر
فصد کھلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ

ہجر ساقی مین یہ اٹھا دل سے اپنے دود آہ
ہو گیا بوتل کی صورت شیشۂ گردون سیاہ

کیا نظر مین اپنے ٹھہرے مال دُنیاے دنی
ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ

ہون یہ بیخود اُلفت لعل مسی آلود مین
لال کو پوچھے کوئی مجھسے تو بتلاؤن سیاہ

کیا کرو نہین بات یار ونسے کہ ہر ہر بات مین
نالہ سینے سے نکلتا ہی دل محزون سے آہ

ہجر جانا نین کچھ آنکھونکو نظر آتا نہین
مثل شب رکھتا ہی ذنکو طالع واژون سیاہ

۲۵۸	فرقت جانانین مجھے دم نہ کیون ای واسطی گور تیرہ سے ہی کاشانہ مرا افزون سیاہ

بہار آئی ہی ای ساقی شراب عشق ستی ہی
پیین گے نقد جان دیکر کہ ذوق می پرستی ہی

جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہی
کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہی

جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہی
کہ جسکے ہر در و دیوار سے وحشت برستی ہی

عداوت سے نہین خالی ہی جھکنا اہل دولت کا
زیادہ کاٹ کرتی ہی بہت جو تیغ کستی ہی

نہ بولو کچھ اگر گذرو کبھی گور غریبان پر
جواب انسے نہین ملتا ہی خاموشونکی بستی ہی

ہوے مسدود میخانے کہ پھر ماہ صیام آیا
گئے مستی کے دن ای میکشو اب فاقہ مستی ہی

نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنے ای منعم
فلک کو دیکھلے تو اوج کے ہمراہ پستی ہی

نہ نکلے نعرۂ منصور کیونکر ہر رگ وپے سے
کہ شرب بادۂ وحدت سے مجکو جوش مستی ہی

مین ہون اک نقش پاے بوتراب ای گردش گردون
تجمل خاکساری ہی بلندی میری پستی ہی

ہنسا کیون اشک چشم عندلیب و خندۂ گل پہ
مرے رونے پہ اب فرقت مین ساری خلق ہنستی ہی

نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت
حقیقت مین ہین عشق بتان بھی حق پرستی ہی

فصل گل آئی ہی گل پھولے ہین آتا ہی وہ گل — زمزمے کرتے ہین مرغان چمن میرے ساتھ
کیون نہ گلشن مین شگفتہ ہو مرا غنچۂ دل — سیر کو آئے جو وہ غنچہ دہن میرے ساتھ
مانگتا ہون مین جو بوسہ تو وہ کیا کہتے ہین — دل لگی کرتے ہو ای مشفق من میرے ساتھ
خواب مین دولتِ بیدار یقین ہی کہ ملے — سونے آیا ہی کوئی سیم بدن میرے ساتھ
گور تک ہمرہ تابوت ہی سارا عالم — دیکھو آئے نہ کوئی دزد کفن میرے ساتھ

۲۵۶
واسطی مرگ سے خوف ہی تنہائی کا
گور مین ہین مرے اعمال حسن میرے ساتھ

ہوا قصہ شب فرقت کا کوتاہ — سحر پیدا ہوئی الحمد للہ
جدا معشوق سے عاشق کا ہونا — حقیقت مین بڑا صدمہ ہی جانکاہ
مری الفت سے انکو بھی ہوا انس — مثل سچ ہی کہ دلسے دلکو ہی راہ
صبا کرتی ہی بوے گل پریشان — جہان مین کون کسکا ہی ہوا خواہ
جنازہ دیکھکر میرا وہ بولے — براتی ساتھ ہین جاتا ہی نوشاہ
غنی ہون مین مرے نزدیک ہی ایک — فقیرون کی منڈھی شاہون کی درگاہ
ہوا کس روز کم اپنا غمِ دل — وہی آنسو وہی نالے وہی آہ
ترے سمجھانے سے ای واعظِ شہر — کرون مین ترک عشق استغفر اللہ
لیا نام علیؓ مشکل ہوئی حل — عجب یہ نام ہی اللہ اللہ

۲۵۷
بڑھا ہی واسطی اُنسا تو اب ربط
مرے گھر آتے ہین وہ گاہ بے گاہ

جبسے دیکھی ہمنے تیری کاکل مشکین سیاہ — سنبل آسا ہی رگِ جان مین ہمارے خون سیاہ
حسن رخ جاتا رہا نکلا خط شبگون سیاہ — ماتم لیلیٰ مین ہی پیراہن مجنون سیاہ
میرے اشکِ سرخ سے ہی سرخ سب فرش زمین — میرے دودِ آہ سے ہی خیمۂ گردون سیاہ

۲۵۴

دعا ہی روز یہی واسطی کہ روزِ جزا
مدد رسول کرین حشر ہو امام کے ساتھ

بوالہوس کو دید روے یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

اے طبیبو خود دوا کرنے سے نفرت ہی مجھے
اسقدر اغماض مجھ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانی ہو چکی تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہی
یہ تو کہئے ظاہری انکار سے کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کہے خالی دماغ
سننے والا جب نہو گفتار سے کیا فائدہ

ہی حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوث عصیان سے نہین ہی دامن پاک اگر
شیخ صاحب جبہ و دستار سے کیا فائدہ

ہر قدم اٹھتی ہی خاک انکی جو ہین زیر زمین
رہروو اس تیزی رفتار سے کیا فائدہ

پاؤن پر جھک کر نہ اس گل کے گر آنکھین ملے
باغبان پھر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچۂ گردون سے ہمین نفرت ہی خود کہتے ہو تم
جھانکنا پھر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اس گل سے مگر جب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہی کہ اس تکرار سے کیا فائدہ

فیض ناممکن ہی دولت لاکھ ممسک کو ملے
دل اگر نامرد ہی تلوار سے کیا فائدہ

۲۵۵

واسطی کیون ہر سحر جاتے ہو اے گلچین تم
نفت بگڑیگی وہان دو چار سے کیا فائدہ

ہر جگہ ہین یہ مرے داغ بدن میرے ساتھ
سیر صحرا مین بھی رہتا ہی چمن میرے ساتھ

نوجوانون پہ ہی پیرونکو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجھے چرخ کہن میرے ساتھ

جیتے جی یار تھے جتنے وہ لباسی تھے تمام
بعد مرگ ایک نے پہنا نہ کفن میرے ساتھ

کیا عنایت ہی وطن سے جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے مرے اہل وطن میرے ساتھ

رشک لیلیٰ تری آنکھون کا سمجھکر مجنون
شوخیان کرتے ہین آہوے ختن میرے ساتھ

کرے نالہ اگر کچھ ہو ہمارے پاؤنکو جنبش
پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو

کرے اک وار جس بسمل پہ تن اسکا ہو دو ٹکڑے
خدایا زور کر ایسا عطا بازوے قاتل کو

۲۵۳

عجب کیا وصل اُس بُت کا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کردیتا ہی ہر بندے کی مشکل کو

گذر گئی شب وصلت لبِ اگر کلام کے ساتھ
نمازِ صبح ادا کی نماز شام کے ساتھ

بسان ساکنِ کشتی محیط عالم مین
وہ راہرو ہون مرا کوچ ہی مقام کے ساتھ

جبین یار پہ ٹیکا ہی اور افشان بھی
چمک رہی ہین ستارے مہ تمام کے ساتھ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھکے دھوکے مین
اُٹھا جنازۂ عاشق جو اژدہام کے ساتھ

عجب نہین ہی جو تقلید دل کرین اعضا
کہ سجدہ کرتے ہین سب مقتدا امام کے ساتھ

برنگ شیشۂ مے اس بزم مین ہون خونی دل
کہ میرے مُنہ سے ٹپکتا ہی خون کلام کے ساتھ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلو نہین آپ ہی اُس شوخ تک پیام کے ساتھ

ہوئی ہی قید جو تو اسقدر تڑپ بلبل
کہ ٹوٹین تار نفس رشتہ ہاے دام کے ساتھ

تمیز اسفل و اعلےٰ کہان ہی اُلفت مین
کمال عشق تھا محمود کو غلام کے ساتھ

اُٹھا نہ دست ستم محتسب خدا کے لیے
شکستہ شیشۂ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھ

حیا بھی آگئی جب سامنا ہوا میرا
اُٹھا جو ہاتھ تو آنکھین جھکین سلام کے ساتھ

جو نکلون خانۂ صیاد سے تو مر جاؤن
نفس تلک ہی مری زیست دم ہی دام کے ساتھ

یقین ہی گرد کے مانند پیچھے رہ جائے
صبا چلے جو ترے اسپ خوشخرام کے ساتھ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اُنسے
وہ دیکھنے بھی جو آئے تو اژدہام کے ساتھ

بجا ہی سروِ چراغان ہی تن جو داغو نسے
ہوا ہی عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھ

کرو نہین نفس کشی کیون نہ دل کے کہنے سے
جہاد راہ خدا فرض ہی امام کے ساتھ

میانِ صفحۂ ہستی وہ نا قبول ہو نہین
نگین ہی چین بجبین مہر نقش نام کے ساتھ

اُس مسیحا سے جدا ہوتے ہی بیمار ہوے
ایک ہی دن مین تپ آئی گئی باری ہمکو

ای فلک وش احبا یہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سواری ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہی
جب حقیقت نہین کھلتی ہی ہماری ہمکو

لیچلے تھے طرفِ نار فرشتے لیکن
لیگئی سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کافی ہی جنبش مژہ و ابرو کی
آپ تلوار لگائین نہ کٹاری ہمکو

ساتھ ہی پھر گئی آنکھون کے تلے قیس کی شکل
نظر آئی جو کبھی کوئی عماری ہمکو

تب یقین ہوگا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمھاری ہمکو

دوست سمجھاتے ہین ہنستے ہین عدو وحشت مین
کیسی کیسی نہ ہوئی ذلت و خواری ہمکو

اُسنے تہِ کھلے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا پنجہزاری ہمکو

۲۵۲

واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین رونے سے سفید
بزم اُلفت مین ملی آئنہ داری ہمکو

ان آنکھونسے مین کیونکر دیکھ سکتا ہون رہ دلکو
کہ چشم نقش پائی خواب مین دیکھا نہ منزلکو

کبھی غم کی چلی حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک و خون مین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع جاہل کو
جگائے خواب غفلت سے کبھی غافل نہ غافل کو

نہین رکھتا زمین پر پانون خط مجھسے جو پاتا ہی
ہوا کیطرح سے طی نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آکر غرق ہونے مین شریک اپنا
ڈبوا ای انفعال عافیت یاران ساحل کو

لگا کر زخم گھر سے کیا مصیبت سے چھڑائے گا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہی قاتل کو

درود للّٰہ اے مصطفےٰ کیا باب رحمت ہی
کہ نقد دو جہان یان بے طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرائی ہین اُنکو شہر یونسے کیا علاقہ ہی
چراغ لالہ کب آکر کرے پر نور محفل کو

فروغ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہان مین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان ہی نو بہار حسن جانان تک
خزان مین باغ سے مطلب نہین تھا عنادلکو

موے ہم ابتداے عمر مین حیف　　نہ پہونچے جور گردون انتہا کو
شب فرقت جو دکھلاتی نہین منہہ　　الٰہی کیا قضا آئی قضا کو
سگ محبوب کی دعوت مین لیجاے　　بہتا دو استخوان میرے ہما کو
لگائین سرمہ آنکھونمین جو پائین　　مہ و خورشید اُسکی خاک پا کو
خوشی بیٹھی ہی در پر میکدے کے　　چلواے مے کشو اندو ہنا کو
ہر ب کعبہ کچھ پرواے شاہی　　نہین ہی تیرے کوچے کے گدا کو

٢٥٠　　شہیدونکی زیارت بھی ہی لازم
چلو ای واسطی اب کربلا کو

دلِ عالم کو نہ کرتے ہوے پامال چلو　　فتنہ جس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو
ای فرشتو نہین کہنے کا وہ کچھ ہی غفلت　　چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو
جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون　　لینے والونکو صدا دیتے ہین دلال چلو
اب وہ دیندار بنے شوق ہوا حج کا کمال　　ہم پہ تاکید ہی کعبہ کو اسی سال چلو
چھپ کے چلنا ہی جو تمکو کسی عاشق کیطرف　　چھاگلین دور کرو پھینک کے خلخال چلو
غیر اُس کوچے مین کثرت سے ہین ایحضرت دل　　دیکھو موقع یہ اُلجھنے کا نہین ٹال چلو
نہ بہت سوچ کے عشاق سے کھیلو شطرنج　　جیت ہی جیت ہی منظور ہو جو چال چلو
ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمھارے مشتاق　　لیچلے تمکو جدھر رہبر اقبال چلو

٢٥١　　واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کی سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجائے جدھر اُنکی سواری ہمکو　　کھینچ لیجائے کشش کیون نہ ہماری ہمکو
عشق کے آتے ہی غالب ہوئی یہ بیخبری　　غیر کیسا نہ ہی یاد ہماری ہم کو
منتظر بیٹھے ہین جیسے ہین گرفتار قفس　　بوے گل چاہیئے اے باد بہاری ہمکو

رہیگی یار کی آزردگی نہ پوشیدہ — کریگی چین جبین فاش راز پنہان کو
بتون کے کعبۂ ابرو کا عشق ہی جب سے — اٹھا کے طاق پہ رکھا ہی ہمنے ایمان کو
نہین ہی مہر سے کم داغ میرے سینے کا — عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

۲۴۸ سزا کا خوف کسے واسطی ہی روز جزا — خدا رحیم ہی بخشے گا جرم و عصیان کو

شب فرقت مین جو روتا ہون مجھے رونے دو — داغ اندوہ جو دلمین ہین انھین دھونے دو
دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسی — نیند آتی ہی مجھے غل نکرو سونے دو
روز ہنگامے قیامت کے کرینگے برپا — ہین ابھی طفل ذرا انکو جوان ہونے دو
کنج عزلت ہی یہان بعد فنا کنج لحد — خواب آرام کے بیشک ہین یہی کونے دو
لب شیرین کے کرو مجکو عنایت بوسے — بس دراندازی جو بوتے ہین انھین بونے دو
قبر مین آکے ستاؤ نہ فرشتو مجکو — کتنی راتونکا مین جاگا ہون مجھے سونے دو
سخت گھڑیالیون نے مجکو ستا رکھا ہی — دیکھ لونگا شب وصلت کی سحر ہونے دو
ناصحو اسپہ مین مرتا ہون نصیحت تا کے — دل ہی قابو مین نہین جان مجھے کھونے دو
کیون عداوت ہی تمہین مجسے عزادارون کے — شمع روتی ہی سر قبر اگر رونے دو

۲۴۹ واسطی یار سے کر لونگا مین قصہ فیصل — سامنا تو کسی محفل مین کبھی ہونے دو

نہ دو ایذا اسیران بلا کو — پکار اٹھین نہ یہ بندے خدا کو
نہین ہی ضعف سے جنبش کی طاقت — اٹھائین ہاتھ ہم کیونکر دعا کو
نہین مین آپکے چھلے کا سارق — پکڑیئے باندھیے دزد حنا کو ++
دل مردہ اسی سے ہوگا زندہ — بلا لو عیسئ معجز نما کو
نکالے دل مرا چاہ ذقن سے — اجازت دیجیے زلف دوتا کو

تھا عجب عہد کہ یوسفؑ کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو

گوے اُلفت مین ہی کیا غیر گرفتاری و قتل
دوڑا جاتا ہی کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کرینگے پیدا
سر چڑھا کر جو نظر سے نہ اُتارے دلکو

خاک مین جان ہی تھا نہ ملائی میری
تیری دوری نے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہمپر کبھی اغیار پہ ہی چشم کرم
نہین بھاتے ہین یہ وہ طرفہ اشارے دلکو

اور توراہ محبت مین نہین کچھ حاصل
حاصل اتنا ہی کہ کھو بیٹھا مین پیارے دلکو

۲۴۷
کیمیا دولت دین کی ہو اُسی کو حاصل
واسطی صورت سیماب جو مارے دلکو

ذرا جو دیکھ کے خندان ہو روے جانان کو
ملو نہین پاؤن کے نیچے گل گلستان کو

اگر دکھاے وہ خوش چشم نوے مژگان کو
تو سامنا ابھی نشتر سے ہو رگِ جان کو

سنا ہی شہرہ جو بازارِ حشر کا ہم نے
گرہ مین باندھ کے رکھا ہی نقد ایمان کو

لگی ہی خانۂ دلمین تپ فراق سے آگ
خبر نہین ہی مگر میری چشم گریان کو

جو مرتے ہین لب جان بخش کی تمنا مین
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو

کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
ہم آفتاب بنا ئینگے داغ سوزان کو

کسی نے زلف کو سنبل سے دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونکدیا مین نے سنبلستان کو

سنا ہی حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہی سلطان کو

بشر کو چاہیئے گذرے نہ خاکساری سے
کیا ہی خاک سے پیدا خدا نے انسانکو

خیال مصحفِ رخسار یار ہی جو یہی
کرون گا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کیصورت
دکھاؤن کان کی بجلی جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہی زخمو نپہ خندۂ قاتل
کچھ احتیاج نہین پھینکدو نمکدان کو

بندھی ہی ہندوِ گیسو کی رہزنی پہ کمر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

بزم حال و قال مین آیا جو دیوانہ ترا
حال والے جتنے تھے دوڑے وہ استقبالکو

دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین وہ صورتین
جو نظر آتی ہین شکلین قرعے مین رمال کو

وقت رخصت پانون پر سر رکھکے رویا اسقدر
کر دیا گرداب دریا یار کے خلخال کو

عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہی تو یون
جیسے آجاتی ہی سونے مین ہنسی اطفال کو

رنج اٹھانے سے نکل جاتا ہی انسان کا غرور
سرکشی سے کام کیا ہی سبزۂ پامال کو

شکر ہی آزردگی مین ہی ابھی کچھ کچھ خیال
پوچھ لیتے ہین وہ اورونسے ہمارے حال کو

بہر سیر باغ جب جاتا ہی وہ نازک دماغ
نکہت گل دور تک آتی ہی استقبال کو

خال عارض کا مجھے بوسہ کیا تمنے عطا
حق رکھے تابان تمھارے کوکب اقبال کو

کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین
ہمنے یہ رو رو کے دھویا نامۂ اعمال کو

۲۴۶
لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہی واسطی
بدلے قاصد کے بلانا چاہیے حمال کو

کیا غضب تمنے کیا کر کے اشارے دلکو
لیگئے کھینچکے سینے سے ہمارے دلکو

اپنے مطلب سے ہی مطلب انھین پروا نہین کچھ
جان قربان کرے یا کوئی وارے دلکو

کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق
ایک ہی داؤ مین اس شوخ سے ہارے دلکو

ہمہ تن چشم ہی داغونسے مرے پہلو مین
ہوے منظور نظر کسکے نظارے دلکو

ضعف پیری تو نمایان ہین و لیکن ابتک
دست و بازو دیے جاتے ہین سہارے دلکو

کرے ان چاند سے ٹکڑونسے محبت پیدا
توڑ لانے ہون اگر عرش کے تارے دلکو

عاشقونسے جو چلو ناز و ادا کی تم چال
کیا سنبھالین یہ غم و درد کے مارے دلکو

ڈالیان پھولونکی اغیار کو تحفے بھیجین
داغ سے داغ دیے تمنے ہمارے دلکو

بوسۂ آئینۂ رخ کا طلبگار رہی کون
دیکھنا تھا ہمین منظور تمھارے دلکو

نالہ وہ گرم ہمارا ہی جو منھ سے نکلے
موم کر دے ابھی پتھر سے تمھارے دلکو

۲۴۴

صدمے اُٹھائے منزلِ ہستی مین واسطی
کب ہی یہانسے جاکے پھر آنیکی آرزو

دل بہت آج ہی اُداس آؤ — آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ
کوئی ہمدم نہین ہی فرقت مین — ای غم و اضطرار و یاس آؤ
اب جو آئے تو پھر حیا کیسی — دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ
کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق — تم بدلکر اگر لباس آؤ
مین تمھارا زمانہ آپکا ہی — قتل کو میرے بے ہراس آؤ
ای رقیبو مجھے نہین کچھ خوف — تم اگر مل کے سو پچاس آؤ
دور رہنا ہی دورِ اُلفت سے — پاس میرا ہی کچھ تو پاس آؤ
دردِ ہجرِ بتان سے مرتا ہون — ای طبیبانِ حق شناس آؤ
ہین وہ بے پردہ آج ای مہ و مہر — چرخ سے بہر اقتباس آؤ
تم نہ آئے تو مر ہی جاؤنگا — ہین تمھارے کدھر حواس آؤ

۲۴۵

واسطی آتے ہو تو نکو پاس
سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ

ہی یہ رغبت جوشِ وحشت مین ترے پامال کو — ہتکڑی پہنے جو پائے حلقۂ خلخال کو
ہون وہ دیوانہ چلا زندانسے جبدم سوئے دشت — آئے اُٹھ اُٹھکر بگولے میرے استقبال کو
کل جو آنا تھا تو آج آتی قضا کیون دیر کی — گورکن بھوکا رہا فاقہ ہوا غسال کو
بسملون نے مرتے دم آنسو بہائے اسقدر — موتیون سے بھر دیا اُس تیغ کے رومال کو
صاف سمجھے ہم کہ ہرکارے ہین یہ اخبار کے — قبر مین آئے ملک جب پرسشِ اعمال کو
پیشتر ازین صیاد کو تھی فکر میرے قید کی — اب یہ سنتا ہون قفس توڑا جلایا جال کو
جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون میری طرح — ساتھ اپنے کیون لیے پھرتے ہین اس جنجال کو

تیر مژگان لگاؤ گے کس کو
تم نشانہ بناؤ گے کسکو

گر گیا ہون نظر سے صورت اشک
خاک سے اب اُٹھاؤ گے کسکو

ہو نگا بیجان تمہارے آنے تک
آؤ گے بھی تو پاؤ گے کسکو

ارنی کیسی وقت نظارہ
لن ترانی سناؤ گے کسکو

ایک دو کیا کرور ظلم سہے
صبر مین آزماؤ گے کسکو

کرم شب تاب ماہتاب نہین
چٹکیو نمین اُڑاؤ گے کسکو

میری آنکھون سے ہی جو تمکو حجاب
پھر یہ جلوہ دکھاؤ گے کسکو

ہو چکا خاک جل کے دل میرا
ہجر مین اب جلاؤ گے کسکو

۲۴۳

واسطی ہوشیار ہی وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤ گے کسکو

دولت کی سلطنت کی خزانیکی آرزو
دلمین بھری ہی سارے زمانے کی آرزو

دولت کی ہی ہوس نہ خزانے کی آرزو
دلسے مٹی ہی سارے زمانے کی آرزو

صیاد تیرے دام مین پھنسکر ہین سیر ہم
پانی کی آرزو ہی نہ دانے کی آرزو

جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب
ہی زخم تیرے ہاتھ سے کھانے کی آرزو

کوچے مین اُسکے دفن کی جا مل چکی دلا
کہتا ہی کیا نہین یہ ٹھکانے کی آرزو

چہرہ دکھائیے یہ ہی آئینہ کی ہوس
زلفین سنوارئیے یہ ہی شانے کی آرزو

پستان یار تک تو ہوا اپنا دسترس
باقی رہی گلے سے لگانے کی آرزو

ای ترک گہرے زخم لگا تن پہ چار پانچ
بسمل کو ہی لہو مین نہانے کی آرزو

موت آگئی قفس مین ہماری ہزار حیف
نکلی نہ دلسے باغ مین جانے کی آرزو

اُس سیم تن کے وصل کی یون دلکو ہی ہوس
مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو

ایدل کدھر خیال ہی کچھ جانکی ہے خبر
اُس جنگ جو سے آنکھ لڑانے کی آرزو

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر
کیا بنایا ہے تری آئینۂ رخسار کو

اشکباری پر جب آ گئی ہی ہماری چشم تر
سینکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریا بار کو

مرتبے جوہر ہی دور آسمان سے بیخطر
سان پر چڑھتے نہین دیکھا کسی تلوار کو

۱۴۳
تیر اُسکا کم نہین ہی شاخ گل سے واسطی
غنچۂ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

تھا وہ گلشن مین کرے جا کر کسی میخوار کو
دے خداوند ایہ فرمان ابر دریا بار کو

خواہش دنیا ہی یون ہر ایک دنیادار کو
دوڑتے ہین جیسے کتے دیکھکر مردار کو

گھر مین یون دریا نہ اشکونکا بہا اے چشم تر
تو نہین اُٹھ اُٹھکر بٹھائے دیتی ہین دیوار کو

قدر کی جو چیز ہی دشمن سے بھی ٹلتی نہین
خوف پانی سے نہین کچھ آتش رخسار کو

صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہین
ساتھ داغون کے لیے پھرتے ہین ہم گلزار کو

وہ پری آئے تو دیوانہ یہ آسیب ہو چمن
گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو

ہوان وہ محزون غم مرا افزون ہو شادی کی جگہ
اور رو دو نمین جو دیکھون قہقہۂ دیوار کو

نیک و بد وقت نزول قہر ہو جاتے ہین ایک
خار و گل دونون جلانے مین ہین یکسان نار کو

غش سے چونکا دے جو آواز شکست رنگ رخ
کیا گوارا غل طبیبون کا ہو مجھ بیمار کو

ہجر کی شب میرا کاشانہ ہی ہیبت ناک ہی
ڈر سے چڑھ آتی ہی تپ ہا صورت دیوار کو

بغض دشمن بہر رنگین طبع ہی وجہ فروغ
اور بھڑکاتا ہی پانی آتش گلزار کو

ایسے افسردہ ہوے مردم جو وہ یوسف پھرا
لوٹکر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو

ہجر مین غمناک ہین ہم کون جائے سوے باغ
خانۂ شادی سے کیا مطلب ہی ماتمدار کو

شیخ صاحب آ کے ہم مستون مین بیٹھے ہو اگر
تم بھی کھُل کھیلو اُتار و جبہ و دستار کو

۲۴۲
واسطی ایسی اب اس رنگین بیانی کی ہی دھوم
بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین مرے اشعار کو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہی ہر جا کثرتِ زاغ و زغن ہمکو

نشان عریان تنی کا بعد مردن بھی ہی باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بے کفن ہمکو

نہین ہی غم جو نا قدردان ہین لوگ دُنیا کے
کرینگے یاد بعدِ مرگ یہ اہل وطن ہمکو

کفن کی کچھ نہین حاجت شہیدان محبت کو
کہ اپنی چادر خون سے میسر ہی کفن ہمکو

حصول خمسۂ اسلام سے ہین خوب واقف ہم
کہ ہی روز ولادت سے ولاے پنجتن ہمکو

تمھارے ابروے پُرخم کے ہم ہین دیکھنے والے
دکھاتا ہی مہ نو کیا سمجھکر بانکپن ہمکو

۲۴۰

ہوے ہین واسطی اب ضعف سے اسدرجہ ہم لاغر
جو دیکھا غور سے بستر قضا سمجھی شکن ہمکو

مے کے پینے سے ہی رونق اور حسن یار کو
ہو گیا روغن یہ پانی آتش رخسار کو

آ نہین سکتا کبھی میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو

کیا دل حیران کرونمین نذر چشم یار کو
رسم ہی آئینہ دکھلاتے نہین بیمار کو

کون ہو سرکوب سکا ہو جو موذی سر بلند
خوف پامالی نہین خار سر دیوار کو

ہون تو جنون پر ہین مجکو میرے دشمن بھی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکھون پر جگہ دین خار کو

تیر کھا کر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتھ ہی اُنکے ہنسی آئی لب سوفار کو

ہجر مین اُس سیم تن کے ایسی قسمت پھر گئی
خواب مین ہمنے نہ دیکھا دولت بیدار کو

کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحان جہان
کیجئے تقسیم اگر شیرینئ گفتار کو

عجز اسفل کو تو اعلے کو ہی لازم سرکشی
صحن کو پستی بلندی چاہیئے دیوار کو

وقفہ دے دیکر ستاتا ہی مجھے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آوے کسی بیمار کو

کیا کرون دزد سخن سے مین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہبر و زردار کو

ایسا ترکِ الفت ابرو سے پچتاتا ہی دل
جیسے نادم ہو سپاہی بیچکر تلوار کو

ہی یہ بدمستی نہین اپنے ضرر کا کچھ خیال
محتسب سے پوچھتا ہون خانۂ خمار کو

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیے سبک	ململ کا یا کریب کا یا ٹبک کا تھان لو

۲۳۸

وحشت شروع عشق ہی انجام مرگ ہی
ای واسطی یہ دل مین خدا خوب ٹھان لو

قفس مین ہی ہوائے نغمہ سنجان چمن ہمکو	بہت یاد آتے ہین غربت مین یاران وطن ہمکو
اگر تو رشک لیلی ہی تو مجنون ہی لقب اپنا	تجھے کہتا ہی شیرین اور عالم کوہ کن ہمکو
سراب دشت کو لب تشنہ سمجھے جسطرح دنیا	کنوین کیا کیا جھنکاتا ہی ترا چاہ ذقن ہمکو
جہان سے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے	نیا عالم دکھا ای گردش چرخ کہن ہمکو
نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہ اپنی	کہ ہندو شیخ سمجھا ہی مسلمان برہمن ہمکو
بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہی	نظر آتا ہی ہجر یار مین جنگل چمن ہمکو
تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہوکر	بڑی دقت سے ہاتھ آیا ہی مضمون دہن ہمکو
کہان ہی تیزی دست جنون ٹکڑے کرے اسکو	نہایت تنگ کرتا ہی ہمارا پیرہن ہمکو
ضعیف ایسے ہین ہونگے مور کے روزن مین مدفون ہم	نہین بعد فنا کچھ احتیاج گورکن ہمکو
تری آنکھونکے سودائی ہین کب پروا ہی غیرونکی	دکھاتے ہین عبث شوخی یہ آہوے ختن ہمکو
اگر زنجیر داماں ہی تو طوق اپنا گریبان ہی	نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

۲۳۹

ہوے ہین واسطی اُس مہر کے غم مین یہ ہم لاغر
نظر آتا نہین ہی دھوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہی مثل نی تہی اپنا دہن ہمکو	کہین اسمین صدا اپنی تو ہی جائے سخن ہمکو
ہوا ہی اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو	تو تحفہ بھیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو
عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین	خدا کب خیر سے دیکھین دکھاتا ہی وطن ہمکو
عدم سے مدتونکے بعد پہونچے ملک ہستی مین	تماشا ہی یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو
جو گذرے خانمان سے ہم تو گلشن اور گلخن کیا	جہان بستر لگائینگے وہی ہوگا وطن ہمکو

ہی دھواں خط کا جو اُس آتش عارض سے بلند
ملگیا اشک بہانیکا بہانا مجکو

تیری اُلفت مین ملامت سے کوئی ڈرتا ہون
ایک مانون نہ کہے لاکھ زمانا مجکو

بات کب غیر کی مجھ زار سے اُٹھ سکتی ہی
ہین گران یار کے بھی ناز اُٹھانا مجکو

گر پڑون بام سے یا چاہ مین کچھ خوف نہین
نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجکو

ہی مناسب جو ہنڈولے سے اپنے نسبت دون
تہ و بالا نظر آتا ہی زمانا مجکو

سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب
شکل منحوس خدایا نہ دکھانا مجکو

اکل و شرب ورنہین غیر کباب و می ناب
یہی پینا ہی دو وقتہ یہی کھانا مجکو

چاہتا ہون کہ مری خاک بگولا نجائے
مرگ کے بعد بھی ہی خاک اُڑانا مجکو

ای فلک ہوگا کمالونسے زمانا خالی
دوسرا مجھسا کوئی ہو تو مٹانا مجکو

آسیا اسکو نہ سمجھون تو بھلا کیا سمجھون
پیستا ہی یہ فلک جان کے دانا مجکو

مجرم عشق ہون ترکانسے مجھے اُلفت ہی
شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجکو

۲۳۷	واسطی شاہ خراسان کی زیارت کا ہی شوق طوس کو ہند سے ہونا ہی روانا مجکو	

آؤ خفا نہو مرے کہنے کو مان لو
دیدونگا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو

زہرہ زمین پر اُتر آئے سپہر سے
گانہین میری جان کوئی ایسی تان لو

کیارہ کے ایک شہر مین رہتے ہو دور دور
پاس آرہو کرایہ پہ ہمسے مکان لو

تیرونسے تمنے سینے کو چھلنی کیا مگر
مجکو وہی ہی عشق اسے خوب چھان لو

آؤ غریب خانے مین بیخوف ای بتو
کھٹکا ہو کچھ تمھین تو خدا درمیان لو

ہو خود فروش یونہ جو یونہین تلے ہوے
اونچی سہی کوئی چوک مین جا کر دکان لو

جو کہہ چکا ہون مُنھ سے سنا ہوگا مین اُسے
کچھ عذر کی جگہ نہین دل ہو کہ جان لو

سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہی
دیکھے نہ کوئی مُنھ پہ ڈوپٹے کو تان لو

غضب کی جا ہی کہ اتنا تمھین خیال نہو
دکھائین چہرہ کوئی بے چھری حلال نہو

کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو
چلو وہ چال کوئی جسسے پائمال نہو

دوائین لاکھ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو

لہو سپید ہوا ہی یہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت
گنہ وہ ہی جو گنہ کرکے انفعال نہو

کمال تنگ ہون ہاتھو نسے شوخ چشمونکے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑکے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہ ہی کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہی کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہی کہ جسمین ترا خیال نہو

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا سودا
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو

کریم کہیے اُسے بے طلب کرے جو عطا
گدا وہ ہی کہ جسے عادتِ سوال نہو

بجا ہی مست جو میخانے مین کرین بحث حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل و قال نہو

کمال اُلفت گیسو مین دل مشوش ہی
خدا کرے کہ پریشان کسی کا حال نہو

مین اُسنے عالم حیرت کا حال کچھ پوچھون
زبان مردم تصویر کی جو لال نہو

نہین ہی صاحب رفعت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو

خراب کرتا ہی انسان کو تلون طبع
کہان ہی صحت جسمی جو اعتدال نہو

کرو نہین روکے کسی دن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو

خدا سے ہی یہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

٢٣٦

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجکو
آنکھ دیوار کے روزن سے ملانا مجکو

کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجکو

ہون وہ میخوار کہ انعام مین دن ساقی کو
ہاتھ جمشید کا آئے جو خزانا مجکو

خواہش باغ عبث رکھتے ہین مرغان قفس　　باغ سے کم نہیں صیاد کا گھر دیکھیں تو
چھپکے تنہائی مین کرتے ہین جو اعمال قبیح　　سخت غافل ہین ادھر اور اُدھر دیکھیں تو
جن حسینونکو بہت حسن پہ اپنے ہی غرور　　آنکھ آہو کی وہ چیتے کی کمر دیکھیں تو
آئینہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین جو حسین　　میری حیرت مری حسرت کی نظر دیکھیں تو

۲۳۴

واسطی ہی یہ یقین رحم ہی آجائے گا
آکے وہ حال مرا نوحہ گر دیکھیں تو

سمجھے ہین نخل ثمر دار مقرر سب کو　　طفل لالائے لگاتے ہین جو پتھر مجھکو
خوب نظارۂ قاتل تہ خنجر کر لون　　مہلت اے پیک اجل اور بھی دم بھر مجھکو
ہوگیا خاک جو تن خاک سے بھی چاک بنا　　مرگ کے بعد دیئے چرخ نے چکر مجھکو
نامہ اڑ جائے گا خود یار تلک کیا پروا　　قاصدی کو نہیں ملتا جو کبوتر مجھکو
سوزش ہجر مین جیتا ہون عبث کا ہے مقام　　آگ مین موت نہیں مثل سمندر مجھکو
ساقیا تجھسا زمانے مین نہین کوئی سخی　　خیر خم کی ہو پلا دے کوئی ساغر مجھکو
نظم کیا کیا ہوئے مضمون ترے دانتونکے　　ہاتھ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجھکو
کیا بلا کاسۂ سائل مجھے سمجھا ہی مگر　　در بدر یون جو پھراتا ہی مقدر مجھکو
پٹی آنکھونپہ بندھیگی رخ قاتل کی نوید　　شوق دیدار نے مارا تہ خنجر مجھکو
فرد باطل مجھے کیا منشی قدرت سمجھا　　لکھتے ہی جو کیا خارج دفتر مجھکو
کبھی دولت کو سمجھتا نہیں دولت مین فقیر　　آہن و زر نظر آتے ہین برابر مجھکو
میکشی ہجر مین کیا خاک کرون اے ساقی　　آب انگور ہے آب دم خنجر مجھکو
اپنے کوچے مین جگہ اسنے جو دی مین سمجھا　　جیتے جی خلد مین رہنے کو ملا گھر مجھکو

۲۳۵

واسطی خوف گناہون کا نہیں محشر مین
ساتھ لیجائینگے جنت مین پیمبر مجھکو

کیون نہ محفل ترے آنے سے معطر ہو جائے
مشک نافے سے کہین بڑھکے ہی خوشبوے گیسو

مر گئے ہین جو گرفتار ترے گیسو کے
اُنکی مرقد سے صدا آتی ہی گیسو گیسو

کچھ مرے حال پریشاں سے جو واقف ہو جائے
کنگھیان کر کے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہو انسان تجھے تکتا ہی غریب
چہرہ ہی جان مسلمان دل ہندو گیسو

مین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اُڑ کے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے نہ دین سبزہ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہی قوت بازو گیسو

عہد پیری نہین کچھ دور سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل شبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہی یا افعی جادو گیسو

۲۳۳

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جبس گھڑی کھول کے بیٹھے وہ لب جو گیسو

آہ کیونکر نہین کرتی ہی اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اُنسے کہ عیادت کو ہماری آئین
حال پرسی نکرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوی ہی کہ ہم دیکھتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اُسکی کمر دیکھین تو

مین جو آیا تو مجھے دیکھ کے منھ پھیر لیا
حال دل کس سے کہون اب وہ ادھر دیکھین تو

گلشن دل مین ہی کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہ نہین لاتا ہی ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہی تو اُس صف مژگان کے حضور
ای دل زار ذرا تیرا جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہی ای دور فلک
آج کبتک نہین دیکھین گے سحر دیکھین تو

گلۂ درد جگر ہم سے سنا تو یہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اُسکے تلوے کے برابر نہین چہرے انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگی آفاق ہین جو گوشہ نشین
کوہ و صحرا کو ذرا کر کے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہوتی ہی کیونکر حاصل
بوالہوس اس لب جان بخش پہ مر دیکھین تو

۲۳۱

کوچے مین حسینون کے جو برباد ہی کب سے
غالب ہی وہی واسطی خستہ جگر ہو

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو
وہ شوخ کہے بات کسی سے جو دہن ہو

بخوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے
کھٹکا ہو مجھے دزد کفن کا جو کفن ہو

آئینہ کا ہی خاصہ اُس طفل کے تن مین
کھیلے کبھی مٹی مین تو صاف اور بدن ہو

روؤن تو مرے داغ جگر اور بھی چمکین
ہو بارش باران تو شگفتہ یہ چمن ہو

غربت مین سنی ہی ملک الموت کی آمد
اللہ کہے قاصد یاران وطن ہو

معدوم سمجھتا ہی جو عنقا کو زمانہ
غالب ہی کہ اُس شوخ کا مضمون دہن ہو

کیا ذکر رہ وادی غربت مین وطن کا
بیٹھون مین جہان تھک کے نقاہت [illegible]

دل لے کے ہمارا ہمین دیتے نہین بوسہ
کیا قول تھا سچ ہی کہ بڑے عہد شکن ہو

ہوتا نہین گلزار کوئی چاہ سے خالی
چہرے سے قرین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو

وہ آنکھین جو یاد آئین تو غربت مین یہ روؤن
سرسبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو

موقوف جوانی پہ ہی چہرے کا چمکنا
جب تک نہ بہار آئے شگفتہ نہ چمن ہو

مشکل ہی مرے پاس بہت زر کا ٹھہرنا
سکہ بھی کبھی ہاتھ مین آئے تو چلن ہو

اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب
موقوف کسطرح سے یہ چاند گہن ہو

دل لیکے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم
موقوف یہ جھگڑا کہین اے مشفق من ہو

کرتے ہو عبث حلقۂ گیسو سے مقابل
مٹی نہ کہین نافۂ آہوے ختن ہو

۲۳۲

اے واسطی جاہل کو مرے شعر کی کیا قدر
سمجھے وہ سخن کو جو شناسائے سخن ہو

کم نہین قد مین درازی مین سر مو گیسو
فی الحقیقت ہی جواب قد دلجو گیسو

کروٹین لیکے کہا کرتا ہون گیسو گیسو
بھولتا ہی نہین شب بھر کسی پہلو گیسو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہی یہ آواز
گل پھولتے جاتے ہین عنادل کو بلالو

جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور
دیوانے سہی ہم کسی عاقل کو بلالو

اتنی تمھین توفیق خدا دے مرے حق مین
زندان سے گرفتار سلاسل کو بلالو

فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور
سر بار ہی تن پر کسی قاتل کو بلالو

ای واسطی آتا ہی جو خلوت مین مرا ذکر
کہتے ہین کہ اُس مرشد کامل کو بلالو

۲۳۰

وہ نالہ کر ای دل کہ عیان جس سے اثر ہو
کس کام کا وہ نخل ہی جسمین نہ ثمر ہو

مر مر کے جیے لاکھ کوئی رنج کے ہاتھون
ممکن ہی نہین ہی کہ شب ہجر سحر ہو

سن سن کے بیان ہی کوئی ششدر کوئی حیران
کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو

کاہے کو وہ احسان رفوگر کا اٹھائے
صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو

اک سورۂ الحمد سے محروم نہ رکھنا
جس روز تمھارا مری تربت پہ گذر ہو

اللہ سے اپنی یہ شب وصل دعا ہی
اس رات کی تا روز قیامت نہ سحر ہو

آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ
ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہ دیدۂ تر ہو

روتے ہین جو عاشق یہ بناوٹ کی ہین باتین
پانی دل محبوب ہو کچھ بھی جو اثر ہو

منقار ہما مین ہی ابھی تک مری ہڈی
اللہ کرے یان سگ جانان کا گذر ہو

دیکھی نہین جاتی شب فرقت کی سیاہی
ای انجم و مہتاب کہو آج کدھر ہو

روتا ہی لہو اب تو مری لاش پہ قاتل
سر جائے تو کیونکر نہ خم عشق کی سر ہو

طاقت ہی کہ رو کے مجھے دربان در یار
ٹکراؤن سر ایسا ہین کہ دیوار مین در ہو

لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا
ایسا نہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو

کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان
شیدائے جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو

ہم تو نہ کہین گے ارنی حضرت موسیٰ
بسم اللہ اگر آپکو یارائے نظر ہو

ردیف د

اسنے لکھا ہی کہ اپنا حال لکھ کر بھیجدو | دوستو قاصد کوئی پھر ہمپر بھیجدو
تنگ اگر تمکو عیادت ہی مریض عشق کی | آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو
تم نہین آتے تو بھیجو اگر شبیہ اپنی ضرور | بہر تسکین دل بیتاب و مضطر بھیجدو
واہ کیا انصاف ہی دعوت ہماری کچھ نہو | کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو
خاک در پر آپکے شب بھر پڑے رہتے ہین ہم | تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو
امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہی | ساری دنیا کی بلاؤن کو مرے گھر بھیجدو
ہی گمان تمکو کہ اس سے گل نکھائے جائینگے | ہاتھ کا چھلا تو ای رشک گل تر بھیجدو
منہ سے جب نکلا تمھارے گھر نہ آئینگے کبھی | پھر نہ آوینگے سزاول کیا جو لشکر بھیجدو
صورت گل کسطرح جامے سے باہر مین نہون | اسنے لکھا ہی مجھے پھولون کا زیور بھیجدو
تنگ ہون جینے سے رنج ہجر اٹھ سکتا نہین | کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو
بیش قیمت ہین ہمارے اشک کیا کرتے ہو شک | جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو
تشنۂ دیدار ہین فرط عطش سے بیقرار | یا علیؓ جنت سے کوئی جام کوثر بھیجدو
اذن دو شانہ ہو زلفون مین الجھاؤ کا | بال بیکا ہو تو زندانین بنا بر بھیجدو
واہ کیا انصاف ہی خط کا نہ لکھو تم جواب | اسکے بدلے نامہ بر کا کاٹ کے سر بھیجدو

اسنے گر فرمائش اشعار کی ہی واسطی
ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو

۲۲۹

ہی کوچۂ قاتل مین روان دلکو بلا لو | وہ راہ سے پھر آئے تو قاتل کو بلا لو
مجنون کو غش آیا ہی بیابان مین غزالو | دوڑو تو ذرا صاحب محمل کو بلا لو
موت آئی ہی رستے مین پڑا ہی مرا مردہ | ہو کچھ تو ٹھکانا سگ منزل کو بلا لو
محفل تو ہی جوبن پہ مگر جی نہین لگتا | ملجائے تو اس رونق محفل کو بلا لو
منظور ہی دینے جو انھین حسن کی خیرات | خود کہتے ہین در پر مرے سائل کو بلا لو

ہون وہ ساغر جو کسی وز بھر آئے مری آنکھ
غرق کر دیگا مرا ایک ہی آنسو مجکو
سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان
ساغر جم ہی مرا کاسۂ زانو مجکو
فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھی
ناسزا وار ہوا گور کا پہلو مجکو

۲۲۷

واسطی اُس بُت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتے ہین کیا جان کے آہو مجکو

بسکہ ہی عشق رخ و اُلفت گیسو مجکو
کوئی کہتا ہی مسلمان کوئی ہندو مجکو
بیخطر دیتا ہی صدمے وہ جفا جو مجکو
جانتا ہی کہ شکایت کی نہین خو مجکو
سرخروئی ہو شہید و نہین میسر دم حشر
ہاتھ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجکو
مو جو اُس شوخ کی باریک کمر کو باندھو
ناف اُسکی نظر آئی گرہ مو مجکو
ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے بادہ پلا
می پلاتی ہی سنگھا کر تری خوشبو مجکو
فخر سے مین اُسے سر مطلع دیوان کرتا
ہاتھ آتا جو ترا مطلع ابرو مجکو
ہون وہ دیوانہ ٹھہرنیکا نہین ایک جگہ
لاکھ باتو نہین لگائے وہ پریرو مجکو
اُسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائی
شمع کا گل نظر آیا گل شبّو مجکو
ہنسکے فرمایا جو رستے مین کیا مین نے سلام
کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجکو
تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند
سیب داغی نظر آتے ہین یہ ہر رو مجکو
پہلی تاریخ مرے حق مین ہی جو ہی تاریخ
ماہ نوروز دکھاتا ہی وہ ابرو مجکو
بیخود عشق کو ہی شام و سحر سے کیا کام
صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجکو
فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا
داغ پہلو ہی مرا تکیۂ زانو مجکو
جسقدر اُسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی
کیا کرون چرخ پہ ملتا نہین قابو مجکو
بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کی زینت
خوب زخمو نسے کیا یار نے اُلو مجکو
واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا مرے گھر
شعلہ بن بنکے جلانے لگے جگنو مجکو

لڑ گئی کیا مری قسمت دم نزع
روے قاتل پہ نظر کرتا ہون

تیغ مژگان وہ لگائین تو سہی
ابھی سینہ مین سپر کرتا ہون

روز کہتا ہی یہ دربان دم باز
ٹھہر و انکو مین خبر کرتا ہون

آتش عشق سے بنکر مین شرر
دلمین پتھر کے گذر کرتا ہون

مین کہان دید رخ یار کہان
شکر احسان نظر کرتا ہون

نظر آجاے مجھے وہ رخ و زلف
یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

٢٢٦

ہفت افلاک کا حافظ ہی خدا
واسطی نالہ مین سر کرتا ہون

نیند کیا ہجر مین آئے کسی پہلو مجکو
یاد آتا ہی ترا تکیۂ زانو مجکو

قہر ہی الفتِ مژگان پری رو مجکو
ڈنک ہر وقت لگاتا ہی یہ بچھو مجکو

الفتِ چشم مین جاتا ہون اگر صحرا کو
اپنی آنکھونپہ بٹھا لیتے ہین آہو مجکو

جتنے حاجی ہین چلے جاتے ہین کعبے کیطرف
لیچلا یدل طرفِ کعبۂ ابرو مجکو

قتل کرتا ہی ترا تیر مژہ اے قاتل
ذبح کرتا ہی ترا خنجر ابرو مجکو

تو بھی دے نالہ کشی مین مرا ساتھ اے بلبل
مرثیہ پڑھنے کو درکار ہی بازو مجکو

پڑتی ہی چشم طمع جب سوے گنجینۂ حسن
سانپ بن بن کے ڈراتا ہی وہ گیسو مجکو

قامت و چاہ زنخدان نے کیا ہی مجھے قتل
دفن کرنا تو تہ سرو لب جو مجکو

وقت گریہ شرر آہ نہین جلوہ نما
نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجکو

کروٹین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین
چین فرقت مین نہین ہی کسی پہلو مجکو

آنکھین کسطرح نہ سنبل سے ملون گلشن مین
کچھ کچھ آتی ہی تری نکہت گیسو مجکو

سبز مینا نہین ساقی یہ قریب ساغر
سبزہ آتا ہی نظر صاف لب جو مجکو

اے جنون یار کی آنکھونکا مین دیوانہ ہون
بھاگتے پھرتے ہین کیون دیکھکے آہو مجکو

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ
آگئی کیا یاد ہمکو رہروِ کوے وطن

۲۲۴

اہل غربت نے وہ کی اُلفت لیا مٹھی مین دل
دیکھیے کب واسطی جانا ہو اب سوے وطن

قفس کو اُڑکے ہم صحن چمن سے جانیوالے ہین
سفر کا شوق ہی دلمین وطن سے جانیوالے ہین

فقط شب بھر کا وقفہ ہی کہان پھر شمع و پروانہ
سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین

بتو کچھ مُنھ سے بولو کسلیے آزردہ ہو ہمسے
کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانیوالے ہین

وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بھی میرے زخم آئے ہین
بھلا کب خون کے دھبے کفن سے جانیوالے ہین

چٹکتا ہی جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہی
گلون کے قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین

زبان اپنی رہیگی تیز یونہین ضعف پیری مین
ابھی جائین اگر دندان دہن سے جانیوالے ہین

ہٹیگی لب سے روے یار پر پاے نگاہ اپنی
حلب کو ایکدم مین ہم یمن سے جانیوالے ہین

چھپاتے ہو عبث زلفون مین اپنی شوخ آنکھونکو
یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالے ہین

عبث ہی فکر شانے کو پڑیگا خود کشاکش مین
کہان پیچ اُسکے زلف پرشکن سے جانیوالے ہین

تری بے پردگی نے فاش پردہ کردیا اپنا
چھپا کر مُنھ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین

ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل
برنگ بوے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین

تمھارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکیگا
نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

۲۲۵

ڈراتا ہی جہنم سے ہمین کیا واسطی واعظ
جنان مین ہم طفیل پنجتن سے جانیوالے ہین

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون
پھر نظر سوے جگر کرتا ہون

ہون وہ بیخود نہین معلوم مجھے
کسکو سجدہ مین کدھر کرتا ہون

بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا
قصد کعبے کا اگر کرتا ہون

رات کٹتی ہی مری رو رو کر
شمع سان جلکے سحر کرتا ہون

علی رضؑ کی دستگیری کی ہوس ہی محمدؐ کی شفاعت چاہتا ہون

۲۲۲

کہان تک واسطی یہ ظلمت بخت
حبیب ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کے دن اس تفکر مین گذرتے ہین
کہ دنیا چھوڑتی ہی یا ہم اُسکو ترک کرتے ہین

عجب کیا ہی ملادے گر فلک اُس سرو قامت سے
نہالونکو قلم کو باغبان پیوند کرتے ہین

بلندی ہوگی حاصل ایکدن گھبرا نہ پستی سے
لگاتے ہین جو غوطے آب مین آخر اُبھرتے ہین

کسی کا حال نیک و بد خدا سے کیا رہی پنہان
ملک ہر کارے ہین سرکار مین پرچے گذرتے ہین

یہ ایذا اُلفت قد سے اُٹھائی ہی کہ گلشن مین
قدم رکھتے ہوے ہم سرو کے سایہ مین ڈرتے ہین

کبھی بستا نہین ہی بند اپنے کوچۂ دل کا
غمونکی آمد و شد روز ہی صدمے گذرتے ہین

ترا چاہ ذقن ای حور طلعت ہی وہ سر چشمہ
بہشتی نیکے جس چشمے پہ پانی خضر بھرتے ہین

پھنسایا ہی جو دلکو زلف مین دو خال کا بوسہ
کہ دانہ دیتے ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین

لگا اک ہاتھ ای قاتل کہ بیڑا پار ہو انکا
ادھڑ مین تیرے بسمل ہین نہ جلتے ہین نہ مرتے ہین

ترے دیوانونکو سودے مین کیا اُمید صحت کی
کہین بگڑے ہوے ایسے بھی دنیا مین سنورتے ہین

بڑے مغرور ہین ہفتم فلک پر ہی دماغ اُنکا
زمین پر کب قدم ارباب عز و جاہ دھرتے ہین

شراب عیش سے خالی پڑے ہین ساغر و مینا
ترے میخوار ساقی زندگی کے روز بھرتے ہین

گڑے گا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہی
مسافر جب پہونچ جاتے ہین منزل پر اُترتے ہین

اثر مرنے پہ بھی باقی ہی اُن آنکھونکی اُلفت کا
کہ آہو سبزہ میری گور پر آ آ کے چرتے ہین

۲۲۳

بہت ای واسطی دلتنگ ہی خانہ نشینی سے
وہ بھولے ہین ہمین کس روز دیکھین یاد کرتے ہین

اسقدر آنکھونکو زشت آیا نظارۂ وطن
خواب مین بھی مُنہ نہین کرتے ہین ہم سوے وطن

رنگ ہو جس دوست کا جو نامہ بر کر سب بیان
تیری باتونسے مجھے آتی ہی کچھ بوے وطن

خدا کی شان تن زار اور اشک کا تار
درازِ رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن میں
صفا جو دل میں ہو پیدا تو وسوسہ کیسا
کہ ذرہ آ نہیں سکتا مکان روشن میں
مزاج پھولون کے نازک ہیں رنگ رخ نہ اڑے
چلے نسیم کا جھوکا سمجھکے گلشن میں
دل اپنا موسم پیری میں کیا شگفتہ ہو
خزان کے روز ہیں خاک اُڑ رہی ہے گلشن میں
گئے ہیں اُڑکے گل و سرو اُسکے کوچہ میں
نہ فاختہ ہے نہ اب عندلیب گلشن میں
تمھارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا
یہ شوخیان ہیں کہان اُس بلند گردن میں
سُنی ہے کیا ترے وحشی کی ای پری آمد
بھری ہوئے ہے ہر اک کوہ سنگ دامن میں
کریگی تیغ قضا ایکروز دو ٹکڑے
زرہ سے ہوتن رستم حصار آہن میں ✢

۲۲۱	ابھی تو خندۂ گل واسطی ہنے گریہ ذرا بھی ہو جو اثر بلبلونکے شیون میں	

نہ میں دولت نہ حشمت چاہتا ہون
الٰہی تیری رحمت چاہتا ہون
خدا چاہے تو وہ بھی مجکو چاہے
میں جس بت کو قیامت چاہتا ہون
یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
تجھے ای بے مروت چاہتا ہون
نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہے مطلب
فقط صاحب سلامت چاہتا ہون
تمنا ہے تو ہے قرب خدا کی
نہ میں کوثر نہ جنت چاہتا ہون
پلا آب دم شمشیر قاتل
بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون
زمین ہے تیرے کوچے کی بہت خوب
یہین مر کر میں تربت چاہتا ہون
ملے قاتل وبال دوش ہے سر
خداوندا شہادت چاہتا ہون
نہ کیونکر گوشۂ عزلت میں بیٹھون
حوادث سے فراغت چاہتا ہون
نہ حورونسے نہ پریونسے ہے مطلب
تجھے ای مہر طلعت چاہتا ہون
کسی صورتسے نہ ہو دائے قیامت
میں چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

گھر مین آنے کا دیا یار نے فرمان سب کو
پس دیوار رہا سایۂ دیوار کہ مین

مین نہ کہتا تھا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا
آج تو دام بلا مین ہی گرفتار کہ مین

دیکھنا وقت سحر حال ہوا خواہی گل
پہلے ہوتی ہی صبا داخل گلزار کہ مین

دیکھے آئینہ جو وہ بحث نئی ہو پیدا
عکس چہرے سے کہے تو ہی طرحدار کہ مین

۲۱۹
واسطی نہ ہے کے جامے مین جو پیتے ہین شراب
پوچھے جائینگے قیامت مین وہ مکار کہ مین

ربط اُس سرو قد سے کھیل نہین
منڈھے چڑھ جائے یہ وہ بیل نہین

بوسہ اُس خال کا کبھی نہ ملا
یہ وہ تل ہی کہ جسمین تیل نہین

دل مرا خون ہو کے لپٹا ہے
اُسکے دامن مین سرخ بیل نہین

آتے ہی آتے آئے گا قاصد
تار برقی نہین ہے ریل نہین

۲۲۰
واسطی اُس سے کیا کلام کرون
کچھ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہی دولت کو ساتھ گلشن مین
بھرے ہین گوہر شبنم گلوے دامن مین

خیال زلف مین چھائی کچھ ایسی تاریکی
پڑھی نماز عشا ہمنے روز روشن مین

جو زیر تیغ کرون آہ مین بسمل
کباب ماہی جوہر ہو آب آہن مین

وہ میرا زخم جگر ہی جو بخیہ گر آ ئے
جر آئین اشک یقین ہی کہ چشم سوزن مین

ہمارے ہاتھ تلک کیونکر آئے ای ساقی
کہ طشت سے ہی صراحی کا پانون دامن مین

جو داغدار ہی دل اُسکو خوف آفت کیا
چراغ لالہ ہی روشن ہوائے گلشن مین

ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم
پڑا ہی طوق اطاعت ہماری گردن مین

مکان دل کی جو وسعت کبھی دکھادون مین
سمائے قصر فریدون نہ چشم روزن مین

اُٹھائے میری طرح عشق یار کا لنگر
بھلا یہ زور کہان بازوِ تہمتن مین

آگئی زلف جو رخ پر ہوا عالم تاریک
ہی وہ اندھا جو کہے چاند گہن کچھ بھی نہین

۲۱۷
واسطی اس سے نہ دنیا ہی نہ عقبیٰ حاصل
شاعری کہتے ہین ہم سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہین

سر قتل عاشق باوفا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین
یہی آرزو یہی مدعا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

کبھی پاس آکے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اٹھا کے نہ دیکھنا
یہ غرور حسن شباب کا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میری نہ پوچھنا
یہ جفا و جور کا حوصلہ تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہی جو مزاج تھا وہ مزاج ہی
کہو پاس خاطر آشنا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

کبھی زخم دلپہ جو کی نظر ہوے ہنسکے اور نمک فشان
مرے چھیڑنیکا بھلا مزا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

جو کہا یہ ہمنے شکایتاً ہین شکر و آہ یہ کب تلک
تو دیا جواب یہ مشغلا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

شب ہجر کا بھی نہین گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا
یہ بہانا شرم و حجاب کا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

رہے آئنہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر
خطر عدو کے محب نما تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

جو برنگ شیشہ تھا دل مرا اُسے ٹکڑے کرکے تلف کیا
بڑے سنگدل ہو سر جفا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

۲۱۸
کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمھین کب نہ تھا کہ جواب نہین

ہی وہ گلچین بہار گل رخسار کہ مین
آئنہ آپ کا ہی طالب دیدار کہ مین

بڑھ کے کھاتا ہی وہ قاتل تری تلوار کہ مین
غیر ہی جنس شہادت کا خریدار کہ مین

دیکھنا دور نہین وہ بھی زمانہ ہی قریب
خط نکلنے پہ جلے جاتے ہین اغیار کہ مین

طرہ بل کرکے تراکتا ہی سنبل سے یہ بحث
تو ہی اس گلشن آفاق مین طرار کہ مین

پاسبان راتکو تو مین ہون محافظ دن رات
ای سگ یار بڑا تو ہی وفادار کہ مین

میرے اعضا جو مرا حال کہینگے دم حشر
مین بھی کہدونگا یہ مفسد ہین گنہگار کہ مین

ناصحو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور
دیکھون تم ہوتے ہو رحمت کے سزاوار کہ مین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گم یان کبھی ہون نالان
کہان تھا اسنے مجھے پھرایا کہان تک اسنے مجھے پھنسایا +
ہزار سر پہ ہوے میرے آفت ہزار ہو ای صنم مصیبت
تجھکو رغبت ہی ابتدا سے کہ میرے عاشق اُٹھائین صدمے
مٹاؤ دل سے مرے کدورت پلاؤ لاکر شراب اُلفت
ہوا ہون پھر مین کسیکا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد نے رستا
صفائی لازم ہی ایسی مجھسے کہ پھر جدا ہون یہی نہ تجھسے

یہ رنج فرقت کا امیر یہان غضب ہی کبتک سہا کرونمین
پس از خرابی خیال آیا کہ ایسے دلکو جدا کرونمین
اُٹھاؤنمین لاکھ رنج فرقت مجال کیا کچھ گلا کرونمین
جو صلح غیر و نسے تو نہ رکھے تو کیون ہمیشہ لڑا کرونمین
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کبتک پیا کرونمین
بڑھا ہی حد سے زیادہ سودا جنون مین حیران ہون کیا کرونمین
یہ آرزو ہی کہ ساتھ تیرے بہ رنگ سایہ پھرا کرونمین

۲۱۶

یہی تمنا ہی واسطی کی مجھے ہو توفیق یا الٰہی
جو کوئی میرے حق مین کرے برائی اُسکے حق مین بھلا کرونمین

فہم انکا تمھین ای اہل سخن کچھ بھی نہین
جنکی نازک ہی طبیعت وہ سمجھتے ہین یہ بات
غیر کے کان مین کہتے ہین وہ جھک کر یہ بات
پوچھو ہستی مین نہ یاران وطن کا احوال
چاہتے ہین جو سخن اُس سے وہ دیوانے ہین
عمر بھر خاک بدن پر رہی مجھ عریان کے
خوش خرامی اسے کہتے ہین کہ تیرے آگے
باندھو فتراک مین نخچیر کیا ہی جو مجھے
آشنا ہی جو تری نکہت کاکل سے دماغ
تختہ سر کا جو کسی گور کا دیکھا ہمنے
قصد ہی ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
کیا سمجھکر ترے گیسو سے اُسے نسبت دون

وہ کمر کچھ بھی نہین ہی وہ دہن کچھ بھی نہین
روبرو اُس گل عارض کے چمن کچھ بھی نہین
مینے پوچھا تو کہا مشفق من کچھ بھی نہین
ہون سفر مین خبر اہل وطن کچھ بھی نہین
بے دہن ہی وہ پری اسمین سخن کچھ بھی نہین
مرکے بھی حاجت کافور و کفن کچھ بھی نہین
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھ بھی نہین
رحم دل مین ترے ای تیر فگن کچھ بھی نہین
اسکو ای گل طلب مشک ختن کچھ بھی نہین
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھ بھی نہین
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھ بھی نہین
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھ بھی نہین

اُسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین
دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین

ہی بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین
ہی سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین

ساقیا اس میکدہ مین اب مین بیکر کیا کرون
دختِ رز کیا صاف شیشے کا بھی تجھسے دل نہین

برق سکھلائی ہوئی ہی اس نگاہ تیز کی
ورنہ کچھ میرے جلانے سے اُسے حاصل نہین

عشق کے میخانے سے باہر نکلنا ہی محال
کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین

ڈھونڈھتا پھرتا ہی ناحق قیس صحرا مین خراب
منزلون ناقہ نہین لیلیٰ نہین محمل نہین

خط جو میرا اُسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر
کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین

نقد جان حاضر ہی قاتل کو اگر منظور ہو
دست ہمت ہی کشادہ تنگ میرا دل نہین

وادی وحشت عجب خوف سنسناک ہی
خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین

کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون
تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین

بہر روزی کسلیے در در پھراتا ہی مجھے
ای فلک مین آدمی ہون کاسۂ سائل نہین

ہی یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف
ہی قلم میرا گلوے طائر بسمل نہین

فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہی
ہر گدا کو رتبہ ابراہیم کا حاصل نہین

حادثاتِ دہر سے بیخوف ہین اہل صفا
سنگ راہِ سیلِ صحرا اُنکی منزل نہین

ابر ہی فیاض لیکن جابجا ممسک بھی ہی
چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

۲۱۵

ایکدن دلکی گرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل نہو کوئی تو ایسا عقدۂ مشکل نہین

بتونکی اُلفت مین دل ہی شیدا جو ن تو یاد خدا کرونمین
مثل ہی بکسر ہزار سودا جنونکی تدبیر کیا کرونمین

یہ شرط الفت ہی ای ستمگر جفا کرے تو وفا کرونمین
ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سے تجھپر فدا کرونمین

دکھا کے چتون چھپا کے منھ کو نہ اپنے عاشق کو رنج تم دو
اجازت ای مہروش اگر ہو نقاب رخسے جدا کرونمین

گناہگار ونمین ہون سراسر جو بہر قتل آئے وہ ستمگر
جھکا کے محراب تیغ مین سر قضا عمر کی ادا کرونمین

فلک کو کب ہی یہ دست قدرت زمین کو کب ہی یہ تاب و طاقت
ہمین اُٹھائینگے بار الفت کہ ناز تیرے اُٹھا چکے ہین

بسی ہی خرابی ہی ملک لگی نہین ہی شہنحو نمین ہر کچھ بھی
لگا کے دانتون مین اپنے مسی لب اپنے لالی جما چکے ہین

یقین ہی آتی ہوا ب سواری ضرور لینگے خبر ہماری
عبث ہی آنکھو نسے خون جاری ہان وہ نہنسے لگا چکے ہین

جو مین یہ کہتا ہون اُنسے دیکھو عبث نہ دو داغ پیر دلکو
تو کہتے ہین وہ چراغ ہمتو خدا کے گھر مین جلا چکے ہین

	نہین ہی بیوجہ عشق بازی رسا ہی تقدیر واسطی کی جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اُسکو صورت دکھا چکے ہین	٢١٣

بے خیال یار زیب خانۂ باغ دل نہین
بزم مین وہ شمع نہین تو رونق محفل نہین

دل وہ ہم رکھتے ہین جس سے ہمکو کچھ حاصل نہین
چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہو کے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان
دیدۂ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہی ہماری بزم حال و قال مین
سیکڑون بسمل ہین پر اُنکا کوئی قاتل نہین

برق آسا سیر ہستی اس دل مضطر نے کی
استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح بیڑا بسملون کا وقت ذبح
منزلون دریاے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہی اتنا نہ اُسکو خونکی تہمت سے لگے
ورنہ دینا جان کا الفت مین کچھ مشکل نہین

ہو گیا یک جان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی
مجھمین اُنمین ابتو پردہ ایک بھی حائل نہین

دیکھتا ہون بیشتر مردونکو زندہ خواب مین
غافلونکو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہی میرے سویداے دل پر داغ کا
جلوہ گر اے لالہ رو عارض پہ تیرے تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہی ایما وہ دہن
نقطۂ موہوم ہون تقسیم کے قابل نہین

آپسے جاتا نہین کو ہمین اُسکے بار بار
کیا کرون مجبور ہون قابو مین میرے دل نہین

جوہر فرد اس سرا دہر مین ہو نمین غریب
سب مین شامل ہون مگر مجھ مین کوئی شامل نہین

ہی کڑی باتو نسے تیرے شیشۂ دل چور چور
کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجکو کعبۂ مقصود تک
واسطی کچھ احتیاج رہبر منزل نہین

۲۱۱

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس دہر فانی مین
خیال انسانکو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین درکار کیا امداد غیر انکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہی چراغ آسمانی مین

تمھارے نالہ کش بیطاقتی مین رکھتے ہین طاقت
فلک سر پر اٹھا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر مے سے گریزان ہون
کہ کاغذ بھیگ کر بیکار ہو جاتا ہی پانی مین

لب شیرین کی دونون کھینچنے بیٹھے ہین تصویرین
شکر رنجی نہو جائے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل جو لالہ ہی اسمین ہمیشہ ہی بہار اسکی
خزان کا دخل ہو کیونکر مرے باغ معانی مین

تمھارے شعلۂ عارض مین آئینہ کا عالم ہی
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہی آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سے ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کوئی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار بھی کچھ لطف سے خالی
مزہ موسیٰ کو تھا کیسا صدائے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتے ہین یہ اغیار سے کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہونچینگے تو اُس کوچہ مین عاشق مر کے پہونچینگے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین حبابھی ہین اُنکے دشمن جانی
بجھے آتش اگر پڑ جائے آب زندگانی مین

نہین ہی بیت وصف تیغ ابرو سے کوئی خالی
تفاوت کیا مرے دیوان اور شمشیر خانی مین

بری سمجھے جو دختر رز کو ہم معذور رکھو واعظ
نہین کچھ سوجھتا انسانکو ایام جوانی مین

خضر نے آب حیوان مین نہ پایا ہوگا ایسا قی
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

۲۱۲

جو سنتا ہی ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہی
اثر افسون کا ہی ای واسطی اپنی کہانی مین

کسی سے دل کو لگا چکے ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکے ہین
سزا محبت کی پا چکے ہین غضب کے صدمے اُٹھا چکے ہین

کہیں یہ جو رونے جائین باہر جو لیکے آئی ہین جلد کوثر
نہین ہین پیاسا کہ آب خنجر ابھی وہ مجکو پلا چکے ہین

کسی نے اُسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پھر نہ آیا
کوئی کچھ اُسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکے ہین

پہننے آئے لباس زرین کیا ہی سامان بہتر تزئین
کہ گھر کے گھر مین جلائے قالین ہم اپنی آنکھین بچھا چکے ہین

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہین
دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہین

ہوے ہین پیر بغل مین وہ بیحجاب نہین
عیان سحر تو ہوئی ہی پر آفتاب نہین

تمھارے حسن کے دیوان کا بھی جواب نہین
وہ کون شعر ہی اسمین جو انتخاب نہین

سمجھکے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون
حرام شرع مین جو ہی یہ وہ شراب نہین

کسے لحد مین نکیرین کا ہی اندیشہ
سوال لاکھ کرین وہ یہان جواب نہین

بنے ہین پھول سبو مستی بہار سے جام
وہ کون سرو ہی جو شیشۂ شراب نہین

کمر سے یہ دہن یار کا اشارہ ہے
ترا نظیر نہین ہی مرا جواب نہین

گلونکو خشک کیا یہ تمھارے چہرے نے
کہ ایکی سال کہین شہر مین گلاب نہین

امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم
بزرگ تو ہی مگر داخل حساب نہین

تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہین آنسو
طلسم تازہ ہی یہ برق ہی سحاب نہین

ہمیشہ دل مین تصور ہی اُسکے عارض کا
بغل مین ذرے کے کس روز آفتاب نہین

ہزارون ہونگے سواری مین اُنکی شہ پیدا
یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہین

مجال کسکی ہی یارب کرے جو شکر ادا
کہ نعمتین تری بیحد ہین کچھ حساب نہین

وہ بادہ کش ہون کہ بارانسے شاد ہوتا ہون
ہلال عید ہی مجکو رگ سحاب نہین

شراب کو تری فرقت مین جانتا ہون لہو
نظر مین آبلہ ہی شیشۂ شراب نہین

کرے جو غیر ترے رُخ کی یاد کیا حاصل
جو گبر حافظ قرآن ہو کچھ ثواب نہین

حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب
جہان مین کون ہی اُس سے جو کامیاب نہین

ہزار نالۂ موزون کرے ہزار تو کیا
وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھ مرے حساب نہین

رکا نہ زہد مین باقی وہ خشک تر کا مزہ
قدح مین بادہ نہین سیخ پر کباب نہین

۲۱۱

شب فراق مین بھی واسطی ہی سخت عذاب
تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہین

وطن سے دور حاصل بھی جو دولت ہو تو کیا حاصل	تماشا کون دیکھے ہو جو رقصان مور جنگل مین
دیار عشق مین دستور نہین چار ایک سلطان کے	تفوق ہی مجھے فرہاد و قیس و وامق و نل مین
مرے ویرانے مین وہ خسرو خوبی جو آجائے	ابھی عشرت کے سامان ہین ابھی منگل ہو جنگل مین
گلستا نمین جو وصف عارض گلرنگ مین لکھون	ورق ہون صرف آٹھون جنتونکے باب اول مین

۲۰۹

یہی کہہ کہکے دلکو واسطی تسکین دیتا ہون
بلایا ہی اُنھین آجائینگے وہ آج ہی کل مین

ہون وہ دیوانہ کہ زندان مین جو گھبراتا ہون	بیڑیان توڑکے جنگل کو نکل جاتا ہون
تم جو ہوتے نہین پہلو مین تو ہوتا نہین ہوش	تم جو آتے ہو تو مین آپ مین آجاتا ہون
تیرے سمجھانیکی حاجت نہین کچھ ای ناصح	مانتا کب ہی بہت دلکو مین سمجھاتا ہون
شوق رہتا ہی مجھے کسکی ہم آغوشی کا	ہاتھ پھیلا کے جو ہر بار مین رہجاتا ہون
صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے	دل مضطر کو یہ کہہ کہکے مین بہلاتا ہون
روش ناز مین اتنا بھی نہین اُنکو خیال	کسکا سر ہی مین جسے پاؤنسے ٹھکراتا ہون
طاقت دل ہوئی زائل ہی غم فرقت سے	اب جو ناز اُنکے اُٹھاتا ہون دبا جاتا ہون
زاہد و کفر نہین عشق کسی ملت مین	تو مین ایمان محبت کی قسم کھاتا ہون
نہین کرتا ہی کوئی مجکو ہدف تیر افگن	لاکھ گوشو نمین کمانونکی مین چلاتا ہون
عمر گذری کہ ہون ایذائے مرض سے دلتنگ	نہ اجل آتی ہی مجکو نہ شفا پاتا ہون
ای پری کون ٹھکانا ہی مری وحشت کا	بیٹھے بیٹھے ترے کوچے سے بھی اٹھ جاتا ہون
تمھین انصاف کرو دلمین تم اپنے سوچو	حرف شکوے کا زبانپر مین نہین لاتا ہون
تمل زشت کی پہونچی ہی یہانتک نوبت	ابتو العفو بھی کہتے ہوے شرماتا ہون
دل تو دینے کو دیا سوچ کے لیکن انجام	ہاتھ ملتا ہون خجل ہوتا ہون پچھتاتا ہون
واسطی بیخبری سے نہین اتنی بھی خبر	کون ہو نمین کدھر آتا ہون کدھر جاتا ہون

آخر شب وصل مین وہ آ چکے تھے راہ پہ
کی قیامت بول اُٹھا مرغ سحر کو کیا کرون

یار کو لکھا جو خط جا کر دیا وہ غیر کو
یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کرون

تھا دہن معدوم سو اُسکو عدم سے دی مثال
سوچتا ہون اس سے بڑھکر اب کمر کو کیا کرون

اُسکی تیغ ابرو و تیر مژہ کو دیکھکر
دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہی جگر کو کیا کہون

ہو چکی تکرار پردہ رُخ سے اُلٹا یار نے
کی کمی کسوقت مین اپنی نظر کو کیا کہون

کھل گئی اُسپر محبت فاش پردہ ہو گیا
ایک دم رو کے نہ آنسو چشم تر کو کیا کہون

بے پڑھے خط یار نے ٹکڑے کیا کیسا جواب
نامہ بر کہتا ہی جا کر اس خبر کو کیا کہون

واسطی ناصح نصیحت کرکے ٹھہرا بے شعور
خود گرائی آبرو اس بدگہر کیا کہون

۲۰۸

نہ خوش ہون سیر گلشن سے نہ جی لگتا ہی جنگل مین
تمنا ہی کوئی قاتل بلائے مجکو مقتل مین

اُڑائی خاک شہرون مین کبھی جا جا کے جنگل مین
وہ مجنون ہون کہ سیکھا کام سب صدہا مفصل مین

سنون دشنام مین جب اُس لب لعل شکر خا سے
نہ کیونکر شہد کا اُٹھے مزہ اس تلخ حنظل مین

مزے کرتا ہی صوفی بزم مین طاؤس گلشن مین
تماشا رقص بسمل کا ہی قاتل تیرے مقتل مین

بہار حسن اُس گل کی بڑھیگی خط نکلنے سے
شگوفہ پھولنا باقی ابھی ہی سبز کونپل مین

ضیا خورشید تابان کی عیان ہی چار پردونسے
چھپاتے ہو عبث تم چہرۂ روشن کو آنچل مین

یقین ہی ناف آہو بسملون کے زخم ہو جائین
نسیم گیسوے مشکین صبا لائی ہی مقتل مین

نہین مینا نہ کوئی گلشن شاداب ہی ساقی
سیہ بدلی مین بجلی یا مے گلگون ہی بوتل مین

یہ کسکی آمد آمد ہی یہ کیا ہنگامہ برپا ہی
ذرا ڈھونڈھو مرا دل کھو گیا ہی آج ہلچل مین

عجب کیا ایک ہی چھینٹے مین جو طوفان برپا ہون
ہوا اپنی آنکھ کا پردہ اگر پیوند بادل مین

ہوا ہون پیر لیکن دل نہین خالی ہی گرمی سے
بہت پوشیدہ اخگر زیر خاکستر ہین منقل مین

اندھیری کوٹھری مین کچھ نظر آتا نہین زاہد
خدا جانے کہ مے ہی یا بھرا ہی شیر بوتل مین

کس سے علاج ہو سکے تیرے مریض کا
روے زمین پہ عیسٰی گردون نشین نہین

خالی ہی جسم دل ہی مرا پاس یار کے
یہ بھی عجب مکان ہی کہ جسمین مکین نہین

نفرت رہی جہانمین رفعت سے عمر بھر
ہون وہ گدا مکان مین کے فرشتہ نشین نہین

وہ زار تھا جو آئے مری قبر پر ملک
سمجھے کہ اس مکانمین کوئی مکین نہین

ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئینہ
ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین

وہ کون میکدہ ہی کہ ساقی نہین ہی خلد
موجود دخت رز ہی اگر حور عین نہین

کلمہ تمھارے نام کا پڑھتا ہون آجتک
یسین کی احتیاج دم واپسین نہین

پڑھیے تو میرے نامہ کو مضمون کھلیگا صاف
لکھا قلم کا ہی کوئی خط جبین نہین

۲۰۶	دیکھون گا اُسکو دور سے نزدیک واسطی دل تو ہی میرے پاس اگر دور بین نہین	

ادل تو مین اُس کو چھپین جاؤن کہ نجاؤن
پھر سوچ یہ ہی جا کے پھر آؤن کہ نہ آؤن

یہ مسئلہ بتلائیے ای مجتہد العصر
اک بت ہی اُسے دیکھنے جاؤن کہ نجاؤن

دو گام مجھے شوق نکلنے نہین دیتا
پھر چھاونی اُس کو چھپین چھاؤن کہ نچھاؤن

ہون دید کا بھوکا تمھین انصاف سے کہدو
جب وہ نہ ملے رنج مین کھاؤن کہ نکھاؤن

دیدار دکھا جلد اُلٹ چہرہ سے پردہ
ہی آمد غش ہوش مین آؤن کہ نہ آؤن

ای دل تنگ و دو شرط ہی آیندہ مقدر
سر گشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نہ پاؤن

گھر اک ہی یہ راگ ترا ہجر مین مطرب
اپنی سی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نہ گاؤن

انگیا کی جو چڑیا یہ پڑا ہاتھ نہو تنگ
طائر ہی اسے دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

۲۰۷	ای واسطی آتے ہین وہ دل توڑنے لیکن ہی سوچ حرم ہی اسے ڈھاؤن کہ نہ ڈھاؤن	

مین تو کہتا تھا کہ اس درد جگر کو کیا کہون
کچھ سنا جا کر کہا کچھ نامہ بر کو کیا کہون

جوشِ وحشت مین نہین ملتے جو لڑکے راہ مین ۔ پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتھ مین
دولت نظارۂ معشوق پا سکتا ہی کب ۔ مُنھ تو دیکھے آئنہ لیکر سکندر ہاتھ مین
ہی نہایت شعلہ ور وہ آتش رنگ حنا ۔ مچھلیان کیونکر نہ پنجائین سمندر ہاتھ مین
ای پری زیور نے تیرے مجکو دیوانہ کیا ۔ ہتھکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتھ مین
ہجر جانانین ملون ایسے کف افسوس مین ۔ محو ہون جتنی لکیرین ہین برابر ہاتھ مین
پسلیونکے استخوان کٹتے ہین قاتل مثل موم ۔ تیز ہی کتنی چھری اللہ اکبر ہاتھ مین
دیکھکر پھولونکو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین ۔ انکو آتی ہی ہنسی رکھتے ہین جو زر ہاتھ مین
ہم بساتی مین جو گلگون لہو سے کم نہین ۔ ہی ہتھیلی کا پھپھولا می کا ساغر ہاتھ مین
قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع ۔ رکھتے ہین ہر وقت کٹنے کے لیے سر ہاتھ مین
جسم مین اپنے تپ غم سے حرارت ہی کمال ۔ وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہو اخگر ہاتھ مین
رقص مین جب ہاتھ اٹھاتے ہین مین ہو جاتا ہون قتل ۔ نیمچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتھ مین
چاہیے صورت کوئی تسکین خاطر کے لیے ۔ ہو تصور دل مین یا تصویر دلبر ہاتھ مین

کل تلک تھا تاج دولت جنکے سر پر واسطی
آج وہ کاسہ لیے پھرتے ہین در در ہاتھ مین

۲۰۵

ثابت ہوا کہ تجھسا جہان مین حسین نہین ۔ جو چیز لکھنؤ مین نہین ہی کہین نہین
بیوجہ آپسے مری چین جبین نہین ۔ ہان ہان نہین پسند تمھارے نہین نہین
جس دل مین نقش نام ترا ای حسین نہین ۔ انگشتری تو ہی مگر اسمین نگین نہین
قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب ۔ سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین
ہنستا ہی کسلیے دل صدچاک پر مرے ۔ بے چاک دیکھ لے کہ تری آستین نہین
جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر ۔ کس جا پہ آسمان نہین یہ زمین نہین
کیونکر پھرین جہان مین نہ مر دے ترے ترے ۔ گڑنیکو میرے رونیسے گز بھر زمین نہین

ایک نالہ بھی جو فرقت مین کرون دلسے بلند
گر پڑے پھٹکر یقین ہی آسمان پر آسمان

ماہ نو دیکھا جو ہجر یار مین ثابت ہوا
قتل کرنے کے لیے لایا ہی خنجر آسمان

۲۰۳

واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچھلیا دریاے اخضر آسمان

بات کب بے سروپا کہتے ہین
ہم تو زلفونکو بلا کہتے ہین

مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
اُنسے پوچھو تو وہ کیا کہتے ہین

دم نکل جاے غم اُلفت مین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین

کعبہ رو یون کیطرف مائل ہی
دلکو ہم قبلہ نما کہتے ہین

کسکی طاقت ہی کہ دے اُنکو جواب
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین

آئے بے وعدہ وہ میرے گھر مین
اسکو تائید خدا کہتے ہین

وہی دیتے ہین ہمین داغ پہ داغ
جنکو ہم ماہ لقا کہتے ہین

ماسوے اللہ نہین ہی کوئی
اس سے ہم بُت کو خدا کہتے ہین

لن ترانی کے سوا کچھ نہ کہا
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین

ہی وہی سجدہ گہ اہل نظر
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

۲۰۴

واسطی چھوڑ بتون کی اُلفت
تجکو دیندار بُرا کہتے ہین

قتل کر ڈالین مجھے مہندی لگا کر ہاتھ مین
یہ ستمگر کیون لیے پھرتے ہین خنجر ہاتھ مین

جیتے جی تھی یار کی زلف معنبر ہاتھ مین
حشر مین اُٹھینگے ہتکڑیان پہنکر ہاتھ مین

سنکے مجھ دیوانہ خو سے شکوۂ خط جبین
کہتے ہین سر پھوڑ اپنا لے کے پتھر ہاتھ مین

نا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل
پھینک دے اس جنس ناقص کو وہ لیکر ہاتھ مین

بدکے بازی جان کی چوپڑ جو کھیلی یار سے
واہ رے گون پانسے پڑے ہارا گیا ہر ہاتھ مین

ہو کے غافل نہ کبھی ابلق ایام سے بیٹھ
دور کردیگا گناہونکو مرے گریۂ شرم
آج قبضے مین جو اسکے ہی تو کل اسکے پاس
بیٹھ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سے نجات
نیک و بد اپنے ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
سر پہ ہی موت فنا کر قتل پہ باندھے ہی کمر
دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان

شہسوارونکو دکھاتا ہی یہ چالاک زمین
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین
حق تو یہ ہی کہ کسی کی نہین املاک زمین
کوئی ایسی نہین ملتی تہ افلاک زمین
پاک مسجد کی ہی میخانہ کی ناپاک زمین
منتظر گور لگائے ہوے ہی تاک زمین
غوطہ کھائے تو چھوے بحر کی پیراک زمین
پھٹ کے صدجا سے بنے جامۂ صد چاک زمین
دفن ہونگا تو دبائیگی مجھے خاک زمین

۲۰۲

واسطی خوف یہ رونے سے مجھے رہتا ہی
غرق کردے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین

ماہ کو کرتا ہی چاندی مہر کو زر آسمان
مین ٹھہر جاؤن تو پھر یہ بھی ٹھہر جائے ابھی
بادشاہ فقر ہون میرا ہی ہی تخت و تاج
سبز کیا ہو غیر پامالی مری کشت امید
ہین وہ نادان جو مرعشق کی رکھتے ہین امید
ہی ترقی پر مرے پاے جنون کا آبلہ
چشم دہر اس دہر کی میر بطرف ہونے تو دو
ہین ہمارے پاس بھی اسکی طرح داغ و سرشک
منہ مین تب پڑتا ہی لقمہ کاسۂ سائل کیطرح
خاک سے میری اٹھا کرتی ہین اکثر گرد و باد

کوئی پیر کیمیا گر ہی مقرر آسمان
میرے چکر کے سبب کھاتا ہی چکر آسمان
پاؤن کے نیچے زمین ہی اوپر سر پر آسمان
منہ کے بدلے روز برساتا ہی پتھر آسمان
دیکھ لین اہل زمین الٹا ہی ساغر آسمان
آج ہی گنبد تو کل ہوگا یہ ٹر ہکر آسمان
پھرتا تا ہی مجھے دیکھون تو کیونکر آسمان
کیا دکھاتا ہی ہمین مہتاب و اختر آسمان
جب حریفونکو پھرا لیتا ہی در در آسمان
مر گئے پر بھی مجھے دیتا ہی چکر آسمان

دکھلا دو اپنی شکل کہ مانند آئنہ
آنکھین ہوئین سفید غم انتظار مین

ساکت جو بیشوا ہو تو کیا اس سے فائدہ
تسبیح کا امام نہین ہی شمار مین

۲۰۰

اُمید اُسکے آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہی مرا انتظار مین
ہوگی نہ اسطرح کی سیاہی مزار مین

کھاتے ہین داغ یاد رخ گلعذار مین
سودا چمک گیا ہی ہمارا بہار مین

سو گل شگفتہ ہون چمن روزگار مین
وہ گلبدن ہی ایک مین کہدون ہزار مین

کلفت زدونکو دیکہ نہ ذلت کی آنکہ سے
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

کھولے گی اسکو آکے کلید ہلال عید
روزہ جو قفل ہی دہن روزہ دار مین

نالے ہمارے توپ کے گولوںسے کم نہین
کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین

ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہی آجتک
نامہ لکھا ہی یار نے خط غبار مین

اب بھی جگر کی آگ سے شعلے بلند ہین
کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین

حافظ خدا ہی بال و پر عندلیب کا
پھولے ہین گل کہ آگ لگی ہی بہار مین

ثابت کرین جو خط مین وہ قاصد کوئی خطا
کہدو بجھو کیا ہی رقم اضطرار مین

چکرا رہا ہی شعلۂ جوالہ کی طرح
داغ فراق اپنے دل بیقرار مین

تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا
ڈھونڈھا کیے ہزار فرشتے مزار مین

ہو یاد چشم مست کے ہمراہ رخ کا دھیان
ساقی ہی لطف بادہ کشی کا بہار مین

گیسو مین اُسکے پھنسکے ہین خوش عاشقونکے دل
ہین مست بوے مشک سے آہو تتار مین

۲۰۱

ہی یاد زلف یار سیہ ابر واسطی
طاؤس کا ہی جلوہ دل داغدار مین

مرکے آرام مجھ آوارہ کو دے خاک زمین
آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک زمین

دلکی تسکین کے لیے طالب دیدار ترے
آنکھ دیوار کے روزن سے لڑا جاتے ہین

واعظونکی مجھے کسطرح سے صحبت ہو پسند
مغز بک بک کے مرا روز یہ کھا جاتے ہین

تیغِ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت مین بلند
دب کے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین

ہون وہ پیاسا طلب آب جو ہوتی ہی مجھے
سب حباب لب جو آنکھ چرا جاتے ہین

روندکر خاک مری پائے حنا بستہ سے
چادر گل وہ سرِ قبر چڑھا جاتے ہین

روبرو آتے ہوے ہی انھین ہر چند حجاب
شکر ہی خواب مین تو شکل دکھا جاتے ہین

کیا طبیعت مین کمی ہی کبھی آتے ہین اگر
تو چھپان وہ مجھے دو چار سنا جاتے ہین

واسطی ملتی ہی فرصت تو زیارت کیلئے
طرفِ روضۂ محبوب خدا جاتے ہین

۱۹۹

کیون بار بار جاؤن نہ مین کوے یار مین
مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین

کیا دل کا ذکر الفت دندان یار مین
سوراخ ہی دل گہر آبدار مین

نازک دماغ کون ہی ایسا کہ بعد مرگ
عالم ہی بوے گل کا ہمارے غبار مین

ابرو ہی اسکا کلفتِ دل کے سبب نہان
رویت ہلال کی نہین ہوتی غبار مین

پوچھو نہ حال کچھ دل صد پارہ دیکھ لو
آئینۂ شکستہ ہی میرے کنار مین

مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم
رہتا ہی ایک حال خزان و بہار مین

اُس بُت سے وصل ہو تو تعجب کی جا نہین
کسکو ہی دخل قدرتِ پروردگار مین

بعد فنا جو ساتھ دل بیقرار ہی
کیا خاک چین آئیگا ہمکو مزار مین

روکر کیا ہی مجکو مری چشم تر نے قید
باندھا ہی جسم زار کو اشکونکے تار مین

مارا ہی ہمکو لالہ رخون کے فراق نے
مردہ بھی دفن ہو تو کسی لالہ زار مین

حاجت چراغ و شمع کی کیا ہی سر مزار
داغون کی روشنی ہو ہمارے مزار مین

پوچھو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال
بُت آرہے ہین خانۂ پروردگار مین

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین | کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین
بے سبب آتش فرقت سے مین بیتاب نہین | دل پہ سوز کم از طائر سیماب نہین
ہون وہ میکش مجھے کافی ہی مرا شیشۂ دل | ساقیا کچھ بط می مین پہ سرخاب نہین
کسقدر ہی ترے رخسارۂ روشن مین چمک | چودھوین رات کو یہ جلوۂ مہتاب نہین
آپ کا منہ ہی کہ خاموش مین رہ جاتا ہون | ورنہ اغیار کی باتو نکی مجھے تاب نہین
جو شگفتہ نہو کیا اُس سے ملا قاتکا لطف | قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین
تیغ قاتل کے تلے کیون ہی جہان سر بسجود | عقل حیران ہی کہ یہ کعبے کی محراب نہین
کام ہمجنس کے آتا نہین ہمجنس کبھی | ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین
روز و شب کیون مجھے رکھتا ہی فلک چکر مین | ای جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین
کیون یہان روز گلے کٹتے ہین جانبازونکے | کوچۂ یار اگر مسلخ قصاب نہین
یا خدا کیون اسے گردش ہی سبب کیا اسکا | بحر اُلفت مین سفینہ مرا گرداب نہین
ہی مرا خانۂ تاریک بھی ظلمات مگر | دنکو خورشید نہین راتکو مہتاب نہین
آتشین رخ کو ترے دیکھ کے کیا دل ٹھہرے | قایم النار کسیطرح یہ سیماب نہین
تو بھی عامل کیطرح صاحب تسخیر نہ کیا | ہی پہ کمی شیشہ مین ساقی یہ می ناب نہین
وصل کو تیرے سمجھتا نہین ہین خواب و خیال | خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

۱۹۸

واسطی رونے کو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھو نمین مرے آب نہین

موجۂ باد بہاری اگر آ جاتے ہین | دل مین دیوانون کے اک آگ لگا جاتے ہین
دل کا احوال جو کرتا ہون بیان ہین اُنسے | سنکے اس کان وہ اُس کان اُڑا جاتے ہین
رات بھر غش مین پڑے رہتے ہین بیمار ترے | صبح کے وقت کبھی ہوش مین آجاتے ہین
کون پھولونکے نظارےکا ہی ہمیں اشتاق | ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

ہزار بار کہا ناصحو خموش رہو　　وہ مانتے نہین اپنی سی گائے جاتے ہین
طبیب دیکھ کے بولا مریض الفت کو　　کہین جہان مین مردے جلائے جاتے ہین

۱۹۶　　ترا ہی کام ہی اے واسطی تحمل عشق
کہین پہاڑ کسی سے اُٹھائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پرداغ قید ہی اُسکی کاکل مین　　لگا ہی پھول لالے کا یہ گویا شاخ سنبل مین
ہوئی ہی ایسا اشتیاقِ وصلت گل مین　　کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین
مرے نزدیک تو اے باغبان اس موسم گل مین　　زر گل کی مناسب بھنی ہی پائے بلبل مین
پھٹے جاتے ہین پردے کان کے لیکن ہین گل خندان　　اثر رکھا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین
لگایا ہاتھ گلچین نے اگر بھولے سے بھی گل کو　　یہ چلائی کہ چھتے لگ گئے آواز بلبل مین
ہوئی حاجت گزک کی جب چمن مین بادہ خواری　　کباب اُس گل نے بلبل کے لگائے آتش گل مین
ہوا اے باغ عالم کچھ اگر انصاف پر آئی　　لپیٹا جائیگا بلبل کا مردہ اطلس گل مین
عذاب جان عجب اُلفت ہی ان زہرہ جبینونکی　　شکایت کرتے ہین ابتک فرشتے چاہ بابل مین
وہ اپنے اشک طوفان زا ہین جسکے ایک قطرے سے　　برنگ موج پڑتا ہی تزلزل آہنی پل مین
ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہو گئے بسمل　　نئے جوہر ہین اے قاتل تری تیغ تغافل مین
نہ چھوٹیگا نہ چھوٹیگا کبھی دل عشق مژگان سے　　پھنسایا ہی مجھے تقدیر نے ہوذی کے چنگل مین
وہ بحر حسن بہر غسل میرے ساتھ اگر آئے　　کرون مین سجدہ شکرانہ محراب در پل مین
نہین جاتا تصور حلقہ ہائے زلف جانان کا　　بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دورِ تسلسل مین
نہین ہی عیش خالی غم سے اس گلزار ہستی مین　　بہار آتے ہی پھر صیاد آیا فکر بلبل مین
پڑا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساقی　　کہ کیفیت زیادہ ہو گئی ہی نشۂ مل مین

۱۹۷　　رہائی واسطی دام بلا سے سخت مشکل ہی
پھنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودے کا کل مین

شب وصلت مین ہمسے ہر گھڑی گھبرا کے کہتے ہین
نچھیڑو ورنہ فرق آجائیگا صاحب سلامتی مین

کسی زخمی کو ہی میری طرح کب درد کی لذت
نمک مینے بھرا ہی اپنے ہاتھون ہر جراحت مین

رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ
بسر کی زندگی تاریکی شبہاے فرقت مین

یہان ضعف و نقاہت سے نہین ہی بات کی طاقت
ملک کس سے کرینگے پرسش اعمال تربت مین

طبیعت پائی ہی ہمنے بھی ابراہیم ادہم کی
فقیری کا مزہ باقی ہی ہمکو ملک و دولت مین

یہ رنگ بیخودی چھایا کہ بھولا یاد لیلی کی
قدم مجنون نے جب رکھا مرے صحراے وحشت مین

نظر کرتے نہ تھے یا ہوتے ہین اب ہم سخن ہمسے
خدا جانے کہ کیا بات آگئی اُنکی طبیعت مین

کرین پہلے دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو
صلوٰۃ و صوم ہین بیکار فرق آئے جو نیت مین

اداؤ ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
سراپا سحر رکھا ہی خدا نے اُسکی خلقت مین

نہ اُٹھا اُسنے ہرگز جو اُٹھایا بار عشق اسنے
مگر انسان زیادہ ہی فرشتون سے بھی طاقت مین

مثل سچ ہی نہین رہتا ہی وقت اور بات رہتی ہی
وہی ہی دوست جو کرتا ہی شرکت رنج و محنت مین

ہوا کرتے ہین اپنے کام مین ہشیار دیوانے
گلی مین یار کی دھونی رمائی ہمنے وحشت مین

خدا زر دے تو کچھ راہ خدا مین چاہیے دینا
خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

پس دیوار مین اے واسطی نکلے نہین کرتا
خلل ایسا نہو پڑ جاے اُنکے خواب راحت مین

۱۹۵

ہزار در سے ہم اُنکے اُٹھائے جاتے ہین
قرار دلکو نہین اسپہ جاے جاتے ہین

مقام کون تھا مشکل جہان نہ ٹھہرا مین
ابھی تلک وہ مجھے آزماے جاتے ہین

ہوا یقین کہ چھپکر گئے تھے غیر کے گھر
مین جون جون چھیڑتا ہون وہ لجائے جاتے ہین

جواب دیچکے ہم قطع ہو گئی اُمید
ہمین ہین جو در دولت پہ آئے جاتے ہین

مکان دل سے غم و درد ہونگے کب رخصت
یہ میہمان تو کلیجے کو کھائے جاتے ہین

موا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہی کسکا
چھرے اُترتے ہین جو شن چڑھائے جاتے ہین

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین
بگولے لینے آئے ہین ہمین آ ہو بلاتے ہین

بڑے بیرحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کھاتے ہین
کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین

بہار آئی نہین جھوٹی خبر مجکو سناتے ہین
سمجھتا ہون کہ یہ صیاد بے پر کی اڑاتے ہین

تمھاری زلف پیچان کو جو داغ دل دکھاتے ہین
فسونگر ہین چراغ آگے وہ کالے کے جلاتے ہین

طرف کعبے کے جائین یا سوے بتخانہ ہم دیکھین
خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین

بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہی
عبث ہم ہاتھ پتھر کے تلے اپنا دباتے ہین

سبو کے می ہمین ظرف وضو پیارا ہی زاہد کو
مثل سچ ہی کہ خیر اپنے قوچ کی سب مناتے ہین

نمک افشانیان دیکھے تو کوئی ان حسینون کی
ہمارے زخم ہنستے ہین تو اونپر مسکراتے ہین

جنازے دیکھکر رستے مین ہم یارونکے کہتے ہین
چلو تم آگے آگے ہم بھی پیچھے پیچھے آتے ہین

وہی لطف و غضب اونکا ہی ہمپر بعد مرنے کے
چڑھا کر پھول تربت پر وہ تیوری بھی چڑھاتے ہین

اٹھائے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے
ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اٹھاتے ہین

بھلا ان ناصحونکو فائدہ کیا ہی نصیحت سے
زبان اپنی تھکاتے ہین ہمارا مغز کھاتے ہین

خدا حافظ کہ پھر آتی ہی شامت تیرہ بختونکی
سنا ہی آج پھر آنکھون مین وہ سرمہ لگاتے ہین

عزیزون نے کیا ثابت مرا مرنا حسینون پر
دم یسین جو مجکو سورۂ یوسف سناتے ہین

گران عکس دُر دندان کا مالا ہی جو سینے پر
کمر اونکی لچکتی ہی قدم رُک رُک اٹھاتے ہین

ابھی اٹھ جائینگے کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسے
برہمن بھیجکر بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین

نہین بیوجہ اونکا بیٹھنا در پردہ چلمن مین
ابھی کمسن ہین شرماتے ہین ہمسے منہ چھپاتے ہین

۱۹۴

تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین ای واسطی ہم اندلون آتے نہاتے ہین

بظاہر گو کہ دھبا لگ گیا اپنی طریقت مین
مگر عشق بتان بھی حق پرستی ہی حقیقت مین

مین دیوانہ اگر آؤنگا نالان یاد قامت مین
قیامت اور برپا ہوگی صحرائے قیامت مین

ہمارے پنجۂ مژگان تر نے یہ لیے لتے — کہ موجونکی طرح سوچاک ہین داماں ساحل مین
نہین کچھ احتیاج روشنی مستونکو اے ساقی — چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین
عدم سے آ کے ہستی مین نہو آرام کا طالب — بجز ایذا کہان رہرو کو راحت قطع منزل مین
شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن — نہین کھلتی ہی ہرگز جب گرہ پڑجاتی ہی دل مین
وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا — مقید نے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین
ترے عشاق کو اے گل کرین مائل تو ہم جانین — شگوفہ چھوڑنا آتا ہی پھولونکو عنادل مین
ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا — میانِ بحر موجون نے اُسے جکڑا سلاسل مین
رہی حسرت نہ وقت نزع بھی وہ دیکھنے آئے — ہوا بیروح تن ارمان دلکے رہگئے دلمین

۱۹۲ کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علی مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اُس حور لقا کی اگر آئے دل مین — سیر فردوس نظر آئے فضاے دل مین
ہی وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے — کسطرح کوئی کرے دخل پرائے دل مین
اہل غم سے ہی مجھے رشک وہ غمدوست ہین — غم عالم کو جگہ دون جو سمائے دل مین
پھر کسی فتنۂ عالم پہ پڑی اپنی نگاہ — درد پھر اُٹھنے لگا بیٹھے بٹھائے دل مین
کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہی چراغ — داغ کیونکر کوئی اُلفت کا چھپائے دلمین
سیر کرتے ہوے گلیونمین پھرا کرتے ہو — اسطرف بھی کبھی آ جاؤ جو آئے دل مین
غم و اندوہ کے اُترے ہین مسافر اتنے — کہ کہین جا نہین باقی ہی سرائے دلمین
یار کے مصحفِ رخسار کے حافظ ہین ہم — کئی آئے ہین زبانی کئی آئے دل مین
رات دن ہجر مین شعلے جو اُٹھا کرتے ہین — آگ ہی آگ ہی شاید کہ بنائے دل مین

۱۹۳ واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہمکو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہماے دل مین

دیکھیے جس گھر مین روے یار کی تصویر ہی
مرگ کی صرصر چلی یا تیغ اُس سفاک کی

ایک قرآن سے ہوے عالم مین قرآن سیکڑون
ہو گئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

۱۹۰
معرکہ آرا قلم کس کا ہے اپنے سامنے
واسطی جیتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

زہاد بادہ کش ہوے رائین بدل گئین
شکر خدا کہ فصل گل آ ہی گئی خزان
وہ گل گیا جو باغ سے پہنچے یہان تلک
بدبخت وہ ہون مجکو بط مے اگر ملے
پرہیزگار پیر مغان کے ہوے مرید
بیمار جی اُٹھے تو پرستار مر گئے

رندی سے اتقا کی بنائین بدل گئین
رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین
مرغان خوشنوا کی صدائین بدل گئین
طوطی کیطرح آنکھ گھٹائین بدل گئین
فصل بہار آتے ہی رائین بدل گئین
اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

۱۹۱
دکھلائی کچھ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم و کرم سے اُسکی جفائین بدل گئین

بڑا ہی داغ اُلفت کا جو ای مجنون ترے دل مین
نہین ہی تیغ پر خم جلوہ گر دست قاتل مین
اُٹھائے جدہر بانکے کہ پہونچین اُسکی محفل مین
طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق ساتھ جائینگے
ہوے مدفون تو رہزن کی طرح دزد کفن آیا
تعجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہو
شہادت سے ہے محروم قتل عام مین ابتک
بلاتے ہین جو ہم شبکو عبث آزردہ ہوتے ہو
قضا نے تحفۂ خون یہ بنا سرخی سے لکھا ہی

تامل سے جو تو دیکھے ہی لیلی ہے محمل مین
ہلال عید ہی روز شہادت چشم بسمل مین
خلش آسان خار راہ کی ہی شوق منزل مین
گذر ہی شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین
ہوے جامے سے باہر ہم مسافر پہلی منزل مین
ٹھہرتا ہی کوئی بحر روان آغوش ساحل مین
ہمارے خون کا جوہر نہین شمشیر قاتل مین
طلب ہوتی نہین ہی شمع روشن دن کو محفل مین
ہمارے خون کے چھینٹے نہین دامان قاتل مین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آسکے گی
تعبیر ہی وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
وحدت پسند وہ ہو نہین براؤن بھی اگر
اطفال سوتے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
سوتا تو در پہ یار کے ایکن یہ خوف ہی
تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہی

بیکار ہی اگر ملے اکسیر خواب مین
دی ہی کسی نے کچھ مجھے تحریر خواب مین
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خواب مین
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خواب مین

اے واسطی ہی موت کی تاثیر خواب مین
ادراک ہی نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا

۱۸۹

چبھ گئے ہین دل مین یون تیر مژہ کے پیکان سیکڑون
طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
دشت وحشت کی درازی کی نہین کچھ انتہا
کسکے کسکے دست بدعت سے بچاؤن اپنی جان
خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہروش
نوح کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
وہ مربہ کلک اپنی ہی کہ جسکے سامنے
درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
پشت لب پیارے نکلا نہین ہی خط سبز
قیدخانے سے نکل سکتا ہی کب قیدی کوئی
تجکو بھی لازم ہی اے دل کعبۂ ابرو کا طوف

میزبان ہی ایک اُسکے گھر مین مہمان سیکڑون
جاکے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون
ہین جہان مین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون
پرزے دامن ہو گئے ٹکڑے گریبان سیکڑون
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون
مصحف رخ سے ہوے ہندو مسلمان سیکڑون
ہو گئے اس خاک کے پردے مین پنہان سیکڑون
اُٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھپہ طوفان سیکڑون
ہو گئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون
بیٹھے ہین طوطی کنار آبحیوان سیکڑون
در پہ بٹھلائے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون
پھر حج کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

چلیگی خاک تری بزم مین شرارتِ غیر
کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین

کہے یہ اُس سے کوئی جاکے گھر سے باہر آ
کئی غریب ترے در پہ آلگے بیٹھے ہین

خفا ہین کسپہ اُترنا نہین ہی جو غصہ
حضور کس لیے تیوری چڑھائے بیٹھے ہین

بھرا ہی شوق مین تیرونکے صیدگاہ اُسکا
کئی کھڑے ہین کئی چار پائے بیٹھے ہین

فقیر ہوگئے ہین بادشاہ بھی اُس پر
بھبھوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین

فروغِ مہر کہین زیرِ ابر چھپتا ہے
عبث وہ چہرے کو اپنے چھپائے بیٹھے ہین

کریم کون ہی جسسے رہینگے کیا محروم
جو آسرا ترے در پر لگائے بیٹھے ہین

نصیب ہوگی تجلی اُنھین فقیرون کو
جو کوہ طور پہ دھونی رمائے بیٹھے ہین

لڑاؤ آنکھ اُٹھاؤ نقاب چہرے سے
کہ جان عاشق شیدا لڑائے بیٹھے ہین

بجا ہی پاؤن جو پھیلائین سامنے سبکے
کہ ہاتھ سارے جہان سے اُٹھائے بیٹھے ہین

۱۸۸
کمال فقر سے ہی واسطی یہ حال اپنا
کہ نقش حرص کو دل سے مٹائے بیٹھے ہین

آئی نظر وہ چاند سی تصویر خواب مین
کیسی چمک گئی مری تقدیر خواب مین

کرتا ہون جب مین عرض کب آؤگے میرے گھر
کہتا ہی ہنسکے وہ بت بے پیر خواب مین

غفلت مین دیکھتا ہون حسینونکی صورتین
پریونکو کر رہا ہون مین تسخیر خواب مین

بیداری مین یقین ہی نظر آئے وہ حسین
یوسف نے دی ہی خواب کی تعبیر خواب مین

مژگان یار کا جو تصور تھا شام سے
تا وقت صبح مجھپہ چلے تیر خواب مین

مرجانے کا ہی جنکو گمان بیشعور ہین
قاتل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین

کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان
طالع ہین میرے ای فلک پیر خواب مین

کہتے ہین خامشی جسے غفلت کی ہی دلیل
کب ہی زبان کو طاقت تقریر خواب مین

آتا ہی جسکی زلف کا جس شام کو خیال
تا صبح دیکھتا ہون زنجیر خواب مین

غرق آفاق چشم تر نے کیا — قہر طوفان اس تنور کے ہین

سبکے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز — کٹگئے سارے یہ حضور کے ہین

لب ہی دہشت سنزاے عیسا کی — بندے ہم ایزد غفور کے ہین

۱۸۶

واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچہ یار سے اُٹھنے کو تو ہم اُٹھتے ہین — بیٹھ جاتا ہی مگر دل جو قدم اُٹھتے ہین

یون نکلتے ہین مرے سینے سے نالے شب ہجر — جسطرح ماہ محرم مین علم اُٹھتے ہین

حضرت عشق نے یہ زور دیا ہی ورنہ — کس سے یہ کوہ غم و درد و الم اُٹھتے ہین

دلکو اک بوسہ پہ کسطرح مین اُس شوخکو دون — دام اس جنس گرانمایہ کے کم اُٹھتے ہین

کشت اُمید کو سیراب کرین تو جانین — زور لگے ترے ای ابر کرم اُٹھتے ہین

منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم — دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اُٹھتے ہین

دیکھتا ہون ترے چہرے کو جو ای حور لقا — لطف نظارۂ گلزار ارم اُٹھتے ہین

ابتو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاک نشین — خاک سے کب صفت نقش قدم اُٹھتے ہین

لے خبر اپنے فقیرونکی ذرا ای شہ حسن — ضعف ایسا ہی کہ بستر سے بھی کم اُٹھتے ہین

اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا — کسپہ ان ظالمون کے دست ستم اُٹھتے ہین

بعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی — دشمن و دوست کے تابوت بہم اُٹھتے ہین

۱۸۷

واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقۂ شعر عجم اُٹھتے ہین

جہانسے دل یہ خدایا اُٹھائے بیٹھے ہین — تجھی پہ لو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین

یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی — لحاظ شرط ہی اپنے پرائے بیٹھے ہین

اُنھین کے واسطے روز جزا ہے خلد مین گھر — جو چھاونی ترے کوچے مین چھائے بیٹھے ہین

دل ہی خود مردہ تری بیداد کی حاجت نہین
کشتۂ سیماب کو جلاد کی حاجت نہین

صورت طاؤس ہین میرے بال و پر گلدام ہین
صید ہونیکو مرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتے ہین ہر گام یان تلوونکی فصد
ای جنون کچھ نشتر فصاد کی حاجت نہین

کہدو شیرین آئنے مین دیکھلے روے صبیح
نہر جوے شیر کچھ فرہاد کی حاجت نہین

ہمسے بہر زلف شانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

چھین لیتا ہی خود ظالم سے مظلومونکی داد
دادخواہونکو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوارونمین سلیقے سے ہوے ممتاز ہم
علم مجلس کے لیے استاد کی حاجت نہین

کرچکا پیدا جو تجکو خود یہ صانع نے کہا
ہوچکا مطلب ابسرا ایجاد کی حاجت نہین

کہدو ظالم سے یہان مرغوب ہی حبس دوام
قید کرتا ہی اگر میعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطع کھونمین ہون الجھین یہ حرف
ہمکو ہرگز خلعت استاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہی
کچھ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتے ہین پیر مغانسے میری لوگ
ہو غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

۱۸۵

کھینچتی ہی کلک تصور سے یہان تصویریان
واسطی کچھ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

تمہارے عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتے
برگ گویا یہ نخل طور کے ہین

مہر و مہ دیکھ لین تو گرد ہین
اکے اُن بازوونپہ نور کے ہین

غم کی راتین کٹین بحمد اللہ
ملگیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا برے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا ہمسے مے عزیز نہ کر
ہم تو قابل مے طہور کے ہین

ہی برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا ｜ یا روے یار گیسوے پر پیچ وتاب مین

۱۸۳

کس شمع رو کو قصد ہی دریا کا واسطی
ہی روشنی ہر ایک مکان حباب مین

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین ｜ افعی نظر پڑا قدح آفتاب مین

بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین ｜ ہر سمت تیرتی ہی بط بادہ آب مین

یہ بھی ہی اسکی چھیڑ کہ قاصد پہ ہو عتاب ｜ قرطاس سادہ بھیجدیا ہی جواب مین

پھبتی کہی یہ عارض و لبہاے یار پہ ｜ کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین

آتا ہی یہ خیال حسینونکو دیکھ کر ｜ ہم بھی اسیطرح کے کبھی تھے شباب مین

ساقی ہی میکدے مین بھی برسات کا سمان ｜ شیشے مین ہی شراب کہ بجلی سحاب مین

یارب نہا کے بحر مین کون اپنے گھر گیا ｜ موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین

غش سے نہ چونکتا کبھی تیرا مریض عشق ｜ تیرے عرق کی بو جو نہوتی گلاب مین

مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھکے مست ｜ قصد ثواب کرکے پڑے ہم عذاب مین

دفتر ہزار ہا یم رحمت مین دھوگئے ｜ فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین

عاشق ہون ایک گل کا جو قاتل قصد قتل ہی ｜ لازم ہی تجکو تیغ بجھانا گلاب مین

وہ آسمان حسن حسین ہین کہ ہر سحر ｜ منہ دیکھتے ہین آئنۂ آفتاب مین

یوسف کا اور رنگ ہی زنگی کا اور رنگ ｜ کوئی نہین ہی حسن سے خالی شباب مین

دو چار روز می بھی کبھی زاہد و پیو ｜ ذنب بتیس تک گناہ نہین ہین حساب مین

وقت کلام بے دہنی کا ہی انکو عذر ｜ ہی بات لاجواب کہین کیا جواب مین

بوسونکو گنتے گنتے شمار انکو آگیا ｜ مشاق ہوگئے ہین وہ اب تو حساب مین

۱۸۴

کیا احتیاج دیدۂ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم انکو خواب مین

آب خنجر ملے جو قاتل سے
اپنے دل کی لگی بجھاؤن مین

نامے کرتا جو باغ مین جاؤن
عندلیبون کے ہوش اڑاؤن مین

دل جو لیتا ہی لے وہ دزدِ حنا
ہون سخی آنکھ کیا چراؤن مین

تنگ ہون سخت ناتوانی سے
کیونکر اسکے ستم اٹھاؤن مین

جی مین ہی کرکے زلف مین شانہ
بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

واسطی دل ہی خون فرقت مین
لب سے کیا جام مے لگاؤن مین

۱۸۲

روتا ہون سوز دل سے عبث اضطراب مین
رنگ اثر نہین کبھی اشک کباب مین

ہی عکس روے یار کا جام شراب مین
آتا ہی آفتاب نظر آفتاب مین

کیا کیا اٹھائے رنج امیدِ ثواب مین
دشمن بھی مبتلا نہوا ایسے عذاب مین

کیا دشمن قریب سے دلکو مرے فریب
کب زخم تیغ موج ہی فرق حباب مین

اری شہسوار حسن فلک ہی ترا سمند
مطلق نہین ہی فرق ہلال و رکاب مین

کیا سوز دل سے عنصر آبی ہوا ہوا
پانی جواب ہی نہین مری چشم پر آب مین

دیکھے گلون کو نرگس مخمور سے جو یار
خاصیتِ شراب ہو پیدا گلاب مین

دیوانہ اک پری کا رہا مین تمام عمر
کیا ڈر حساب کا مجھے روز حساب مین

لازم ہی دل مین یاد ہو حسنِ ملیح کی
شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین

فر فر دیا سوال نکیرین کا جواب
مطلق زبان رکی نہ سوال و جواب مین

کیا احتیاج کشتی مے کی ہی ساقیا
غوطے لگا رہا ہون مین بحر شراب مین

تھا قصد گفتگو کا بہت انکے سامنے
نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین

اللہ ری تیرے عارض پر نور کی ضیا
یہ روشنی کہان ہی مہ و آفتاب مین

زاہد کو مے پلاتے ہین دھوکھے مین مغبچے
منظور ہی کہ کچھ تو ہون داخل ثواب مین

اہل دنیا مال دنیا پر جھگڑتے ہین عبث
کس سے مانگین کسکے در پر جائین ہمکو سوال
مہربان جتنے ہین سب تا زیست ہین سر پہ وبال
خاصۂ اکسیر کی بوٹی کا رکھتا ہی وہ گل

چار دن کا ہی یہ میلا چلکے پھر آتا ہی کون
ہم فقیرونکا بھلا تیرے سوا داتا ہی کون
فاتحے کو بھی کسی کی قبر پر آتا ہی کون
ڈھونڈھتے ہین سیکڑون لیکن اوسے پاتا ہی کون

۱۸۰
ابر نیسان پنجۂ مژگان نہین گر واسطی
روز موتی اشک کے دامن پہ برساتا ہی کون

سوزش عشق سے بیتاب رہا کرتا ہون
بیقراری ہی مری شدت گریہ مین وہی
ضعف پیری سے گریبان نہین سر میرا
تاج سے مجھکو نہ مطلب ہی نہ کجکول سے کام
ہی کسی کے رخ پرنور کا اسیر جو گمان
گرد پھرتا ہون کسی قلزم خوبی کے مدام
نزع ہو جانیکا یہ شوق ہی فرقت مین مجھے
تیرے دانتونکے مضامین کی ہی ہر وقت تلاش
ہی سفر مین خبر اہل وطن کا جو خیال
چاہتا ہون کہ تری نرگس میگون دیکھون

آدمی ہو کے مین سیماب رہا کرتا ہون
آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون
صرف سجدہ تہ محراب رہا کرتا ہون
تارک عالم اسباب رہا کرتا ہون
محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون
دور مین صورت گرداب رہا کرتا ہون
وارد مسلخ قصاب رہا کرتا ہون
طالب گوہر نایاب رہا کرتا ہون
خواستگار خط احباب رہا کرتا ہون
طالب جام می ناب رہا کرتا ہون

۱۸۱
واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دلسے غلام
فوج اعدا پہ ظفر یاب رہا کرتا ہون

اوسکے کوچے مین خاک جاؤن مین
تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی
ہین زمانے کے لوگ ناشنوا

ای جنون آپ مین تو آؤن مین کو
اپنے داغ جگر دکھاؤن مین
نالۂ دل کسے سناؤن مین

وہ تو قفس سے اُڑ کر پہلے چمن مین پہونچے / صیاد جانتا ہی بلبل ہی آشیان مین
خط سیہ نے چہرہ اُس گل کا چھا لیا ہے / داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جنا مین
فرقت کی شب لگائی کیا تیر آہ ہم نے / انجم نہین پڑے ہین سوراخ آسمان مین

۱۷۹

ای واسطی جو اُسنے شمشیر ناز کھینچی / تھے منچلے جو عاشق ٹھہرے وہ امتحان مین

روز آ آ کر ہوا دامن کی دیجاتا ہی کون / آتش سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہی کون
مہر و مہ کے آئنے پیش نظر لاتا ہی کون / کوئی روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہی کون
کوئی گل ہی زرد کوئی سرخ کوئی ہی سفید / باغمین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہی کون
کوے قاتل مین بظاہر تو نہین ہی کوئی لاگ / پھر خدا جانے اُدھر کھینچے لیے جاتا ہی کون
کشور حیرت کے ساکن زندہ ہین محشر تلک / گل میان گلشن تصویر مرجھاتا ہی کون
کون جانے ابر کے پردیمین ہی کون اشکبار / برق کے جامے مین کیا معلوم چلاتا ہی کون
ماہ پھرتا ہی جو مثل ہالہ مہتابی کے گرد / رات کو جلوہ لب بام آکے دکھلاتا ہی کون
دشت وحشت کو چلے ہین ساتھ مجنون اور ہم / شرط بد کر دیکھیے دونومین بڑھ جاتا ہی کون
خط مرے پہونچے تو اُسنے تنگ ہوکر یہ کہا / رو کو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہی کون
سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی اُمید / صید لاغر ہون نہین مجکو دام مین لاتا ہی کون
ہم ہین حق پر یہ ہی ہفتاد و دو ملت کو خیال / محفل عالم مین اپنی سی نہین گاتا ہی کون
کوے جانان سے اُمید رجعت قاصد نہین / ملک ہستی سے عدم کو جاکے پھر آتا ہی کون
بیخودی چھائی ہی کچھ ایسی کہ ناصح تھک چکا / ہوش اتنا بھی نہین ہمکو کہ سمجھاتا ہی کون
قطع اُمید اپنے مذہب مین دلیل کفر ہی / تھا فلولا تقنطوا قرآن مین فرماتا ہی کون
مین ہوا سائل تو اُسنے یہ تجاہل سے کہا / دیر سے در پر مرے دیکھو تو چلاتا ہی کون
وادی غربت مین سرگردان ہین کیونکر نہ ہم / خضر بھی ہمسے خفا ہین راہ بتلاتا ہی کون

میرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیرونپہ لگاؤ یہ خطا ہی کہ نہین

ناز کر اے کمر یار نہ باریکی پر
یہ تن زار مرا تجھسے سوا ہی کہ نہین

دعوی حسن نکر دیکھ تو آئینہ کو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سے یہ کانٹونکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہی کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا
دیکھ نرگس تری آنکھونمین حیا ہی کہ نہین

کمر یار ہی غائب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہی کہ نہین

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہی کہ نہین

۱۷۸

کرتا ہی غیر شانہ اُس زلف دستانمین
یان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوانمین

ہین مرغ خوشنوا ہم اس گلشن جہانمین
جھگڑا پڑیگا بیشک صیاد و باغبانمین

اُس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہانمین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہمکو ہی کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوانمین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدے مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنانمین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پر کٹے ہین چلے نہین کمانمین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسون کے گھر کو
شمع قمر ہی روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغوںسے دونون پہلو
پروانہ دل اپنا جلتا ہی درمیانمین

کہتے ہین باغبانکی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ اُسکی پوچھینگے ہم خزانمین

تعریف گلرخونکی ورد زبان ہی ہر دم
منھ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیانمین

دیوانہ ہونمین ایسا بازار مین جو آیا
بیڑی نے غل مچایا حدادی دُکانمین

پیاسی مرے لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ اسکو سمجھو کانٹے ہین یہ زبانمین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہانمین روح اپنی اُس جہانمین

کاتب تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اُلٹے لکھے میری خط تقدیر مین

بارہا جو کرچکے تفسیر قرآن مجید
رہ گئے عاجز کلام یار کی تفسیر مین

۱۷۶

موت اگر آئی تو آئی کربلا مین واسطی
ہون اگر مدفون تو صحن روضۂ شبیر مین

اُسکے دیدار کی پیری مین بھی اُمید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آب شمشیر ہی یا آب بقا ہی قاتل
کون کشتہ ہی کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہی یان زیست کی اُمید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال سے جمکے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغر جمشید نہین

بیٹھتا ہی کبھی گانے کو جو وہ مہر لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین

کوے سفاک سے کیا خاک پھریگا قاصد
خط تو لکھا ہی جواب آنیکی اُمید نہین

یار کے گلشن عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجر فکر کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لائے کہ یہ سرو نہین بید نہین

جھوٹ کرتے ہین ثنا اُسکی کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تو وہ ہی سینۂ صد چاک ترے تیر دن کا
کس جگہ دیکھ تو سوراخ نہین چھید نہین

۱۷۷

واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اس ستم پر خطر روز جزا ہی کہ نہین
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

ای طبیب مجھے لِلّٰہ بتا دو اتنا
مرض عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز نالے کیطرح مین تو ہون قربان تجھپر
مہر مجھسے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین

ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدے یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمی بزم
ای سپند اب یہ اُچھل پڑنیکی جا ہی کہ نہین

کھینچتا ہی اُس حسین کی تو جو ای مانی شبیہ ۔ صرف رنگ روے یوسف ہوسکے تصویر مین

دولتِ دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق ۔ مُنھ چھپائے لاکھ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان ۔ چھپ رہا ہوتا شگافِ خامۂ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی ۔ جان تازہ پڑگئی ہر پیکر تصویر مین

چاہتی ہی یہ ادا اُس ترک کی وقت نماز ۔ سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اُن گیسوے پُر پیچ کی ۔ پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجتِ رنگِ حنا کیا تجکو ای نازک بدن ۔ دست و پا گلرنگ کر خونِ تنِ نخچیر مین

۱۷۵

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی ۔ اسم اعظم مرتضےٰ کا نام ہی تسخیر مین

خیر کیسی اُلفتِ زلفِ بُتِ بے پیر مین ۔ بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اُنکی زلف پیچان کی ثنا ۔ پڑگئی لکنت سے گتھی رشتۂ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہماری چشم گریان کی شبیہ ۔ ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین

ناقبول خلق ہون ایسا جو مین چڑھتا ہون ۔ خون اُتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آئے ہین جو زندان مین قدم ۔ شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین

اشک خون رویا اگر مین کرکے اُس ابرو کو یاد ۔ بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھ آئے کسطرح جو شے مقدر مین نہو ۔ ہوگئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین بتو تمکی زلف پیچان پر جو لوگ ۔ حشر کے دن آئینگے جکڑے ہوے زنجیر مین

رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خون سیاہ ۔ بنگیا یہ سُرمہ چشم جوہر شمشیر مین

رو کے دھو ڈالونگا مین تیرے مرقع کو تمام ۔ دیکھ آنکھین بنالی مانی مری تصویر مین

حسن کے کشور کی دی تمکو خدا نے سلطنت ۔ شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا تجکو ہدف ۔ ہوگیا پانی کا قطرہ گھل کے پیکان تیر مین

ابتو آؤ مری عیادت کو / کوئی دم کا مین یا ور جہان ہون
ای بتو سچ ہی دعوی الفت / جھوٹھ کہتا نہین مسلمان ہون
ان جفاؤن پہ خامشی تا چند / ای پری مین بھی آخر انسان ہون
کسکو پروا ہی سیر گلشن کی / خود گل داغ سے گلستان ہون
ای فلک مجکو چشم کم سے نہ دیکھ / ذرۂ آفتاب تابان ہون
سیب فردوس بھی ملے تو نہ لون / طالب بوسۂ زنخدان ہون
ناز بیجا وہ مجھسے کرتے ہین / جنکی مین دوستی پہ نازان ہون
جمع ضدین امر مشکل ہے / وہ تو کافر ہی مین مسلمان ہون
کسکی تصویر آگئی ہی نظر / شکل تصویر مین جو حیران ہون
مجھسے بچتی ہی خلق آفت مین / کشتی نوح وقت طوفان ہون
دوستون کا مین دوست ہون دلسے / دشمنون کا مین دشمن جان ہون
خود ہون بد پر ہون رہرونکی پناہ / دشت مین سایۂ مغیلان ہون

واسطی کج روی سے کیا واقف
مین تو سیدھا سا اک مسلمان ہون

۱۷۴

ذرے افشانکے نہین زلف بت بے پیر مین / اُڑتی پھرتی ہین یہ پریان خانۂ زنجیر مین
موت آئی عشق ابروے بت بے پیر مین / ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین
بے کمر تھی بید ہین تھی وہ کھنچی جبدم شبیہ / دو جگہ قرطاس سادہ رہگیا تصویر مین
قید مین بھی بسکہ ان آنکھونکا رہتا ہی خیال / دیدۂ بادام ہین حلقے مری زنجیر مین
ہوگیا اس زلف پر چین تک جو میرا دسترس / کشور چین آگیا بالکل مری جاگیر مین
وصف خط سبز مین جسوقت کھلتی ہی زبان / طوطیونکو بند کر دیتا ہون تقریر مین
آب سے باہر نہین پلتے ہم ای قاتل لعین / فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

آآ کے یار راہ سے پھرتا ہی اُلٹے پاؤن / برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون
کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو / ناساز دشمنونکی طبیعت ہی اندنون
فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام / ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہی اندنون
آواز ناؤنوش سے ایسے بھرے ہین کان / ناصح کی ناگوار نصیحت ہی اندنون
جام و سبو ہین سبزہ ہی ابرِ سیاہ ہے / گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہی اندنون
باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز / کیا دشمنونکی سست طبیعت ہی اندنون
گھر میکدہ ہین سامنے ساغر شراب کا / قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہی اندنون

۱۷۲
سارے جہانکی فکر غم ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحتِ حسن ملیح مین / اِس سے نمک ہی میرے کلام فصیح مین
جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدؐ ہی / باقی ہی گفتگو تو صبیح و ملیح مین
کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب / مضمون درج ہی یہ حدیث صحیح مین
قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا / کانٹے پڑے ہین پیاس سے حلق ذبیح مین
آسان پسند اُنکی طبیعت ہی نامہ بر / کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین
کیسا مرض گذر ہو جو قبر حسینؑ پر / خاصیت شفا ہی غبار ضریح مین
سب جانتے ہین اُسکی کمر کا نشان نہین / انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین
ابتو یہ اُنکو میری ملاقات کا ہی شوق / ہوتی ہی نذر بندھتے ہین چلے ضریح مین

۱۷۳
کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی
ہی تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جبسے پابند زلف جانان ہون / کیا کہون کسقدر پریشان ہون
کبھی خندان کبھی ہین گریان ہون / الجنون برق ہون کہ باران ہون

کہلائیگا وہ پیر مغان کا مرید کیا
جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین

ای گل تری گلی مین ہین جبتک کہ ہم مکین
گلشن تو کیا بہشت کی بھی آرزو نہین

انکار غائبانہ ہی قاتل کو قتل سے
کیا جان ہی کہے تو مرے روبرو نہین

کسکی نگاہ لطف سے مسجد ہی میکدہ
خالی شراب سے کوئی ظرف وضو نہین

دیوانہ ہو رہا ہون مین پہنی ہین بیڑیان
جس لئے ہاتھ یار کا طوق گلو نہین

آنکھو لئے دلسے ہو نہ جدا ای خیال یار
تیرے سوا کسی کی مجھے آرزو نہین

ناصح ہو تیری پند و نصیحت مین کیا اثر
آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین

گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ
عادت گلی کی ہمکو شکایت کی خو نہین

رونے مین ہی خیال جو گیسوے یار کا
ڈر ہی نجف کیطرح کس آنسو مین مو نہین

آئینے کیطرح سے جو رکھتے ہین دلکو صاف
ہین دوست نیک و بد کوئی اُنکا عدو نہین

ابتک اثر نہ تو نے کیا دلمین یار کے
ای اشک کچھ نظر مین تری آبرو نہین

فصاد تر کرے تر انشتر زبان خشک
اتنا بھی ضعف سے مرے تنمین لہو نہین

رہتا ہی کیف بادۂ اُلفت سے مست یہ
کچھ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین

۱۷۱

یارونکے برخلاف جو صحبت ہی اندنون
ہمکو پسند گوشۂ عزلت ہی اندنون

اُس آفتاب وش سے جو فرقت ہی اندنون
ہر روز مجکو روز قیامت ہی اندنون

ظاہر ہی بات بات سے اک شورش جنون
مائل کسی پری پہ طبیعت ہی اندنون

حاصل ہوئی ہی وصلت محبوب سیم تن
ہاتھ اپنا اور دامن دولت ہی اندنون

قصہ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا
میری تری جہانمین شہرت ہی اندنون

اُس لب کا بوسہ کم نہین آبحیات سے
ہم بھی خضر ہین موت سے فرصت ہی اندنون

دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکھتے ہین خط پہ خط
ہر دم نزول آیۂ رحمت ہی اندنون

فرق پیری مین ہے اب تاب و توانائی مین ۔ چاہیئے بیٹھ رہون گوشۂ تنہائی مین
اپنے سایئے سے بھی رم کرتا ہی وہ رشک پری ۔ وحشت ایسی ہے کہان آہوے صحرائی مین
چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارے کی صنم ۔ پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین
بیخبر تجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا ۔ سر مو فرق نہین ہے تری یکتائی مین
رخصت سجدہ تو دربانسے ترے در پہ ملی ۔ ای صنم کسکو تأمل ہے جبین سائی مین
مجکو کیا کام نہ زندہ مرا مُردہ وہ کرین ۔ فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین
شہر والون کے جو ہاتھونسے اُٹھائے ہین ستم ۔ عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین
یاد آیا جو ہمین اُس سے لپٹ کر سونا ۔ صبح تک نیند نہ آئی شب تنہائی مین
ترے رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ ۔ شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین
رشک ہے سینۂ پرداغ سے میرے اُسکو ۔ داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین
کبھی کہتا ہون سر بزم جو اُسنے کوئی بات ۔ ہنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین
کسنے دکھلاکے یہ جلوہ ہمین بے چین کیا ۔ پڑ گیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین
حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک ۔ اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین
کب مین روتا نہین گھر دیکھ کے اُسنے خالی ۔ ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

۱۷۰
واسطی صحبت احباب ہی اپنی تو حیات
کسطرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

وہ دل بھی کوئی دل ہی مکین جسمین تو نہین ۔ کس کام کا وہ گل ہی کہ جس گل مین بو نہین
کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین ۔ غم تو یہ ہی کہ تیغ تری سرخرو نہین
جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہی ۔ کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین
عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای قمر ۔ آئینے کی نظر مین مری آبرو نہین
سنبل کو تیری زلف سے ہی کیا مناسبت ۔ یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہی یہ بو نہین

نیک جو ہین وہ نہین صحبت بد سے واقف
اہلِ مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین

عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق
مزۂ زخم دل و داغ جگر کیا جانین

گرچہ پیری نے بنایا ہی سبب مجھے خاکستر
گرمیان وہ ہین جنھین برق و شرر کیا جانین

۱۶۸

واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

بڑھکے ہی جام جہان بین سے تماشا دلمین
اک نظر آتی ہی ہر دم نئی دنیا دل مین

ادب حسن نے ہونے نہ دیا بوس و کنار
وصل کی شب بھی رہی دلکی تمنا دل مین

اے اجل اور بھی دو روز مجھے دے مہلت
دیکھ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دل مین

اُڑکے پہونچونگا مین کچھ اُسکی گلی دور نہین
پر نکل آئینگے ہو شوق تو پیدا دل مین

ایسا آسان نہین بیمار محبت کا علاج
کچھ نہ کچھ سوچکے آئے ہین مسیحا دل مین

کیا عنایت ہی خدا کی کہ یہان جیتے جی
ہی خیال رخ و قد جنت و طوبی دل مین

آبلے پاؤنمین جتنے تھے وہ سب پھوٹ گئے
اے جنون پہ ہی وہی تھا جو پھپھولا دل مین

خال مشکین کا تصور نہین جاتا ہی کبھی
داغ سودا بھی ہی مانند سویدا دل مین

غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے
جاے معشوقۂ دنیا کی نہین جا دل مین

کسقدر ہمکو مے اُلفت جانان ہی عزیز
تن مین جان آنکھ مین پتلی ہی سویدا دلمین

مے سے گو جام ہمارا ہی تہی مثل حباب
ہی جگہ اپنی دل ساقی دریا دل مین

پاس آتے نہین ہرگز مین بلاتا ہون ہزار
نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین

ہون وہ درویش کہ ہی ہاتھ مرا کوچہ تنگ
وہ تونگر ہون کہ ہی وسعت صحرا دلمین

یاد گیسو مین جو لی سانس تو خوشبو آئی
مشک نافہ ہی اگی کہ سویدا دل مین

یاد اللہ کی ہی احمد و حیدر کا خیال
کعبہ دلمین ہی نجف دلمین مدینا دلمین

واسطی کیسے شرف حق نے محمد کو دیے
خلقتِ پاک ہوئی عہد شہ عا دل مین

ساتھ چھوڑون نہ کسی عیس مین محبوبون کا
وہ اگر نکہت گل ہون مین صبا بنجاؤن

مرکے عشق لب جان بخش کا جائے نہ اثر
خاک بنجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن مری عسرت پر
زرد خجلت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیب معشوق رہے مد نظر مدتون مین
جلکے سرمہ ہون تو مین پسکے حنا بنجاؤن

گھلکے دمعی یہ تن زار ہوا ہی تو کیا
کاش اس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشق فریاد سے قصد دل مجنون ہی کہ مین
گردن ناقۂ لیلےٰ کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہی جو گھر بیٹھے ہوے جلتا ہون
کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

ای فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل
رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھرے روے توجہ تری جانب سے کبھی
تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

۱۶۷

واسطی دلکو ابھی تک تو ہی شاہی کی ہوس
کوچۂ فقر مین پہونچون تو گدا بنجاؤن

شعرا بندش مضمون کمر کیا جانین
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھی آئیگا یا جائیگی جان
چاہنے والے ترے نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہی فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہی جدا گوشہ نشینی ہی جدا
خانہ پرورد کا آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بیدرد مرے اشک بہانے پہ ہنسین
جو ہری جو نہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان بدنی ایک ہی دیوانون کو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی یہین کہان واقف احوال عدم
جو وطن مین ہین وہ ایذاے سفر کیا جانین

دعوی حسن ہی بیجا ترے رخسارونسے
یہ ملاحت یہ نمک شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہمین صیاد دہی کیا
پھل لائے کہ ہوے سبز شجر کیا جانین

جب نظر کیجئے چشمونسے ہی پانی جاری
روکنا اشک مرے دیدۂ تر کیا جانین

ای پری حور اُتر آئے اگر جنت سے ۔۔ آنکھ اُٹھا کر نہ ترے عاشق شیدا دیکھین
زور چلنے کا نہین رستم و سہراب سے بھی ۔۔ آگے اُس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھین
ہی یقین پھر نہ رہے دعوے یکتائی حسن ۔۔ کبھی آئینہ تو آئینہ سیما دیکھین
نظر آتا نہین کچھ بے بصری کے باعث ۔۔ دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھین
ارنی کہتے ہین دیدار کے طالب ہین بہت ۔۔ اپنی طاقت تو ذرا حضرتِ موسیٰ دیکھین
حرف تم مُنھ سے نہ نکلے یہ اُڑین ہوش و حواس ۔۔ نبض بیمارِ محبت جو مسیحا دیکھین
کان پھولون کی ملے دیدۂ نرگس ہم کو ۔۔ کیا سُنین گلشن آفاق مین ہم کیا دیکھین
نقد جان کی ہی طلب خنجر جلاد کو روز ۔۔ کب ٹلی ہی سر سے ہمارے یہ تقاضا دیکھین
پھونک دین دلکو جو نالان نہ ہے الفت مین ۔۔ ہنسے کیونکر ہو کہ ہم سر پہ یہ پالا دیکھین
قبر سے حشر مین اُٹھنا تو پڑیگا لیکن ۔۔ ہنسے ہوگا کہ رُخ مردم دنیا دیکھین
کیا تماشا ہی کہ داغوں سے چراغان ہون ہم ۔۔ شمع رو دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھین
دلکو اُلجھن ہی جگر مُنھ کو چلا آتا ہی ۔۔ کب عیان ہوتی ہی صبح شب یلدا دیکھین
ماہ شعبان ہمین ای ابروِ قاتل دکھلا ۔۔ کہ تجھے دیکھ کے ہم سبزۂ مینا دیکھین
ارنی مُنھ سے نکالین نہین پڑتی جرأت ۔۔ جو نہو قابلِ دیدار اُسے کیا دیکھین
شہر سے تنگ بہت آئے ہین ای جوشِ جنون ۔۔ کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھین

۶۶

واسطی سینہ پہ داغ ہی اپنا گلشن
اتنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھین

حال ابتر ہو تو گیسوئے رسا بن جاؤن ۔۔ جسقدر عشق مین بگڑون مین سوا بنجاؤن
نامہ بھیجے جو طلب کا مجھے وہ غیرتِ گل ۔۔ اسقدر جلد چلون مین کہ ہوا بنجاؤن
آنکھین تلوؤن سے تو ہر گام ملون وقت خرام ۔۔ کاش مین راہ مین نقشِ کفِ پا بنجاؤن
بیٹھتا ہی تری دیوار پہ آکر ہر صبح ۔۔ زاغ کو مد نظر ہی کہ ہما بن جاؤن

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد
ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سے کام

مانگین اس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ
پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سے کام

۱۶۴

گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجکو ہے اُس مست مے آشام سے کام

اُسکے کوچے مین اب نجائینگے ہم
صبر کو اپنے آزمائینگے ہم

اسلیے ہے تلاش مجنون کی
اپنا قصہ اُسے سنائینگے ہم

خوف ہے اپنے ضعف سے ہمین
ناز کیونکر ترے اُٹھائینگے ہم

غم یہی ہے تو ایک نالے مین
ہفت افلاک کو جلائینگے ہم

دیکھ اے دل سوال وصل نہ کر
وہ جو بگڑے تو کیا بنائینگے ہم

کہتے ہین دام زلف دکھلا کر
سیکڑون مرغ دل پھنسائینگے ہم

ہجر مین پی سکے تیغ کا پانی
اپنے دلکی لگی بجھائینگے ہم

ہے اگر الفت کمر مین یہ ضعف
دو ہی دن مین نظر نہ آئینگے ہم

بے حجابی پسند ہے اُسکے
جام پر جام اُسے پلائینگے ہم

ہین وہ وحشی کہ حشر کر دینگے
اپنی زنجیر اگر ہلائینگے ہم

اُسکے در پر جبین پر رگڑینگے
خط تقدیر کو اگر مٹائینگے ہم

اُسکے مُنہ کے ہین دیکھنے والے
آنکھ خورشید سے ملائینگے ہم

ہر طرح وصل اُس سے ہے منظور
آپ جائینگے یا بلائینگے ہم

۱۶۵

آنکھ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان اے واسطی لڑائینگے ہم

شوق یوسف مین لگا ہوے زلیخا دیکھین
آؤ ہم تم سر بازار تماشا دیکھین

ہوشیاری نے پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت
کب مصیبت سے چھڑائے ہمین سودا دیکھین

روز ہم ہندونکا تو بک بک کے کھاتا ہی دماغ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سے ہم

طالبِ دیدار کو کیا دوزخ و جنت سے کام
بارہا یہ سن چکے ہین مرشدِ کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ راز سے واقف نہین
حالِ دل دینے کا پوچھینگے کسی بیدل سے ہم

چاہیئے کعبہ کہین ابرو کو تیرے اے صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہ تیرے تل سے ہم

دار فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھ کھلتے ہی گذر جائینگے اس منزل سے ہم

دل سے دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہی
تیرے دل کا حال پوچھینگے اب اپنے دلسے ہم

گرتے پڑتے جا بجا ہر گام اُٹھتے بیٹھتے
کوچۂ محبوب مین پہونچے بڑی مشکل سے ہم

وصل تک تم بھی جو آوگے تو کیا ہو جائیگا
طالبِ دیدار آگئے ہین کئی منزل سے ہم

جب تلک دریا مین تھے ہستی تھی اپنی مثلِ موج
مٹ گئے جب ملگئے آکر لب ساحل سے ہم

لاغری مین ہی ارادہ پھر نہون ہرگز جدا
صورتِ جوہر لپٹ کر خنجر قاتل سے ہم

شوق ان جادو نگاہونکا ستاتا ہی ہمین
سحر جا کر سیکھ آوین کشور بابل سے ہم

۱۶۳

کیون پری رو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی
کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دلسے ہم

نہ مجھے کفر سے مطلب نہ ہی اسلام سے کام
ہان تری ذات سے مطلب ہی ترے نام سے کام

دلکو ہی اُسکے رخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہی دیار حلب و شام سے کام

ابتو رکھا ہی قدم عشق مین ہونا ہو سو ہو
کچھ نہ آغاز سے مطلب ہی نہ انجام سے کام

چشمِ میگون کے تصور مین ہون بیخود ساقی
نشۂ مے سے نہ مطلب نہ مجھے جام سے کام

نظر آتی نہین اُس فتنۂ عالم کی نظر
کب نکلتا ہی مرا گردش ایام سے کام

چشم بد دور مری آنکھین ہین بیدار پسند
کچھ بھی نکلے گا نہ قاصد خط و پیغام سے کام

تم تو فارغ ہو کہین فکر ستمگاری سے
میرے دلکو نہ سہی راحت و آرام سے کام

رات کو آؤ اگر دن کو نہین آتے ہو
ہی فقط مجکو تو اے مشفق من کام سے کام

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار	کتنا حریص ہی یہ سگ نفس چار چشم

۱۶۱

بھڑکی ہی آگ کیا دل سوزان مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اُس آفتِ زمانہ سے ہو کر دو چار چشم	ہی مبتلاے گردش لیل و نہار چشم
اُس گل کی یاد مین ہو اگر اشکبار چشم	دکھلاے جوش بارش ابر بہار چشم
ہی ای نظر یہ تیرے سبب اشکبار چشم	نا دیدہ بازگشت سے ہی شرمسار چشم
بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے	آہو تو ہی یہ آہوے مردم شکار چشم
آنکھین نہ لال کر مرے اشکونکو دیکھکر	لائی ہی نذر کو گہر آبدار چشم
نور بصر کدورتِ خاطر سے اُڑ گیا	آئی جو دلمین گرد تو لائی غبار چشم
دکھلائی تب فلک نے شب ہجر کی سحر	جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم
بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل	طوفان اُٹھے جو رونے لگے زار زار چشم
سونا کہان تصور دندان یار مین	گنتی ہی اخترونکو فلک پر شمار چشم
نیرنگی زمانہ ہی نیرنگ حسن ہی	دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم
دو ہو گیا وہ جنبش تیغ نگاہ سے	کی جس سے راہ مین مرے قاتل نے چار چشم
جانا ہو نامہ لے کے تجھے نامہ بر تو جا	طوطی کی طرح سے نہ بدل بار بار چشم
ای دل ہی شرط سرمے کے دنبالہ سے اگر	اُس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم
وا ہی یہ مثل دیدۂ انجم سحر تلک	ہوتی نہین ہی بند شب انتظار چشم

۱۶۲

رہتی ہی مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی اُمیدوار چشم

ہو گئے ہین ذبح تیغ غمزۂ قاتل سے ہم	کم تڑپنے مین رہین کیونکر کسی بسمل سے ہم
روز کترا کر نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم	ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

زر جسکے پاس ہو اُسے کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہی جو ہنستے ہین بے اختیار پھول

وان رخ پہ خط یہان بدن زار و داغ سر
یہ پھول پر ہین خار وہ بالاے خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آئیے
ساغر لیے ہوے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم ہی سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین منہ پر نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہے کیا نفع باغ سے
رکھتا ہی پھل نہ بہر و نہ نخل چنار پھول

۱۶۰
اے واسطی مین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہنسین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے ترے رخ سے دوچار چشم
داغ لینے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہے بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد وا ہے میانِ مزار چشم

نکلے گی جان حسرتِ دیدار یار مین
ہرگز نہوگی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہے عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہے تمنے رسم
دل لے کے آپکی نہین ہوتی دوچار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہے وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہے بے اعتبار چشم

پڑ جائے گی نظر کمر یار پر کبھی
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا
دل کی نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیروار چشم

خانہ خراب دلکو ڈبوئیگی ہر جگہ
سونے نہ دیگی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہی تجلی جمال کی
ہوتی ہے بند دیکھ کے بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
لبریز آب ہے صفتِ چشمہ ہزار چشم

مجکو اور غیر کو کر ایک ہی خنجر سے ذبح
چاہیے تجکو تمیز حق و باطل قاتل

۱۵۸

واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح
شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہی آرزوے گل
نشتر رگ دماغ کو ہی موج بوے گل

پھرتے ہین عشق باز بھی معشوق سے کہین
کیسی ہوا چلی رُخ بلبل ہو سوے گل

رو کر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل
ہنسکر بگاڑ دیتے ہین وہ آبروے گل

حاصل کبھی نہ اُس رُخ روشن کی ہو صفا
شبنم چمن مین لاکھ کرے شست و شوے گل

تقدیر عندلیب کی سوگند کھائیے
ہر صبح اُٹھکے دیکھتے ہین پہلے روے گل

خاطر پسند اُس رُخ گلگونکی ہی بہار
ہمکو تلاش لالہ نہ ہی جستجوے گل

بلبل کی کچھ صبا نے قفس مین نہ لی خبر
جھوٹون بھی اسطرف کبھی لائی نہ بوے گل

بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے
نہر اُسکے خونکی جو روان ہو تو سوے گل

خوشبوے تن سے کسکے معطر ہوا چمن
کانٹونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے گل

جز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین
مذکور عندلیب ہی یا گفتگوے گل

مژگان کا وصف سنکے وہ گلرو خفا ہوا
چوکے کہ ذکر خار کیا روبروے گل

۱۵۹

صحن چمن سے سینۂ پر داغ کم نہین
اے واسطی نہین ہی ہمین آرزوے گل

اس باغ مین ہی گو تر و تازہ ہزار پھول
پھولا نہ ایک بھی صفت روے یار پھول

بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر
لا کر کبھی کسی نے چڑھائے نہ چار پھول

کمرہ ہی یار کا کہ دکان گلفروش کی
انبار ہر جگہ نظر آتے ہین ہار پھول

ہی بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار
پھولین نہ چار دن کے لیے اے ہزار پھول

کیا پیر گلفروش کوئی میفروش ہی
ہر دم جو مانگتا ہی ہر اک بادہ خوار پھول

سر ٹپکتا ہون یہ ہی شوق شہادت مجکو
یا خدا کیون ہی مرے حال سے غافل قاتل

تیرے کشتون کا دم نزع ہو گیا بیڑا پار
بحر شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل

چل کے مقتل سے نہ منھ پھیر کے دیکھا اُسنے
ہم پکارا کیے کس یاس سے قاتل قاتل

زار ہون زار نہایت مین بجز رسوائی
کچھ بھی ہوگا نہ مرے قتل سے حاصل قاتل

دھبیان دلمین جو تیرے چاند سے رخسار کا ہی
چاندنی سے نہین ڈرتے ترے بسمل قاتل

ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا
روئے معشوق کا ہوتا ہی ہر اک تل قاتل

واسطی قتل ہوا ہجر مین مجنون بے تیغ
ہو گئی دید رُخ صاحب محمل قاتل

۱۵۷

ہمسے بھاگے گا جو تو سیکڑون منزل قاتل
کھینچ لائیگی کمند کشش دل قاتل

دوڑ کر آؤن نہ کسطرح تری محفل مین
ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل

ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو
خلد مقتل ہی مرا حور شمائل قاتل

کشتنی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون
آئے لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل

اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہون مین
دل ہی سینے مین مرے طائر بسمل قاتل

اک نظر اُنکو دکھا دے رُخ سیمین اپنا
تجھسے مقتول دیت کے نہین سائل قاتل

عید قربان ہی ملاتا ہی گلے سے کیا تیغ
پہلے تو آ کے شہیدونکے گلے مل قاتل

عشق خط رخ جانانسے حذر کر ای دل
ہی یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل

تیری شمشیر کو کافی ہی یہی سنگ فسان
میری چھاتی پہ جو یہ صبر کی ہی سل قاتل

سر جدا سینہ جدا ہاتھ جدا پانون جدا
لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل

قتل ہونا جو مرا خار رقیبونکو ہوا
آج پھولے مرے سب آبلۂ دل قاتل

قدم شوق نہین شہپر پرواز سے کم
دم مین جا پہونچون اگر ہو کئی منزل قاتل

کسکو مقتول کیا ہی کہ یہ بیتابی ہی
ہاتھون سینے مین اُچھلتا ہی ترا دل قاتل

اگر ہوتا نہ زلفونپر فدا دل — تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل
مین اُسکے ہجر مین روتا ہون دن رات — کہ جسنے ہنستے ہنستے لیلیا دل
یہ سودا ہم سمجھکر مفت لیتے — جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل
ہوا کس بیوفا کا آشنا تو — بُرا تیرا ہوا ای نا آشنا دل
ہوئے بیخود جو دیکھا جلوۂ حسن — تمھین پایا تو اپنا کھو گیا دل
کہین کیونکر نہ مجکو اہل دل لوگ — مین وہ ہون جسنے مانگا دیدیا دل
دعا دی مجکو ملکر اُس پری سے — نہین دیکھا ہی ایسا بیوفا دل
نجائیگی قیامت تک محبت — مبارک ہو تمھین صاحب مرا دل
سنے نالے تو پر ظالم نے کترے — ہوئی مقراض منقار رضا دل
نہین اس دل مین جا داغونکی خالی — الٰہی ہو عنایت دوسرا دل
جفا کر اسقدر مجھپر نہ ای بُت — خدا سے ڈر کہ ہی اللہ عادل
نہین بھولو نسے کم داغ محبت — حقیقت مین ہی باغ دلکشا دل

۱۵۶ — نہ سمجھا واسطی مین سوز غم سے — کہ شعلہ ہی مرے پہلو مین یا دل

سر سے چلنا ہی دم تیغ پہ مشکل قاتل — ہی مسافر کے لئے سختی منزل قاتل
اسقدر تجھسے ہی مانوس مرا دل قاتل — دہن زخم صدا دیتے ہین قاتل قاتل
پاؤن کب گنج شہیدانسے بڑھا سکتا ہون — تیری شمشیر کے جوہر ہین سلاسل قاتل
ناخن تیغ سے مقتل مین کھُلی دل کی گرہ — حل ہوا آج مرا عقدۂ مشکل قاتل
زعفرانی ہی جو تلوار کا تیرے رومال — ہنس رہے ہین دہن زخم سے بسمل قاتل
سبزۂ گل سے زیادہ ہین لہو کے تھالے — کیا تماشا ہی ترے کشتونکی محفل قاتل
بسملون نے گل عارض جو ترا دیکھا ہی — ہچکیون مین بھی ہی آواز عنادل قاتل

ای دل سمجھکے بوسۂ زلفِ سیاہ مانگ
اُڑتا ہوا یہ سانپ ہی اس سے پناہ مانگ

ملتے ہین اک سوال مین دونون جہان ہین
در پر گدا کے بھیک تو ای بادشاہ مانگ

زیبا ہی کفشِ آبلۂ پا لیے قدم
ہے سرے خدا تو داغ جنونکی کلاہ مانگ

حاضر ہین جان و مال سے انکار ہی کسے
جو مانگنا ہو تجکو وہ ای رشکِ ماہ مانگ

عاشق نہ اُسکی مانگ کا ہو ای دل غریب
اندیشہ ناک راہ ہی اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہی زلف مین ملتا نہین مگر
کوئی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہین ہی فیض سے اکرم در کریم
دیتا ہی بے طلب وہ نہ مانگ اُس سے خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو رخ اُس لالہ رو کا دیکھ
پیاسا جو ہو تو اُسکے زنخدان سے چاہ مانگ

مصرعِ در کریم پہ ہی یہ لکھا ہوا
جو مدعا ہو ہمسے طلب کر جو چاہ مانگ

شل ہون جو پانون طاقتِ رفتار کر طلب
کم سوجھتا ہو تجکو تو نورِ نگاہ مانگ

۱۵۴
آمادۂ ستم وہ صنم ہی تو واسطی
تو صبر کر خدا سے دعاے رفاہ مانگ

سوزِ غم سے مرے سینے مین جلتی ہی آگ
سانس لیتا ہون اگر منھ سے نکلتی ہی آگ

فی الحقیقت وہ کنوان ہی خم مے ای ساقی
روز پانی کی جگہ جس سے اُبلتی ہی آگ

سنگدل جتنے ہین اُنسے ہی شرارت کی بنا
آہن و سنگ سے دیکھو کہ نکلتی ہی آگ

سوزِ دل سے ہی وہی حال مرے چہرے کا
رنگ زر جیسے تپانے مین بدلتی ہی آگ

سرکشی گرم مزاجون کی دم عجز بھی ہی
پانون رکھتی نہین پر دوڑ کے چلتی ہی آگ

تیرے مغرور پہ دم خاک کرین لوگ دعا
پھونکتا ہی جو کوئی اور بھی جلتی ہی آگ

۱۵۵
واسطی فصد جو کھلتی ہی جنون مین میری
سبکو ہوتا ہی گمان یہ کہ اُچھلتی ہی آگ

تلاشِ یار مین ہی رہ نما دل
لیے پھرتا ہی مجکو جا بجا دل

گذری شب وصال کہ چلتے تھے جام مے
لبریز اب ہی عمر کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب سے کم نہین
ہی کہکشان یہ شبہۂ اژدر شب فراق

رکتے نہین ہین آنکھو نمین آنسو کسیطرح
دھو جاے کاش نیست کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہی کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہی آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ مین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی تو ماہ انور شب فراق

مرغ سحر کی ہی نہ مؤذن کی ہی صدا
سنسان ہو رہا ہی مرا گھر شب فراق

پھر پھر گئی ہی در تلک آآکے موت بھی
کیسا پھرا ہوا ہی مقدر شب فراق

۱۵۲
نیند آئے خاک ایسی مصیبت مین واسطی
زنبور سرخ ہین گل بستر شب فراق

ہی عشق آب و رنگ گل روے یار تک
وحشت کا جوش ہی ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل کے خوف ہی تنہا روی کا کیا
تانتا لگا ہوا ہی عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ حد سے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلیٰ ناقہ سوار تک

ہر گام گو کہ ضعف نے مجکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوے یار تک

پایا کہین جواب نہ اُس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھے فلک شکوہ
باقی نہین ہین اُنکے نشان مزار تک

ساقی پلائے جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے توڑے ہزار تک

ہوکر بشر ہون رزق سے کیا ناامید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

۱۵۳
لایا ہی دور چرخ وہان ہمکو واسطی
جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک

اُڑ جائین کوہ برہم و درہم ہون آسمان
اپنا جو زور و شور دکھائے ہوائے عشق

اتنے لیے بدن مین چھپائے ہین استخوان
شاید کرم کرے ادھر آئے ہمائے عشق

کُشتے گڑے ہین کوچۂ قاتل مین سیکڑون
مملو مسافرون سے ہی مہمانسرائے عشق

کر تو زیارتِ لحدِ قیس نجد مین
ابتک یہ آ رہی ہی صدا ہائے ہائے عشق

وہ کون عضو تن ہی کہ جسمین نہین ہی درد
ہو رنگ رُخ شکستہ تو آئے صدائے عشق

کچھ رنگ بوستان محبت کا ہی جدا
کانٹونکو پھول کرتی ہی آب و ہوائے عشق

دشت جنون سے پھر کے یہ کیا آئین شہر مین
نا آشنا نہ ملنے سے ہین آشنائے عشق

نعمت تمام خلق کی لبریز ہو چکی
خالی ابھی ہی کاسۂ دست گدائے عشق

فرہاد و قیس و وامق و نل سب پہن چکے
تن پہ ہمارے ٹھیک ہوئی ہی قبائے عشق

عیش و نشاط بزم جہان ناگوار ہی
جلدی چراغ زیست بجھائے ہوائے عشق

۱۵۱

آتا جو مین عدم سے نہ ہستی مین واسطی
پیدا کبھی نہ عشق کو کرتا خدائے عشق

روز شمار کے ہی برابر شب فراق
دیکھین تمام ہوتی ہی کیونکر شب فراق

ہی دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
غولونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹکر مرون
قبضے مین ہی نہ تیغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہی تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہی بدتر شب فراق

ہی مثل زلف یار درازی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچھو نہ حال کچھ کہین زندہ ہون گور مین
دل اسقدر ہوا ہی مکدر شب فراق

روزن تمام کم دہن مار سے نہین
ہی غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کے لیے
گویا چمک رہے ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کے آنے کا اشتیاق
آنکھین مری رہین طرفِ در شب فراق

ہو کر خجل چمن سے گریزاں ہو مثل مار
سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھائے زلف

ای دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال
ڈر ہی نگل نہ جائے تجھے اژدہائے زلف

۱۴۹

دیوان مرا ہی چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائرے ہین حلقہ ہائے زلف

یارب کوئی جہان مین نہو مبتلائے عشق
مرنا غم فراق مین ہی انتہائے عشق

پہلے جنون ہی بعد گذرنا جہان سے
وہ ابتدائے عشق ہی یہ انتہائے عشق

محمود و قیس و وامق و فرہاد اور مین
کسپر نہین جہان مین نزول بلائے عشق

کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا
دونون جہان مین خاک نہین ہی سوائے عشق

مشکل ہی اشک و آہ سے فرصت تمام عمر
دل مین مقام عشق ہی آنکھون مین جائے عشق

کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے
بیگانہ اک جہان سے ہی آشنائے عشق

پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیئے
ہی عشق میرے واسطے مین ہون برائے عشق

کیون سر پہ بار منت عیسی اٹھائیے
اچھا نہوگا یہ مرض لا دوائے عشق

آتی ہی مجکو دیر و حرم سے یہی صدا
واجب ہی سجدہ در دولتسرائے عشق

دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ
ہی جسکے سر پہ سایۂ بال ہمائے عشق

کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے
خون ہزار کشتہ ہی رنگ حنائے عشق

ہی بادشاہ وقت حوادث سے کام کیا
نیرنگی زمانہ ہی دلق گدائے عشق

داغ جنون عیان ہین جو سر سے قدم تلک
گلدوز ہی یہ تن پہ ہمارے قبائے عشق

شبہا در انتظار تو میگفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلائے عشق

۱۵۰

سمجھے اٹھا جو پردۂ دولتسرائے عشق
ہی حسن داخل حرم کبریائے عشق

ایسے کئے ہین دل نے مرے نالہائے عشق
آتی نہین زبان سے صدا اب سوائے عشق

ریش سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جوان / کچھ بھی جو اپنے دلمین سمجھتے مآل زلف
تائب ہی ابتو حسن پرستی سے دل مرا / کھنچے کمند بنکے اسے کیا مجال زلف
خوشبو ہی اسطرح کی نہ یہ پیچ ہی نہ خم / سنبل سے کیا سمجھکے کوئی دے مثال زلف
ہی چھوٹنا محال مقدر کے پیچ سے / دلسے کسیطرح نہین جاتا خیال زلف
خط سے ہی اور مصحف رخسار کی نمود / کسواسطے ہین آپ پریشان مثال زلف
چہرے کا اُسکے برق پہ ہمکو ہوا گمان + / ابر سیہ اُٹھا تو گیا احتمال زلف

۱۴۸
آگاہ واسطی ہی سفید و سیاہ سے / یہ خوب جانتا ہی کمال و زوال زلف

مجھسا کوئی جہان مین نہین مبتلائے زلف / سر مین بھری ہی روز ازل سے ہوائے زلف
افشان کے سوق مین یہ تماشا دکھائے زلف / تارے سب آسمان کے ابھی توڑ لائے زلف
ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ / لکھین جو خط شوق مین ہم ماجرائے زلف
روز سیہ کے دام مین مدت سے قید ہون / سر سے کسیطرح نہین ٹلتی بلائے زلف
شانے کیطرح سے جو زبانین ملین ہزار / ہرگز نہ کر سکون مین سر مو ثنائے زلف
وجہ موافقت ہی پریشانی سرشت / زلف آشنائے دل ہی تو دل آشنائے زلف
اب نقد جان بچے گا نہ اپنا متاع دل / خط سیہ بھی اُسکا ہی رہزن سوائے زلف
غازہ ہی روے یار کو خون دل و جگر / شانہ ہی اپنا پنجہ مژگان برائے زلف
جوش جنون مین وصل کی عشرت کہان نصیب / اب ہتکڑی ہی ہاتھ مین اپنے بجائے زلف
حاضر گلا پھنسانے کو ہی اپنا مرغ دل / پھر شکار دام تو اپنا بچھائے زلف
کام آئینگے یقین ہی مرے مشت استخوان / شانے تو بعد مرگ بنینگے برائے زلف
مجموعہ حواس کا شیرازہ کھل گیا / ہنگام شب چلی یہ پریشان ہوکے زلف
دیکھینگے آفتاب تہ ابر کا فروغ / دامن مین لاکر چہرے کو اسکے چھپائے زلف

خود نہیں جاتے ہین ہم کوچۂ جانانکی طرف
شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف

رخصت ای طوق و سلاسل کہ بہت دن گذرے
قصد زندانسے ہمارا ہی بیابانکی طرف

ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون نکلا
رہ گیا ہاتھ مرا اُٹھکے گریبانکی طرف

ابر کو دیکھ کے بیجا نہیں طاؤس کا رقص
تخت بلقیس کا آیا ہی سلیمانکی طرف

دل جلانیکا سبق ہمنے جو تعلیم کیا
فاختہ اُڑکے گئی سرو چراغانکی طرف

ہو لسے اُس حور کی اُلفت نہ پس مرگ گئی
تن ہمارا روح گئی روضۂ رضوانکی طرف

موت کی یاد فراموش نہو رندون کو
چاہیے روز گذر گور غریبانکی طرف

سامنا اُس لب جانبخش کا جب ہو نہ سکا
لعل اُڑ اُڑکے گئے گور غریبانکی طرف

نہیں منظور کسی کی ہمین خاطر شکنی
ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمانکی طرف

ہون وہ وحشی کہ مرے پانون جو تھکجاتے ہین
آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف

وادی نجد مین کیا منتظر لیلی ہی
کان مجنون کے ہین آواز حدی خوانکی طرف

نہیں نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز
گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف

ہو جو بے پردہ وہ رخ ذکر ہی کیا ذرون کا
چشم حربا نہ پڑے مہر درخشانکی طرف

۱۴۷	واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہو منظور ہند سے کوچ کرو ملک خراسانکی طرف

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف
سنبل پہ اپنے دلکو ہوا احتمال زلف

دل کو جو مانگتی ہی تو لے عذر کچھ نہیں
ہمسے تو ہو سکیگا نہ رد سوال زلف

فارغ نہیں ہین غم سے حسین بھی جہان مین
بیمار چشم یار ہی ابتر ہی حال زلف

تا صبح آٹھ پہر نظر آتے ہین خواب مین
رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف

سنگ جفا سے وہ کہین توڑے نہ استخوان
شانہ کرے سمجھکے سیر گو شمال زلف

یارب نہ اُسکے حسن جوانی کو ہو زوال
خط کو سفید ہونے نہ دے اتصال زلف

محروم ہون نظارۂ چشم حبیب سے
دیتی ہی کیسی گردش لیل و نہار داغ

انجم نہین ہین یہ ترے ہاتھون سے ای قمر
ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ

عقبے کا عیش ہی ہمین دنیا مین بھی نصیب
دکھلا رہے ہین باغ جنان کی بہار داغ

پایا ہی وہ مزہ ابھی آسودگی نہین
ای چرخ اور دے ہمین دو تین چار داغ

۱۴۵

ملتا ہی زر خزانۂ الفت سے واسطی
دیتا ہی داغ پر ہمین وہ گلعذار داغ

کیا جلاؤن مہروش تیرے مقابل مین چراغ
کب کوئی کرتا ہی روشن دن کو محفل مین چراغ

احتیاجِ روشنیِ شمع راتون کو نہین
ہی خیالِ روئے جانان اپنی محفل مین چراغ

ناتوان ہون چاہیے پہلے تجسس بعد قتل
ساتھ خنجر کے ہی لازم دست قاتل مین چراغ

ہون جو مین وحشی شب تاریک مین صحرانورد
غول دکھلائین اگر آ آ کے منزل مین چراغ

خوف کیا تاریکی راہ عدم کا عشق مین
شعلہ ہاے داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ

وہ بھی جلتا ہی شب فرقت مین تا وقت سحر
ساتھ دیتا ہی ہمارا وقت مشکل مین چراغ

غسل دریا کو جو آئے وقت شب وہ شعلہ رو
ہون حبابِ آب سب آغوش ساحل مین چراغ

غور سے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشت نجد
قیس پروانہ رخ لیلی ہی محمل مین چراغ

ہوسکے کیا دخل دزدانِ خیالات جہان
جلتے ہین داغون کے اپنے خانۂ دل مین چراغ

ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہل ہمت کا نشان
چاہیے کاسے کے بدلے دست سائل مین چراغ

چھا گیا ایسا جہان مین میرے نالون کا دھوان
دن کو اب درکار ہی ہر ایک محفل مین چراغ

آ گیا زندان مین کسکے روے روشن کا خیال
بن گئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ

ہو جہان معشوق خود کرتے ہین عاشق دور تم
کب طلب کرتا ہی پروانون کو محفل مین چراغ

جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر
پھول ہین گلشن کے سب چشم عنادل مین چراغ

کور دل کو کب نظر آتا ہی معنی کا فروغ
واسطی بیکار ہی اندھون کی محفل مین چراغ

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع
ہی فقط گنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہی یون خواہش مجھے
جسطرح بھوکونکو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لب شیرین کا دو
ہی زہا نکو اپنی لزت کی طمع

ہین جہان مین طالب امر محال
جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زہاد سے
گر نہوتی اُنکو جنت کی طمع

خواہش مے ہی ہمین یون ساقیا
جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحب اکسیر کا
خاک چھنواتی ہی دولتکی طمع

طبع رکھتے ہین غنی تیرے گدا
کب ہی اُنکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکے یہ ثابت ہوا
باعث آفت ہی دولتکی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بحساب
ہی حریصونکو قیامت کی طمع

خاک مین ملتی ہی ہماری بعد مرگ
ہی ترے باران رحمت کی طمع

ہی مزاج اُس شوخ کا فرقت پسند
اپنے دلکو عیش و وصلت کی طمع

عرصۂ حشر مین ہمکو واسطی
ہی پیمبر سے شفاعت کی طمع

۱۴۴

پھولے نہ لالہ باغ مین دکھلاکے چار داغ
ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہونا گوار داغ
ہی حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوز عشق مرے کام آئے گا
مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ

معشوق عاشقو نپہ جو ہو جائین مہربان
طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ

ظاہر ہی آفتاب مین اور میرے دل مین فرق
پوشیدہ ہی یہان تو وہان آشکار داغ

شاید لسے بھی سرو چراغان بنائگے
کیون میرے دلکو دیتے ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز
دینا نہ اب مجھے مرے پروردگار داغ

جلنے سے گر کوئی پر پروانہ بچ گیا — تعویذ بن گیا وہ پئے حرز جان شمع
اس بزم میں ہی کون کسی کا شریک حال — کوئی بھی پوچھتا نہیں اشک روان شمع
کیا وصف رخ میں تیرے کچھ اس سے کمی ہوئی — گلگیر نے جو بزم میں کاٹی زبان شمع
کس شب ہتی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک — پروانے کرچکے ہیں بہت امتحان شمع
فانوس پائنچہ کو کہیں ہم تو ہی بجا — ہی ساق پاے یار پہ ہمکو گمان شمع
تن میں وہ سوز غم ہی کہ دیکھے جو میری نبض — انگلی لگی طبیب کی جلنے بسان شمع
ہوگا جو تیرے عاشق دلسوختہ کا کوچ — پروانے آگے لیکے چلینگے نشان شمع
باغ جہان میں رنگ تلون ہی کس قدر — شبکو بہار شمع ہی دنکو خزان شمع

۱۴۲ — تاب سماعت تپ غم کب ہی واسطی — قصہ سنون پتنگ کا یا داستان شمع

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع — سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع
کسی پروانے کا پھسلا اگر پاؤن — زبانسے بول اُٹھی یا علی شمع
بندھا مضمون جو اسکے ساق پا کا — عجب بندش کے سانچے میں ڈھلی شمع
بہار آئی کہ تم محفل میں آئے — برنگ نخل گل پھولی پھلی شمع
کسی پروانہ کو کیا دردسر ہی — دکھاتی ہی جو رنگت صندلی شمع
سواری کسکی نکلی شہر میں رات — کہ ہی ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع
جو یون بڑھکر کروگے بزم میں رقص — تو گل کر دیگی دامن کی کلی شمع
برص سمجھے صباحت کو وہ اپنی — جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع
جلائے کیون نہ دلکو تیرہ بختی — ہوئی جب شام محفل میں جلی شمع

۱۴۳ — کہا اُس رُخ سے دعویٰ واسطی کیا — نہ دیوانی نہ ایسی باؤلی شمع

مجلس وعظ سخن ہی جو ہو گوش شنوا — سرو منبر ہی تو قمری ہی بسان واعظ

دل مین آجاے تو ہوتے ہوے دم بھر کو چلو — بادہ خوار ہی سر راہ مکان واعظ

باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندونسے کیا کرتا ہی — یہی بڑھنا ہی تو گھٹ جائیگی شان واعظ

ہی بہت مرتبۂ پیر خرابات بلند — کب پہونچتا ہی وہان وہم وگمان واعظ

ماہ نو ابرو پر خم کا دکھادے جو وہ مست — ابھی ہو جاتی ہی عید رمضان واعظ

بھول کر منھ سے لگا نا نہ کبھی ای رند و — زہر ہی زہر ہی حلواے دکان واعظ

دختر رز کی لطافت کا اگر وصف کرے — موتیو نسے ابھی بھر دون مین دہان واعظ

بادہ خوارونکی ترقی ہی تنزل اُسکا — جانتے ہین یہ بہار اپنی خزان واعظ

دل لگی سمجھے نہ رندون کے بُرے کہنے کو — مفت برباد نجائے کبھی جان واعظ

لائق قطع وبرید اسکو سمجھتا ہون مین — یہ جو مقراض سی چلتی ہی زبان واعظ

سنکے ذکر لحد تنگ شکنجے مین کھنچا — پھر نہ دکھلائے خدا مجکو مکان واعظ

شان مین اُسکی قصیدہ کوئی کہنا کیسا — مر بھی جائے تو نہون مرثیہ خوان واعظ

عرش سے بڑھکے ہی پرواز قدح نوشونکی — تا در خلد ہی حد طیران واعظ

۱۴۱

واسطی دلکو کسی کے نہین ہوتا ہی اثر
روز کرتا ہی خطا تیر کمان واعظ

روشن ہی سب پہ گونہ کہے کچھ زبان شمع — پوشیدہ ایک پر نہین سوز نہان شمع

دریا بہائے گر قطرۂ خون فشان شمع — ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوز جان شمع

آتش مزاج جو ہین نہین اُنسے چشم فیض — دیکھے کبھی نہ رزق ہما استخوان شمع

وہ شعلہ رو ہی تو کہ ترے سوز عشق سے — جلتی ہی صورت پر پروانہ جان شمع

کرتی صفت وہ عارض پر نور یار کی — گویا ہو بزم دھر مین ہوتی زبان شمع

قرب حبیب مرگ ہی عاشق کیواسطے — پروانہ جل گیا جو ہوا میہمان شمع

آپ آتا ہی دوڑکر معشوق
جذبۂ عشق مین اثر ہی شرط

۱۳۹

سہل سیمین تنون کا عشق نہین
واسطی اسمین صرف زر ہی شرط

کون کہتا ہی کہ اعجاز بیان ہی واعظ
اپنے نزدیک تو بیشک ہمہ دان ہی واعظ

وعظ سن سنکے ترے دل ہوگئے ہین فگار
حق مین رندون کے چھری تیری زبان ہی واعظ

خوب دیکھا تو یہ سمجھے کہ ہی پھیکا پکوان
گرچہ اونچی تری ظاہر مین دکان ہی واعظ

کھائے جاتا ہی ہر اک شخص کا بک بک کے دماغ
مجکو سودا ہی کہ تجکو خفقان ہی واعظ

لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑھکر
حق تو یہ ہی وہ ترا زخم زبان ہی واعظ

عرش اعلی کیطرف کرتا ہی ایما نادان
ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہی واعظ

اس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف
سر بزرگی تری رندون پہ عیان ہی واعظ

کیا دلاویگا دم حشر مے صاف طہور
شیشۂ مے کیطرح پنبہ دہان ہی واعظ

تو برا انکو کہیگا وہ کہینگے یہ بھی ٭٭
منہ مین رندون کے بھی آخر کو زبان ہی واعظ

مجلس وعظ مین یہ کون حسین آیا ہی
چشم رغبت سے جو اسکو نگران ہی واعظ

جی مین آئے تو ذرا اسکی ملاقات کو چل
صاحب خلق بڑا پیر مغان ہی واعظ

دیکھ تو چل کے کہ ہوتے ہین وہین پیر جوان
میکدہ ہی کہ کوئی باغ جنان ہی واعظ

غائبانہ نہین مینخوارونکی غیبت اچھی
کھا نہ مردار کہ ماہ رمضان ہی واعظ

تیر اکھنا تو سر آنکھون پہ مگر مہلت دے
کہ ابھی دختر انگور جوان ہی واعظ

۱۴۰

آگے دیوار بدیوار تھا میخانے کے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہی واعظ

تنگ آیا ہون مین سن سنکے بیان واعظ
کاٹ ڈالونگا کسی روز زبان واعظ

زخم پر زخم لگاتا ہی بیان واعظ
کاٹ تلوار کا رکھتی ہی زبان واعظ

لفظ ہمیشہ ہین سب املا غلط انشا غلط
ہی کتاب ہستی موہوم سراپا غلط
مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق پر ہو نہین
دار پر کھینچا اُسے جسنے وہی سمجھا غلط
ہی بجا نمرود عاجز ایک پشے سے جو ہو
ہو کے بندہ کیون خدائی کا کرے دعویٰ غلط
ہجیس و کاوِ اک وہ یہ مصرع دیوان حسن
سرو گلشن سے ہی تشبیہ قد رعنا غلط
تم سوا مجکو کسی سے کام دنیا مین نہین
غیر جو کہتے ہین تمسے ہی یہ سراپا غلط
ایسے ہی ہوتے ہین حسن و عشق مین راز و نیاز
وحشت مجنون نہ لے پروائی لیلیٰ غلط
دشت وحشت مین ہزارون کی ہوئی مٹی خراب
کچھ نہین مضمون سطر جادۂ صحرا غلط
جب بیان کرتے ہین وہ قصہ ہمارے عشق کا
قصہ گو یون سنے وہ کہتے ہین یہ ہی قصا غلط
لکھتے ہین سب ایک نقطہ ہاے ابجد کے تلے
زیر لب ہرگز نہین اُس خال کا نقطہ غلط
جیسے عنقاے دہن کا کب ہی ہستی مین وجود
کیون اُڑاتے ہین خبر یہ مردم دنیا غلط

۱۳۸

کچھ نہین اس بات مین اے واسطی میرا قصور
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط

کھیلنا اپنی جان پر ہی شرط
بازی عشق مین جگر ہی شرط
ہین جہان مین ہنر شناس بہت
آدمی کے لیے ہنر ہی شرط
بھولے بیٹھے ہین کسلیے غافل
موت نزدیک ہی خبر ہی شرط
عشق مین نام سہل ہی لیکن
مثل فرہاد درد سر ہی شرط
راہ الفت مین چاہیے ہمت
دل لگے دینے کو کچھ جگر ہی شرط
ظلمت شام غم نے گھیرا ہی
مدد اے نالۂ سحر ہی شرط
قصہ ہجر طول ہی اُس سے
عرض احوال مختصر ہی شرط
دیدنی ہی وہ رخ حجاب مین بھی
اک ذرا تیزی نظر ہی شرط
ہی وسیلہ ظفر کا قصد سفر
گر ظفر چاہیے سفر ہی شرط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی — تو کہیو اُسنے یہ لکھا ہی اضطرار مین خط

مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نہ تھا — لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط

یقین ہوا کہ وہ گل پار سال سے ہی خفا — نہ اُس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط

سنائین لوگ مجھے پڑھکے بدلے ایسین کے — خدا کرے کہین آ جاے احتضار مین خط

چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال — گمان نتھا کہ پڑھیگا وہ گل ہزار مین خط

ہر ایک سطر ہو غیرت فزاے سنبل تر — لکھون جو مدحت گیسوے تابدار مین خط

تہی ہی دست دگر نامہ بر کی کیا معلوم — کنوین مین پھینک کے آیا کہین کچھار مین خط

وہ سمت جان ہون نہ میرے بدنپہ ایک پڑے — ہزار ضربت شمشیر آبدار مین خط

۱۳۶
ضرور ہی کہ ہو پروانہ واسطی قاصد — کسیطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط

ممکن نہین ہی خار سے دامان کی احتیاط — دست جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط

رخسار یار کو نہ چھوؤنگا مین بے وضو — دیندار کو ضرور ہی قرآن کی احتیاط

ہی پنجۂ جنون کی درازی اگر یہی — کیا ہو سکے گی ہمسے گریبان کی احتیاط

چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑ جائین وقت قتل — قاتل تجھے ضرور ہی دامان کی احتیاط

آنچل ہٹے نہ سر سے ڈوپٹے کا ایک دم — لازم ہی یار زلف پریشان کی احتیاط

اسلام و کفر اُس رُخ و گیسو سے مل گئے — ہندو سے اب نہین وہ مسلمان کی احتیاط

حرص و ہواے دہر سے دلکی ضیا نہ کھو — صرصر سے ہی ضرور چراغان کی احتیاط

حرص و ہوا ہی سیل تو غیظ و غضب ہی برق — لازم ہی انسے خرمن ایمان کی احتیاط

کہدو ملک نہ حشر مین تولین مرے عمل — منظور ہو جو پلۂ میزان کی احتیاط

۱۳۷
محنت سے مال جمع ہوا ہی یہ واسطی — دزد سخن سے چاہیے دیوان کی احتیاط

سنگِ در اُسکا پرستش گاہ ہی اپنے لیے — خانقاہِ شیخ و دیرِ برہمن سے کیا غرض

پھنس گیا ہی دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے — آپکو اس قیدیِ دامِ محن سے کیا غرض

۱۳۴

عقل و دانش ہی جو تجھکو کر روش اپنی درست — واسطی سارے زمانے کے چلن سے کیا غرض

وصفِ عارض مین جو ہو تحریر خط — مہر کی پیدا کرے تنویر خط

کھینچیے کیا یار کو تحریر خط — چاک کر ڈالیگا وہ بے پیر خط

یہ بھی گردش ہی مری تقدیر کی — پھیر لایا قاصدِ دلگیر خط

آتے ہین بنکر ملائک نامہ بر — لکھ رہا ہی کاتبِ تقدیر خط

وصفِ عارض جب کیا مینے رقم — بنگیا قرآن کی تفسیر خط

ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا — یار کا آیا تہِ شمشیر خط

وصفِ خط و خال و زلف و رخ لکھے — بنگیا ہی صفحۂ تصویر خط

وصل کی اُمید سے دل ہی غنی — ہو گیا حق مین مرے اکسیر خط

سخت جانی سے ہی پتھر دل مرا — کیا پڑیگا تجھسے ای شمشیر خط

ایک بھی لکھتا نہین ہی وہ جواب — کر چکے ہین ہم سیکڑون تحریر خط

۱۳۵

واسطی قاصد روان ہی سوے یار — چھوڑتا ہی کوئی کاغذ گیر خط

رقم کیا ہی اُسے ابتو اضطرار مین خط — بہائے آب مین یا وہ جلائے نار مین خط

اُڑائین پرزے کہ پہونچائین کوے یار مین خط — ہی ابتو نامہ رسانونکے اختیار مین خط

جو بعدِ مرگ پھرا کوے یار سے قاصد — تو دوستون نے مرے رکھدیا مزار مین خط

مجھے یہ ڈر ہی کہ قاصد کمال مضطر ہی — کہین کمر سے نہ گر جاے اضطرار مین خط

کدورتِ دلِ محبوب صاف ظاہر ہی — کبھی لکھا بھی تو لکھا خطِ غبار مین خط

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دل طانوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چرخ کافر کو مرے نالون پہ کیا آئے گا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سبعۂ سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میان خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر جالی نظر آئے اُسے
صورت صوفی کرے خوش ہوکے جالینوس رقص

بزم مین اُس ترک کے پڑتی ہی جب تیغ نگاہ
ہوکے بسمل شمع کرتی ہی تہ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دل پر داغ یاد زلف مین
جسطرح ابر بہاری مین کرے طاؤس رقص

۱۳۳

شاد ہی دل گردش چشم بتانسے واسطی
دور ساغر کو سمجھتا ہی یہ کیکاؤس رقص

عالم حیرت مین مجکو انجمن سے کیا غرض
بلبل تصویر ہون صحن چمن سے کیا غرض

دور یار رونسے بیابان مرگ قسمت نے کیا
کام کیا تابوت سے مجکو کفن سے کیا غرض

اُس سے یاد اللہ لازم ہی تو اس سے رام رام
اختلاف دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبت یاران ہمدم سے ہی لطف زندگی
جب وطن برباد ہو جائے وطن سے کیا غرض

آستین و دامن گریبان جوش وحشت مین عبث
تیرے عریانکو یہ پیراہن سے کیا غرض

مجلو ہمین اہل دنیا کے مین جاکر کیا کرون
حق یہ ہی عزلت نشین کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہین دربانسے کیا مطلب ہمین
بت کی جب چھوٹی پرستش برہمن سے کیا غرض

جامۂ زیبونکو مبارک رخت زیبا ای جنون
شوق عریانی ہی ہمکو پیرہن سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورتسے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہی اپنی پیشانی شکن سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا ترغیب گلگشت بہار
ہی چمن داغونسے دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہت گیسوے جانانسے معطر ہی دماغ
ہمکو بوے نافۂ مشک ختن سے کیا غرض

بوسۂ لب لیجیے رخ پر دھرا ہی کسکے رخ
اب حلب مین ہوگئے وارد یمن سے کیا غرض

چھٹ گئے جب یار یار ونسے تو پھر یاری کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہی | ہر آبلے کو ہی خلش خار کی تلاش
جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اُنکو کون | عفوِ خدا کو ہو گی گنہگار کی تلاش
پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا | ثابت ہوا یہ ہمکو کہ بے کار کی تلاش
جاتا ہے سوے کعبہ کوئی کوئی سوے دیر | ساقی ہی ہمکو خانہ خمار کی تلاش
سایہ ہی اُسکے بال ہما کا بھی ناپسند | جسکو ہی تیرے سایۂ دیوار کی تلاش
آتا نہین ہی خواب مین اک شب وہ سیمتن | رہتی ہی ہمکو دولتِ بیدار کی تلاش
دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہی دل | اس پار کی ہی فکر نہ اُس پار کی تلاش
اسلام و کفر سے الگ اپنا طریق ہی | تسبیح کی ہوس ہی نہ زنار کی تلاش
لڑتا ہی ہمکو چرخ سے ایدل کوئی تو آہ | ہنگام جنگ ہوتی ہی تلوار کی تلاش
زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر ملک دل | مزدور کی ہی فکر نہ معمار کی تلاش

۱۳۱ — ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہی | ہی ہمکو واسطی کمر یار کی تلاش

شب وصل بتِ دلخواہ خاموش | مؤذن غل نہ کر للہ خاموش
مری دیوانگی مین ہین نئے رنگ | مہینوں گاہ نالان گاہ خاموش
پکارو غیب کو تم جب سر بزم | رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش
دکھایا جلکے داغ دل جو مین نے | رہا کب کر وہ رشک ماہ خاموش
رقیب آگے مرے کرتا نہین بات | حضور شیر ہی روباہ خاموش
کبھی پوچھی جو راہِ عشق ہم نے | رہا حیرت سے خضرِ راہ خاموش
کوئی پرسان نہین ہی صورت نی | رہو غمگین خواہ نالان خواہ خاموش

۱۳۲ — گلا اے واسطی قسمت کا تا چند | یہ قصہ کر کہین کوتاہ خاموش

سیب جنت بھی جو رضوان سامنے لائے ٹہنے لے
یوسف دلکو ہی اُس سیب زنخدانکی ہوس

چشم طامع یا قناعت بھرتی ہی یا خاک گور
جیتے جی موقوف کب ہوتی ہی انسانکی ہوس

چاہتا ہی غیر چھلا پائے تیرے ہاتھ سے
دیو کو ہی خاتمِ دستِ سلیمان کی ہوس

یار کا چہرہ دکھا یا رب کہ ہی جوشِ شباب
فصلِ گل مین ہی تماشائے گلستانکی ہوس

اشکباری پر اگر آجاے اپنی چشمِ تر
خشک سالی مین کرین دہقان نہ بارانکی ہوس

۱۲۹

واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہی اُنس
ہون پریشان ہی مجھے زلفِ پریشانکی ہوس

فراقِ یار مین کرتا ہون بار بار افسوس
یہی ہی ورد کہ افسوس صد ہزار افسوس

شب فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس
نہ صبر دلکو نہ باقی ہی اختیار افسوس

رقیب ہین چمنِ حسنِ یار مین گلچین
غمِ فراق ہی میرے گلے کا ہار افسوس

ہوا نہ مثل سکندر نصیب آب حیات
رہا لبین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس

ہوا یکبار بھی دیکھون نہ زلف عارض یار
تو کیون کرون نہ شب و روز لاکھ بار افسوس

مین اُس پری سے کرون حالِ دل بیان کیونکر
جو ساتھ رہین لوگ سایہ وار افسوس

ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا
کہ دل مین یار کے ہی ابتلک غبار افسوس

ہماری خاک کو برباد کر دیا جب سے
نہ آیا فاتحہ کو بھی سر مزار افسوس

۱۳۰

بگڑتی جاتی ہی سرکار واسطی اُنکی
کچھ ایسے جمع ہوے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہی تلاش نہ دینار کی تلاش
آنکھونکو ہی تو دولتِ دیدار کی تلاش

کعبہ مین ہی گذر کبھی بتخانے مین گذر
گھر گھر پھرا رہی ہی ہمین یار کی تلاش

اُس گل کو ہی جو خط مجھے لکھوا کے بھیجنا
کرتا ہون کاتبِ خط گلزار کی تلاش

مطبوع کوئی شکل دکھائی نہ بخت نے
یوسف کی مدتون سر بازار کی تلاش

کشتہ ہون اُس قد موزون کا وصیت ہی یہی
دفن ہو باغ مین مردہ مرا شمشاد کے پاس

صرف ہی سینہ خراشی مین عجب ناخن غم
تیز اسطرح کا تیشہ نہین فرہاد کے پاس

ہون وہ وحشی رگِ جان تن سے نکلکر دوڑے
نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کے پاس

کہ کے محبوس خبر خاک قفس مین سے لے گا
کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کے پاس

بوسہ اُنکے لبِ شیرین کا ہی کیسا شیرین
قند ایسا تو نہو گا کسی قناد کے پاس

زخم کھائینگے جو تن پر تو مزہ اُٹھیگا
ساتھ خنجر کے نمکدان بھی ہی جلاد کے پاس

بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح
جیسے شاگرد مؤدب کسی اُستاد کے پاس

ابکی سودا ہی بڑے جوش پہ لاؤ جا کر
کوئی بھاری سی جو زنجیر ہو حداد کے پاس

مرغ دل کیون نہ پھنسائین تری زلفونکی لٹین
دام ہی دام نظر آتے ہین صیاد کے پاس

سایہ اُسپر جو ترے قد کا پڑا ہی او ترک
قمریان رعب سے آتی نہین شمشاد کے پاس

کون ہی سرو جو بندہ قدِ موزون کا نہین
خط غلامی کا تمھارے ہی ہر آزاد کے پاس

۱۲۸

واسطی دور ہون اُس راحتِ جان سے جبسے
عیش آتا نہین میرے دلِ ناشاد کے پاس

آرزو گل کی نہ ہمکو ہی گلستان کی ہوس
ہی ہوس ہمکو تو سیرِ کوے جانان کی ہوس

اسطرح ہی ہمکو سیر کوے جانان کی ہوس
جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستانکی ہوس

ناتوان ہو کر کرون کیا کوے جانانکی ہوس
مور کو زیبا نہین ملکِ سلیمانکی ہوس

بوریا کافی ہی مجکو گدائی ہی بہت
مجھ گدا کو کب ہی تاج و تخت سلطانکی ہوس

اک جہان کو شوق ہی اُس حور کا دیکھے مکان
کون ہی جسکو نہین ہی باغ رضوانکی ہوس

کچھ اگر ہوتی تری چاہ زنخدان کی خبر
پھر سکندر کو نہوتی آب حیوان کی ہوس

چاہتا ہی دل کہ کھائے زخم پر پوشیدہ زخم
تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس

آرزو ہی خار صحرا کو پھٹے دامن مرا
پنجہ وحشت کو ہی میرے گریبان کی ہوس

کسطرح سے سارے عالم پر نہو قبضہ ترا
کہکشان سے بڑھکے ہی تلوار ای قاتل دراز

ہی اگر قصدِ عدم کر مجتمع زادِ سفر
ای مسافر دور ہی یہ راہ یہ منزل دراز

۱۲۶

ہی دنی یہ چرخ اس سے واسطی ہاتھونکو نہین کیا
ہاتھ کرتا ہی سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سے بھی سوا ہی مجھے میرا دل عزیز
تجھسے نہین پر ای صنم دل ربا عزیز

کوئی نہ دستِ مرگ سے ہمکو چھڑا سکا
کام آئے یار دوست نہ کچھ اقربا عزیز

ہمنے نثار اُسپہ کیا دل تو کیا ہوا
جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز

ہمکو پسند سایۂ دیوارِ یار ہے
شاہون کو ہوگا سایۂ بالِ ہما عزیز

قیمت مین دے ہزار کوئی زر کبھی نہ لون
تصویر تیری جان سے بھی ہی سوا عزیز

پہونچے قریبِ مرگ مرض طول ہوگیا
چھوڑین خدا پہ کچھ نہ کرین اب دوا عزیز

وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہی عزیز تو
اس سے زیادہ یار ہی نام خدا عزیز

قربان جان اپنی فدا ہین دل و جگر
تجھسے تو کچھ نہین مجھے ای دلربا عزیز

کیا پھیر دے مرا دل پر داغ تیری زلف
ہوتا ہی گنج سانپ کو جان سے سوا عزیز

دولت کی آرزو نہین مجھ خاکسار کو
اکسیر سے ہی بڑھکے تری خاکپا عزیز

غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے
ہر وقت ہی زبان کو مری ورد یا عزیز

قیمت بغیر می مجھے کیون دے گا ساقیا
تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہی مرا عزیز

۱۲۷

کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبھی جاتا ہون جو اُس بانیِ بیداد کے پاس
آدمی اُسکا روان ہوتا ہی جلاد کے پاس

ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری سے نجات
آشیانہ ہی مرا خانۂ صیاد کے پاس

کون احسان طبیبون کا اُٹھائے سر پر
دردِ سر کا جو مداوا ہی تو جلاد کے پاس

۱۲۴

دشت خالی ہوے خونریز ہی وہ تیر ہنوز
ٹوٹتے جاتے ہین نخچیر پہ نخچیر ہنوز

گوکہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہی باقی
ہی مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز

جادۂ دشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا
ہی مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز

بھر گیا سر بھی شبِ ہجر مین ای نالۂ و آہ
تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز

قبر سلطان کی بنا موت نے آکر ڈالی
قصر پورا نہوا تھا کوئی تعمیر ہنوز

جان بلب ہو نہین مجھے زیست کی اُمید نہین
اور اطبا مین دوا اونکی ہی تدبیر ہنوز

لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوے صدر نشین
دربدر مجکو لیے پھرتی ہی تقدیر ہنوز

آب کوثر بھی پیا داخلِ جنت بھی ہوے
لب پہ ہی لذتِ آب دم شمشیر ہنوز

عمر گذری ہی کہ زندان سے رہائی پائی
پر مرے شوق مین غل کرتی ہی زنجیر ہنوز

کیون تلون مرکے نہ نظرو نمین کماندار اونکی
سینہ و دل مین ترازو ہی ترا تیر ہنوز

کونسے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا
کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز

مجھ تہیدست کو دولت بھی ملی خرچ بھی کی
خاک ہی چھانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز

جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیرِ نقاب
پردۂ ابر مین ہی مہر کی تنویر ہنوز

واسطی لوگ زیارت سے پھر آے اکثر
تگیا تو طرفِ روضۂ شبیر ہنوز

۱۲۵

خواب مین کبتک کرے گا پانون ای غافل دراز
جاگ آنکھین کھولدے در پیش ہی منزل دراز

قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا
خضر کی صورت ہوئی تھی عمر ای قاتل دراز

نزع مین خویش و احبا سے وصیت کیا کرون
وقت کوتہ ہی بیان آرزوے دل دراز

ہی درازی اسکی کاکل کی تو مشہور جہان
پہ ہماری ہجر کی شب سے نہین اکتل دراز

سستی اعضا کا باعث ہی مقرر طول عمر
راہرو تھکتا ہی ہوتی ہی اگر منزل دراز

کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہی خواہان تری
روز و شب کھتا ہی دریا دامنِ ساحل دراز

تری رفتار سے نسبت نہین کچھ چال کو اُسکی
عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوشخرامی پر

تری وصف دہن مین بند لب اے طفل ہوتے ہین
بحمد اللہ یہ میوہ کسقدر پختہ ہی خامی پر

کہون کیونکر نہ دلکو لیگیا دزد حنا اُس کا
کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ دزدنامی پر

پڑھایا ہی سکندر نامہ اُس طفل دبستان کو
معلم نے بڑا احسان کیا روح نظامی پر

۱۲۳

گیا ہی واسطی قیس حزین صحراے وحشت سے
ہوا قائم مین اُسکی مسند قایم مقامی پر

بلبل کا نطق بند ہی گفتار کے حضور
طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور

گل آب آب ہی ترے رخسار کے حضور
گڑ گڑ گیا ہی سرو قد یار کے حضور

یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہی
آتا ہی کب وہ مردم بازار کے حضور

چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونک دے
یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور

بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی
سچ ہی کہ قدردان ہین گنہگار کے حضور

آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا
آتی نہین یہ جنس خریدار کے حضور

پردہ اُنھین تمام زمانے سے ہی مگر
بے پردہ ہین وہ طالب دیدار کے حضور

ظل ہما گدا کو جو کرتا ہی بادشاہ
ہی ہیچ تیرے سایۂ دیوار کے حضور

ابرو سے بڑھ چلے مہ نو کیا مجال ہی
کیا قدر نیمچے کی ہی تلوار کے حضور

دیکھے گا کوئی آنکھ اُٹھا کر نہ ماہ کو
آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور

ہر چند ذکر یار مناسب ہی صبح و شام
پر خامشی ضرور ہی اغیار کے حضور

توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو
کس مُنھ سے آئے حضرت خمار کے حضور

دیندار ہین تو مجمع کفار مین ہین ہم
کافر ہین ہم تو زمرۂ دیندار کے حضور

ہنگام قہر کیا ہی بد و نیک مین تمیز
ہر شی ہی ایک برق شرربار کے حضور

بیجا تھا تجکو دعوی تقریر واسطی
نکلی زبان سے بات نہ کچھ یار کے حضور

جلایا نالۂ بلبل نے ایسا صحن گلشن کو
کہ ہر گل سے شمیم گل نکلتی ہی دھوان ہوکر

خیال ای حور ہی مرکر بھی تیری خوشخرامی کا
بگولے خاک سے اُٹھتے ہین ہماؤ جنان ہوکر

جلایا بعد مردن بھی ترے کوچے کی حسرت نے
جہنم مین پڑے ہم داخل باغ جنان ہوکر

تو وہ گل ہی کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سرو روان ہر سرو گلشن مین روان ہوکر

جو اُس یوسف کو دیکھا راہ مین ایسا ہوا مضطر
کبھی اُٹھا کبھی بیٹھا مین گرد کاروان ہوکر

کھڑے دیتا ہون کیون ماتم مین میرے ہاتھ ملتے ہو
اُڑیگا شعلۂ رنگ حنا دم مین دھوان ہوکر

غزل پڑھکے جو کی ہی چاک تمنے ہی خیال اتنا
پھرینگے مرغ مضمون طائر بے آشیان ہوکر

ہوا جب پار تیر اُسکا جگر سے صاف سمجھے ہم
کہ ہر سے طائر اقبال گذرا پرفشان ہوکر

تب غم سے بسان شمع تن سب بہگیا گھلکر
اُٹھایا لطف یہ اس بزم مین آتش زبان ہوکر

شب فرقت گذر جاتی ہی جیسے رات ساونکی
رلاتا ہی خیال زلف آنکھونکو دھوان ہوکر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغ قاتل سے
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہوکر

لڑکپن مین یہ عالم ہی کہ عالم تم پہ مرتا ہی
قیامت ڈھاؤگے آخر کو اکدن تم جوان ہوکر

شب وصلت ہوئی خواہش اگر تمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمان پر تیلیان ہوکر

نہوگا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سے
کرینگے تیز خنجر استخوان سنگ فسان ہوکر

گرا تھا نعل رستہ مین جو تیرے پاے توسن سے
چمکتا ہی وہ ہر ماہ اب ہلال آسمان ہوکر

۱۲۲

گئے بے یار جب ای واسطی ہم سیر گلشن کو
رگین پھولونکی آنکھون مین لگین چبھنے سنان ہوکر

تعجب شاعرونکو کیا ہی میری خوش کلامی پر
تفوق ہی مرے اُستاد کو اہلی و جامی پر

کہا کرلے گلوے خشک کو تر آب خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پر

غنی درویش فیض آسمان سے سب برابر ہین
تفوق اسلیے ہی چادر رمہ کو تمامی پر

تری آنکھون کی پتلیکو پہ گمان ہوتا ہی یہ سبکو
لکھا ہی حاشیہ گویا کسی نے شرح جامی پر

گھڑی شادی کی ہی آتا ہی میرے گھر مین وہ مہرو
چراغِ خانہ دیتا ہی یہ مژدہ گلفشان ہوکر

کسی نعمت کا کھانا ہجر مین کیونکر گوارا ہو
پھنسے جب حلق مین حلوائے مغزی استخوان ہوکر

خیالِ یار سے کیونکر نہ آنکھین اپنی روشن ہون
نگین کوڈانک چمکاتی ہی خاتم مین نہان ہوکر

ہمیشہ ہم رہینگے زندہ کیا غم جان جانے کا
غمِ الفت رہیگا تا قیامت دلمین جان ہوکر

وہ وحشی ہون کہ پرزے کرلیے تقسیم کانٹون نے
تبرک بنگیا پیراہنِ تن دھجیان ہوکر

نہ ہے غیرت تڑپ جاتی ہی روح ابتک زلیخا کی
نکلتا ہی جو سوے قبرِ یوسفؑ کاروان ہوکر

ہنسا جسوقت جسنے اپنے جسمِ زار کو دیکھا
رہے ہم گلشنِ عالم مین شاخِ زعفران ہوکر

ہوا مین اُڑتے بال اُسکے دمِ تحریر دیکھے ہین
یقین ہی حرف سب کاغذ سے اُڑجائین ہوائی ہوکر

جھکادی مین نے گردن سرکشون کی خاکساری سے
وہ تودہ ہون کہ مجھ تک تیر آتا ہی کمان ہوکر

نکل اے مرغِ جان تن سے کہانتک قید کی ایذا
قفس مین کیون پھنسا ہی طائرِ عرش آشیان ہوکر

فراقِ یار مین بھاتا ہی کب سامان میخواری
ہیون پانی تو آنکھون سے بہے اشکِ روان ہوکر

ٹھہر کر منزلِ ہستی کی دیکھے سیر کیا کوئی
کہ رُکتا ہی نہین ہی عمر کا توسن روان ہوکر

۱۲۱

ہماری خاک سے اے واسطی گردش نجائیگی
بھریگی شیشۂ ساعت مین یہ ریگ روان ہوکر

کہان جاؤن چمن سے باغبان مین ناتوان ہوکر
جو موجِ سبزہ پکڑے پاؤن زنجیرِ گران ہوکر

لپٹ جاؤن جو اُسکے نیمچے سے نیمجان ہوکر
نیا مضمون نکالون صورتِ خطِ توامان ہوکر

یہ بھڑکی آگ دل مین مائلِ زلفِ بتان ہوکر
جو دم سینے مین جاتا ہی نکلتا ہی دھوان ہوکر

موئے پر بھی دلِ صدچاک نے تاثیر دکھلائی
لحد پر چادرِ مہتاب بچھی تو کتان ہوکر

پہونچ جاؤن خدا تک گو بھٹک کر دیر مین پہونچون
بتائے راہ کعبہ ہر صنم سنگِ نشان ہوکر

الٰہی کاروان سے چھٹ گیا ہی کون واماندہ
کہ سارا کاروان نالان ہی زنگِ کاروان ہوکر

نہین کرتا وہ باتین ہمسے اسی سے گم ہین ہوش اپنے
مٹایا ہی دہانِ یار نے ہمکو نہان ہوکر

۱۱۹

زبان کو واسطی اخفاے رازِ عشق مانع ہی
نکالون مین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری اُنکی دیکھیں کیون نہ رہرو شادمان ہوکر — نسیمِ توسن دکھاتے ہین تماشا تیلیان ہوکر
جو نکلی آہ سوزان شب کو سوے آسمان ہوکر — لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگِ خزان ہوکر
صفت ہوتی ہی کس سے اُس مسی آلودہ ہونٹھونکی — کہ ہی گلزار مین خاموش سوسن دہ زبان ہوکر
یقین ہی ہمکو اے پیرِ مغان یہ باغ جنت ہی — جو آیا میکدے مین پیر بھی نکلا جوان ہوکر
ہما بھی ہی سگِ جانان بھی خواہان جسم لاغر کا — کرون کس کس کی دعوت ایک مشتِ استخوان ہوکر
عیان ہی دو جہان کا حال ہمکو نشۂ مَی مین — ہوے کامل مریدِ حضرتِ پیرِ مغان ہوکر
تماشا ہے کہ چوراہا بنا ہی رقص کی محفل — ترے صدقے کے تیلے ناچتے ہین تیلیان ہوکر
تلاشِ یار مر کر بھی نہ جائیگی نہ جائیگی — روان ہوگی ہماری خاک بھی ریگِ روان ہوکر
قبول حق نہ ہو کیونکر عبادت اہلِ رفعت کی — زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر
نہ پوچھو عالمِ پیری مین کیفیت جوانی کی — ہوا جنگل سے بدتر باغ پامالِ خزان ہوکر
مٹا دے نقشِ ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہی — ہوا ہی نامور عالم مین عنقا بے نشان ہوکر
دلونمین رخنے ہین کیسے نگاہِ نازِ قاتل کے — اُڑا تا ہی یہ ناوک کیا نشانے بے کمان ہوکر
مریضِ ناتوان مین ہی سکون رفتار بھی اپنی — رہی اپنی جگہ پر نبض کی صورت روان ہوکر
جہان مین سختیونسے ہمکو نرمی نے بچا رکھا — رہی محفوظ ہم بتیس دانتونمین زبان ہوکر
شبِ وصلت اگر وہ قصد گھر جانیکا کرتے ہین — پکڑ لیتے ہین دامن طفلِ اشک اپنے روان ہوکر

۱۲۰

رخ اُسکا واسطی بعدِ خیالِ زلف یاد آیا
ہوے ہم داخلِ ملکِ حلب ہندوستان ہوکر

کہان اب وادیِ وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر — دبائے گا مجکو ظلِ کاہ جب کوہ گران ہوکر
محبت مین نہ کیونکر شاد ہون مین ناتوان ہوکر — کہ ہون مطبوعِ عالم یار کا موے میان ہوکر

کیا ہے شام وسحر ولولۂ گریۂ شوق
ایکدم اشک بہانے سے نگہ قطع نظر

اسکو دولت یہی توفیق
ہوگا بہر قصرِ گہر

جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی کیا عقل ہی کیا
و املکہی تو ہی بتا کون ہی آیا ہی کدھر

نہ ملا اسکا پتا
کچھ بھی ہی تجکو خبر

۱۸

شب وصل صنم کا لطف ہو مجھسے بیان کیونکر
چھٹینگے قید سے وابستۂ الفت بتان کیونکر
زمین کوے جانان سے اُٹھینگے ناتوان کیونکر
نہ طاقت پانو نہین باقی نہ یارا انکے قابل تن
بہت منھ زور ہی تھمتا نہین ہی شہسوار توسن
پہ ریگا کیا فلک میری طرح تیرے تجسس مین
بے تاثیر نالے کو قدم گشتر لازم ہی
کبھی ممکن نہین ہی کاہ سے کوہ گران اٹھے
جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکھون کی تپنا ہو
وفا گر وہ کرین تو ہم کہین پھر بیوفا کسکو
اثر ہی بعد مرنے کے بھی حاصل اشکباری کا
ذرا دم لینے دے اے باغبان گلزار آتی ہین
نہین وہ ہوان بے نشان غیر از نہ کوئی ملین نشان
نہین ممکن کہ لغت چھوٹنے الف تنکی کی
وہ وحشت ہی کہ وحشی بھی بیابان مین نہین جاتے
کیا ہی قتل کا جانیکا وعدہ اُس ستمگر نے
کوئی تلوار لاوےگا کہ خنجر آزمائےگا

جی ظاہر کرے اُمت سے حال لامکان کیونکر
محبت قفل زندان زمین کی بیڑیان کیونکر
کریگا خاک کو برباد آسکی آسمان کیونکر
رہا ہوکر قفس سے جائین ہم تا آشیان کیونکر
رُکےگا روکنے سے توسن عمرِ روان کیونکر
امان ہی زور ہوگا پیر سے کار جوان کیونکر
نشانے تک رسائی تیر کی ہووے کمان کیونکر
اُٹھاؤن بار درد ہجر کو مین ناتوان کیونکر
گوارا ہجر ہو تسے مجھے یکجان جان کیونکر
خلاف طرز معشوقانہ ہون وہ مہربان کیونکر
نہ یاد دیکھون آمدگی خاک میری رائگان کیونکر
برنگ بو نکلکر ہم چمن سے جائین یہان کیونکر
اگر پیک تمنا آیا تو پائیگا نشان کیونکر
رہے پردے مین بوے شک کوئی نہان کیونکر
بت ہونا جینگے حد ادا کر بیڑیان کیونکر
بھلا ای واعظو ہم کاٹ ڈالین اب زبان کیونکر
نہین فرماؤ عاشق کا لوگے امتحان کیونکر

رہے حضرتِ موسی کیطرح غش مین خبر
عاشقِ زار کو ہی دردِ دل و دردِ جگر
چشمِ رحمت بکشا ہو کے مین انداز نظر
ای صبا ہو جو ترا کوچۂ جانان مین گذر
تیرے عاشق کی تپِ غم سے ہی حالت ابتر
ہو گئی عمر بسر عہد جوانی گذرا
غافلو جاگو اُٹھو باندھو کمر وقتِ سحر
ایسی سنسان شبِ ہجر ہی کیا مرگئے سب
بولتا ہی نہ مؤذن نہ کوئی مرغ سحر
دلمین ہی یاد تری سر مین ہی سودا تیرا
تیرا ہی دیکھنا ہی آنکھ کو منظورِ نظر
آ کے لاشے پہ مرے یان نہ تم ڈھونڈھا نکو
آنکھ مین مرنے کے رہتا ہی کہان نورِ نظر
خوب سمجھا ہون کہ ہی سب مین تجلی تیری
عرش سے فرش تلک چاہے نظر جائے جدھر
نہ بسے جو ترا دل تو یہ ہی بات عجیب
سوزِ فرقت مین کرون نالۂ پر درد اگر
کون ہی جسکو تعشق ترا ای ماہ نہین
جستجو مین تری پھرتے ہین اِدھر اور اُدھر
تیغ ابرو سے تری جان ہی آئین سب
یہ مرا دل یہ مرا خوصلہ میرا ہی جگر

چہرہ دکھلاؤ اگر
ہی بہت حال تبہ
ای شہ جن و بشر
کبھو با دیدۂ تر
کچھ کبھی ہی تجکو خبر
کچھ بھی وقفہ نہ رہا
بج گیا کوس سفر
نہین کھاتا ہی سبب
اور نہ بجتا ہی گجر
جان ہی تجھپہ فدا
گوش مشتاقِ خبر
غمزۂ بیجا نہ کرو
شوق سے دیکھو ادھر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہی نظر
کیا کہون وای نصیب
کرے پتھر مین اثر
آسمان ہو کہ زمین
ماند ہین شمس و قمر
وہ تو ہی برق شرر
کردیا سینہ سپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو ﷲ | شاق ہی ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر
بھولکر بھی نہ کبھی اُسنے لکھا نامۂ شوق | کبھی نازل نہ ہوا آیۂ رحمت مجھپر

۱۱۶
جلوہ گر فوج یہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہی ڈاکا شب فرقت مجھپر

قضا ہنستی ہی تدبیر و دوا پر | طبیبو چھوڑ دو مجکو خدا پر
گمان ہی سب کا اُسکے بادپا پر | روان تخت سلیمان ہی ہوا پر
دل آیا جب سے اُس زلف دوتا پر | بلا ہر وقت نازل ہی بلا پر
ستون سے کب مکان کہنہ ٹھہرے | غضب ہی پیر کو تکیہ عصا پر
مگس ران ہو اگر درکار اُسکو | چنور کے واسطے للئے ہُما پر
مہ و خورشید گر پائین اجازت | کرین سجدے تمھارے نقش پا پر
ہوا ہی گم مرے سینے سے جو دل | گمان چوری کا ہی دزد حنا پر
طبیبون کو گنین کیا تیرے بیمار | اثر معلوم مرتے ہین دوا پر
ہزارون ہوتے ہین اکدم مین بیجان | غضب کی باڑھ ہی تیغ ادا پر
اُڑائی یار نے گلدار تکل | عجب گلزار پھولا ہی ہوا پر
الٰہی گردن مینا سلامت | ضعیفون کو ہی تکیہ اس عصا پر
جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام | نظر بندیکو لازم ہی خدا پر
فدا لعل لب لعلین ہے یاقوت | تصدق مشک زلف مشکسا پر
تصدق حسن کا ہی کشور حسن | عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

۱۱۷
اگر ای واسطی ہی عفو درکار
مناسب ہی پشیمانی خطا پر

دیکھ سکتا ہی کوئی کب تمھین ای رشک قمر | ہی کسے تاب نظر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہ ہنسنے کی جگہ
اشک گر پڑتے ہین کشتِ زعفران کو دیکھکر

ای ہما جلجائیگی منقار گرمی سے تری
اک ذرا کھانا ہمارے استخوان کو دیکھکر

عاشقِ ابرو نہین ہی کون ای ناوک فگن
تیر پڑتے ہین جگر پر اس کمان کو دیکھکر

وصل کی شب کٹگئی دم مین گیا گھر کو وہ مہر
وا رے قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر

کیون جوانون کو نہو اسکی مے الفت کا جوش
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر

کیون نہ گھبراتا جہان مین حضرت آدم کا دل
آئے تھے زندان مین گلزار جنان کو دیکھکر

پانون اٹھ سکتے نہین درماندگی سے راہ مین
ہاتھ ملتا ہون غبار کاروان کو دیکھکر

۱۱۵

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہم زبان کو دیکھکر

کبھی ای مہ نظر لطف و عنایت مجھپر
روز رہتی ہی بلاے شبِ فرقت مجھپر

سخت دشوار ہی تیرا غمِ فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر

شکرِ صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر

ابتلک آہ بھی لب پر نہین آئی دلسے
جھوٹھ افشاے محبت کی ہی تہمت مجھپر

ساکنِ گور غریبان جو سنین کانپ اٹھین
شبِ فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر

ہفت افلاک سے جو اٹھ نسکا روز ازل
رکھدیا حق نے وہی بارِ محبت مجھپر

سیکڑون ساغر لبریز عطا ہوتے ہین
کسقدر پیر مغان کی ہی عنایت مجھپر

کارخانہ ترا الٹا ہی عجب واہ ای چرخ
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر

رنگ ہولی کا جو اس شوخ نے مجھپر پھینکا
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارشِ رحمت مجھپر

بہر تعظیم اٹھا پاس بٹھایا مجھکو
آج کی اسنے عنایت سی عنایت مجھپر

غیرتِ حسن ہوئی باعثِ دلسوزیِ عشق
کاش موقوف نہوتی تری شہرت مجھپر

تیغ ابرو سے نہ ہی خنجر مژگان سے خطر
بلبے ثابت قدمی ختم ہی جرأت مجھپر

چمن مین ہوتے ہین آمادہ جب وہ گانے پر
تو وجد کرتی ہی بلبل ہر اک ترانے پر

مین لاکھ بار گیا اُنکے آستانے پر
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوقِ زخم ہی جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے گیا نشانے پر

ہم سے کام ہی ہمکو نہ بتکدے سے غرض
سر نیاز ہے خم اُنکے آستانے پر

چمن مین خندۂ گل بیطرح ہی ای بلبل
گرے نہ برق کہین تیرے آشیانے پر

بھری ہوئی ہی غضب مجھسے آسیاے فلک
کہ دانت پیستی ہی مرے دانے دانے پر

وصال یار ہی ہمکو نصیب ان روزون
زمانا اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق مین مین بلا تا رہا نہ آئی کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال بار غم ہجر یار بھاری ہے
اُٹھاؤن سر پہ الٰہی اسے کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہی غنچونکے مسکرانے پر

ہوا سے اُڑکے جو آئی ہی آنکھ پر وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہی شراب خانے پر

تمھارے کوچے مین اُڑتے پھرین جہان جاہین
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت مین کی تو شمع نے کی
کہ ساری رات یہ روئی مرے سرہانے پر

ابھی چکور کے مانند چاند اُڑ جاے
پڑے نگاہ جو میرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اُس رخِ سیمین پہ آرہی کاکل
غضب ہی سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

۱۱۴	فلک نے نام کو دی واسطے ہمین دولت ملا جو قبضہ تو بندوق کے خزانے پر	

روک لی تیغ اُسنے جب مجھ نیم جانکو دیکھکر
رہ گیا مین خفتہ طالع آسمانکو دیکھکر

ناتوانی نے کیا یارون سے شرمندہ مجھے
پھر گئے دروازے سے خالی مکانکو دیکھکر

حیرت اپنی لاغری پر تھی بہت مجکو مگر
ہوگئی تسکین تری موے میانکو دیکھکر

دونون رخسارے ترے یاد آگئے ای رشکِ گل
دل ہوا بلبل گلستان بوستان کو دیکھکر

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین
گران گذرے نہ کیون تقریر دلپر

زبان یار سے نکلے گا جو حرف
یہان ہو جائیگا تحریر دل پر

نہ دیکھا سیر ہوکر روے قاتل
یہ صدمہ ہی تہِ شمشیر دل پر

۱۱۳

اُٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم ای یار نہ آئین کیونکر
اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر

خوف غمازی ہمسایہ مٹائین کیونکر
اپنے گھر تجکو مری جان بلائین کیونکر

جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک
اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر

دلسے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہی
ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر

ہی یہ غیرت کا تقاضا اُنھین دیکھے نہ کوئی
مردم چشم سے ہم پردہ اُٹھائین کیونکر

بدگمانی یہی کہتی ہی نہو غیر کا ذکر
قصۂ قیس تجھے کہکے سنائین کیونکر

مبتلا ہین ترے قیدی ہین گرفتار ہین ہم
تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر

دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین
رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر

کبھی دزدیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر
شرم مانع ہی وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر

بار کوہِ غم فرقت سے دبے جاتے ہین
بوجھ جو اُٹھ نہ سکے اُسکو اُٹھائین کیونکر

ہنسکے دزدیدہ نظر منھ کو چھپانا ہردم
آگئین تمکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر

موت بہتر ہی نہین سانپ کھلانا اچھا
اُلفتِ زلف مین ہم زہر نہ کھائین کیونکر

خوف آتا ہی کہ بچپن ہی نہ ڈر جاؤ کہین
ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

۱۱۴

واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھو کیا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہی ہماری عدم کے جانے پر
مگر یہ کوچ ہی موقوف اُنکے آنے پر

شادی نصیب اہل جنون ہین جہان مین — گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑونکو پھاڑ کر

آیا خیال بیٹھ گئی ہو کہین نہ گرد دیکر — اُٹھے مری لحد سے وہ دامن کو جھاڑ کر

ثابت ہی نامہ بر اُسے منظور ہی بگاڑ — خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑ کر

ساتھی تھے زندگی کے فقط خویش و اقربا — ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑ کر

وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھونمین لے گئے — بنت العنب کو تاک کے تاڑیکو تاڑ کر

آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہی کون — چلمن بنا نہ اوٹ نہ پردے کو آڑ کر

حاصل ہی کون بے ثمری کے سوا ثمر — جھنڈا چمن مین سرو پشیمان ہی گاڑ کر

جراح نے یہ داغ جنون کا کیا علاج — پھایا بنایا میرے گریبانکو پھاڑ کر

کیا پیر آسمان مین ہی قوت کہ پہلوان — زیر زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑ کر

کاش آئے قید خانہ کی جانب بھی وہ پری — دیوانے دیکھ لین اُسے آنکھونکو پھاڑ کر

عاشق قد دراز کا چھوٹا جو قید سے — سیدھا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑ کر

ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر — نامہ ہمارا پھینک دیا اُسنے پھاڑ کر

جھنجھلا کے میرے ہاتھ لگانے سے اسقدر — پھولون کے ہار پھینک دیے توڑ تاڑ کر

کیا پیر آسمان ہی کوئی طفل واسطی
کیا کیا بنا رہا ہی گھروندے بگاڑ کر

۱۱۱

لگایا اُس مژہ نے تیر دل پر — ہلے ابرو پڑی شمشیر دل پر

تصور نے کیا کار مصور — کہ کھینچی یار کی تصویر دل پر

صدا کسکی ہی یہ آواز بلبل — کہ فوراً کرتی ہی تاثیر دل پر

کلام سخت سے برسلتے ہو سنگ — یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پر

سزاے عشق گیسو مل رہی ہی — نفس ہی دُرّۂ تعزیر دل پر

طبیعت مین ہی اپنے خاکساری — لکھا ہی نسخۂ اکسیر دل پر

ایسا کیا ہی خشک غمِ ہجرِ یار نے
باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر

بھیجے اگر رقیب گلوری لکھائیے
لکھا ہو نقشِ حب نہ کوئی اُسنے پان پر

تیرِ شہاب تیر پہ تنہا نہین نثار
قربان کہکشان ہی تمھاری کمان پر

بلبل وہ ہون اُڑون جو قفس کو مین توڑ کر
صیاد ہاتھ مار کے رہ جاے ران پر

۱۰۹

باقی ہی عشق موسمِ پیری مین واسطی
جاتی ہی اب بھی جان کسی نوجوان پر

اُس پری رو نے جو منت کی بڑھائی زنجیر
جوشِ وحشت نے یہان ہمکو پنھائی زنجیر

ہون وہ دیوانہ کہ مانگی جو سعادت کی
نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر

راہِ وحشت مین تھکا یہ کہ ذرا ہل نہ سکا
ہوگئی مجکو مری آبلہ پائی زنجیر

قید کیکے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم
غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر

آگیا قید مین جب گیسوے جانان کا خیال
اژدہا پانون کی مجکو نظر آئی زنجیر

دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہی
غل مچانے نہین دیتی ہی دُہائی زنجیر

وہی ہشیار ہی جو غیر کا احسان نہ لے
وہی دیوانہ ہی پہنے جو پرائی زنجیر

واہ کندن سا چمکتا ہی عجب رنگِ بدن
نقرئی پہنو تو ہو جاے طلائی زنجیر

گھر ہی زندان کہ نہین پانون مین جنبش باقی
ناتوانی نے مری مجکو پنھائی زنجیر

قتل ہونیکا یہ تھا جوشِ جنون مین مشتاق
خود بڑھے پانون اگر سامنے آئی زنجیر

ہون وہ دیوانۂ گیسو جو مین گلشن مین گیا
دوڑ کر موجِ لبِ جو نے پنھائی زنجیر

۱۱۰

واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دل کی
پانون سے اُترے اگر بعد رہائی زنجیر

اُٹھا ہین قید خانے سے دامن کو جھاڑ کر
زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر

آندھی چلی ہی باغ مین جب اپنی آہ کی
جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اُکھاڑ کر

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورتِ نقشِ کفِ پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہیِ دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبلِ گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب جتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
بہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کھائے ہین ہزارون کبھی رشتے کی طرح
کبھی چلنے مین کنوین جھانکے ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوق طلائی بن کر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالۂ واشک کو کیا ضبط کیا ہی مین نے
گہ لبِ بام گئے دیدۂ روزن ہوکر

واسطی مجکو بھی آتا ہی نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوے وادیِ ایمن ہوکر

۱۰۸

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جان پر
آ آ گئی ہی موت کی تلخی زبان پر

صدمے اٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جان پر
آیا کبھی نہ حرفِ شکایت زبان پر

اتنا تو زور شور دکھائی ہوا ے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمان گرین آسمان پر

تم بھی ہمارے گھر مین جو آؤ تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا کے مکان پر

چوپڑ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جان پر

قبرین جہان ہین تیرے شہیدانِ ناز کی
اُس سرزمین کا ہی دماغ آسمان پر

رندون پہ قحطِ می نہین لازم ہی میفروش
ڈاکا کہین نہ لائین یہ تیری دکان پر

حاضر ہی سینہ اسمین ترازو کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہی اگر امتحان پر

لوہا ہی واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گور غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہی کیسی اُداسی مکان پر

صبحِ شبِ وصال مرے تیر آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

۱۰۶

دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدی اُلفتِ زلفِ بُتِ پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہی برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریبِ رگِ گردن ہوکر

روشنی کیسی شبِ ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہی روشن ہوکر

خوفِ جان کر جو موافق ہو زمانہ مجھسے
قہر ڈھائے گا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہی یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر

کی مرے دل نے منیا مہر کی پیدا تو کیا
ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شبِ وصل یہ نالونکا دھوان
رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہوکر

فرشِ گل پر نہ خرامان ہو کہ نازک ہی بہت
رگِ گل پانون مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا مجھے حیرت سے وہ اے شاہسوار
جم رہا راہ مین نقشِ سُمِ توسن ہوکر

دیکھین وہ لعل مسی زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچۂ گل صورتِ سوسن ہوکر

فرقتِ یار مین پیتا ہون جو مَی ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اس درجہ مین گریا ہون کہ دیتا ہی شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہی فقط قیس نہین تجھ پہ فقیر
لیلی آتی ہی ترے کوچے مین جوگن ہوکر

۱۰۷

واسطی ہمکو تو اُس دوست سے ہی چشم امید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

گذرون فرقت مین جو مین جانبِ گلشن ہوکر
پھونک دے رنگ چمن آتشِ گلخن ہوکر

حال کچھ کشتِ تمنا کا نہ پوچھو ہمسے
برقِ سیلاب کی مشتاق ہی خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ تری فرقت کا
یہ وہ مشعل ہی جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہو گئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منھ سے نکلتی ہی تو شیون ہوکر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین ای دستِ جنون
اُسکا دامن گیر ہو میرا گریبان چھوڑ کر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آئے اس عالم مین آدم باغ رضوان چھوڑ کر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑ کر

کیا کریگا غم کنارہ اِس دلِ پر داغ سے
جائے پروانہ کہان سرِ چراغان چھوڑ کر

جوش وحشت مین اگر سن لے کبھی نعرہ مرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑ کر

کیا ہی دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشاہ
سوے تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑ کر

دنکو چمکایا اُٹھا کر عارضِ روشن سے زلف
رات کر دی رخ پہ گیسوے پریشان چھوڑ کر

بیکسی کو جائے آسایش ملی ہی بس یہین
اب نجائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑ کر

۱۰۵

کب ہی راہ شرع بے رہبر کہ ہین دو رہنما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑ کر

دنیا مین عیش و غم یہ ہی دار و مدارِ عمر
ہی ہجر و وصل یار خزان و بہارِ عمر

کیون رات دن رواں نہ رہے شہسوارِ عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوارِ عمر

ہستی سے کل ہین تا بعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل و پیر و جوان کا شمارِ عمر

گھبرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ ری درازی شبہاے تارِ عمر

دونون کا ایک تارِ نفس پر مدار ہی
کیا اعتمادِ زیست ہی کیا اعتبارِ عمر

نازان نہ تخت و تاج علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگارِ عمر

مرنے کا ایکدن ہی ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن زمانہ ناپائدارِ عمر

طولِ حیات ہے سببِ کثرتِ گناہ
عاقل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصارِ عمر

اے چشمِ تر سرشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیے ہمین بہرِ شمارِ عمر

رخ کا کبھی رہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا ہین گردشِ لیل و نہارِ عمر

جا گرم کرنے پائے نہ ہستی مین واسطی
کیا جلد بجھ گیا ہی چمک کر شرارِ عمر

نبض ساقط ہو چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوے نازک کو اے قاتل نہ دے تکلیف قتل
سر فروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانب ابرو رہا کرتا ہی اُن پلکون کا رُخ
ہی تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ پس جائین دل اہل تماشہ باغ مین
کبک و طاؤس اتبو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین پاتے ہین جب عشاق بار
نام لکھ لکھکر چلے جاتے ہین اُس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا بیخوف رکھو نمین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہی سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اُڑا کر لیگئی ہونکو صبا
گر پڑے چاک قفس سے جو مرے دو چار پر

ذائقہ ہی کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اُس سہی قامت کی کاکل دیکھکر حیران ہون مین
آجتک دیکھا نہین سایہ سر اشجار پر

زلف سے بڑھکر ترا خط سیہ دیتا ہی حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہی تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانون ہر رہرو کا پڑتا ہی سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہاے چاک سے رخسار یار
کسنے مرہم رکھدیا میرے دل افگار پر

۱۰۴	غیر کے گھر اُسکا جانا عقل مین آتا نہین واسطی تہمت ہی بالکل افترا ہی یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحت جان چھوڑ کر
جسم کو جاتی ہی جیسے روح انسان چھوڑ کر

رنج ہو کیونکر نہ مجھکو کوے جانان چھوڑ کر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑ کر

جاؤن کیا سیر چمن کو کوے جانان چھوڑ کر
کب کوئی زندان کو جاتا ہی گلستان چھوڑ کر

وادی وحشت نے کیا کانٹو مین کھینچا ہی مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑ کر

تو وہ ہی سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑ کر

ابر کے پردے مین ہو خورشید خجلت سے نہان
آئین چہرے پر جو وہ زلف پریشان چھوڑ کر

وہ غنی ہون [illegible] قسمت گاہ مین
بوریاے فقر لون تخت سلیمان چھوڑ کر

۱۰۲

واسطی شاید آئے راہ پہ یار
بھیجیے روز ایک نیا تعویذ

داغِ سودا یون عیان ہی میرے جسمِ زار پر — نصب آئینے ہون جیسے جابجا دیوار پر
مستِ اُلفت دیکھکر گیسو ترے رخسار پر — کہتے ہین ابرِ سیہ چھایا ہی یہ گلزار پر
صبح تک ای رشکِ عیسی جان بچنے کی نہین — رات بھاری ہی جدائی کی ترے بیمار پر
داغِ اُلفت نے دکھائین واہ کیا نیرنگیان — ماہِ گردون نے بنا لالہ ہوا کہسار پر
قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے — بیڑیون نے غل کیا ڈاکہ پڑا بازار پر
کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوقِ قتل مین — سرفروشون نے گلے رکھ رکھ دیے تلوار پر
خوف ہی پیرِ مغان کو وقتِ شب پھاندین نہ مست — بوتلون کے ٹکڑے ہین مینخانے کی دیوار پر
زلف کی اُلفت سے مملو ہی ہمارا بال بال — ہاتھ اگر کہیے تو رکھدین مصحفِ رخسار پر
ہٹ گیا پردہ جو اُسکے روے آتش رنگ سے — گر پڑی بجلی چمک کر طالبِ دیدار پر
جسمِ خاکی پر ہین میرے داغِ سودا جلوہ گر — یا چراغان ہین دِوالی مین کسی دیوار پر
مے مین جو گرمی ہی ای ساقی وہ آتش مین نہین — ہی بجا مے کو تفوق مرغِ آتش خوار پر
جب نہ استعداد ہو تعلیم ہی بیکار محض — باڑھ رکھواتا ہی کب کوئی گلی تلوار پر
جمع مسجد مین نمازی اسقدر ہوتے نہین — جسقدر مجمع ہی مستون کا درِ خمار پر
ناتوان ہون مین عبث در پے ہی میرے آسمان — آبلہ کہدو سمجھکر آنکھ ڈالے خار پر

۱۰۳

واسطی آفت سرِ انسان پہ لاتا ہی دروغ
حق اگر کہتا تو کیون منصور کھنچتا دار پر

جان دیتا ہی دل پر داغ زلفِ یار پر — کیا تماشا ہی کہ ہی طاؤس عاشق مار پر
آسمان کیونکر نہ قربان ہو تری رفتار پر — طرہ ہی یا پوش زرین مہر کی دستار پر
چلتے ہین ہم راہِ عشق کا کاوِ مژگان مین روز — پانون رکھکر نیشِ عقرب پر زبانِ مار پر

بیخود ہون عشق مطلع ابرو مین اسقدر
ہندی کی ہی نہ بیت کوئی فارسی کی یاد

مرغانِ خوشنوا کی صدائین جو ہین بلند
کرتے ہین ہر سحر یہ چمن مین اُسی کی یاد

آتے نہین لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ
کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسی کی یاد

سرگشتہ مثل سایہ مین دیوانہ کیون نہون
رہتی ہی ابتو دلکو مرے اُس پری کی یاد

کاٹی تمام عمر غم ہجر یار مین ✤ ✤
مرنے کے بعد خاک کرون زندگی کی یاد

رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا
یادش بخیر کیا کرین دلکی بدی کی یاد

۱۰۰	ملتا کوئی جلیس جو اُنکا تو پوچھتے ہوتی ہی بزم عیش مین کچھ واسطی کی یاد

ہم ہین یون محبس فکر زن و فرزند مین بند
جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند مین بند

ہمکو منظور کہ خط لکھکے کرین اُسکو تمام
شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند مین بند

عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحب فیض
کبھی رہتا نہین زر مشت خردمند مین بند

نطق شیرین پہ بہت ناز ہی طوطی کو مگر
وہ تو ہوتا ہی ترے ایک شکر خند مین بند

وصف مین اُس لبِ شیرین کے زبان کیا کھولون
لب ہوے جاتے ہین جوش ثمرِ قند مین بند

یہ صفائی یہ لطافت کہین دیکھی نہ سُنی
ہی زبان وصفِ رخِ آئینہ مانند مین بند

عقل حیران ہی کہ یہ چاہ نہ زندان ہی کوئی
کیون خوشی آکے ہوئی اس دلِ خرسند مین بند

۱۰۱	واسطی دختر رز کا نہ ٹھکانا پوچھو جائے شیشہ یہ پری رہتی آوند مین بند

بازوے یار پر جو تھا تعویذ
وہ مری قبر کا ہوا تعویذ

اُسنے ہمکو جوابِ نامہ لکھا
یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ

کوئی بیمار عشق بچتا ہی
محض بے فائدہ دعا تعویذ

مہر سے بھی سوا چمکتا ہی
تیری چوٹی کا مہ لقا تعویذ

آئے شکار کو جو نہ دو روز بھی وہ ترک — ہو روتے روتے چشمِ غزالِ ختن سفید

۹۸

شرمندہ ہوکے اُس لبِ لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثلِ آب شرابِ کہن سفید

وصفِ گیسو و دہن ہی ای قمر طلعت پسند — موشگافونکی طبیعت بھی ہی کیا دقّت پسند

مردِ بے پروا ہون مجکو ہی فقیری کا مزا — ہین جو طامع اُنکو دنیا کی رہی دولت پسند

صاف دل ہین اہلِ پیرونکے نہین ہین ہم مرید — حضرتِ پیرِ مغان کی ہی ہمین خدمت پسند

دستِ فیض ایسا کہان ہی جس سے بیعت کیجیے — ساقیا دستِ سبو سے ہی ہمین بیعت پسند

چل کے کعبہ کو سوے بتخانہ پھر آتا ہی رونہ — ای پہ پیرو تیرے دیوانے کی ہی رجعت پسند

کعبے مین آئے نظر سب ہمکو معنی آشنا — بتکدے کے لوگ پائے ہمنے سب صورت پسند

کوئی کیا جانے کہ سوزِ عشق مین ہی کیا مزا — عیش وصل اورونکو ہمکو ہی غمِ فرقت پسند

دیکھکر میخانہ مین مین نے یہ زاہد سے کہا — کیا ہوئی پرہیزگاری تھی جو یا حضرت پسند

سایۂ شمشیرِ قاتل مین بھی دم لیتا نہین — تا نہ مجکو بھی کوئی نادان کہے راحت پسند

آدمی کچھ ہو تو زیبا ہی اُسے نام آوری — بے سبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند

دل سے باتین رنج سارا شور و شر قائم ہوا — سارے عالم سے ہی ہمکو گوشۂ عزلت پسند

لقمۂ غم ہی گوارا ترکِ دعوت کا طعام — فرطِ غیرت سے ہی ہمکو رزقِ بے منت پسند

۹۹

مرتے مرتے خوب سوجھی دلکو اپنے واسطی
کوے جانان مین جگہ کی ہی پے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجکو پری کی یاد — بھولا مین دو جہان کو رہی اک اُسیکی یاد

ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا — کچھ اپنی یاد ہی نہ مجھے اب کسی کی یاد

دفتر علوم کے تو فراموش ہو گئے — ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد

ٹھوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو — بیداد گر کو چال رہی دشمنی کی یاد

ممکن نہین کہ دیکھ سکے کوئی جھانک کر
روزن ترے مکان کا ہی ای قمر بلند

کیسا سپہر عرش معلی بھی پست ہی
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند

ظالم شب وصال ہی ہمکو نہ یون ستا
بیدکر صدا کو نہ مرغ سحر بلند

پستی زمین گور کی منعم ہی سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند

حافظ ہی آشیانہ بلبل کا اب خدا
ہی بوستان مین آتش گلہاے تر بلند

منعم خدا ہی دامن دولت قریب ہی
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند

گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر
مفلس سے کب ہی مرتبۂ اہل زر بلند

۹۷	لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطی مضمون مرے کلام مین ہی بیشتر بلند	

خجلت سے تیرے آگے ہی رنگ چمن سفید
پھولون کے چہرے ہین صفت یاسمن سفید

زندونکو ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مردونکو بھی مزار مین دیکھا کفن سفید

مرتے ہی میرے غیر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہی ابھی تو کفن سفید

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکھتے ہین شمع کا سارا بدن سفید

بیجا یہ تمکو حسن دوروزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید

ہیرا انھین یہ کھاتے ہین جو ہین شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید

یارب تری کاکسکو یہ درپیش ہی سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید

پیری مین مجکو دی ہی یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے موے بدن سفید

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ
ابر سفید ہی کہ ہمارا کفن سفید

اُس گلبدن کے رنگ بدن کا بیان ہو کیا
ہو جاے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید

پھبتی کہی یہ دیکھ کے بالو نمین اُسکی مانگ
ظلمات مین روان ہی یہ نہر لبن سفید

نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغ سفید ہی یہ نہین یاسمن سفید

منکرون سے یہ کہو چشم بصیرت کھولین
حُسن اعجاز نما ہی ید بیضا ہی وہ رُخ

مُنھ ہی آئینہ کا دعوی جو صفائی کا کرے
دلِ عارف سے کہین بڑھکے مصفا ہی وہ رُخ

سحرِ عید ہی ارباب نظر کے حق مین
صبح نوروز پئے دیدۂ بینا ہی وہ رُخ

مثلِ موسیٰ ہو نہ کیون دیکھکے غش اِکجہان
شعلۂ طور کا دیکھو تو مثنیٰ ہی وہ رُخ

ظلمتِ بخت کہان اب کہ ہوئی وصل کی شب
قمر ہالۂ آغوش تمنا ہی وہ رُخ

پردۂ ابر مین چھپتا ہی کہین مہر کا نور
جلوہ گر صاف تہِ زلفِ چلیپا ہی وہ رُخ

جز ترقی ہی کہان حُسنِ جوانی کو زوال
خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہی وہ رُخ

ہوکے بے پردہ کیا مردہ دلون کو زندہ
لب جان بخش کے مانند مسیحا ہی وہ رُخ

ایک رنگ آتا ہی اک جاتا ہی میرے آگے
پیش ازین گل تھا مگر اب گل رعنا ہی وہ رُخ

کھیلتا ہی کبھی شطرنج تو اسدر ی کجی
مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہی وہ رُخ

٩٦

واسطی خوف معلم سے جو مکتب مین ہی زرد
ہم یہ کہتے ہین کہ قرآن مطلا ہی وہ رُخ

مہتابی اُس مکان کی ہی کسقدر بلند
ایسا نہین ہی چرخ پہ بُرجِ قمر بلند

جیسا وہ سرو قامتِ موزون ہی سر بلند
ایسا نہین ہی باغ مین کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار کے قدِ بلند کا
انسان کو ہی ضرور کہ رکھے نظر بلند

معمار کشتۂ عشق کمر نے کیا مجھے
دیوار مقبرے کی بھی ہو تا کمر بلند

کی ہی ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار
عنقا کا نام خلق مین ہی کسقدر بلند

خنجر مرے گلے پہ شب وصل چل گیا
نعرہ ہوا اذان کا جو وقتِ سحر بلند

رفتار مور کی ہے کہ مجھ ناتوان کی چال
ہوتی نہین ہی راہ مین گردِ سفر بلند

پائین ہم اُسکا بوسۂ ابرو محال ہی
ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخِ شجر بلند

سمجھو ہوا پہ اسکو نہ ابرِ بہار تم ہو
ہی دودِ آہِ عاشقِ خستہ جگر بلند

۹۴

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

کب مثلِ لعل یار ہے لعلِ زیداب سُرخ
پرتو سے جسکے آب ہی مثلِ شراب سُرخ

اُٹھے مزہ پلائے جو ساقی شراب سُرخ
آتش پہ پختہ ہوکے ہوے ہین کباب سُرخ

مہندی لگا کے دھوئے ہین دریا مین کسنے ہاتھ
یاقوت کا پیالہ ہی ہوکر حباب سُرخ

گلگشت کو جو یاد رُخِ یار مین گئے
پھولونمین ہمنے پھول کیے انتخاب سُرخ

حیران ہون چہرہ ہوتا ہی پیری مین کیون سفید
ہی وقتِ صبح رنگِ رُخِ آفتاب سُرخ

سمجھے شفق کو چرخ پہ مستی مین دیکھکر
مینائے نیلگون مین بھری ہی شراب سُرخ

کشتہ ہون اُسکے دستِ نگارین کا ہی یقین
ہنگامِ حشر ہو مری فردِ حساب سُرخ

تاثیر دیکھنا رُخِ گلرنگ یار کی
ہی برگِ گل کیطرح سے رنگِ نقاب سُرخ

اُسکے گلے سے پان کی سرخی ہی یون عیان
ہو شیشۂ بلور مین جیسے شراب سُرخ

حاضر لہو ہی زخم شہیدان عشق کا
مہندی سے ہاتھ یا نون کرین کیون جناب سُرخ

باقی رہی نشانِ شہادت تہِ زمین
کردو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سُرخ

وہ گل کرے جو ترک نہانے کو چند روز
دریا مین روتے روتے ہو چشمِ حباب سُرخ

خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہی کتاب عشق
ہی فصل فصل سُرخ یہان باب باب سُرخ

رنگِ پسر خلافِ پدر ہو تو کیا عجب
دیکھو کہ مثلِ گل نہین ہوتا گلاب سُرخ

۹۵

کس گل کا وقتِ خواب تصور ہی واسطی
آنکھونکے پردے ہین مع رگہائے خواب سُرخ

شمع امین ہی وہ رُخ برقِ تجلی ہی وہ رُخ
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہی وہ رُخ

مثل پروانہ وہان مرغ نظر جلتے ہین
شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہی وہ رُخ

حُسن کو اُسکے پہونچتا ہی کہان کوئی حسین
مہر سے ماہ سے رتبہ مین دوبالا ہی وہ رُخ

ای پری ہاتھ جو آئی ہی ترے انگشتر
میرا تابع بھی زمانہ ہی سلیمان کی طرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
تنگ ہی صحن چمن خانۂ زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہی تری تیغ اوترک
سر بہتے ہین تن خلق سے باران کیطرح

کیا ادب ہی کہ کیا پہلے وضو اشکون سے
پھر چھوا یار کے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہی مشتاق گلا مدت سے
کاش آکر وہ لپٹ جائے گریبان کیطرح

ساتھ ہی اوج کے قسمت نے ہمین پست کیا
جب اُٹھے بیٹھ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے مہندی لگانیکی ہی حاجت ای گل
ہاتھ گلرنگ ہین خود پنجۂ مرجان کیطرح

بارہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچۂ دل نہ کھلا غنچۂ پیکان کی طرح

۹۳

واسطی چین نہوتا ہی نہ جاتا ہی فراق
غم مرے دل سے نکلتا نہین ارمان کیطرح

کیا ہو پسند ہجر بت سیمبر مین صبح
تاریک مثل شام ہی اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی پھیلی نہین کرن
نشتر چبھو رہی ہی ہمارے جگر مین صبح

دیکھی ہی ہمنے گردن محبوب کی بیاض
ای چرخ کیا چھپیگی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کی طرح
جز شام تیرگی سے نہین اپنے گھر مین صبح

دیکھا ہی غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہی چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
شکل اجل ہی دیدۂ شمع سحر مین صبح

ای مہر روز در پہ ترے جوہری کی طرح
یاقوت مہر لائی ہی رکھکر کمر مین صبح

مدت ہوئی بلاتے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہی جائے الٰہی سقر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچھ رات سے چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

آخر شب وصال ہی کھٹکا ہی موت کا
اپنی ہی ایک نالۂ مرغ سحر مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے حلقۂ بیرون در مین صبح

۹۱

جانتا ہون ہی جوابِ خط کا تجھکو انتظار
واسطی قاصد خدا چاہے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح — بسی ہی جا کے کسی گلبدن کے ہار مین روح
رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح — تو جا کے بیٹھ رہی خلدِ کوے یار مین روح
ہوا کے گیسو و رخ مین کہان کہان نہ پھری — حلب مین صبحکو تھی شام کو تتار مین روح
امید فاتحہ خوانی جو انسے تھی پس مرگ — قریب لاش کے بیٹھی رہی مزار مین روح
دکھا کے آنکھ یہ ساقی نے کر دیا بے لطف — کہ اب رہیگی قیامت تلک خمار مین روح
قضا کے ہاتھ سے بچنا محال ہی اسکا — ہزار جا کے چھپے آہنی مزار مین روح
ملیگا خاک مین تن ہو کے یہ ہوا اک دن — نہ اختیار مین تن ہی نہ اختیار مین روح
کسی کا ساتھ مصیبت مین کون دیتا ہی — بدن کے ساتھ ہوئی دفن کب مزار مین روح
یقین ہی خاک لحد مین اُگا کرے نرگس — نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح
گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین — کہان کہان نہ پھری جستجوے یار مین روح
قفس کو لائے جو اکبار باغ مین صیاد — کبھی سمائے نہ پھولے تن ہزار مین روح

۹۲

کیا خیال بہت واسطی نے پہ نہ کھلا
نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسۂ رخ جو لیا زلف پریشان کیطرح — پھیر لی آنکھ مرے یار نے مژگان کیطرح
ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے — چرخ کرتی ہی زمین گنبد گردان کیطرح
جوشِ وحشت مین جو مجھسے وہ پریرو ہو جدا — چاک ہو جاے جگر کیون نہ گریبان کیطرح
غرق دریاے فنا ہو ابھی سارا عالم — تیغ قاتل جو اُٹھے نوح کے طوفان کیطرح
چٹکیون مین مجھے ہر دم یہ اُڑانا کیسا — اے پری بیٹھ مرے پاس تو انسان کیطرح
وصف مین کس چمنِ حسن کا کرتا ہون رقم — کہ چہکتا ہی قلم مرغِ خوش الحان کیطرح

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن / اُٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہی ظلمت آج
جو ہمنے اُنکے بُلانے کو آدمی بھیجا / کہا نہ آئینگے کہنا نہین ہی فرصت آج
اُٹھے ہین دیکھکے مُنھ ایک خوبصورتکا / یقین ہی روز کٹیگا بعیش و عشرت آج

۸۹
ندیکھے ایک مین دو واسطی گنے لاکھون / کھلی ہی کثرتِ تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہی ہمسے کو بسا ہی خوب گنج / ہم تو ہین عاشق طبیعت کہتے ہین محبوب گنج
آمد آمد دیر سے اُس غیرتِ یوسف کی ہی / کشورِ دل مین بسایا چاہیے یعقوب گنج
ای حریصو جمع مال و زر سے توبہ چاہیے / صورتِ قارون نہ تمکو بھی کرے معتوب گنج
دیکھ لیتے ہین تو اُسکو جانتے ہین سرکا گنج / کسقدر تیرے فقیرونکو ہی نامرغوب گنج

۹۰
سچ ہی نام نیک ہی اقبالمندی کی دلیل / واسطی تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوب گنج

شام ہی ہر صبح آخر دہر مین ہر شام صبح / شام ہجران بھی کریگی گردشِ ایام صبح
فیض تو دیکھو ذرا نورِ کفِ پُر نور کا / ہاتھ مین لیتے ہی ہوتی ہی چھڑیکی شام صبح
راتدن ایامِ ہجران مین برابر ہین سیاہ / شب گذرتی ہی تو ہوتی ہی برلے نام صبح
آفتابہ بنکے آتا ہی فلک سے آفتاب / غسل کو جاتا ہی جب وہ جانب حمام صبح
صبح شام اُنکا ہی دیکھو تو کرامت حسن کی / شام ہی وہ زلف مشکین وہ رخِ گلفام صبح
پھوٹی آنکھین جنکی ہین اُنکو کب آتی ہی تمیز / شام سمجھانے نجانے دیدۂ بادام صبح
کر جوانی مین ذرا محنت کہ پیری مین ہو عیش / ہلگئے ہین شبکو جو کرتے ہین وہ آرام صبح
ہین وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہین ہم / بادۂ گلگون سے ساقی نے بھرا ہی جام صبح
خانۂ صیاد مین اوقات کرتے ہین بسر / شام ہوتی ہی قفس مین ہمکو زیرِ دام صبح
موسمِ پیری مین انسانکو تواضع چاہیئے / جھک کے پڑھتے ہین نمازین صاحبِ اسلام صبح

تخت تختہ خاک کا داغِ جنون ہی تاج سر
دشت کا مالک ہو نہین جاگیر کی کیا احتیاج

جو پھنسا ہی زلف مین اُسکو عبث کرتے ہو قید
آپکے دیوانون کو زنجیر کی کیا احتیاج

سر پہ روشن دل نہین لیتے کبھی احسان غیر
رکھتی ہی شمعِ قمر گلگیر کی کیا احتیاج

ہون مریضِ عشق مین جاکر طبیبون سے کہو
چھوڑ دو تقدیر پہ تدبیر کی کیا احتیاج

اک نگاہِ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو
ذبح ہو جائینگے ہم شمشیر کی کیا احتیاج

غفلت آخر اکدن لیجائیگی سوے عدم
ہی ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج

کر سکے گا کیا کوئی تعریف حسنِ یار کی
مصحفِ رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

صبح تک بیدار رہتا ہو نہین شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

۸۸

ہزار شکر جہانسے ہی اپنی رخصت آج
تعلقات جہانسے ملی فراغت آج

زبانِ یار پر آئی مری شکایت آج
ہزار شکر کہ یون کھلگئی محبت آج

وہ یاد آتی ہی تا صبح تیری صحبت آج
نہ دیتے دل تو اُٹھاتے یہ کیون مصیبت آج

دکھلکے چہرہ دُرِ اشک سے بھرا دامن
ملی ہی ہمکو یہ دولت تری بدولت آج

بڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی
ہما کو ہاتھ لگی ہی عجیب نعمت آج

مریضِ عشق کی اتنی نہین خبر تمکو
زیادہ کل سے بھی ہی غیر اُسکی حالت آج

یہ خطِ سبز کو اُس رخ پہ دیکھکر سمجھے
جنابِ خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج

برنگِ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے
جلائے کیون مجھے پروانہ سان نہ غیرت آج

چلے جہانسے جھگڑا ہی مٹگیا سارا
کہو وہ نزع مین آجائین بہرِ رخصت آج

وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے
جہانمین آپکی بھی ذات ہی غنیمت آج

گذر گئی شبِ وصلت وہ گھر کو جاتے ہین
دلا ہی جان کے بچنے کی کون صورت آج

اُداس خانۂ زندان ہی چپ نگہبان ہین
کہ یہ چلی ہی ہوا سوے دشتِ وحشت آج

کل تک تو اپنی آنکھوں سے بہتی تھین ندیان
کیا ہی جو آج نہین قطرۂ اشکبار آج

۸۶

گھر مین ہمارے وہ صنم آیا ہی واسطی
ہم دیکھتے ہین قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج
عیسیٰ نہ کر سکے ترے بیمار کا علاج

سیکھا ہی علم طب وہ ہوکے ہین نئے طبیب
کرتے ہین پانچ سات کا دو چار کا علاج

ممکن نہین کہ کوئی مداوا اثر کرے
آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج

ای گل مریض ہین تری آنکھونکے لا دوا
کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج

پیری مین مٹ گئین وہ جوانی کی گرمیان
کافور سرد تھا مرض حار کا علاج

آزردہ ہوکے آنکھین نکلوائین یار نے
یہ تھا ہماری حسرت دیدار کا علاج

دین کیا کلام بے سروپا کا جواب ہم
ہی خامشی جہالت اغیار کا علاج

کب وہ طبیب پوچھتے ہین مفلسونکا حال
کرتے ہین دل لگا کے جو زردار کا علاج

۸۷

مشکل ہی صحبت دل پر داغ واسطی
آسان ہی داغ لالۂ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگان قاتل تیر کی کیا احتیاج
تیغ ابرو کم نہین شمشیر کی کیا احتیاج

ہاتھ اٹھائین جب دعا کو سیم و زر کے ڈھیر ہون
خاکسارونکو ترے اکسیر کی کیا احتیاج

میرے چہرے سے ہی ظاہر صاف میرے دل کا درد
سامنے اُس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج

یہ بھی کافی ہی مرے تسکین دل کیواسطے
سادہ کاغذ بھیجدو تحریر کی کیا احتیاج

ہی تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے
ای مصور ہی مجھے تصویر کی کیا احتیاج

جی مین ہی اُس تک مین بے مکتوب پہونچون نامہ بر
سب اُسے معلوم ہی تحریر کی کیا احتیاج

مجمع اغیار مین کیون مجکو کرتے ہو طلب
اس رقعہ مین مری تصدیع کی کیا احتیاج

آشکارا تم نے مارا دفن کا اب حکم دے
ہو چکا مشہور مین تشہیر کی کیا احتیاج

۸۴

طوطی خامہ ہی جو شکر فشان ای واسطی
آج ہی منظور اسکو بلبل آمل سے بحث

آیا ہی میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدل گئی ہی خزا نسے بہار آج

جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلئے بطِ مے کا شکار آج

کرتا ہی میرے دیدۂ گریان نے سامنا
کھل جائیگی حقیقت ابرِ بہار آج

شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا
کوچے مین اُسکے تازہ بنا ہی مزار آج

وہ کام کر کہ جسمین ہو کل تیری مغفرت
ای بندۂ خدا ہی تجھے اختیار آج

کہتے ہین صید کرکے وہ عاشق کا مرغِ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج

غازہ کسی کے خون کا تمنے ملا ہی کیا
کیسا چمک رہا ہی تمھارا عذار آج

تم بھی تو آؤ بام پہ ای رشکِ ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہی فلک پہ مدار آج

۸۵

ہی نشہ اُسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہی کب کسی کی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوے یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج

کل سے بھی ہی سیاہ شبِ انتظار آج
دیکھین کہ کیا گذرتی ہی پروردگار آج

آئیگا چھپکے قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کردے ای نسیم چراغ مزار آج

اک بھیڑ کوے یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادھر بھی آئیگا وہ شہسوار آج

برباد تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج

نالہ یہ کسکے دل سے الٰہی نکل گیا
ہر سمت پھک رہے ہین جو شہر و دیار آج

ساری کدورتین مرے اشکون نے دھو دین
ذرہ بھی اُسکے دلمین نہین ہی غبار آج

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب نشان
باقی نہین ہی اُنکا نشان مزار آج

یارب یہ کسنے باغ مین کی آکے سرکشی
گر گر گئے ہین سرو لبِ جویبار آج

کیا کام آئے قد خمیدہ بغیر آہ
ترکش مین تیر کی ہی جگہہ بیگمان عبث

اندیشہ ہی خبر نہ کسی راہزن کو ہو
چلا رہا ہے کیون جرس کاروان عبث

٨٢
صبح و مسا وظیفہ نہین جسکو نام یار
ای واسطی ہی اسکے دہن مین زبان عبث

دکھا چہرہ ہی پردہ جانی عبث
سناتا ہی کیون لن ترانی عبث

جہان مین کوئی سننے والا نہین
کہون کیا مین اپنی کہانی عبث

کسی روز پیری ہی اور عاجزی
جوانو ہی کبر جوانی عبث

چھپا نکتہ دانون سے بھی وہ دہن
ہوا دعوی نکتہ دانی عبث

محبت ہی وہ جسمین باطن ہو صاف
یہ ظاہر کی ہی مہربانی عبث

کبھی کھنچ سکیگی نہ اسکی شبیہ
تردد مین بیٹھا ہی مانی عبث

مجھے نشۂ بادۂ عشق ہے
پیون کیون مے ارغوانی عبث

خدا سے ڈرو پانون پڑتے ہین ہم
بتو ہم سے ہی سرگرانی عبث

کھنچے جاتے ہین آپ ہم سوے گور
نکر زور ای ناتوانی عبث

٨٣
فقط آمد و رفت ہی واسطی
دو روزہ ہی یہ زندگانی عبث

ننگ ہی عارض کو اسکی نازکی مین گل سے بحث
زلف الجھکر کہتی ہی کیا کیجیے سنبل سے بحث

صاف ظاہر ہی خموشی ہی جواب جاہلان
کون کرنے جائے صحن باغ مین بلبل سے بحث

کیا ہی دریا بان کی حقیقت پاسکے گا بیٹے ہین ہم
جزو کی پروا نہین مد نظر ہی کل سے بحث

بادۂ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے
شیشۂ مے سے کرے دل آنکھ جام مل سے بحث

غیر خاموشی نہین کچھ سوز با مین ہین تو کیا
کر نہین سکتا ہی ہر مو شانہ اس کاکل سے بحث

ہین وہ جادوگر تری آنکھین انکا ہی قول
بات اک بیکار سی ہی ساحر بابل سے بحث

شمع اجل جلائیگی پروانۂ حیات
اک خواب ہی جو سنتے ہین افسانۂ حیات

جب دور خاک عشق سے ہو دانۂ حیات
پھر گیا ہی ذکر سبزۂ بیگانۂ حیات

ساقی نے جبتلک کہ بھرا ساغر شراب
لبریز ہو گیا مرا پیمانۂ حیات

اچھا ہوا کہ سوز محبت سے دل جلا
محتاج تھا چراغ کا کاشانۂ حیات

ہی آسیاے چرخ کی گردش اگر یہی
پیسیگی ایک روز مرا دانۂ حیات

آئے اگر ہواے اجل ہو گا چور چور
نازک حباب سے ہی یہ پیمانۂ حیات

الفت مین ان بتون کے ہوئی صرف زندگی
بتخانہ بن گیا ہے مرا خانۂ حیات

کہتے ہین نیستی جسے ایسا وہ باغ ہی
ہی دور جس سے سبزۂ بیگانۂ حیات

دکھلاے جب چمک کے وہ خنجر ضیاے شمع
کیونکر نہ جلکے خاک ہو پروانۂ حیات

ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شراب عیش
ہم بھی ہین ایک میکش میخانۂ حیات

اس میکدے مین ہو گا لبالب جام عیش
لبریز ہو تو ہو کبھی پیمانۂ حیات

۸۱

دو دن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطی
بھر دینگے آب مرگ سے پیمانۂ حیات

مجھ مشت پر سے ہی خلش ای باغبان عبث
ظالم اجاڑتا ہی مرا آشیان عبث

سو بار آزما چکے الفت مین ہمکو تم
پھر بار بار کرتے ہو کیون امتحان عبث

سر پر فلک ہی چتر زمین فرش زیر پا
بستر کی جستجو طلب سائبان عبث

ہم دیکھتے ہین اسکو یہان ہر مکان مین
کیون جستجو مین جائیے تا لامکان عبث

کافی ہی اک نگاہ مرے قتل کے لیے
کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث

حیرتین ہون زمانے کی گردش سے آپ مین
کیون پھر رہا ہی سر پہ مرے آسمان عبث

ہر جام بادہ ساغر آب حیات ہی
رندو نہین ہی خدمت پیر مغان عبث

ظاہر ہی چار پردونسے خورشید کی ضیا
پردہ ہی ہمسے آپکا ای مہربان عبث

تشبیہ دے جو پھول سے تمکو خفا نہ ہو
انصاف شرط ہے کہ یہ ہے منصفی کی بات

ناخوش ہوے تو کہنے لگے دیکے گالیان
مین جی مین خوش ہوا کہ یہ ہے میرے جی کی بات

بوسہ تو کچھ لیا نہین عارض کو چھو لیا
آزردہ آپ کیون ہوے تھی دل لگی کی بات

گذری جو کچھ رقیب سیہ دل پہ کل وہان
ہے یہ خلافِ وضع کہین کیا کسی کی بات

بلبل کے دردِ دل پہ عبث خندہ زن ہین گل
رونے کا ہے مقام نہین یہ ہنسی کی بات

قاتل کو دار و گیر قیامت کی دی خبر
دشمن سے اپنے ہمنے کہی دوستی کی بات

۷۹

اچھا نہین ہے صحبتِ بدین یہ اختلاط
حق کہدیا ہے یاد رہے واسطی کی بات

کہین کیا کسقدر ہے دل خدا دوست
وظیفہ رات دن ہے اسکا یا دوست

وہ عاشق دل ہے دشمن کا ہوا دوست
سُنا اُسکی زبانسے بھی جو یا دوست

خدا کو دوست رکھے کیون نہ بندہ
بہت بندہ کو رکھتا ہے خدا دوست

کہو تو غیر کے منھ پہ بھی کہدین
نہین ہمسا تمھارا دوسرا دوست

نہین ہے کوئی زیر خاک اپنا
لحد تک ساتھ ہین سب آشنا دوست

جو اُسکا ہے عدو میرا عدو ہے
جو اُسکا دوست ہے ہے وہ مرا دوست

ہوے مفلس ہوا دشمن زمانہ
ہوے منعم زمانہ ہو گیا دوست

کرین ہر روز ہم دربار اُس کا
کوئی سلطان جو ملجائے گدا دوست

طریقِ نیک ہے یا بندہ نوازی
نہ رکھے کاہ کو کیون کہربا دوست

قضا بھی الامان کہکر ہو بیدم
جو آئے کھینچکر تیغ ادا دوست

بلند و پست عالم ہے مرے گھر
کہ دل بیٹھا جو پہلو سے اُٹھا دوست

۸۰

بن آئی واسطی اعدا کی کیسی
نصیب دشمنان گر ہو خفا دوست

غمگین ہون مین ایسا مجھے نفرت ہی ہنسی سے
دیکھی نہ کبھی قہقہہ دیوار کیصورت

ثابت تھا جو گھر مین صفت کوکب ثابت
سیار ہی وہ کوکب سیارہ کی صورت

یہ دل مین مرے رہگئی حسرت کہ شب وصل
لپٹا نہ گلے سے ترے مین ہار کیصورت

۷۷
ای واسطی اغیار بہت چڑھتے ہین منھ پر
دم بھر مین بگڑ جائیگی دو چار کیصورت

وہ دل کہان کہ جسمین ہے آرزوے دوست
اور وہ زبان کہان کہ کرے گفتگوے دوست

کسطرح صحن باغکو سمجھون نہ کوے دوست
پھولونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوے دوست

ہر دلمین دیکھتے ہین بھری آرزوے دوست
سنتے ہین ہر زبانسے ہم گفتگوے دوست

لطف و غضب کا اُسکے نمونہ ہی ہر چمن
پھولونمین بوے دوست ہی کانٹونمین خوے دوست

مرغان خوش نوا جو چہکتے ہین باغ مین
ہم جانتے ہین کرتے ہین یہ گفتگوے دوست

بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال
یارب ہمارے ہاتھ ہون طوق گلوے دوست

رضوان دکھائے خلد تو دیکھین نہ اک نظر
آنکھین ہین اپنی محو تماشاے روے دوست

راہین ہین دونون جاہی جدھر چل ہی ایک راہ
کعبہ مقام یار ہی بتخانہ کوے دوست

غنچے چٹک رہے ہین صبا سے جو باغ مین
کانون کو آرہی ہی صداے گلوے دوست

رضوان کی بھی طلب سے بچا تا کسی طرح
گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوے دوست

سیر چمن سے کیون نہ شگفتہ ہو اپنا دل
لالے مین رنگ یار کا ہی گل مین بوے دوست

پیکان تیر یار کے لینے کو دل چلا
صادق وہ دوست ہی جو کرے آرزوے دوست

۷۸
سارے جہانسے نہین کچھ کام واسطی
مینٹھی ہو رنگ قبلہ نما اپنا سوے دوست

[illegible] خندۂ [illegible] نہین ہین کسیکی بات
کیونکر نہ دلمین دلگی ہے جی مین جی کی بات

[illegible] نے بتونکو بنایا ہی سنگدل
دل لیکے کوئی کرتے نہین دلبری کی بات

اسوجہ سے کہ سر پہ چڑھایا ہی آپ نے
بل کر رہا ہی گیسوِ عنبر فشان بہت

پہونچونگا دم مین قید سے پاؤن تو مخلصی
کنجِ قفس سے دور نہین آشیان بہت

ایسے پڑے ہین دور سنینگے نہ ہم صدا
چلا رہا ہی کیون جرسِ کاروان بہت

کسکو تمھارا مطلعِ ابرو نہین پسند
اچھا کلام چاہتے ہین قدردان بہت

درپیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ہر بے زبان سے بڑھکے نہ بولا کی زبان بہت

اے فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
مقتل مین لوٹتے ہین پڑے نیمجان بہت

دیتے نہین ہو بوسہ ہمین ایک بھی کبھی
دل بھی تمھارا تنگ ہی مثلِ دہان بہت

کیا مجھ خمیدہ قد کا بنا تیر آہ ہو
کمزور کھنچتے کھنچتے ہوئی ہی کمان بہت

۷۶

پہونچے تو مر کے کوچۂ قاتل مین واسطی
درپیش ابھی ہین معرکۂ امتحان بہت

جس صبح اٹھون آئے نظر یار کی صورت
یارب نہ دکھانا مجھے اغیار کیصورت

چھپتی ہی نہین صاحبِ آزار کیصورت
دو دن مین بدل جاتی ہی بیمار کیصورت

زنہار تواضع پہ نجا اہلِ جہان کے
جھکتے ہین یہ مکار تو تلوار کیصورت

مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
ہی گل کی ہمین یاد نہ گلزار کیصورت

یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہی
ابتک تو نہین دیکھی ہی بازار کیصورت

مرغوب ہی نقطہ دہنِ یار کا ایسا
ہم گرد پھرا کرتے ہین پرکار کی صورت

بلبل کیطرح شیفتۂ باغ نہین ہین
گل مجھسے خلش کرتے ہین کیون خار کیصورت

ششدر ہون جدائی مین یہ حیرت نے دکھائی
بیحس ہی بدن صورتِ دیوار کیصورت

مجروح کرے تیر فلک کو تو عجب کیا
نالہ مرا بندوق ہوا دار کیصورت

ہی عفوِ خطا شیوہ جو ہم سامنے تیرے
ڈرتے ہوئے آئے ہین گنہگار کیصورت

کیا جام مین منہ اپنا نظر آئیگا ساقی
محو ہو گئی قاتل جو کفِ یار کیصورت

کشتیِ مے کو نہ کسطرح کہون کشتیِ نوح — بحرِ اندوہ سے کرتی ہی مجھے پار شراب

۷۴

واسطی موسمِ گل مین ہی دورنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ نرگس کا دمین ہی خمارِ شراب

اندازِ سخن خوب چلن خوب ادا خوب — جو بات تمھاری ہی وہ ہی نامِ خدا خوب
دل پیستے ہو زیرِ قدم مثلِ حنا خوب — پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپنے کیا خوب
آئینہ بنایا ہی مجھے بحرِ جہان مین — ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب
مجکو تو محبت ہی یہ بُت جانین نجانین — آگاہ ہی احوال سے بندہ کے خدا خوب
یہ شہرِ حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت — ہی ایک سے اک اسمین بتِ ماہ لقا خوب
آخر یہ دیا حکم کہ اللہ پہ چھوڑو — کی دردِ محبت کی طبیبون نے دوا خوب
گلشن مین تو آئے ہین مگر جی نہین لگتا — کچھ خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب
دعوی ہی ترے ابروے خمدار سے اُسکو — کسطرح مہِ نو نہ ہو انگشت نما خوب
مُنھ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا — ای غیرتِ مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب
اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو — ہی نغمۂ بلبل سے بھی آوازِ درا خوب

۷۵

ای واسطی اُس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمے اُٹھا اُٹھا کے ہوئے ہین ناتوان بہت — تھوڑے بھی تیرے ظلم ہین ای آسمان بہت
سر پر ہمارے کوہِ الم ہی گران بہت — ہر چند مثلِ کاہ ہین ہم ناتوان بہت
یارانِ سر فروش مین ہوتے ہین ہم سبک — ای تیغِ یار ہمسے نہ ہو سرگران بہت
بیوجہ بات بات مین دیتے ہو گالیان — بگڑی ہوئی ہی آپکی صاحب زبان بہت
زاہد کو اسقدر اگر انکار ہی تو ہو — ایسے مرید حضرتِ پیرِ مغان بہت
اب چند روز کنجِ قناعت مین بیٹھیے — حرص جہان مین عمر ہوئی رائگان بہت

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہانکے میکش / دے خدا نطق تو مانگے مری تصویر شراب
نشہ مین یاد جو اُس مہر لقا کی آجائے / اور چمکائے مرا اختر تقدیر شراب
مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتے ہین / ہجر ساقی مین ہی آبِ دم شمشیر شراب
کیا خجالت ہی کہ اُسکے لبِ میگون کے حضور / ہی سفید اپنی نظر مین صفتِ شیر شراب
آفتاب اسکو بجا سارا جہان کہتا ہی / ساقیا رکھتی ہی خورشید کی تنویر شراب
مے پیون ہجر مین ساقی تو ابھی مر جاؤن / صاف دکھلائے مجھے زہر کی تاثیر شراب
راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین / ڈر ہی مجکو نہ کرے صاحبِ تقصیر شراب

۷۳

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشون کے چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغییر شراب

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی بے یار شراب / جائے ساقی نکرے مجکو گنہگار شراب
کثرتِ گل ہی اُدھر غلبۂ مستی ہی ادھر / فصل گل آئی ہی پھر پیتے ہین میخوار شراب
ہی یہی دور تری نرگسِ میگون کا اگر / رمضان مین بھی بکیگی سر بازار شراب
مے پیون فرقتِ ساقی مین تو ٹکڑے ہو جگر / کم نہین آبِ دم تیغ سے زنہار شراب
کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم کٹتا ہی / نہ تو دشنہ ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار شراب
جس جگہ نرگس میگون ہی تری بادہ فروش / مول جی بیچ کے لیتے ہین خریدار شراب
فکرِ اسباب نہ گھر بار کا رہتا ہی خیال / ہر گرانبار کو کرتی ہی سبکبار شراب
منھ لگاتے ہی ہوئی سم نہ رہا دم باقی / تھی مگر فرقتِ ساقی مین کفِ مار شراب
ہی متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین / لوٹ کر لیگئی بازار کا بازار شراب
ہون وہ میخوار کہ ساقی ہی مری نظرون مین / گلِ شاداب قدح شبنمِ گلزار شراب
پیک یون پان کی ہی اُسکے گلے سے ظاہر / جسطرح شیشۂ بلور مین گلنار شراب
مست ہون ساقیِ کوثر کی مےِ الفت سے / بہر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

آشیان کیسا ہی تن مین نہ جانِ عندلیب
آتشِ گل نے جلایا دودمانِ عندلیب

وصف ہو سکتا نہین ہی اُسکے روے سرخ کا
لال ہی مانند برگِ گل زبانِ عندلیب

درِ قفس کا کھولدے جب بھی بجائے سوے باغ
چاہیے جب صیاد کرنے امتحانِ عندلیب

کر دیا برباد دونونکو خزان نے اسقدر
ہی بتا گل کا نہ گلشن مین نشانِ عندلیب

باغبان زلفِ عروسِ باغ کی لازم ہی ہے
شانہ بنوا لیجیے کوئی استخوانِ عندلیب

سوزِ اُلفت سے ہوا کیا اتحادِ حسن و عشق
آتشِ گل کا زبانہ ہی زبانِ عندلیب

رنگ لائی باغ مین صرصر ہماری آہ کی
گل چمن مین اُڑتے پھرتے ہین نشانِ عندلیب

جانِ تازہ آئی حسنِ یوسفِ گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہین بختِ جوانِ عندلیب

شاخِ گلبن سے ابھی صیاد لٹکا تا قفس
صاحبِ تاثیر اگر ہوتی فغانِ عندلیب

چاہتا ہی باغبان یہ اتحادِ حسن و عشق
نکہتِ گل ہو جو نکلے تن سے جانِ عندلیب

خانۂ صیاد سے اب اُڑکے جا سکتی نہین
تھا کبھی صحنِ چمن مین آشیانِ عندلیب

ہی اگر قصدِ سفر ہم عاشقونکو ساتھ لو
یوسفِ گل کو ہی لازم کاروانِ عندلیب

حال یہ عاشق کے ہوتے مہربان معشوق گر
پوچھتا دامن سے گل اشک روانِ عندلیب

شاخِ گل پر آشیان رہنے بھی دیتا باغبان
کچھ نہو گا بارِ مشتِ استخوانِ عندلیب

گل نہین رکھتے جو گوشِ حق شنو پروا نہین
سا کنانِ عرش سنتے ہین فغانِ عندلیب

وصف لکھا ہی جو مین نے اُس گلِ رخسار کا
نغمہ پیرا ہی قلم مثل لسانِ عندلیب

۷۲

خرمنِ گل جل کے خاکستر ہوا ای واسطی
برق تھی یا نالۂ آتش فشانِ عندلیب

طاقت آجائے جوان ہو جو پیے پیر شراب
ساقیا رکھتی ہی خاصیت اکسیر شراب

ہجرِ ساقی مین تنفر ہی یہ میخواری سے
خون مرا ہو جو کھنچے صورتِ شمشیر شراب

پوچھیے زہد کا باعث تو تہی دستی ہے
کیا کرین ہم نہین ملتی کسی تدبیر شراب

بیفائدہ کرتے ہین دوا میری اطبا
بیمار محبت کبھی اچھا نہین ہوتا

باہر ہی کھڑا رکھا یہ کہکر مجھے شب بھر
نامحرمون کا گھر مین گذارا نہین ہوتا

۷۰

اے واسطی تم دل سے عزیزون پہ فدا ہو
یہ کیا ہی کوئی دوست تمھارا نہین ہوتا

برتر ہی آسمان سے مقام ابوتراب رض
لکھا ہی لوح عرش پہ نام ابوتراب رض

روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ
آقاے دوجہان ہی غلام ابوتراب رض

چکھا ہی اُسنے کوثر و تسنیم کا مزہ
جسنے پیا ہی بادۂ جام ابوتراب رض

گویا زبان پاک ہی اللہ کی زبان
قرآن کا ترجمہ ہی کلام ابوتراب رض

مسکین مسیح کا ہی سر آسمان اگر
دوش رسول پہ ہی مقام ابوتراب رض

گرتے ہوے نظر سے سنبھلتے ہین آجتک
کیا دستگیر خلق ہی نام ابوتراب رض

اعدا کا کیون نہ خرمن ہستی ہو جلکے خاک
چمکے جو مثل برق حسام ابوتراب رض

وہ چشم ہی کرے جو تماشاے روے پاک
وہ گوش ہی سُنے جو کلام ابوتراب رض

پیدائش آپکی ہی کہین بوالبشر سے قبل
اسبات پر دلیل ہی نام ابوتراب رض

جسدنسے کربلا مین چھپا آفتاب دین
صبح ابوتراب رض ہی شام ابوتراب رض

جبتک رہے جہان مین کہتے تھے جبرئیل
اللہ سے سلام و پیام ابوتراب رض

روشن جہان پر ہی حسین و حسن کی قدر
وہ مہر تھے یہ ماہ تمام ابوتراب رض

زیر قدم بچھاتے تھے آنکھین ملائکہ
اللہ رے وقار خرام ابوتراب رض

۷۱

کہتے ہین جسکو طائر توحید واسطی
ہی پاے بند حلقۂ دام ابوتراب رض

ہین جو کاتب واقف راز نہان عندلیب
لکھتے ہین اوراق گل پر داستان عندلیب

لائی طوفان اسقدر اشک روان عندلیب
نوح کی کشتی بنا ہی آشیان عندلیب

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہی
سنکے ای ماہ مری سحر بیانی سونا

چشم عبرت سے زمانے کا تماشا کر لے
پھر ہی ای راہرو منزل فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھون مین شب کٹتی ہی
جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اُڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی
سینہ سے لگ کے ترا یوسف ثانی سونا

زرد رنگت سے کھلا ہی یہ کسیکا نقشہ
سوزِ فرقت سے ہوا ہی یرقانی سونا

بند ہو جائینگی آنکھین مری آ جائیگی موت
غیر کے ساتھ نہ ای ظلم کے بانی سونا

جاگنا ہو گا اگر موسم پیری آیا
چاہیے چین سے ہنگام جوانی سونا

سیمتن یار کی زرگر سے یہ فرمایش ہی
زیور گوش کو درکار ہی کانی سونا

کھینچی میرے رخ زرد کی لازم ہی شبیہ
کہ چڑھے کاغذ تصویر پہ مانی سونا

گرمی عارض جانان سے پگھل جاتا ہی مہر
جسطرح آنچ کڑی کھاکے ہو پانی سونا

واسطی دیکھ خبردار نکر آنکھین بند
شب فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

۶۹

کس شب ہمین شغل مے و مینا نہین ہوتا
کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محو تصور دل شیدا نہین ہوتا
کس دم مین ہم آغوش تمنا نہین ہوتا

یون ہونیکو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا
پر دل سے کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سے جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا
میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا
ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دم نزع
کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسۂ جانان تو عجب کیا
دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غم ہجر مین ہین موت کے خواہان
ایسون سے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا اُلفت دندان مین تجھے تشنگی شوق
سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

سوزِ غمِ فراق نے یہ حال دل کیا
اولے کی طرح کچھ بھی پگھلتے ہوئے نہ تھا

رہتا غدر سر مین حسینون کے کسطرح
جوبن ذرا شباب گئے ڈھلتے ہوئے نہ تھا

۶۷

پہیسا حنا کی طرح مرے دلکو واسطی
کچھ رحم اُنکو پانوٴن کے ملتے ہوئے نہ تھا

عرصہ ترے بیمار کو اب کھنچ نہین سکتا
گذری شبِ غم روز تعب کھنچ نہین سکتا

بند آنکھ مصور کی ہوئی جاتی ہی ہر دم
نقشہ ترا اے برقِ غضب کھنچ نہین سکتا

کیون قتل مجھے تیغ نگہ سے نہین کرتے
خنجر جو نزاکت کے سبب کھنچ نہین سکتا

دولت سے کنارہ کوئی کرتا ہی جہانمین
دامن سے ترے دستِ طلب کھنچ نہین سکتا

زلفِ سیہ یار کا بندھتا ہی تصور
صدمہ ترا ای ظلمتِ شب کھنچ نہین سکتا

رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی کا
خمیازۂ ایامِ طرب کھنچ نہین سکتا

نازک ہی دماغ اُنکا یہان حال یہ اپنا
نالہ کبھی بے شور و شغب کھنچ نہین سکتا

جاتی ہی مرے دل سے کوئی اُلفتِ مژگان
یہ تیر جگر سے کسی ڈھب کھنچ نہین سکتا

ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت
چلہ بھی نقاہت کے سبب کھنچ نہین سکتا

مے دینے مین ای پیرِ مغان بخل ہی ناحق
کیا شیرۂ انگور و رطب کھنچ نہین سکتا

کچھ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہو اپنا
آزار ترا گرمیِ تپ کھنچ نہین سکتا

۶۸

اُس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہِ عرب کھنچ نہین سکتا

ہی شبِ وصل مہِ تمام نہ جانی سونا
اپنے عاشق کی ذرا سُنکے کہانی سونا

پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا
منفعل ہوگا بنا گوش سے کانی سونا

کھینچے تصویر تو اُس سیم بدن کی لکھنا
چھاپ پہلے ورقِ سادہ پہ پانی سونا

میرے نالون کی شکایت ہی جو مرجاؤ نمین
چین سے راتکو تم ای مرے جانی سونا

سنا ہی آج وہ نکلین گے گھر سے کھینچ کے تیغ
قریب وقت ہی تقدیر آزمائی کا

کہان تھی یہ خلش خار راہ کی لذت
ہمارے سر پہ ہی احسان برہنہ پائی کا

یقین ہی تاج سر بادشہ اُلٹ لگے سبنے
گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا

دیار کوفہ حسینون کا کیا محلہ ہی
رواج اُسمین جو رہتا ہی بیوفائی کا

غبار خط سے مکدر ہوا جو عارض صاف
پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا

ہمارا طالع خفتہ ہی نارسا کتنا
کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا

سنا ہی قصۂ یعقوب ہجر یوسف مین
خدا دکھائے نہ آنکھون کو دن جدائی کا

سمجھکے رقعۂ شدادی وہ گل پڑھے شاید
لفافہ خط پہ کرون کاغذ حنائی کا

عجیب فتنۂ عالم ہی مشت خاک بشر
پیمبری کا ہی دعوی کبھی خدائی کا

شکست ہو پر پروانہ کی درست ابھی
جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

۶۶ جواب خط جو لکھا اُسنے واسطی ہمکو
ہوا وہ نسخہ مجرب تپ جدائی کا

لطف شب آفتاب نکلتے ہوے تھا
وقفہ جہان کو رنگ بدلتے ہوے نتھا

دار و مدار غیر ہی اب بزم یار مین
یہ اختیار تو مرے چلتے ہوے نتھا

کوچے مین اُسکے جاکے ہوا قتل نامہ بر
اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوے نتھا

بھولے نہ ہم عروج مین اُفتادگی کی یاد
گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوے نتھا

وابستہ چشم لطف سے تھی ہستی جہان
عالم تری نگاہ بدلتے ہوے نہ تھا

ملتا سبک روان عدم کا نشان کیا
شور جرس بھی قافلہ چلتے ہوے نتھا

تھا چار دن کا اپنے عناصر مین ارتباط
دیکھا تو کچھ بھی دم کے نکلتے ہوے نتھا

غافل مآل کار سے تھے اس چمن کے نخل
کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوے نتھا

روشن ہمارے دلکو کیا داغ عشق نے
تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوے نتھا

۶۴

واسطی کی لاش پہ آکر یہ فرمانے لگے
نیم بسمل تھا تڑپ کر مرگیا اچھا ہوا

غیرون کے آگے یار سے بوسہ طلب کیا
رندون نے فاش پردۂ بنت العنب کیا
ہر چند سنگِ راہ ہوئے بتکدے مین بت
غیرون کی یہ مجال تھی کرتے جو گفتگو
محبوبِ رشکِ ماہ ولب شہر و جام می
تحریر جسمین ابروے پرخم کا وصف تھا
چھوٹا ہی چاہنے ہی رخ صاف پردہ زلف
کُشتہ ہوے گلے پہ پھری تیغ مغربی
چھپکر گئے ہم اُسکی گلی مین سوار آنکو
ہوتے وہ گالیان مجھے غیرونکے سامنے
دیکھا پری کو ہمنے تو شبہہ مین آپکے

نادانی کیسی ہمسے ہوئی کیا غضب کیا
پیرِ مغان کا بھی تو نہ پاسِ ادب کیا
کعبے تلک پہونچگئے ہم شکرِ رب کیا
ہمنے فقط حضور کا پاسِ ادب کیا
پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا
اُسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا
زنگی نے قصد سیرِ دیارِ حلب کیا
فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا
بجلی سیاہ ابر مین چمکی غضب کیا
اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا
پیدا ملال آپنے کیون بے سبب کیا

۶۵

اے واسطی وسیلۂ محشر ضرور تھا
نامِ علیؓ کو شام و سحر وردِ لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا
جو ابلی زندہ رہے سہکے غم جدائی کا
قفس مین اور ابھی صیاد ہمکو رہنے دے
ہزار غور کرے کون دیکھ سکتا ہے
سمجھ کے جائین ذرا سیر خانقاہ کو زند
ہلال جائے وہی فرقِ آسمان پہ بنا

مزہ تو یہ ہی کہ لایا وہ پھل جدائی کا
نہ لینگے بھول کے بھی نام آشنائی کا
بہار جا چکی اب لطف کیا رہائی کا
اُدھر سے شرط ارادہ ہی خودنمائی کا
لگے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا
گرا جو ٹوٹ کے نعل اُسکی زیرپائی کا

ہاتھ دل سے نہ ترے غم مین فقط دھو بیٹھا — روتے روتے غرض آنکھونکو بھی مین رو بیٹھا

گالیان یار نے دین بوسہ دندان نہ دیا — آبروآب گہر تھی تو اُسے کھو بیٹھا

کیا زمین پانون پکڑتی ہی ترے کوچے کی — صفت نقش قدم پھر نہ اُٹھا جو بیٹھا

خار صحراے جنون ایسے چبھے تلوونمین — پانون سے ہاتھ ترا آبلہ پا دھو بیٹھا

نہ اُٹھونگا جو اُٹھیگا تو جنازا میرا — پھر چکا سارا جہان گوشے مین اب تو بیٹھا

چار چاند اور لگے دبدبہ حشمت مین — چار زانو کبھی مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

۶۴۳

واسطی یہ تو طریقہ ہمین آیا نہ پسند — کس لیے گھر مین بُرا کہتا ہی سب کو بیٹھا

درد فرقت سے تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا — اب ترے بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا

دوش سے بار گران اُترا سبکباری ہوئی — تیغ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا

رنگ لائیگا ہمارا جوش سودا کچھ نہ کچھ — گل کھلے گلشن مین ای باد صبا اچھا ہوا

بیگناہون کے لہو کا سبکو ہوتا تھا گمان — اُسکے ہاتھون سے چھٹا رنگ حنا اچھا ہوا

غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو — خوب سمجھے آپ کا کہنا برا اچھا ہوا

ابکی وہ شدت مرض کی ہی کہ مشکل ہی نجات — یون پڑا بیمار اکثر بار ہا اچھا ہوا

اب نہین جوش جنون اپنے بیگانے کی فکر — ہوگئے دام تعلق سے رہا اچھا ہوا

درد مین خفت ہوئی کچھ تجکو اسکی ہی خوشی — ای دل نادان یہ تیرے حق مین کیا اچھا ہوا

شکر ہی گذری شب فرقت ہوئی پیدا سحر — ٹل گئی سر سے مرے کالی بلا اچھا ہوا

ہجو میری غیر کی تعریف تم کرتے ہو واہ — آشنا تھہ اب ہوا نا آشنا اچھا ہوا

پاکے صحت اب غم دفع مرض بیٹھا ہون الغرض — لوگ کہتے ہین مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا

ابرو ونکے وصف مین سننے لگا جب یہ غزل — ایک سے پھر شعر میرا دوسرا اچھا ہوا

چھینٹین دامن پہ جو پڑین تھی ہو تا خجل — ذبح کے دم اُسنے باندھے ست پیا اچھا

حیف خط سبز سے وہ بال طوطی بن گیا ۔ روکش آئینہ جو آئینۂ رخسار تھا

۶۱
وقت گریہ سیکڑوں طوفاں اُٹھے اے واسطی
صاف چشم تر کا پردہ ابرِ دریا بار تھا

دیکھا جو بحر کو تو دوئی کا اثر ملا ۔ بادام کی طرح ہمین توام گہر ملا

ہم مر گئے تو آہِ رسا کو اثر ملا ۔ بعدِ شکست رایتِ فتح و ظفر ملا

جھکے نصیب وصل بُتِ سیمبر ملا ۔ عسرت گئی امیر ہوئے گنج زر ملا

باریک بینیون نے کیا ہی تمام کام ۔ گم ہو گیا مین خود جو نشانِ کمر ملا

باقی بدن مین بسکہ حرارت تھی بعد مرگ ۔ کافور کا نہ اپنے کفن مین اثر ملا

صیاد نے اسیر کیے طائر اس قدر ۔ گلشن مین ڈھونڈھنے کو نہ بلبل کا پر ملا

محروم میری طرح رہی میری آہ بھی ۔ سو مرتبہ گئی نہ اجابت کا در ملا

ہاتھ آیا کچھ نہ حسرتِ دیدار کے سوا ۔ یہ ہمکو راہِ عشق مین راہِ سفر ملا

آغازِ شام سے شبِ فرقت مین تا سحر ۔ ڈھونڈھا چراغ لیکے نہ نورِ قمر ملا

حاصل ہوا وصال اُٹھا کر خرابیان ۔ ویرانے طے کیے تو ہمین گنج زر ملا

وصفِ دہانِ یار جو خط مین کیے رقم ۔ عنقا کی طرح سے نہ کوئی نامہ بر ملا

ہوگا وہ آب آب وفورِ حجاب سے ۔ اے سادہ رو نہ آئنہ سے تو نظر ملا

تو مدح خوانِ گل مین ثنا خوانِ یار ہون ۔ مجھسے زبان اپنی نہ مرغِ سحر ملا

کھایا کیا مین فرقتِ جانا مین داغ غم ۔ اسکے سوا نہ اور کوئی ما حضر ملا

کیونکر شکست شیشۂ خاطر درست ہو ۔ خود دل شکستہ ہوگیا جو شیشہ گر ملا

بحرِ جہان مین غم ہی کسیکو کسی کو عیش ۔ ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

۶۲
دیکھی کتابِ عشق بہت ہمنے واسطی
قصے طویل تھے نہ کوئی مختصر ملا

اپنے سایہ میں جو دیتا وہ پری مجکو جگہ
سایہ پڑتا میرا جسپر وہ سلیمان ہوتا

۵۹

قامتِ یار کا مضمون جو کوئی بندھ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شبِ وصل ہمارا نکلا
شام اِدھر آئی اُدھر صبح کا تارا نکلا

پانوں پاپوش سے جسوقت تمھارا نکلا
برجِ جوزا سے میں سمجھا کہ ستارا نکلا

نامِ قاتل جو زمانے میں تمھارا نکلا
کشتہ ہونے کے لیے چاہ سے پیارا نکلا

کسی منصف نے جو میزانِ نظر میں تولا
حسنِ یوسف سے بھی وہ چند تمھارا نکلا

قلزمِ حسن سے باہر نہ شناور نکلے
جسکو سمجھے تھے کنارہ وہی دھارا نکلا

آبروے ابروے جاناں نسے رہے یا نہ رہے
ماہ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا

امتحان خوب حسینوں نے کیا کس دیکھا
قلب ہرگز نہ زرِ داغ ہمارا نکلا

سمجھے سب اہلِ نظر رجعتِ خورشید ہوے
گھر میں جا کر جو وہ محبوب دوبارا نکلا

قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا
نجد سے ناقۂ لیلےٰ جو قفسارا نکلا

مل گیا یار کی مٹھی میں ہمیں دل کا پتا
چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا

صاف سمجھے کہ یہ ہی شعلۂ خون کا کشتہ
سنگِ تربت سے کسی کے جو شرارا نکلا

۶۰

واسطی دوست بھی رکھتے ہیں عداوت ہم کو
کسکو اپنا کہیں کوئی نہ ہمارا نکلا

تھی سیہیتِ فنا شبِ اور میں ہشیار تھا
صبح تھی خوابِ عدم میں جب کبھی میں بیدار تھا

نور بت سے دیر جبتک مطلع الانوار تھا
صورتِ چشمِ تماشا حلقۂ زُنار تھا

سوزنِ جراح سینے سے جُدا کیونکر آنکھ
دامنِ محشر ہمارا زخم دامن دار تھا

نافۂ آہو تھے داغ لالہ جبتک تھی بہار
جوشِ نکہت سے گلستان خطۂ تاتار تھا

کس مہ عارض سے تھی شبکو مکاں میں چاندنی
کوکبِ رخشاں نظر میں رخنۂ دیوار تھا

اپنے دشمن سے بھی رکھتا نہین مین دلمین غبار
کسقدر صاف ہی آئینۂ باطن میرا

تخت شاہی جو ملے اُسپہ لگاؤن ٹھوکر
مسندِ فقر پہ دل ہی متمکن میرا

خطِ رخسار دکھاکر وہ پری کہتا ہی
کلمہ پڑھتے ہین الانس و ملک و جن میرا

نفق رکھتا تو یہ کہتا ترا گیسوے دراز
کیا تعجب ہی اگر خضر ہو ہم سن میرا

رنگ لالی کا نہ بھاتا ہی نہ پھولون کی شمیم
باغ مین جی نہین لگتا کبھی تجھ بن میرا

شکل آئینہ سمجھتا ہون بد و نیک کو ایک
دلمین کچھ ریب نہین صاف ہی باطن میرا

بیقراری کے جو مضمون لکھے ہین مین نے
متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا

قرض طمکائے کوئی بوسہ مجھے اُس بت سے
برہمن ہو جو صنم خانے مین ضامن میرا

ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئے ادھر
برج خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

ربط مین اُس بتِ کمسن سے بڑھاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہین سن میرا

۵۸

گفتگو مین جو خیالِ رخِ جانان ہوتا
ہر سخن ترجمۂ آیت قرآن ہوتا

ڈوب مرتا غمِ ہجران نہ اُٹھاتا ہرگز
تجھ مین پانی اگر اے چاہِ زنخدان ہوتا

رخِ روشن پہ نہوتا جو وہ گیسوے دراز
ہر طرف قضیۂ ہندو و مسلمان ہوتا

ای پرِ پروانہ ترے بام تلک جا سکتا
عرش پہ واز اگر مرغ سلیمان ہوتا

رخِ پر نور کو خورشید سے کیا نسبت ہی
آنکھین ملتا ترے تلووں سے جو انسان ہوتا

زلفِ جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر
طرہ گلزار مین کیون سنبل پیچان ہوتا

تولتا وہ فلکِ حسن جو رفعت اپنی
برجِ خورشید فلک پایۂ میزان ہوتا

ای طبیبو مرضِ غم سے شفا پاتا مین
میرے نسخے مین جو وہ سیبِ زنخدان ہوتا

یاد زنجیر دلاتے نہ اگر موج ہوا
کون ہم وحشیون کا سلسلہ جنبان ہوتا

دل مرا الفتِ گیسو کو چھپائے کیونکر
مشک آہو سے نہین ناف مین پنہان ہوتا

۵۶

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیانے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین وہ اگر آئے گا
دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائے گا

نامہ بر کوچۂ جانان سے نہ پھر آئے گا
چھاؤنی دلکو یقین ہے یہ وہین چھائیگا

دشتِ غربت مین اگر کوئی نہین ہے ہمدم
دستِ ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا

جو نسویا شب فرقت مین کبھی جیتے جی
لیٹ کر قبر مین بھی پانون نہ پھیلائیگا

قتل بیجرم کا اپنے نہین کچھ خوف مجھے
ہان یہ ڈر ہے کہ وہ سمجھے گا تو شرمائیگا

آشنا بحرِ سخن سے نہین وہ طفل ابھی
تہ کو پہونچے گا تو بالا مجھے بتلائے گا

وعدہ ساقی نے کیا ہے تو پلائے گا شراب
وہ مرے خون کی جھوٹے نہ قسم کھائیگا

لن ترانی سے یہ ثابت ہے کہ وہ برق جمال
ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائے گا

ناصح آتا ہے اگر پاس مرے آنے دو
جو د سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائیگا

حشر تک راہ پہ آئیگا نہ وہ شاہ سوار
گھوڑے کاغذ کے کہان تک کوئی دوڑائیگا

جہد ای پیر و جوان چاہیے تمکو پئے رزق
طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوے پائیگا

ہون وہ پیاسا نہ ملیگا مجھے پانی لب نہر
ہر حباب لب جو آنکھ چرا جائے گا

دلکو رہتی ہے حسینون ہی کی ہر وقت تلاش
جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائے گا

کفِ افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت
طائرِ رنگِ حنا ہاتھ سے اڑ جائیگا

۵۷

واسطی یار سے پوچھو دمِ رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیرے پھندے سے نکلنا نہین ممکن میرا
شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا

روز کہتے ہو کہ مین قصدِ سفر رکھتا ہون
کوچ ہو جائے گا دنیا سے کسی دن میرا

روح و قالب کیطرح ساتھ ہے میرا تیرا
بے مرے تیرا گذارا ہے نہ تجھ بن میرا

نور بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ نے
سنگِ تربت ہر جگہ چھد چھد کے جالی ہو گیا

جھولیاں بھر بھر کے لاتا ہی زرِ گل باغ سے
فصلِ گل آتے ہی مالا مال مالی ہو گیا

ہوں وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین
ہاں یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہو گیا

معرکہ مین عشق کے ٹھہرا نہ غیروں کا قدم
اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہو گیا

شعر مین موزون کیا جبسے لبِ شیرین کا وصف
شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہو گیا

فرقتِ محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین
جسم بجنس مثلِ تصویرِ نہالی ہو گیا

ہی جو یہ زیبِ کمر بارِ کمر ہو جائیگا
جسگھڑی اُسکا تپنچہ ہم پہ خالی ہو گیا

راتدن لب پر نہین اُسکے بجز ذکرِ شراب
کیا بلا واعظ بھی رندِ لاابالی ہو گیا

نقش ہی ازبسکہ دل مین اُس مس کا ملکی شکل
مجھکو بھی اب دعوئ صاحب کمالی ہو گیا

واسطی بیقدر ہی رنگِ طلائی کے حضور
طشتِ زرینِ فلک پیتل کی تھالی ہو گیا

۵۵

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا
سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی مہمان غنیمت ہی وصال
کہو بلبل سے کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اُسکی کمر کا سمجھے
دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئے جس سے
دل نہ نکلے گا ترے چاہِ ذقن سے جانا

ہم فقیروں کو کبھی خلعتِ شاہی جو ملا
بدتر اُسکو کہین مردے کے کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کے حوادث سے بہت
جلد ٹھہرے کہین اس دارِ محن سے جانا

ٹھہر لے روح ذرا تو ابھی جلدی کیا ہے
یار آلے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بعد ہونٹھون کے تصور ترے گیسو کا بندھا
کشورِ چین مین ہوا راہ یمن سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین ایک جگہ اُنکو قرار
گردشِ چشم غزالانِ ختن سے جانا

صلۂ شعر امیروں سے گوارا نہ ہوا
زر کو بہتر نہ کبھی نقدِ سخن سے جانا

آمد آمد تیرے دیوانے کی صحرا سے جو ہی
در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کوے یار مین مین خاکسار
بُرج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خط سبز نکلا اُس رُخِ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہوگیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شب وصل ای موذن ہو خموش
کم نہین تلوار سے نعرہ تری تکبیر کا

خاک پاے یار مجکو کیمیا سے کم نہین
پھاڑ کر پھینکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند
چاہِ بابل سے یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نے کیا سارے زمانے کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین ترے یاقوت کا تکمہ نہین
جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خطِ مصحفِ رخسار یار
مین تو حافظ ہوگیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتے ہین کرتے ہین اُسکو آپ قتل
قامت پر خم مین عالم ہی خمِ شمشیر کا

چھپکے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہی وہ ترک
بے نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

اے پریرو تیرا دیوانہ ہی کیا آتش قدم
قید مین بریان ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اُس گل رخسار کا بلبل ہون ای بہزاد مین
رنگ گل چاہیے کھینچا مری تصویر کا

۵۴

ہی تصور دل مین اُس چہرے کا جب سے واسطی
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا

نور سے بے سایہ جسکا جسمِ عالی ہوگیا
آپ وہ اپنا گواہ بے مثالی ہوگا

ہون وہ میکش نکہت گل سے ہوا مستِ شراب
گل مجھے جام شراب پرتگالی ہوگیا

آگیا ابروے جانان کا جو لکھنے مین خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہوگیا

ہون وہ گریان آنسوؤن کا مینھ کبھی تھمتا نہین
آنکھ کا پردہ سحاب برشگالی ہوگیا

خون کے چھینٹوں سے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کا نعل شالی ہوگیا

پھاڑ کھایا گھر نے میرے مجکو ہجر یار مین
صورتِ شہنیستان شیر قالی ہوگیا

بُت پوجنے کا آنکھ کو ایسا مزا پڑا
تار نظر کو رشتۂ زنار کر دیا

دیکھا تنگاف در سے جو آئینہ سادہ رُخ
حیرت نے مجکو پشت بہ دیوار کر دیا

رو نیسے او یار کے دلمین پڑی گرہ
اشکون نے اسکو عقدۂ دشوار کر دیا

اُلفت مین تاک جھانک کا لپکا یہ پڑ گیا
آنکھون کو نذر روزنِ دیوار کر دیا

کچھ بڑھ چلا تھا اُس رُخِ پر نور سے ضرور
داغی کلف نے ماہ کا رخسار کر دیا

شانہ ہلا کے عاشقِ نالان کا قبر مین
فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کر دیا

دل کا مکان کلفت تھا سو تیر آہ نے
در توڑ کر عجیب ہوادار کر دیا

کہتا ہی یار اس تنِ لاغر کو دیکھ کر
کیا اُلفتِ کمر نے اسے زار کر دیا

اُس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو چرخ نے
بے برگ کر دیا اُسے بے بار کر دیا

کیا کہیے حالِ دل کہ حسینونکے دھیان نے
ایسے مکان کو توڑ کے بازار کر دیا

کہتے ہین دیکھکر وہ رُخِ زرد دہر کا
اچھا مسیح نے اسے بیمار کر دیا

صانع نے حسن و عشق کو عالم مین کیے خلق
مجبور ہمکو آپ کو مختار کر دیا

اِک برہمن بچے کی محبت نے زاہدا
زنار کو گلے مین مرے ہار کر دیا

۵۳

دل مین خیال کر کے اُن آنکھون کا واسطی
کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کر دیا

توڑا ہی اُس ترک کے موے قرہ مین تیر کا
کاٹ ہی اُس ابروے خمدار مین شمشیر کا

دھیان ہی راتون کو گیسوے بُتِ بے پیر کا
پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا

بام پر اپنے بلا لیتا ہی وہ رشکِ قمر
اوج پہ ہی آج کل اختر مری تقدیر کا

ابر رحمت بے مے و ساقی ہی زحمت جانکو
کاٹ ہی موجِ نسیمِ صبح مین شمشیر کا

گردنِ مینا و موجِ مے کا ادنیٰ ہی یہ وصف
تیغ وہ بہرِ جوان ہی یہ عصا ہی پیر کا

کیا مٹائے داغ عشقِ زلف دل سیرہ بخت
یہ تو دھبا ہی مدادِ خامۂ تقدیر کا

۵۱

کھا چکے ہین وہ نہ آنے کی قسم
واسطون سے واسطی ہوتا ہی کیا

کون آئینۂ رخسار کا حیران نہ ہوا　　حال کسکا غمِ گیسو مین پریشان نہ ہوا
جب ہمین شوق تماشاے گلستان نہوا　　فائدہ کیا جو درِ باغ پہ دربان نہوا
شکر صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا　　سر پر اے خنجرِ قاتل ترا احسان نہ ہوا
آرزو دل کی رہی دل مین ہمارے ساقی　　مے میسر ہوئی جس روز کہ باران نہ ہوا
شب تاریک سے بدتر نظر آئی شبِ ماہ　　میری آغوش مین جب وہ مہ تابان نہ ہوا
ہون وہ غمگین کہ رہی مجکو خوشی سے نفرت　　زعفران زار کو بھی دیکھ کے خندان نہ ہوا
ضعف سے دلمین رہا ولولۂ جوش جنون　　کبھی ہاتھون سے مرے چاک گریبان نہ ہوا
پردۂ ابر مین خورشید کوئی چھپتا ہی　　داغ سینہ کا کسی طرح سے پنہان نہ ہوا
داغ کھا کھا کے ترے رشک سے اے سروِ سہی　　کونسا سروِ چمن سروِ چراغان نہ ہوا
کب اعانت کے وہ طالب ہین جو ہین دیدۂ دل　　کبھی محتاج حنا پنجۂ مرجان نہ ہوا
دیتے ہین مصحفِ عارض کا جو بوسہ وہ مجھے　　گبر کہتا ہی مین افسوس مسلمان نہ ہوا
کب ہوئی شام کہ چمکے نہ مرے داغ جگر　　کب ہوئی صبح کہ مین چاک گریبان نہ ہوا
کہین کس منھ سے کہ اُس ترک کے بسمل ہین ہم　　زخم تیغ نگہ ناز نمایان نہ ہوا ؛؛
ہوگئے پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رُخ　　صبح پیدا ہوئی پر مہرِ درخشان نہوا
موت ہی آئی نہ یار آیا شبِ فرقت مین　　بیکسی مین کوئی احوال کا پرسان نہوا

۵۲

واسطی واہ ری جمعیتِ خاطر پسِ مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہوا

دکھلائے تو نے گل خواب مین بیدار کردیا　　غافل تھا مجکو آپنے ہشیار کردیا
غازے نے رنگ کو غیرتِ گلزار کردیا　　مسی نے لعل لب کو دھوان دھار کردیا

صورت دکھائے خاک وہ آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سدِّ سکندر بنا دیا

ہمنے علوے فکر سے مستی مین ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

سینے مین اشرفی سے ہر اکداغ کم نہین
اے سوزِ عشق تونے تونگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئینہ رویونسے صحبتین
میرے خدا نے تجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے مین نے جو رویا فراق مین
موے مژہ کو رشتۂ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تپِ خارِ عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلک نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروسِ فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قدِ یار کا خیال
میدانِ دل کو عرصۂ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نے پاؤن مین چکر بنا دیا

اک حور وش کی یاد مین روئے ہم اسقدر
آنکھون کو اپنی چشمۂ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین اہلِ عشاق کے لیے
عقرب مژہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

دیکھا جو اسکو شوق کتابت تو واسطی
ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا

۵۰

جاگ آنکھین کھولدے سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہی اے دل ابھی
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہی کیا

چشم کے چشمہ سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہی کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکی
چونک اے غافل پڑا سوتا ہی کیا

عشق مین ظاہر ہی حال کوہکن
لاکھ محنت کیجیے ہوتا ہی کیا

مار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بس بوتا ہی کیا

قافلہ راہی ہی صبح کوچ ہے
جاگ غافل بے خبر سوتا ہی کیا

شیشۂ مے سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لے لیکے تو روتا ہی کیا

کام آئی جنون مین عریانی / خار اُلجھتے جو پیرہن ہوتا
صدمۂ ہجر اور ہم اے چرخ / باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا
بو جو تیری صبا اُڑا لاتی / دل شگفتہ چمن چمن ہوتا
مہندی ملکر اگر وہ گل آتا / اور ہی رنگ انجمن ہوتا
دور ہوتی دوئی جو وحدت سے / شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا
تابِ رفتار کسکو ضعف سے تھی / بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا
اُسنے ملبوس جو اُتارا تھا / کاش میرا وہی کفن ہوتا

۴۸
واسطی کیون کنوین مین گرتے ہم
گر نہ عشق چہِ ذقن ہوتا

بلا سے کیا ڈرے دل تیرے شیدائے جفاکش کا / نہین ہی ماہی بے آب کو کچھ خوف آتش کا
لکین جب سے ہوا اسمین تصور اک پریوش کا / دلِ پر داغ پر عالم ہی ایوانِ منقش کا
بجائے مہ عطا کی ہی فلک سیر آج ساقی نے / دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندان میکش کا
نفس کی آمد و شد سے ہی ہجر یار مین ایذا / گمان ہو کسطرح دلکو نہ آرے کی کشاکش کا
تجلیِ رُخِ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہی / کلیم اللہ پہ یان حال طاری ہوگیا غش کا
سلیمان ناز بردار ہی کا جسکے فخر کرتے ہین / بحمد اللہ دیوانہ ہون مین ایسی پریوش کا
ملک مرتے ہین حورین غش ہین پریان جان دیتی ہین / عجب فتنہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

۴۹
مقولہ عشق مین لے واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علمِ نحو مین ہی قولِ اخفش کا

وحشت نے مجکو چرخ کا ہمسر بنا دیا / سینے مین داغ پاؤن مین چکر بنا دیا
آہین ہزار کین نہ پسیجا کسی طرح / اُس بت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا
احسان کاسہ گر نے کیا مجھپہ بعد مرگ / ساقی کو میری خاک سے ساغر بنا دیا

خالی نہین جہان مین کوئی مکر و زور سے
عالم تمام عالمِ نیرنگ ہو گیا

ایسا رقیب تیرہ درون ہی کہ وقت سیر
سرخہ سوار ہوتے ہی شبرنگ ہو گیا

مضمون رنگ رنگ کے باندھے جو طبع نے
طیار کارخانۂ ارژنگ ہو گیا

خورشید روے یار اسے آتا نہین نظر
مرغِ نگاہ مرغِ شب آہنگ ہو گیا

۴۶
یوسف لقا سے اپنے جدا ہوکے واسطی
پیراہنِ حیات سے مین تنگ ہو گیا

گلا کیون ہجر مین اُسکا نہ کرتا
مثل سچ ہی کہ مرتا کیا نہ کرتا

اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا
کبھی یون حشر مین برپا نہ کرتا

زمینین ناپتا ملکو نمین پھرتا
نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا

تمنائین ہزارون عمر تھوڑی
جہان مین کیا مین کرتا کیا نکرتا

اُٹھاتا بار اُلفت کون سر پر
اگر مجکو خدا پیدا نہ کرتا

جو پاتا قابلِ دیدار آنکھین
کبھی عاشق سے وہ پردا نکرتا

کیے ہین دوست نے وہ ظلم مجھپر
کوئی دشمن کبھی ایسا نہ کرتا

کہا اچھا مجھے دشمن ہوے غیر
برا کہتا جو وہ اچھا نہ کرتا

مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم
جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا

نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار
جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا

جو کرتا قتل وہ تیغ ادا سے
کبھی مین خون کا دعوی نکرتا

نہ کرتے تم اگر غیرون سے شکوا
کبھی مین آپکا شکوا نہ کرتا

۴۷
نہوتا واسطی گر عشق پنہان
تو یون سینے مین دل دھڑکا نکرتا

ہمسے کیونکر وہ ہم سخن ہوتا
بات کرتا اگر دہن ہوتا

گرد باگرمی وحشت نے جو پانی پانی
طوق گردن مین مرے حلقۂ گرداب ہوا

بیگنا ہونکے گلے کٹتے ہین ہر دم اے ترک
کوچہ تیرا نہوا مسلخ قصاب ہوا

اہل دولت سے نرکھو فیض کی امید کبھی
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرط ظلمت سے شب ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا کرمک شب تاب ہوا

اپنے نظارے سے محروم ہی وہ بھی مری طرح
آئنہ گرمی عارض کے سبب آب ہوا

گومتی مین ہوے شامل جو مرے چار آنسو
لکھنؤ فیض قدم سے مرے پنجاب ہوا

تیری فرقت مین کسے چین ہی اے قلزم حسن
جو ہوا تجھسے جدا ماہی بے آب ہوا

ساقیا مجکو کہان گردش قسمت سے نجات
جام آیا جو مرے ہاتھ مین گرداب ہوا

کسکے دانتون کا دم گریہ تصور آیا
جو گرا آنکھ سے آنسو دُر نایاب ہوا

اسطرف حج کے لیے ہند سے راہی ہوے ہم
واسطی کعبہ نشینون کو اُدھر خواب ہوا

۴۵

اُس بت کی دوستی مین نیا رنگ ہوگیا
کھینچین یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتے ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکی نگاہ اُسپہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیواسطے کس تیغ میان مین
عالم تو دو ہی ہاتھون مین چورنگ ہوگیا

تولا جو تیرے حسن کو میزان عقل مین
جلوہ نہال طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگلاخ ہی
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خط سبز کا اسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدح بنگ ہوگیا

پہلو مین دل کا اب مجھے ملتا نہین پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بت ہی تو ارادہ کیا جب نہان کا
میلا سا ایک جمع لب گنگ ہوگیا

تا صبح ہمسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گھر اپنے حق مین معرکۂ جنگ ہوگیا

فصل بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغر مے گلرنگ ہوگیا

جینے سے ہین ہم تنگ شبِ ہجر مین اموت
آتی ہی تو جلد آ یہ بہانا نہین اچھا

دل دیکھنے والونکے ہوے جاتے ہین پامال
انکھیلیونکی چال سے آنا نہین اچھا

۴۳
اے واسطی الفت ہی غضب لمین تونکے
کعبہ کو صنم خانہ بنانا نہین اچھا

پانون پہ قاتل کے جب سر رکھدیا
اُسنے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا

کیا عزیزون کو خلش تھی بعد مرگ
کیون مرے سینہ پہ پتھر رکھدیا

در تلک آنے نہین دیتا ہے مجھے
کس نے دربان اُسکو نوکر رکھدیا

ہاتھ سینے پر مرے رکھا نہین
اُسنے پھاہا داغ دل پر رکھدیا

ہین ابھی باقی ہزارون کشتنی
ہاتھ سے کیون تمنے خنجر رکھدیا

آنکھ سے پیدا ہوا جب طفلِ اشک
نام اُسکا ہمنے گوہر رکھدیا

اختلاط غیر کے انکار پر
ہاتھ اُسنے میرے سر پر رکھدیا

مجھ تلک پہونچا جو دورہ بزم مین
ہاتھ سے ساقی نے ساغر رکھدیا

خوفِ عصیان کیا کہ یارون نے مرے
قبر مین صرہ برابر رکھدیا

جب فرشتون سے نہ اُٹھا بار عشق
آدمِ خاکی کے سر پر رکھدیا

قتل کو قاتل نے جب تکلیف کی
ہمنے بھی سر زیر خنجر رکھدیا

۴۴
واسطی دیکھے جو عصیان بیحساب
حاکمِ محشر نے دفتر رکھدیا

سوزِ دل سے یہ ترے ہجر مین بیتاب ہوا
کہ مرا طائرِ دل طائرِ سیماب ہوا

ذرہ افشان کا اُس ابرو کے تلے جب چمکا
نورِ قندیل نمایان تہِ محراب ہوا

دوستون ہی مین ہوئی عمر بسر آجتلک
ہم وہان پہونچے جہان مجمع احباب ہوا

نظر آتی ہی اُس خاک نشین پر اُسکی
ذرہ ہم مرتبۂ مہر جہانتاب ہوا

خامشی مین بھی اُسکا نام لیا ہمنے دل سے زبان کا کام لیا

راتدن پی شراب عشق مگر کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا

وعظ واعظ کی ہمنے کب نہ سُنی مول یہ دردِ سر مدام لیا

دھیان مین رُخ کے شاہ روم ہوئی یاد کی زلف ملکِ شام لیا

ایک ہم کیا وہ نام جسنے سُنا دونون ہاتھون سے دلکو تھام لیا

کیا خزان نے کیا گلونکو تباہ خونِ بلبل کا انتقام لیا

کیون نہ دونمین رُخ رقیب کو داغ بوسۂ روے لالہ فام لیا

یادِ ابرو مین آنکی موت آئی دم نہ ہمنے تہ حسام لیا

ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اُسنے تیغ کی باڑھ پر سلام لیا

واسطی واہ کیا علیؑ کا ہی نام
جسنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

۴۲

ہر ایک کے گھر آپکا جانا نہین اچھا پچتاؤ گے دیکھو یہ زمانا نہین اچھا

چلمن سے ترا آنکھ لڑانا نہین اچھا در پردہ غریبونکو ستانا نہین اچھا

آئے ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ تیوری تو خفا ہو کے چڑھانا نہین اچھا

اے دیدۂ تر روک لے اشکونکو کبھی تو ہر روز یہ طوفان اُٹھانا نہین اچھا

تا وقتِ سحر دیکھ کہ جلجائے گی تو بھی پروانون کو ای شمع جلانا نہین اچھا

کاندھا مری تابوت کو دیتے ہو عبث تم نازک ہو بہت بوجھ اُٹھانا نہین اچھا

ڈرتا ہون نہ گھٹ جائے کہین قدر تمھاری بازاریون سے ربط بڑھانا نہین اچھا

دل نذر کرون نرگس جانانکو مین کیونکر بیمار کو آئینہ دکھانا نہین اچھا

ہو جائے کہین فاش محبت کا نہ پردہ اے دیدۂ تر اشک بہانا نہین اچھا

گھڑیالیے ہی صبح شب وصل ابھی دیر بے وقت گجر کا یہ بجانا نہین اچھا

پتھر سے نہ آسیب خزان سے نہ اذیت	کیا سرو نے پایا ہی ثمر بے ثمری کا
جیتا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ	مشتاق تھا مین دیر سے اس خوشخبری کا
ہے جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سے	موباف نہین ہی تری چوٹی مین زری کا
مدحت ترے توسن کی بیان ہو نہین سکتی	طاؤس کا جلوہ ہی چلن کبک دری کا
ہوتی ہی نہین صبح کبھی شام جدائی	اُلٹا ہی اثر میری دعاے سحری کا
ہی مثل نگین شرط جگرکادی محنت	عالم مین ارادہ ہی اگر ناموری کا
پھولے وہ سماتے نہین جامے مین خوشی سے	بازو پہ جوا کا ہی عقیق شجری کا
گر لال یہی اُسکے لب لعل کا ہی نام	ہی حسن خط سبز مین بھی سبز پری کا
بدتر ہین کہین بے ہنرون سے بھی ہنرور	اس عہد مین کچھ عیب نہین بے ہنری کا
دم گھٹتا ہی اپنا قفس تنگ مین یارب	جھونکا کوئی آجاے نسیم سحری کا
کس کام کے ہین گوش گل و دیدۂ نرگس	کوڑی کا اسے ہی اسے آزار کری کا
خط لکھ کے جو قاصد نملا ہمکو کئی دن	عاجز ہوے خود قصد کیا نامہ بری کا

۱۴
کیا ترک ہواے واسطی اُس ترک کی اُلفت
مُنھ کوئی دمِ تیغ سے مڑتا ہی جری کا

ملک استغنا ملا جنگل کو مین راہی ہوا	داغ سودا سر پہ میرے افسر شاہی ہوا
عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک	ہالۂ مہتاب گردون پر پرِ ماہی ہوا
تو وہ شاہ حسن ہی فیض تصور سے ترے	داغ جو سینہ پہ کھایا سکۂ شاہی ہوا
گنج جو پایا اُڑایا دم مین اُسکو اے صنم	کارخانہ تیرے درویشون کا اللّٰہی ہوا
زرد کیون کرنے نہ انسانکو تری مژگان کا عشق	تنکے چنکر رنگ روے کہربا کاہی ہوا
نام چاہے عشق مین تو نقش ہستی کو مٹا	کوہکن مشہور عالم کہکے جانکاہی ہوا
واسطی سب پہ ہی ظاہر قوت ایمان مری	بہرہ یاب بیعت دست ید اللّٰہی ہوا

ای پیر مغان ہوگی نہ اک جام سے سیری	خم کیون مجھے تو منھ سے لگانے نہین دیتا
برباد حباب لب جو سبزہ ہی پامال	سر ایک کو بھی چرخ اُٹھانے نہین دیتا

۳۹

منظور نظر واسطی اُنکو تو ہی پرسش
یان دردِ گلو حال سُنانے نہین دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا	مشتاق اگر ہون تو تری جلوہ گری کا
کیا ذکر ترے خال کی ہو جلوہ گری کا	صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا
صیاد کے دربار مین اب ہوگی رسائی	ہاتھ آیا وسیلہ مجھے بے بال و پری کا
ہر مرتبہ لاتی ہی شمیم اُس گل تر کے	کیا شکر ہو احسان نسیم سحری کا
یا جنبش مژگان سے اُٹھا کرتے تھے طوفان	یا نام نہین ہی مری آنکھو مین تری کا
کیا کوئی نکل جائے ترے کوچے مین آکر	جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہگذری کا
نقش کفِ پا کا جو بچھاتا ہی نیا جال	منظور شکار اُسکو ہی کیا کبک دری کا
طولِ شبِ فرقت سے عبادت بھی ہی ساقط	آتا ہی نہین وقت نمازِ سحری کا
ناحق ترے بیمار کے ہین گرد یہ ستارے	کیا ساتھ کوئی دیگا عدم کے سفری کا
ابرو کے تصور سے مرے دلکو ہی طاقت	جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جری کا
اورون کو مبارک رہے امید ترحم	ہمکو تو مزہ ہی تری بیدادگری کا
بیمار ہون اُلفت مین جو اک رشک پری کا	سب کہتے ہین مجکو اسے سایہ ہی پری کا
تشبیہ رگِ گل سے جو دون مین تو بجا ہی	مضمون ہی نازک تری نازک کمری کا

۴۰

ای واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نے دیا جام مئے بے خبری کا

سائل ہی جو دریا مری آنکھو نسے تری کا	گرداب نہین کاسہ ہی دریوزہ گری کا
اتنا بھی نہ کر حسنِ جوانی پہ تکبر	ای یار یہ جھونکا ہی نسیم سحری کا

اپنے ہاتھونسے ہم بلا مین پڑے
اچھا نکلنا تاکنا ضرور نہ تھا

جوشِ مستی مین اپنے ہاتھونسے
کون خم تھا جو چور چور نہ تھا

ملتی کیا جرمِ میکشی کی سزا
ورد کسدن ہو الغفور نہ تھا

حورِ طلعت کو کیون پری کہتے
عقل مین اپنی کچھ فتور نہ تھا

مے پلاتا جو ہمکو پیرِ مغان
کچھ مروت سے اُسکی دور نہ تھا

فہمِ ناقص سے ہم غلط سمجھے
ناز تھا یار کا غرور نہ تھا

باغِ ہستی کو غور سے دیکھا
کون گل یان چراغِ طور نہ تھا

گور پر فاتحہ کو تو آتے
کچھ ہمارا مکان دور نہ تھا

۳۸
خم مین بیٹھا جو مجھسے افلاطون
واسطی کیا وہ ذی شعور نہ تھا

نہ چاہِ زنخدان کو لگانے نہین دیتا
وہ دل کی لگی مجکو بجھانے نہین دیتا

دربانسے جو اُس در پہ مجھے ملتی ہے رخصت
کمبخت ادب پانون بڑھانے نہین دیتا

کیا آنکھ اُٹھا کر مین لبِ بام اُسے دیکھون
ضعفِ گریہ بانسے اُٹھنے نہین دیتا

صیاد اسیرانِ قفس سے ہے یہ غافل
آکر کبھی دو چار بھی دانے نہین دیتا

کیون ضعف مرے دل کا ہو مجکو غنیمت
نالے کو بھی لب تک آنے نہین دیتا

کیا عید کے دن اُس سے گلے ملنے کی اُمید
دامن کو بھی جو ہاتھ لگانے نہین دیتا

معلوم نہین اُسکو کہان کی ہے عداوت
دربان مجھے اُس بزم مین جانے نہین دیتا

کوڑی نہین دیتا ہے جو ہوتا ہے نہ دینا
دیتا ہے تو کسکو وہ خزانے نہین دیتا

گردونکو یہ ہے فکر مری گرسنگی کی
دل داغ بھی کھاتا ہے تو کھانے نہین دیتا

کیا دردِ دل اپنا کہے معشوق سے عاشق
بیمار کو غش ہوش مین آنے نہین دیتا

اُس گل کو عداوت ہے یہ مجھسے کہ صبا کو
دو پھول بھی تربت پہ چڑھانے نہین دیتا

روتے روتے آخر آنکھون کا ضرر ہو جائیگا اُڑکے عنقا طائر نورِ نظر ہو جائے گا

ہی یقین راہ مین گم نامہ بر ہو جائیگا درج نامے مین جو مضمونِ کمر ہو جائیگا

آگیا گر جوشِ بیابانی پہ وہ غنچہ ساد ہن مثلِ گل صد چاک بلبل کا جگر ہو جائیگا

یا الٰہی مجھ تلک آئے نہ واعظ کا قدم اُسکی بک بک سے تو مجکو دردِ سر ہو جائیگا

یہ یقین ہوتا ہی مجکو اپنی اشک و آہ سے برق یہ بنجائیگی وہ ابرِ تر ہو جائے گا

ہی ترقی پر جو یون ہی حسنِ روز افزونِ یار روے روشن غیرتِ شمس و قمر ہو جائیگا

الفتِ رنگِ طلائی مین جو مر جاؤنگا مین گنبد مدفن یقین ہی کوہ زر ہو جائے گا

بام پر جب سیر کو آئیگا وہ رشکِ قمر ماہ کا مثلِ کتان ٹکڑے جگر ہو جائیگا

نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یار پر کاتبِ اعمال اپنا نامہ بر ہو جائے گا

تیغ باندھی ہی اگر قاتل کمر بل کھائے گی دوشِ نازک پر گران بارِ سپر ہو جائیگا

یادِ رُخ مین زخمِ دل پر ہم جو چھڑکینگے نمک مرہمِ کافور کا اُسمین اثر ہو جائیگا

اُسکے کوچے مین چلینگے جب تری کی راہ سے قافلہ موجون کا اپنا ہمسفر ہو جائیگا

کسقدر نامِ خدا وہ ترک ہی شیرین ادا ہاتھ مین نیزہ جو لے گا نیشکر ہو جائے گا

غیر ممکن ہی کہ ہو فرقت مین اندیشے نجات دردِ دل ٹھہرا اگر دردِ جگر ہو جائے گا

آرزوے دل مطول سے نہوگی مختصر زیست کا قصہ بھی اکدن مختصر ہو جائیگا

ہین سبکرو واسطی راہِ عدم کا خوف کیا
اول منزل یہان آخر سفر ہو جائے گا

۳۷

کوئی تدبیر مین قصور نہ تھا وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشمِ اہلِ جہان مین نور نہ تھا ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہی پاس آتے تو تمسے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا تیرے چہرے کا ہمین نور نہ تھا

دعویٰ کبھی نہ اُس رُخِ روشن سے چل سکا
مہتاب کو کلنگ کا ٹیکا لگا رہا مگر

آشوبِ چشمِ یار کا شاید خیال تھا
تا دیر ہمکو نزع مین کھٹکا لگا رہا

۳۵

مہمان وہ میرے گھر رہی شب بھر تو واسطی
در پر مگر سواری کا اکا لگا رہا مگر

وحی سان حاصل جوابِ خط اگر ہو جائیگا
پر لگا کر مرغِ سدرہ نامہ بر ہو جائیگا

چشمِ تر مین روے جانان جلوہ گر ہو جائیگا
مہر کا اس برجِ آبی مین گذر ہو جائیگا

خط تو اُس گل کو لکھا قاصد نہین ہی تو نہو
طائرِ رنگِ پریدہ نامہ بر ہو جائیگا

دل جو روشن ہی تو کرلے نیک بد مین خود تمیز
ظاہر اس شیشہ مین سب عیب و ہنر ہو جائیگا

نخل کے سائے مین بیٹھو نگا جو مین تفتہ جگر
ہر ثمر اخگر ہر اک غنچہ شرر ہو جائیگا

زنگ رنجش کھولیگا آئینۂ دل سے ترے
خاکساری مین ہماری یہ اثر ہو جائیگا

وہ جو اپنے چہرۂ روشن سے اُلٹے گا نقاب
ابر مین شرملکے پوشیدہ قمر ہو جائیگا

منزلِ ہستی مین غافل ہوشیاری شرط ہی
دفعتہً اک روز اس جا سے سفر ہو جائیگا

خواب مین بوسہ ترے سیبِ زنخدان کا ملا
کیا خبر تھی نخلِ حرمان بارور ہو جائیگا

طفلی جانان کریگی جلوہ گر حسنِ شباب
بڑھتے بڑھتے ماہِ نو آخر قمر ہو جائیگا

مار رکھے گی ہمین یادِ لبِ شیرین یار
قند مین زہرِ ہلاہل کا اثر ہو جائیگا

لائیگی مجھ تک جو اُس گیسوے مشکین کی شمیم
کیا ترا نقصان لے بادِ سحر ہو جائیگا

جمع مال و زر سے کیا ای منعمو تم پاؤ گے
مثلِ قارون ایکدن یہ بارِ سر ہو جائیگا

خط مین ہم لکھتے نہ اُس دستِ حنائی کی صفت
گر خبر ہوتی کہ خونِ نامہ بر ہو جائیگا

داغِ دل چمکے گا اُسکا روے تابان دیکھکر
پرتوِ خورشید سے روشن قمر ہو جائیگا

۳۶

ہو نہ سرگردان تلاشِ رزق مین ای واسطی
ورنہ مثلِ آسیا دوران سر ہو جائیگا

جامہ زیبی پہ ترے دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن پہ گریبان کسکا

کون اُس سروِ چراغان کا نہین ہی عاشق
جسم داغون سے نہین سروِ چراغان کسکا

مثلِ گل ہین جو شگفتہ دلِ مرغانِ چمن
قصد ہی آج پہ سیرِ گلستان کس کا

نظر آتا ہی قمر مین جو کلف کا دھبا
دل پہ رکھتا ہی یہ داغِ غمِ ہجران کسکا

بلبلین کرتی ہین نالے نہین پھولونکو خبر
کون اس گلشنِ عالم مین ہی پرسان کسکا

اپنی بک بک سے رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کس کا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کہتا ہی
کون اس خانۂ خالی مین ہو مہمان کسکا

خود گلا کاٹ کے مر جاتے ہین عشاق ترے
کسکی گردن پہ یہان ہوتا ہی احسان کسکا

اسمِ اعظم جو کرے کندہ نگین دل پہ
خوب سمجھے کہ ہی پھر ملکِ سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی جو ضیا بخشِ جہان
ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہتے ہین کسے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اُٹھکے دیکھا تھا الٰہی رخِ خندان کسکا

دور سے مصحفِ رخسار دکھا دے کیا دخل
پاس کرتا ہی وہ غارتگرِ ایمان کس کا

۳۴

واسطی قبر ہی طیار تو موجود کفن
قصد ہی آج سوے گورِ غریبان کسکا

جبتک جیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

اے مہر وش کہان تھے کہ آئے نہ رات بھر
دل تا طلوعِ صبح ہمارا لگا رہا

اے چشمِ اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا
دامانِ دل مین داغ کا دھبا لگا رہا

بچکر چلا تھا اُسکی نگہ سے غزالِ دشت
وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ تسمہ لگا رہا

گلزارِ دہر مین صفتِ نخلِ باردار
تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روزِ ازل سے مجمعِ احباب کے سبب
ہر روز میری قبر پہ میلا لگا رہا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر / اُٹھے گا بوجھ تمسے نہ پھولونکے ہار کا
غش آیا دیکھکر تری کاکل اب آئے ہوش / ہو نخلخہ جو نکہتِ مشکِ تتار کا
قربان ہی نثار ہی اُس شہسوار پر / اُٹھتا ہی گرد باد جو اپنے غبار کا
واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتونکو مین / جلوہ ہی انمین قدرتِ پروردگار کا
کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن / رنگ اور ہو گیا چمن روزگار کا
دشتِ جنون مین کیون نہ پھرین ہم پیادہ پا / چھالونکو ہی مزہ خلشِ نوکِ خار کا

۲۳

مرحب سرشتِ غیر جو ہی واسطی تو ہو / جوہر ہمارے خامہ مین ہی ذو الفقار کا

نہ آئے وہ ہمین ملنہ نگار ہی رکھا / شہیدِ تیغِ غمِ انتظار ہی رکھا
تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھ سے چین / طپش نے دلکی ہمین بیقرار ہی رکھا
کمر یہ زلف جو چھوٹی تو نبضین چھوٹ گئین / تری ادا نے تو ای شوخ مار ہی رکھا
کیئے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا / ہمین تو آپنے اُمیدوار ہی رکھا
خیال دزدِ اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ / بدن سے جامۂ ہستی اُتار ہی رکھا
بُرا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر / ہمین کسی نہ کسی پر نثار ہی رکھا
خیال زلفِ سیہ کی کرون شکایت کیا / کہ روز ایک بلا سے دوچار ہی رکھا
ہمیشہ تمنے دکھائے نئے نئے غمزے / دلِ غریب کو بے اختیار ہی رکھا
وہ مثلِ برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجکو / برنگِ ابر مجھے اشکبار ہی رکھا
دکھاکے چہرۂ گلرنگ اُسنے روزِ بہار / گلون کو دیدۂ بلبل مین خار ہی رکھا
کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھاکے جمال / پری نے جن مرے سر پر سوار ہی رکھا
غمِ خزان نے ندی فصلِ گل مین بھی فرصت / جگر کو لالہ صفت داغدار ہی رکھا
جو لوگ خاک تھے ای واسطی بنے اکسیر / ہمین زمانے نے مشتِ غبار ہی رکھا

کی ہی رقم جو خطِ رخِ یار کی ثنا | نامہ ہمارا قطعہ ہی خطِ غبار کا
دلکو ہمارے صدمۂ فرقت کا ہی مزہ | آنکھونکو اپنی ذائقہ ہی انتظار کا
چھلکے ہین بعد مرگ ترے مست کے نصیب | مرقد پہ شامیانہ ہی ابرِ بہار کا
نخوت کرین نہ کوکبِ اقبال پر امیر | اپنی نظر مین جلوہ ہی برق و شرار کا
جھوٹا ہی وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے | دل تو نہ توڑیے کسی اُمیدوار کا
لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے | سنتا ہون اُنکو شوق ہوا ہی شکار کا
کیا غم کرے جو دستِ جنون چاک پیرہن | لینگے حساب حشر مین ہم تار تار کا
سرگشتہ کسطرح نہ بیابانین مین رہون | مجنون ہون ایک لیلیِ محمل سوار کا
مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ | پڑتا ہی تن پہ اُڑکے جو ذرہ غبار کا

۳۲

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی
دستِ علی سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلو لحد ہی مردہ ہی دل تیرے زار کا | عالم ہی داغ سینے مین شمعِ مزار کا
ہی بسکہ رنج ہجر کسی گلعذار کا | داغوں سے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا
اشکو سنے ہی یہ حال مرے جسم زار کا | گویا کہ رشتہ ہی گہر آبدار کا
نرگس کی آنکھین ہمکو ملین باغِ دہر مین | دیکھا کبھی نہ ہمنے تماشا بہار کا
روشن رہے ہمیشہ الٰہی رخِ قمر | راتونکو ہی چراغ ہمارے مزار کا
دیکھینگے اُسکو خاک مکدر ہین جنکے دل | آنکھون پہ اُنکے رہتا ہی پردہ غبار کا
اہلِ جہان کرین جو ترشروئیان تو کیا | گھٹتا ہی کوئی رنگ گل اعتبار کا
آیا اُدھر سے دم مین اِدھر سے گذر گیا | جھونکا تھا کیا شراب نسیمِ بہار کا
ساقی رواں ہی یون ہی اگر کشتیِ شراب | بیڑا ہی پار آج ہر اک بادہ خوار کا
تھے آتشِ حسد سے جو محفوظ عمر بھر | جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

۳۰ — واسطی قبر مین سوتے ہی پڑے کیا غافل / صبح محشر ہی اُٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکش غم سے ندر تھا کہ نہ تھا / پھنس گیا دام محبت مین ضرر تھا کہ نہ تھا
کوے قاتل مین سبکبار مین جانا کیونکر / تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نہ تھا
سنگدل جور ترے مین نے اُٹھائے کیا کیا / کیون مرے سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا
کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا / درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا
دیکھ لیتے وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجکو / قتل عاشق اُنھین منظور نظر تھا کہ نہ تھا
ان بتون کا جو مرے دل مین تصور ہی تو ہو / واعظو کعبہ بتون کا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا
ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بہاتا دریا / غیرتِ ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا
جب سے بیٹھے ہین ترے کوچے مین ہم خانہ خراب / کچھ نہین یاد ہمارا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا
بے طلب گھر مین مرے آپ چلے آئے کہ تم / تمھین کہدو مرے نالو مین اثر تھا کہ نہ تھا
واہ کیا ہاتھ صفائی کا لگایا قاتل / نہین ثابت مرے تن پہ کبھی سر تھا کہ نہ تھا
تھی صدا میری ہی پردے سے جو آئی تھی صدا / کچھ نہ معلوم ہوا کوئی اُدھر تھا کہ نہ تھا
بات اُکھڑی ہوئی مین نے جو کہی ہو نہ خفا / دردِ دل دردِ گلو دردِ جگر تھا کہ نہ تھا

۳۱ — خود بخود آج مرے گھر وہ آئے کیونکر / واسطی جذب محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہی دل پہ تیر سا نالہ ہزار کا / شاید قریب آیا ہی موسم بہار کا
کیا کہیے ماجرا قطرۂ اشکبار کا / یہ بھی جواب ہی رگِ ابر بہار کا
تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایکدن / عالم اگر یہی ہی دلِ بیقرار کا
روزِ فراقِ یار تو مر مر کے کٹ گیا / صدمہ نہ اب اُٹھے گا شب انتظار کا
کہتا ہی جسکو مہرِ جہانتاب سب جہان / پروانہ ہی ہمارے چراغِ مزار کا

فلک تک جو پہونچے مری برقِ آہ
ابھی خرمنِ ماہ جل جائیگا

جو مضطر ہی ایسا تو سینے سے دل
اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا

نہوگا کبھی نقل سے کار حل
تری چال کیا کبک چل جائیگا

فقط ضبطِ گریہ کا ہی یہ سبب
کہ غم میرے دل سے نکل جائیگا

۲۹

نہ گھبرا غمِ ہجر سے واسطی
پڑا ہے اگر وقت ٹل جائیگا

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا
یوسفِ مصر دوبارہ سرِ بازار آیا

قدکشی پر جو کسی دن وہ طرحدار آیا
سروِ آزاد گلستان سے گرفتار آیا

کچھ نہ رحمت کے سوا حاکمِ محشر سے بنی
سامنے حشر مین جسدن مین گنہگار آیا

سمجھے ہم صبحِ شبِ وصل جو نکلا خورشید
سر پہ جلادِ اجل کھینچ کے تلوار آیا

مین بھی مسجد سے چلا توبہ مری ٹوٹ گئی
ابر کہسار سے جب جانبِ گلزار آیا

سوے صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہرِ شکار
پھینک کر تیرِ نگہ آہوون کو مار آیا

سالہا سال گیا بسکہ طبیبون نے علاج
تنگ جینے سے ترے عشق کا بیمار آیا

نبھ گئی زہد مین رندی کہ ہر اک صبح کو مین
ہوکے مسجد سے سوے خانۂ خمار آیا

شیشہ گر بند دکان کرتے ہین اطفال ہین جمع
تیرا دیوانہ مگر جانبِ بازار آیا

بوسہ زن کیون نہ لبِ زخم سے بسمل ہوتے
منہ تری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا

کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار
ایک ہی داؤ مین نقدِ دل و دین ہار آیا

اڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی چلی
بل پہ جسدم ترا طرۂ طرار آیا

سوزِ دل سے مرے ایسا مرا گھر جلتا ہی
بن گیا دھوپ جو سایہ پسِ دیوار آیا

کام کیا آئے جنون مین مری آتش قدمی
جل گیا پاؤن کے نیچے جو کوئی خار آیا

شوقِ دیدار نے بخشا یہ مجھے نورِ بصر
لاکھ پردون مین نظر یار کا رخسار آیا

سلسلۂ گیسوے محبوب سے یکسر رکھا   کب قدم خانۂ زنجیر سے باہر رکھا

آگیا بسکہ دم زیب تعلی پہ مزاج   آئنہ دار کا نام اُسنے سکندر رکھا

شکر صد شکر کہ افشا نہوے اپنے گناہ   رحمتِ خاص نے پردہ دم محشر رکھا

رُخ پر نور تمھارا ہی وہ ماشاء اللہ   جسنے مُہرے کی طرح مہر کو ششدر رکھا

ہجر کی رات نہ تھی موت وگرنہ ہمنے   تنگ ہو ہو کے نہ کب حلق پہ خنجر رکھا

ضعف نے حلقہ کیا گو کہ تن لاغر کو   بنکے خلخال ترے پاؤن پہ تو سر رکھا

تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین   پاؤن پردے سے کسی روز نہ باہر رکھا

دست بردار ہوے غیر سے کیونکر ہو یقین   ہاتھ چھوٹون بھی نہ تمنے کبھی سر پر رکھا

ہم فقیرون کو رہی شانِ امیری حاصل   عمر بھر فقر کی دولت نے تونگر رکھا

ضعف پر رحم عزیزونکو نہ آیا پس مرگ   دفن کرتے ہی مرے سینہ پہ پتھر رکھا

سارے احباب و اقارب تھے بھلے کے ساتھی   دم نکلتے ہی مجھے قبر کے اندر رکھا

جو فرشتونکے اُٹھائے نہ اُٹھا روز ازل   بارِ اُلفت وہ خدا نے مرے سر پر رکھا

دستِ ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا   روز گردش مین مجھے صورتِ ساغر رکھا

۲۸   واسطی نجد مین وہ اور بھرے شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا   حسینون کا نقشہ بدل جائیگا

زبان روکیے بد نہ کہیے مجھے   مرے منھ سے بھی کچھ نکل جائیگا

مریض آپکا رو بصحت تو ہی   سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

نچھیڑو زیادہ کہ پُر خون ہی دل   یہ لبریز شیشہ اُبل جائیگا

لگا لائینگے ہم اُسے گھر تلک   کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

محبت اُسکے گیسو سے ڈرتا ہی دل   نہین اژدہا جو نگل جائیگا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو اے گلچین
عدم کو دم ہی اسی دم روانہ بلبل کا

بنے جو مردے کی صورت سمجھ گیا صیاد
چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا

کمان موج صبا ہی تو شاخ گل ہی خدنگ
چمن مین بھی نہ بچیگا نشانہ بلبل کا

فسانہ آپ کا ہی قصۂ نزاکتِ گل
ہمارا قصۂ غم ہی فسانہ بلبل کا

بہار آتے ہی دیکھا قفس جو ای صیاد
ترا قصور ہی کیا آب و دانہ بلبل کا

خزان نے آکے کیا کیا چمن کو ویرانہ
مقامِ چغد ہوا آشیانہ بلبل کا

قفس کو دور نہ کر خوابگاہ سے صیاد
لگا کے کان ذرا سُن فسانہ بلبل کا

بھڑک کے آتش گل نے غضب کیا گلچین
کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

۲۶
جو وصف اُس گل عارض کا واسطی لکھون
صریرِ کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا ترے آتے ہی ڈھنگ پھولون کا
چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولون کا

صلہ مین زر تجھے ای گلفروش دیگا وہ گل
بنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا

سُنا سُنا کے مرے شعر وصفِ عارض مین
کیا ہی قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا

چڑھین نہ مرقدِ عاشق پہ گل تو کیا پروا
کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولون کا

ہوا پہ قوس قزح سے اک آرہی ہی نظر
اُڑا ہی یہ تری خجلت سے رنگ پھولونکا

بنا کے زیور گل اُسکو بھیجئے کیونکر
کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا

سپاہِ برگ خزان سے کہو فرار کرے
کہ لشکر آتا ہی اب پھر جنگ پھولون کا

ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب چاہین
سُنے نہ مرغ قفس عذر لنگ پھولون کا

۲۷
دکھا رہا ہی عجب واسطی نزاکتِ طبع
چمک گیا نئے مضمون سے رنگ پھولونکا

اُسنے گردن پہ پئے قتل جو خنجر رکھا
ہمنے بھی پاؤن پہ سر جھک کے برابر رکھا

دے اگر دو چار درہم بھی خدا کی راہ میں
مرتبہ زردار پائے مالک دینار کا

کوے جانان سے جواب خط کبوتر لائے جلد
یا خدا سے پاک صدقہ جعفر طیار کا

۲۴

واسطی مجھسا نہین بیہوش کوئی بادہ خوار
پوچھتا ہون اہل محشر سے مین گھر خمار کا

لب شیرین کی محبت مین سفر کر ہی گیا
زہر میٹھا تھا مگر مجھکو اثر کر ہی گیا

دھنس گیا مُنھ کو نہ پھیرا سیف مژگانسے ذرا
دل مرا تو تھا آخر کو جگر کر ہی گیا

مین تو قائل ہون ترے ٹوٹکا ای ناوک آہ
ہفت افلاک کے جوشن سے گذر کر ہی گیا

سر محفل کبھی چمکا جو ترا خنجر ناز
صاف میدان ادھر اور ادھر کر ہی گیا

تا دم مرگ کبھی وصل رہا گاہ فراق
رنج و راحت مین مین اوقات بسر کر ہی گیا

داغ سینے کا سپر تھا نہ مگر کام آیا
دل مین سوراخ ترا تیر نظر کر ہی گیا

عشق مژگان سے نہین کوئی بن موخالی
نیشتر تیز تھا رگ رگ مین گذر کر ہی گیا

ملک دل مین کبھی آیا تو مسافر کیطرح
لاکھ روکا نہ رکا صبر سفر کر ہی گیا

شب مہتاب مین ہر چند چمک کر آیا
رخ ترے عارض روشن سے قمر کر ہی گیا

لاکھ تعویذ شفا بازوے دل پر باندھے
غمزۂ یار وہ جادو تھا اثر کر ہی گیا

۲۵

صبح سے شام تلک ایک بھی آواز نہ کی
واسطی پاس مرا مرغ سحر کر ہی گیا

بہار آئی ہوا پھر زمانہ بلبل کا
چمن ہے ملک زر گل خزانہ بلبل کا

ہوائے تند نے چلکر یہ مہربانی کی
گلو نسے پاٹ دیا آشیانہ بلبل کا

چمن مین کرئے وہ مطرب بسیر تو کیا آئے
کہان ہے سننے کے قابل ترانہ بلبل کا

کہون جو درد دل اپنا وہ ہنسکے کہتا ہی
کہ گوش گل نہین سنتے فسانہ بلبل کا

سر شک تو ہین اگر مہربان نہین صیاد
قفس مین بند ہو کیا آب و دانہ بلبل کا

اسقدر ہی دل مرا غم دوست ای ناوک فگن
ناپسند طبع ہی ہنسنا لبِ سوفار کا

روز رو رو کر بہاتا ہون مین دریا سیکڑون
دیدۂ تر مین ہی عالم ابرِ دریا بار کا

ماہ نو دیکھا جو وقتِ شام یہ شبہہ ہوا
نیمچہ چمکا کسی کے ابروے خمدار کا

ہین ابھی کمسن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہین
کیون نہ رخسارون مین عالم ہو گلِ بیخار کا

قبل ازین اسمین کہان تھی خوشخرامی اسقدر
کبک نے انداز سیکھا ہی تری رفتار کا

حلقۂ گیسو کی الفت مین ہوا بیجان جو مین
جسم لاغر بن گیا لقمہ دہانِ مار کا

۲۳

آرہی ہی واسطی کی جان ہونٹھون پر مگر
اب تلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعثِ وحشت ہوا نظارہ قصرِ یار کا
جبن بنا سر پر اگر سایہ پڑا دیوار کا

سوکھ کر گلشن مین آخر کو گندھا ہی خار کا
دیکھ لو انجام دو رخ ہی غریب آزار کا

کیون ہوا عاشق دلِ پر داغ زلفِ یار کا
جانتے ہین سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا

روے جانان پر جو خط دیکھا ہین آیا خیال
آئنہ کی آب سے سبزہ اگا زنگار کا

اک بتِ شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہون مین
مثل قمری طوق گردن حلقہ ہی زنار کا

بچ رہیگا کون عالم مین کہ مثلِ کہکشان
شرق سے تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا

نبضین چھوٹین ہوگئے گم ہوش کیا کیجے علاج
رہ گئے منھ دیکھکر عیسے ترے بیمار کا

چاہتے ہو یہ کہ گردش مین رہے عاشق کا بخت
کھل گیا مضمون تمھاری بندشِ دستار کا

کیا سیہ خانے کو اپنے روشنی کی احتیاج
ہی چراغ اسمین ہمارے دیدۂ بیدار کا

ترک ایذا کرتے ہین سرکش بھی ہوکر سربلند
راہرو شاکی نہین خارِ سرِ دیوار کا

قتل ہونا تیرے مشتاقون کو ہی دشوار کیا
تیغ کے چلنے مین عالم ہی ترے رفتار کا

کیجیے کس منھ سے تعریف اس دہان تنگ کی
خامشی کی ہی جگہ موقع نہین گفتار کا

جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اسے
اب تو یہ عالم ہی تیرے عاشق رخسار کا

ٹھوکرین کھائیگا عالم کی بھٹکتا جائیگا
جو ترے در سے پھریگا سر پٹکتا جائیگا

نرگسِ میگون سے دیکھیگا جسے تو اک نگاہ
بزم سے تیری وہ اے ساقی بہکتا جائیگا

نزع مین گر حسرتِ دیدار فرگان ہی یہی
دم بھی نکلیگا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقتِ ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین پھر ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبتِ اغیار او وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بہکائینگے جون جون بہکتا جائیگا

ابر سے بڑھ جائیگی رونے مین میری چشمِ تر
برق سے آگے مرا نالہ چمکتا جائیگا

جب بنا کر بال وہ گھر جائینگے اغیار کے
طائرِ دل دامِ گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوارِ ناز کب بہرِ شکار
سر مرا فتراک مین کسدن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
میرے آگے آہ کا شعلہ چمکتا جائیگا

چادرِ گل کے جنازے پر نہین کچھ احتیاج
ہر گلِ داغِ جگر اپنا مہکتا جائیگا

آبپاسی لاکھ یہ آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مرے دل کا بھڑکتا جائیگا

۲۲

جبہہ سائی آستانِ یار پر ممکن نہین
واسطی عاشق یہان سے سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اُسکے پھول سے رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہی اک تختہ ہی گلزار کا

ماہ اک نقشِ قدم ہی خاکِ کوے یار کا
مہر اک ذرہ ہی اُسکے روزنِ دیوار کا

احتیاجِ تاجِ شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایۂ بالِ ہما سایہ ہی اُس دیوار کا

نقشہ مانی نے ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہوگیا اُس سیمتن کے عشق مین ایسا مین زار
جسمِ لاغر مین ہی عالم جنتری کے تار کا

ایکدن ڈھائیگی قصرِ تن کو اشکونکی جھڑی
کیا ہی بارش مین بھروسا اس گلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتے ہو نہ مانونگا کبھی
شکلِ موسیٰ شوق غالب ہی مجھے دیدار کا

حق نے بخشا ہی تجھے وہ حسن اے یوسف جمال
ہی ترے کوچے مین عالم مصر کے بازار کا

اُڑیگی خاک لحد کیا کہ شرم عصیان سے — عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

۲۰

نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شب فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعد مردن بھی نہ کھایا جائے گا — فاتحے کے واسطے کب اُنسے آیا جائیگا

عشق مین کیا کیا نہ تو اے دل ستایا جائیگا — ہاتھ سے اِن شعلہ رویونکے جلایا جائیگا

عشق مین اُس شعلہ رو کے دل جلایا جائیگا — ایکدن سر و چراغان یہ بنایا جائے گا

نزع کے عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا — یہ سفر وہ ہی جہانسے پھر نہ آیا جائے گا

کر دیا ہی اسقدر آزار فرقت نے نقیہ — قبر تک مجھ ناتوان سے مر کے جایا جائیگا

سب ستم منظور ہین ہاں ہر روز آیا کیجیے — کس سے صدمہ بیٹھ رہنے گا اُٹھایا جائے گا

قاصد وہ شمع وار اُسکی ہی آتش مزاج — مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائے گا

تیری بالی کی چمک نے دلمین بھڑکائی ہی آگ — شعلۂ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائے گا

شاید اُسکو رحم آجائے دلِ پر داغ پر — چاک کرکے سینۂ سوزان دکھایا جائیگا

گو کہ اقلیم عدم ہی منزلِ ہستی سے دور — گرتے پڑتے جائینگے جسطرح جایا جائیگا

دل مین رکھینگے تصور اُسکے روے صاف کا — آئنہ کی گھر مین آئینہ لگایا جائے گا

گو مین جا سکتا نہین خلوت سرے یار تک — دل مرا ساتھ اُس پری کے بنکے سایا جائیگا

لوگ دنیا سے چلے جاتے ہین حیرت ہی مجھے — عالم بالا یہ کیا میلا لگایا جائے گا

خط جو بھیجونگا مقرر وہ کرینگے چاک چاک — ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائیگا

اسلیے لکھتا نہین خط اُس بت عیار کو — قاصدونکو بھی وہان رستا بتایا جائیگا

۲۱

شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہوگا جو خط اُسکو سنایا جائیگا

نشتر حسرت رگِ جان مین کھٹکتا جائے گا — ہون شہید عشق خون میرا ٹپکتا جائیگا

زلف اُس چہرے پہ چھوٹی تو ہوا مجکو گمان
کہ حلب مین عمل شاہ ختا بیٹھ گیا

دل سے اپنے جو نکلتا نہین ارمان ابتک
حسرت و یاس کا پہرہ کوئی کیا بیٹھ گیا

توڑنے پھول گلستان مین جو گلچین آیا
شور بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا

وصل کی رات ندیتی تھی اذان چلاکر
کیون مؤذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا

محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی
شور قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا

صورت گرد اُٹھا بھی جو مین اُس کوچے سے
ضعف سے صورت نقش کف پا بیٹھ گیا

بحر الفت مین شناکو جو شناور اُترا
غوطے یہ کھائے کہ سرتک نہ اُٹھا بیٹھ گیا

۱۹

واسطی اشک کی بارش مین ٹھہرتا کیونکر
تھا پرانا جو بہت قصر سما بیٹھ گیا

عبث نہین ہی بہت بیقرار دل میرا
کسی پہ آگیا بے اختیار دل میرا

نہ تجھسے ہوگا جدا ز نہار دل میرا
ترے خیال سے ہے ہمکنار دل میرا

بہ شکل آئنہ ہون صاف دوست دشمن سے
کسی سے بھی نہین رکھتا غبار دل میرا

جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت
اُسیکو چاہتا ہے بار بار دل میرا

تم اپنی چوٹی کو موباف سرخ سے گوندھو
کہ دیکھے شام و شفق کی بہار دل میرا

صبا کی چال مین تھی اُسکے پاؤنکی آہٹ
ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا

وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کے ہمراہ
تڑپ تڑپ گیا زیر مزار دل میرا

وہ بدگمان ہی نہ چھوڑیگا ای پری تجکو
پھریگا ساتھ ترے سایہ وار دل میرا

اگر وہ نزع مین آیا نہ میرے بالین پر
کریگا حشر تلک انتظار دل میرا

نہ دوست دینگے مرا ساتھ قبر مین نہ عزیز
رہیگا ساتھ مرے یار غار دل میرا

مرے بغیر گئے جب وہ سیر گلشن کو
برنگ لالہ ہوا داغدار دل میرا

ہزار آئے خزان خندہ زن ہے صورت گل
عجب طرح کا ہی باغ و بہار دل میرا

گذرا شباب قصد عبادت کا کیجیے
پڑھیے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب کلاہ
پھرتے ہین دربدر لیے کاسہ سوال کا

زینت سے کام کیا اُنھین جو ہین بلند قدر
وسمے سے آشنا نہین ابرو ہلال کا

اُس رخ پہ مور خط ہین اگر مجتمع تو ہون
ممکن نہین جگہ سے ہلے دانہ خال کا

کرتا ہون ذکورات مین سر پہ اُڑا کے خاک
اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہی کیا مجکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہی کرمِ ذو الجلال کا

وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا

مذکور میرے عشق کا کس شہر مین نہین
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا

روشن دلون کے کام نہ آئے سیاہ بخت
روغن جلا چراغ مین کس روز ڈھال کا

وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان
کافی ہی بیٹھ رہنے کو گنبد غزال کا

ہُدہُد کا کام ہی نہ کبوتر کا کام ہی
وان نامہ لے کے جائیگا قاصد خیال کا

لکھی ہی کلک نے جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہی جام مے پرتگال کا

کرتے ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم
کیا لال سے پسند لڑانا ہی لال کا

١٨

تیرے صریر کلک کو سُن سُن کے واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

غیر کے پاس جو تو جا کے ذرا بیٹھ گیا
دل مرا ای بت بے مہر و وفا بیٹھ گیا

نظر مہر ہوئی یار کمان ابرو کی
کیا نشانے پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ اُدھر سے ہون جفائین یہ کوئی مٹتا ہی
لوح دل پر ہی یہان نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان مین کبھی مین نے تکلف نہ کیا
بیٹھ جانے کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا

خار دوڑے پئے تعظیم بگولے کی طرح
جس جگہ تھک کے ترا آبلہ پا بیٹھ گیا

بحر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا تھا جو یہ پانی کا اُٹھا بیٹھ گیا

سو نعمتون سے اُسکو سمجھتا ہون مین عزیز
ایسا تمھارے ہجر مین غم نے مزا دیا

۱۶

اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربا کے ساتھ
افسوس واسطی نہین جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہون وصفِ چشمِ بُتِ بیمثال کا
عالم مرے قلم مین ہی شاخِ غزال کا

سائل ہی حسن کا ترے عارض سے کیا چمن
ہر گل ہی دست شاخ پہ کاسہ سوال کا

وہ بادہ خوار ہون کہ جو اک قطرہ پی شراب
دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

شاید ہی تیرے ابروے پر خم کا اُسمین وصف
ہی اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا

چمکی تھی نخل طور کے اوپر جو برقِ نور
پرتو تھا ایک آپکے نورِ جمال کا

لاغر ہی تن مرا کمر یار کی طرح
دیکھا تو اس مین فرق نہین ایک بال کا

لازم طلب ہی اُسکی دم زیب بزم مین
مشتاق آئنہ ہی تمھارے جمال کا

نفرت غذا سے ہی ہمین اُسکے فراق مین
ٹپے کا ہی نہ ہوش نہ مطلق خیال کا

وہ صبح تک نہ آئے تو جان اپنی جائیگی
فرقت کی رات دن ہی ہمارے وصال کا

اورونکو صاف ہمکو عنایت ہو دُردمی
ساقی ہی کیا سبب تری گردِ ملال کا

ہین بڑھکے ماہ نو سے طلبگار بدر ہم
ہمسا بھی قدر دان نہین اہل کمال کا

گردون پہ خال چہرۂ خورشید بن گیا
ذرہ اگر اُڑا مرے گردِ ملال کا

دی تمکو شکل خالقِ عالم نے نور کی
پتلا بنا دیا ہمین گردِ ملال کا

دریافت کر تدرو سے بلبل سے پوچھ لے
قائل نہین ہی کون تری بول چال کا

۱۷

نادان ہین وہ جو طالب لذت ہین سر بسر
اے واسطی ہی داغ ثمر اس نہال کا

شاید کہ شاد ہوکے وہ دے بوسہ خال کا
تحفہ مین اُسکو بھیجیے نافہ غزال کا

کشتہ کیا ہی بخت نے اُس خردسال کا
دیکھے جو منشعب مین نہ باب انفعال کا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل زار
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا

خم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل اے ساقی
بیکشی میں نہ کسی بات کا کچھ ہوش رہا

آبدیدہ مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

اکثر آیا ترے کشتے کے جلانے کو مسیح
لفظ قم منھ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہے جو کہے اسکو فلک
دل میں کسدن نہ سر صبح بناگوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سُنی
ہمہ تن چشم رہا میں ہمہ تن گوش رہا

واسطی سنکے ترے نالۂ موزوں شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ میں خاموش رہا

۱۵

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لے کے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آکے کب اُسنے جلا دیا
کس روز بوسۂ لب معجز نما دیا

آنکھوں کا کچھ قصور نہ دل کی ہے کچھ خطا
قسمت نے دام عشق میں ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر [illegible]
دل کی تڑپ نے خواب سے مجکو جگا دیا

سودائے عشق سے کبھی آیا جو ہوش میں
بک بک کے ناصحوں نے مرا سر پھرا دیا

مدت سے خط کا یار نے لکھا نہیں جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اُسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہوں مردمک چشم کی طرح
آنکھوں کے عشق نے مجھے انسان بنا دیا

کیا سو رہے تھے چین سے کنج لحد میں ہم
خواب عدم سے کس نے آکے جگا دیا

فرہاد بے ستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی میں یار کی بستر لگا دیا

آہوں سے میرے کانپ گئے ہفت آسمان
نالوں نے میرے عرش بریں کو ہلا دیا

فریاد دیوان کی لینے لگے وہ جو خط دیا
قاصد نے میرے خط کو بھی اُنمیں ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کس نے یار کو لا کر دکھا دیا

کشتے جو ہوتے ہیں اب وہ زندۂ جاوید ہیں
میرے دم سے خنجرِ جلاد عیسیٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہی جو آیا باغ میں
سایۂ مثلِ سرو استادہ قد آدم ہوا

کھل گیا ہی رنج عاشق سے خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو تل بیٹھا وہ مہر
پلۂ میزان بھی برجِ نیرِ اعظم ہوا

کی تواضع ہمنے ربابِ تواضع کے حضور
دیکھکر محراب سجدے میں سر اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہو کے تر پانی میں عقدہ اور بھی محکم ہوا

نان نعمت میں کہاں جو نانِ جو میں ہی مزا
میں قناعت پیشہ کب منت کشِ حاتم ہوا

بوسۂ لب سے ملی صحت دلِ مجروح کو
واہ کیا حلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جس روز اُسکی آنکھ میری آنکھ سے
دل نے یہ پھبتی کہی بادام اب توام ہوا

مجھسا دنیا میں نہو گا کوئی محرومِ وصال
رشک آیا حرف سے بھی حرف اگر توام ہوا

باغ میں شاید کہ صرصرِ آہِ بلبل کی چلی
دفترِ اوراقِ گل جو درہم و برہم ہوا

بن گیا میخانہ غم خانہ فراقِ یار میں
دورِ ساغر پر گمانِ حلقۂ ماتم ہوا

سیرِ گلشن کو گیا جب واسطی بے یار میں
سبزۂ نوخیز کا نظارہ مجھکو سم ہوا

۱۴

عمر بھر مجکو جو شغلِ مے سے سرجوش رہا
قبر پر مجمعِ رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تری نرگسِ میگون ساقی
میں تو کیا ہوں نہ فرشتوں کو مرے ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی میں نے زمانے کی سُنی
مثلِ گل باغِ جہان میں ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھ نہ غفلت سے کھلی وائے نصیب
وعدۂ روزِ ازل مجکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اُٹھا دودِ جگر صبح تلک
گھر ہمارا صفتِ کعبہ سیہ پوش رہا

گھر کے کس دن نہ مری آنکھ کا بادل برسا
مدتوں اشک کی طوفانی کا اک جوش رہا

مر گیا کون یہ بلبل چمنِ ہستی میں
گل جو سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سے شب وصل
وا اُسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موئے مژۂ یار سے کسطرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہو حسن خداداد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہی خدا ہو نہین سکتا

غیبت ہی مین رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنے جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

کر خط کے پہونچنے مین نہ جلدی بہت اے دل
قاصد تو کسی طور ہوا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھسے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مرے خون سے سُرخ اُسکے ہین تلوے
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اُٹھ جائین اگر سارے جو ہین بیچ کے پردے
ہمکو وہ یقین ہی کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہی مجھے عریان بدنی کی
جامہ ہی یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دے مرے ہاتھ کو اُس زلف رسا تک
اتنا بھی تو اے بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یک جان و قالب
جو حرف مشدد ہی جدا ہو نہین سکتا

وہ بیت ترا مطلع ابرو ہی کہ جس مین
اُستاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کی واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

سمجھاتا ہی کیا واسطی زار کو اتنا
صبر اے صنم ماہ لقا ہو نہین سکتا

۱۳

قلت غم سے دل مشتاق غم کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جس روز صدمہ کم ہوا

مر گیا غمسے جو مین سارے جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجکو اب غم عالم ہوا

وہ پری انسان مین کسطرح ہو امید وصل
حرف ہمجنسی کے باعث حرف سے توام ہوا

ہو گئی آنکھونکو روشن بے ثباتی دہر کی
جو حباب آیا نظر اُنکو وہ جام جم ہوا

شام کر دی صبح اُلٹا کر اُسنے منہ سے نقاب
ماہ تابان پر گمان نیر اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے چاہو اگر اپنی نمود
کیا سخاوت سے جہان مین شہرۂ حاتم ہوا

کب رازِ دل جہان مین کسی سے چھپا رہا
روزِ ازل سے عشق مرا برملا رہا

حیران ہوکے یار کی صورت دمِ وصال
مین صاف آئنہ کی طرح دیکھتا رہا

شکرِ خدا کہ کھائین سگِ کوے یار نے
محروم ہڈیون سے ہماری ہما رہا

کاٹی شبِ فراق بڑے اضطراب مین
تم رات بھر نہ آئے مرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اُٹھایا کسی طرح
مجھسے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانے ہاے کسکی لگی بددعا مجھے
مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

اک بوسۂ لعل لب کا دیت مین دیا نہاے
دعوے ہمارے خون کا اے بیوفا رہا

جبتک رہا جہان مین رہی رزق کی تلاش
گردش مین رات دن صفتِ آسیا رہا

نکلا خطاب حساب ہی عشاق کا عبث
جانے دو جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب اب مین ناتوان
پھر پھر گئی ہی موت بھی آ آ کے بارہا

بیٹھے ہمیشہ یار کی دیوار کے تلے
سر پہ ہمارے سایۂ بالِ ہما رہا

دم بھر کا ہی قیام یہان صورتِ حباب
بحرِ جہان مین کوئی رہا بھی تو کیا رہا

قاتل کی کھنچ گئی سرِ میدان جو تیغِ ناز
ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندھا ہی جو کہے کہ نہین جلوہ گر حبیب
مین روز ہر مکان مین اُسے دیکھتا رہا

آزادگی کی شکل نہ دیکھی تمام عمر
میرا تو دل کسی نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لاحل سے واسطہ
وہ تو غلام حضرتِ مشکل کشا رہا

۱۲

دل عکسِ رخِ یار کی جا ہو نہین سکتا
یہ آئنہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہی رہا ہوتا ہی اک روز
قیدی ترے گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آگئی دل مین کہ تم آئے مرے گھر مین
حق بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے
ضائع کبھی خونِ شہدا ہو نہین سکتا

کیون نہ ساماں کرون بے سروسامانی کا / جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانی کا

حسن رخ دیکھ کے اُس یوسف لاثانی کا / چاک ہی مثل کتان دل مہ کنعانی کا

نہ مٹے گا نہ مٹے گا یہ ہی پتھر کی لکیر / وہی پیش آئیگا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا / حال دیکھے مرے داغون کی فراوانی کا

موت سب کی ہی محافظ جو یہ ہی قول صحیح / کیون مین بیفائدہ خواہان ہون نگہبانی کا

حال آیندہ جو کرتے ہین بیان کاذب ہین / پڑھنے والا نہین کوئی خط پیشانی کا

مجرمو اسکے سبب سے ہوئے سب جرم معاف / ماننا چاہیے احسان پشیمانی کا

پوچھتے کیا ہو مرا حال کہ آئینہ سے / عاشق زلف ہون عالم ہی پریشانی کا

کسکو پروا ہی جو موذی ہون نہ مانین تباہ / غم ہو کیا خانۂ زنبور کی ویرانی کا

شوق دیدار رخ یار مین کیا آنکھ ہو بند / صورت آئینہ پتلا ہون مین حیرانی کا

روتے روتے کبھی ہوجائیگی دلکو تسکین / ناخدا خود ہی خدا کشتی طوفانی کا

ہی جو بینا وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک / ترجمہ نقش قدم ہی خط پیشانی کا

ہی جو ہمدرد وہ ہمدرد کا ہوتا ہی شریک / درد ہی دل مین مرے قیس بیابانی کا

واعظو کیا ہی گنہ بندۂ بت ہو جانا / جب ملک سجدہ کرین پیکر انسانی کا

صدمہ کوہ الم سے نہین کچھ رنج مجھے / ظرف عالی ہی بہت میری گران جانی کا

جسنے دیکھا مجھے ای یار ہوا وہ حیران / آئینہ حال ہی سب پر مری حیرانی کا

سرمگین چشم کا عاشق ہین ہوا ہون جب سے / ناطقہ بند ہوا میری سخندانی کا

١١

واسطی کیون نہو روشن مرا کاشانۂ دل / دھیان رہتا ہی کسی چہرۂ نورانی کا

دل دام زلف مین جو پھنسا تھا پھنسا رہا / عاشق تمام عمر اسیر بلا رہا

دل پر شب وصال بھی صدمہ پڑا رہا / صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

خزان نے آکے کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجرِ سایہ دار تک نہ رہا

گیا ہی جسم کو بے حس یہ ضعفِ پیری نے
کہ دست و پا پہ ہمین اختیار تک نہ رہا

لیے یہ وصل مین رخسارِ یار کے بوسے
کہ یاد اُسکو بھی اُنکا شمار تک نہ رہا

لحد پہ ہمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخلِ مزار تک نہ رہا

پھری جو اُسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نہ رہا

جنون کے جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جب ایک تار تک نہ رہا

۱۰
شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوف خمار تک نہ رہا

تیرا عاشق ہون سلیمان ہی مقابل میرا
اے پری حق ہی یہ دعوی نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا مجھے جذبۂ کامل میرا
رگِ مجذوب کی رکھتا ہی کشش دل میرا

ناتوانی کے سبب قتل سے محروم رہا
نملا جسم تھکا ڈھونڈھ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار لہو اس مین ہی شامل میرا

ہو مری طرح اگر تو بھی کسی پہ عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہی عادل میرا

کٹ گئی راہ سفر چشم زدن مین ہر چند
شہر ہستی سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخنِ خنجرِ قاتل ہی اگر عقدہ کشا
حل ہی اک روز ہر اک عقدۂ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ تہی بخت کہ مانند حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لبِ ساحل میرا

تنگدستی مین نہین جان عزیزونسے عزیز
ہاتھ ہی تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان رکھتی ہی شعلہ سے بلند
کہ رہی ہی یہ فسانہ سرِ محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین یکتا ہون مین
عکس آئینہ ہی البتہ مقابل میرا

مہربان سب پہ ہی رکھتا ہی عداوت مجھسے
جو زمانے کا ہی عیسی وہ ہی قاتل میرا

دلِ محبوب کو قابو مین مین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

۸

یہ بیداری کی حالت ہی مجھے یا خواب غفلت ہی
جو بھولا واسطی نل سے پرے نقشہ خدائی کا

حضور یار ہمارا وقار تک نہ رہا / وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا

یہ ہوش جا کے سر کوے یار تک نہ رہا / مراجعت مین ہمین اختیار تک نہ رہا

غم فراق نے مردہ بنا دیا ایسا / قرار کیا کہ یہان اضطراب تک نہ رہا

مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع / کھلا یہ مین کہ مرا جسم زار تک نہ رہا

اڑا لے پرزے یہ کپڑونکے دشت وحشت نے / کہ آستین و گریبان مین تار تک نہ رہا

فلک شکوہ بناتے تھے یہان جو قصر بلند / یہ مٹ گئے کہ نشان مزار تک نہ رہا

کیا تھا عہد پیین گے نہ اب شراب کبھی / قیام پر اُسے فصل بہار تک نہ رہا

غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا / اسے تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا

تمھارا غم تو ہی ہمراہ پھر کیا پروا / جو بیکسی مین کوئی غمگسار تک نہ رہا

غرور حسن کہان کا جو رخ پہ خط نکلا / ہوئی یہ صاف کہ دل مین غبار تک نہ رہا

ترے خدنگ نگہ نے کیے یہ خالی دشت / کہ منزلون کہین باقی شکار تک نہ رہا

۹

یہ روز وصل ہوا واسطی مین عیش سے مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر مٹے یادگار تک نہ رہا / مکان کیسے کسیکا مزار تک نہ رہا

ہواے تند نے کیسا غضب کیا سر گل / کہ اُس گلی مین ہمارا غبار تک نہ رہا

جنون کے ہاتھ سے کیونکر نہ تنگ ہون مر کر / کفن کا زیر لحد ایک تار تک نہ رہا

تمھاری آنکھ کی اُلفت نے یہ کیا بیخود / خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا

وہ باغ دہر مین ہون بلبل خزان دیدہ / کہ آشیان مین مرے کوئی خار تک نہ رہا

سُراغ قافلۂ رفتہ اب ملے ہمین کیا / کہین نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

۷

ہم اس چمن مین طائر نکہت ہین **واسطی**
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنی آشنائی کا
حباب و موج مین پردہ ہی صورتکی جدائیکا

عناصر زیر تربت ہمارے آپسمین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہانمین چار دنکی آشنائی کا

کہا یہ عالمون سے تب پڑھکر منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نور خدائی کا

درست اس سے نہ کیونکر ہو شکست بال پروانہ
اثر بے شبہہ کو موم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیار کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبولے دیتی ہے ناؤ انکو موج موج اسکی
شناور ہو تو دریا پیر جائے آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طائر سدرہ ہے اس تیر ہوائی کا

شہادت ایکدن ہوگی پھریگی تیغ گردن پر
سمجھتا ہون اشارہ اُسکی انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہونچونگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑے نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

مرے پہلو سے اُٹھنے کا اگر وہ قصد کرتے ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہی ترے رخ سے ہی نقد حسن کا سائل
چمن مین گل ہی دست شاخ پر کاسہ گدائی کا

خموشی مین ہی جانبازی مناسب راست بازونکو
انا الحق گو مرے نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بھلا دون آستین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تری گوری کلائی کا

جلادین کہکے تم کشتے کو تیرے آئین مقتل مین
جو دعوی حضرت عیسیٰ کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر ای جنون بیدست و پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاصد
لفافہ خط جانان پہ ہی قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا سراپا مین
نہ اب ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائیکا

مین چھٹکر کاروان اہل دنیا سے وہان پہونچا
پتا ملتا نہین جس جا جرس کی رہنمائی کا

اے جنون میرے گریبان کا تو ہے مذکور کیا | چاک تیرے ہاتھ سے دامان صحرا ہوگیا
خواب مین تھے ہم بغل اُس سے جو جاگے کچھ نہ تھا | واہ اے گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا
دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اُسکو پسند | آئنہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا
ایک دم مین زندۂ جاوید کشتون کو کیا | خنجر قاتل سے اعجاز مسیحا ہوگیا
ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفان نوح | ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہو گیا
سوز عشق قد جانان نے کیا کسکو نہ خشک | سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہوگیا

۶ کی جو میخواری فراق یار مین اے واسطی | آتش مے سے کباب اپنا کلیجا ہوگیا

حائل ہی زیست وصل ہو اُس جانجان سے کیا | پردہ بغیر مرگ اُٹھے درمیان سے کیا
آزاد مثل سرو ہین باغ جہان مین ہم | نفع و ضرر ہی ہمکو بہار و خزان سے کیا
مجمع ہے وہ پسند جہان ہو کوئی حسین | یوسف نہ جسمین ہو غرض اُس کاروان سے کیا
ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال | دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا
رندون کا ہی یہ واعظ منبر نشین سے قول | ناقص ہی جنس فائدہ اونچی دکان سے کیا
رونے نے میرے بند کیا کاروبار دھر | ساون کی ہی جھڑی کوئی نکلے مکان سے کیا
پچھتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر | نامہ تو لیچلا ہی کہے گا زبان سے کیا
مُنہ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما | ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا
پرواز مرغ دل کی نقاہت سے اُڑ گئے | ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا
تیغ زبان خلق کی پروا نہین رہی | ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوش گران سے کیا
ہم مست مے ہین ہمکو دبائیگا کیا فلک | کشتی لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا
اعلی جو ہین وہ مائل پستی نہین کبھی | اُترین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا
غم کے لیے ہی خون جگر ہو کہ لخت دل | نعمت کوئی عزیز کرو مہمان سے کیا

پھرتے پھرتے دشت مین آیا تو میخانہ کی سمت ‏— بادیہ پیما تھا اب مین بادہ پیما ہو گیا

یہ گھٹا غم سے نظر آتا نہین صیاد کو — ہون وہ طائر دام مین پھنستے ہی عنقا ہو گیا

خشک آنسو ہو گئے آیا جو وہ چہرہ نظر — نجم پنہان ہو گئے خورشید پیدا ہو گیا

گردش گردون سے اب امید راحت ہے عبث — پی گئے مے بادہ کش خالی یہ مینا ہو گیا

صور محشر بن گیا آوازۂ خلخال پا — جب چلے وہ دو قدم اک حشر برپا ہو گیا

سر جدا ہوتے ہی پائی رنج ہستی سے نجات — عقدۂ دل ناخن شمشیر سے وا ہو گیا

سختیان جھیلین جو ہمنے دولت دنیا ملی — سنگ سے یہ جوہر پوشیدہ پیدا ہو گیا

شوخی رفتار جانان کے اثر سے راہ مین — دیدۂ آہو ہر اک نقش کف پا ہو گیا

آگئی جان اپنے تن مین گفتگوے یار سے — ظاہر اُسکے لب سے اعجاز مسیحا ہو گیا

بعد مرنیکے وہی باقی ہے وحشت کا اثر — جو اُگا سبزہ مری تربت پہ کانٹا ہو گیا

۵

واسطی مشتاق اک عالم ہی میرے یار کا
شہر مین نکلا جو وہ رستے مین میلا ہو گیا

ایک عالم کو بہار آتے ہی سودا ہو گیا — شہر ویران ہو گیا آباد صحرا ہو گیا

ڈوبتے تھے تیغ قاتل کا سہارا ہو گیا — بحر ہستی سے ہمارا پار بیڑا ہو گیا

کسکے لبہاے مسی آلودہ سے دعوی کیا — منھ ترا گلشن مین اے سوسن جو کالا ہو گیا

چرخ پر بھی ہی تلاطم اشک طوفان خیز کا — ہالۂ مہتاب تک گرداب دریا ہو گیا

کیا دہان یار کے مضمون نے دکھلایا اثر — جس کبوتر کو دیا نامہ وہ عنقا ہو گیا

کسطرح ہمکو نہ اپنی تیرہ بختی پر ہو ناز — خال رخ اُس ماہ کا اپنا ستارا ہو گیا

جب سے منظور نظر اک آفتاب حسن ہے — صاف تار آنکھ کا گردون کا تارا ہو گیا

مر کے کھٹکون گا ہمای آنکھ مین مین ناتوان — سوکھ کر ہر استخوان جسم کانٹا ہو گیا

دل مرا اٹھا جو دیکھا شعلۂ رخسار یار — اے ہوس آگ پر قاقم یہ پارا ہو گیا

۳

دعا اے واسطی ہے روز و شب اپنی کہ محشر مین
خداوندا معاصی عفو ہون صدقہ محمدؐ کا

سب پہ ظاہر ہی حال حیدرؓ کا — نقد ایمان ہے مال حیدرؓ کا
نجم ہی خال خال حیدرؓ کا — نور ہے بال بال حیدرؓ کا
ہی اگر طالب تجلی طور — دیکھ نور جمال حیدرؓ کا
ہون وہ ذرہ ہے آفتاب مرا — چہرۂ بے مثال حیدرؓ کا
صاف ہی جنگ بدر سے روشن — کب ہی پنہان کمال حیدرؓ کا
نطق عیسےؑ کہین تو زیبا ہی — معجزہ ہی مقال حیدرؓ کا
کیون نہ ہو خواب مرگ بھی شیرین — ہو جو دل مین خیال حیدرؓ کا
بخش دینا مرے محبون کو — تھا یہ حق سے سوال حیدرؓ کا
ہے یہ ادنیٰ شرف کہ مولد ہی — خانۂ ذوالجلال حیدرؓ کا
پھر شہادت ہوئی تو مسجد مین — دیکھ حسن مآل حیدرؓ کا
ابن ملجم عجب حرامی تھا — خون سمجھا حلال حیدرؓ کا
بجھ گیا خانۂ خدا کا چراغ — جب ہوا انتقال حیدرؓ کا

۴

واسطی فیض سارے عالم پر
ہی علی الاتصال حیدرؓ کا

وصل سے اُس مہروش کے رتبہ اعلا ہو گیا — منزل خورشید آغوش تمنا ہو گیا
وحشت دل سے مین نادانو نہین رسوا ہو گیا — حال دیوانے کا لڑکونکو تماشا ہو گیا
کون گل آیا کہ صحن باغ صحرا ہو گیا — صورت طاؤس رقصان پھر بگولا ہو گیا
مجکو مرنے کا نہین کچھ غم مگر اتنا ہے غم — رہ گیا خالی بیابان خضرؑ تنہا ہو گیا
ہون وہ پیاسا مین جو بحر آب ساحل پر گیا — خشک شکل قلزم تصویر دریا ہو گیا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع اُمید اُس سے
ملا ہے خضر کو ظلمت مین چشمہ آب حیوان کا
نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل
زبان کھولے ادائے شکر مین کیا منھ ہی انسان کا
جو کانٹا ہی بیابان مین زبان شکر منعم ہی
دہان حمدِ خالق ہی ہر اک غنچہ گلستان کا

۲

اُسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطیؔ کہون
نگاہ غور سے دیکھا تماشا نرگستان کا

جہان مین کون ہی جسپر نہین احسان احمدؐ کا
سر ملک ملک پر تاج ہے میم محمدؐ کا
زمانہ ہی غلام اُس واقفِ اسرارِ سرمد کا
کہ گوش دو جہان مین حلقہ ہے میم محمدؐ کا
سلیمان ہون کہ یوسف ہون مسیحا ہون کہ موسیٰ ہون
دبا سکتا ہی انمین کون گوشہ اُسکی مسند کا
مبارکباد باہم حاملان عرش دیتے تھے
شب معراج مژدہ سنکے اُسکی آمد آمد کا
نہ کیون یاجوج ماجوج ضلال وکفر پسپا ہون
کہ حد شرع مین عالم ہی ذوالقرنین کے سد کا
بہت روتے اگر بے مقتدی اہل عدم ہوتے
عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا
بجا ہین ساکن ارض و سما محفوظ آفت سے
کہ حرز دو جہان تعویذ ہی حضرت کے مرقد کا
خمیر خاک آدم کا بہت دشوار تھا اُٹھنا
شریک اُسمین اگر ہوتا نہ پرتو نور احمدؐ کا
بلندی آسمان سے ہی زمین کوے مولا کو
پڑے جو نقش پا بنجائے افسر فرقِ فرقد کا
وجوب امکان کا جمع ہو گیا ہی ذات اقدس مین
اشارہ ہی یہ نام پاک مین میم مشدد کا
نہ بنتا علم مولا وقت کشف راز اگر سو ہان
نہ ہوتا تیز دندانہ کلید قفل ابجد کا
بیان و انگلی مولا کا جو کا چلگیا ایسا
کہ پردہ اُٹھ گیا دروازۂ اسرار سرمد کا
عجب انگشتری ہی دست اقدس مین جو کوئی تکی
نگینہ ہے یہ چرخ نیلگون جسمین زبرجد کا
ثنائے جراتِ شہ اپنی طبع تیز سے ہو گی
کھلے گا معرکہ مین جوہر اس تیغ مہند کا
جدائی احمدؐ و حیدرؑ مین کوئی کر نہین سکتا
عروض آیا ہی کسکو ہاتھ اس بیت معقد کا
اگر انصاف سے دیکھو سوے مہدیؑ ہادی
محافظ کون ہی اس کشور ہستی کی سرحد کا

کیا ہی مین نے بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
یہی طغرا سبب ہو جائیگا اجرائے فرمان کا

جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کرے سلطان
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمانؑ کا

نشان لطف ہی آتش کا ابراہیم پر بجھنا
دلیل قہر آنا نوحؑ کی اُمت پہ طوفان کا

میان چاہ یوسف کی کبھی اُسنے حفاظت کی
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا

نہ دکھلاتا اگر وہ کا فرونکو شان قہاری
عصائے دست موسیٰ سے نہوتا کام ثعبان کا

ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اُسکو رضوان کا

اُسی کا کام ہی یہ کب کسی سے اور ممکن ہی
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا

جو حبل احکام سے ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
دلیل رحمت رب ہی نزول آیات قرآن کا

نسیم لطف اُسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہائے خندان کا

نہ چمکے برق اگر اُسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
نہ برسے ابر اگر اُسکو اشارہ ہو نہ باران کا

ہوا حب ان کھلا خورشید کا گل اُسکے فرمانسے
ہوئی شب تمتمہ روشن کیا مہتاب تابان کا

عجب صناعیان ہین عقل کو حیران کرتا ہی
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلف پیچان کا

بعون صناع مکین و مکان فضل حق جلیل زمین و زمان
گلدستهٔ ازہار فصاحت و دستنبوی ریاحین بلاغت معدن انواع مضامین فضل و بری
کلیات واسطی
حصہ اول
از طبع زاد منشی سید فضل رسول خانصاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ متعلقہ جلالپور خیرخواہ سرکار انگلشیہ
مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

سپاہ گری بہ کمال از دیاد شوق عہد جوانی مین کرتے رہی رشک و حسد سے
دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اُسکی طرف آمادہ ہی شوق زیادہ ہی علوم
کا بھی چرچا رہا کیا تصنیف کا ڈھنگ ہو اکیا ایک کتاب مسمی بہ تسہیل العلوم
بہ کمال مشقت تصنیف فرمائی تھی اُسمین طبیعت کی قوت آزمائی تھی
جامع علوم تھے وہ اور کتابون ہین کالشمس مین النجوم سے تھے مگر ہزار
افسوس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان تکمیل کمالات بے انتہا
ہی بیان خموشی اولیٰ ہی فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہین رہی	کہنا اُسکا بجا نہین ہے
دیوان ہی عجیب لطف آمیز	سب چیزین ہین اسمین کیا نہین ہی
ذی عقل حکیم داد دینگے	نا فہم سے کچھ گلا نہین ہے

تمت

کی ملی ہی باعث ناموری ہوئی ہی اور مصنف مدظلہ العالی قصبۂ امیٹھی
مین کہ اُنکا نانہال بخاندان ملا جیون مرحوم ہی قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان مین ١٩- جمادی الاولی ١٢٣٨ھ مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے مہمان اہل جہان ہوے نام تاریخی ذوالفقار علی
ہی ذات بابرکات ذوالفقار علی ہی ابتدائے عمر مین کتب
درسیۂ فارسیہ امیٹھی مین پڑھی مدارج استعداد بڑھی
کتب عربی اپنے عم نامدار سید اعزالدین احمد خان اور مولوی محمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدین صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑھی مدارس علم مین رتبے
بڑھے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکھے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبدالشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد بقا خان صاحب بہادر سے پڑھے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری بہ عہدۂ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدۂ
منشی گری اجنٹی جودھپور پائی بعد ازان بہ ترقی عہدہ میر منشی گری
راجپوتانہ پر مقرر ہوے منشیان عالی شان کے سر دفتر ہوے
بعد بیس برس کے استعفا دیکر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج ہو کر
چمن مین رہے اتفاق زمانۂ ناہنجار سے ایام غدر غدار ان
مین تمام مال و منال لٹ گیا شیشۂ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا مگر
سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلۂ خیر خواہی و جانفشانی
کے انتیس ٢٩ مواضع انعام مین عطا فرمائے غنچۂ دل اعدا
مرجھائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

اُسکی مانند غزال حرم شوخ طینت ہی رام صفا طلبان پاک طبیعت ہی
کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور بہو سنا کون کو استماع
قطعہ نے رشتۂ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ انتہا ہی جو کچھ کہیئے بجا ہی اب کچھ
حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہی سب پر عیان ہوتا ہی
کہ نسب سادات واسطی کا سید ابو الفرح واسطی سے بلکہ زید شہید بن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہی سادات بارہہ
کی شجاعت و مردانگی و علو ہمتی کا حال تمام کتب تواریخ مین درج ہی
حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلیٰ مصنف کے مخدوم
سید علاؤ الدین واسطی حاجیزی ہین عہد سلطان علاؤ الدین خلجی مین حسب
ایمائے حضرت سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودہ مین
آئے اور سندیلہ کو قوم آرکھ سے لڑکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید
نصیر الدین اُنکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجہ احمد پسر اوسط کے شہر لکھنؤ
مین سندیلہ حیز تسلط مین آیا گوہر مقصود دامن مراد مین پایا تا عہد
سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہی صاحب مقبوضات
رہی بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور
ریاست منتزع ہوگئی براے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی
مرض تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ
اختر برج چرخ نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علی خان بہادر
مغفور مالک ممالک ملک اودہ مین ہمراہ اور معافی داران کے تمام
دیہات ضبط ہوگئے مقدمات و کارخانجات قدیم ضبط ہوگئے
اِس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقی ماندہ

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری
قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہی کہ دُرِ مضامین سے بہرا ہی
جو لفظ صدف دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا دُر ہی ہزارون
گلچین گلستان سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اُستاد
فن ہوے چنانچہ مصنف دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے
ہین سخن پختہ اُنکا اُستادی پر دلیل ہی حقا کہ سخنور بے عدیل ہی
چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہی کہ فی الحقیقت قابل ثنا ہی
افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوان فصاحت طغری فرمان
بلاغت فخر سخنوران جہان رشک شاعران زمان مہر سماء نکتہ سنجی و
نکتہ دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم دہر مسلم عصر خضر طریق طرز سخنوری
مسیح چرخ علو ہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت
نکتہ دان صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینش ناخدائے کشتی کل علوم
دُر یکتائے بحر جفر و رمل و نجوم برادر بزرگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی
سید فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ واسطی رئیس سندیلہ تعلقہ دار
جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مستحضر ہی کہانتک
تعریف کرون بیان سے باہر ہی ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر
کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہو گیا اب فی الحال جو کوکب شوق
قدیم نے آسمان طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر
امور یہ دیوان نادر الوجود پردۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ
فصاحت ہی سر دفتر بلاغت ہی ہر بیت اُسکی مانند بیت اللہ
سیاہ پوش ہی مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہی اور ہر غزل

باعث عدل وداد شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعث ایجاد امکان	محمدؐ رحمت حق لطف یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اسکی جہانمین	خلل آتا زمین وآسمان مین
بنائے سقف چرخ نیلگون ہی	جو منکر اسکا ہی اسکو جنون ہی

بعد اسکے وصی اسکا علی ابن ابی طالبؑ اسد اللہ الغالب یعسوب دین امیر المومنین کف ہمت عجب نیسان مکرمت ہی کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود درگرہ بستہ ہی دست عطا عجب ابر سخاوت ہی کہ جسکی آبیاری سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہاے رنگین سے پیوستہ ہی آتش افسردہ یاقوت اسی کی گرمی بازار عطا سے روشن ومنور ہی سبزۂ خشک زمرد اسی کی ہواے باغ سخا سے تازہ وتر ہی خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجاے دست خدا دعوت رسولؐ مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ وہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اُنکے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہی دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہی نظم

علی حاجت رواے دوجہان ہی	علی مشکل کشاے انس وجان ہی

شعر

آن شیر دلاورے کہ براے طمع نفس	درخوان جہان پنجہ نیالود علی بود

امابعد سرگشتۂ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم محمد سید غضنفر علی متخلص بہ حکیم عرض کرتا ہی اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مطلب سے اٹھاتا ہی کہ والد ماجد میرے نامور عالم کعبہ سخنوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی خان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر

نظر روشن لکھتا ہی و قلم یع رنگا رنگ اسکا ہی یا مہتاب جو تختہ سیاہ شب پر پڑا ہالہ سے جو دائرہ مدور
کھینچتا ہی نقش طراز انوار اسکا ہی ابیات ابروان مہرویان ہین فراق مین السطور چھوٹا ہی
یکتا کو دوتا کیا ہی کیا توصیف کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہی جل جلالہ و عم نوالہ نظم

خلاق زمین و آسمان ہی　　صناع نقوش دوجہان ہی
گردونپہ ستارہ ہاے رخشان　　دنیا مین بناے جن و انسان
آنکھونپہ نہین وہ گوکہ ظاہر　　ہر دیدۂ دل ہی اُس سے ماہر
کی سیر جہانکو دیکھا بھالا　　قدرت کا ہی کھیل سب نرالا
یکتا ہی وہ بادشاہ عالم　　خلاق جہان پناہ عالم

نعت سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

دل ہیہ اُس رخسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہی کہ جسکے نور جمال سے چراغ
کونین روشن ہی یعنی محمد مصطفےٰ خدا کے رسول جان بجان اُس سرو چمنستان
رسالت پر فاختہ ہی کہ جسکی بارش سحاب مرحمت سے باغ دارین سرسبز اور شاداب
ہی یعنے خاتم الانبیا اللہ کے مقبول دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصف
مثل ماہی بے آب طپان ہی کچھہ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے
وصف مین غزال خیال معرف مانند آہوے لنگ افتان و خیزان روان ہی
خاک نہین بن آتا اگر نسخۂ وجود کامل اُسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم
کبھی درستی قبول نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے
معجون مرکب نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا
شادابی گلستان ایمان اُسکی آبیاری ابر عنایت سے ہی تازگی بوستان
دین اسلام اُسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہی رسول خدا شافع روز جزا

نقل تقریظ منقول از مطبوعۂ اول

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ بہادر
مولوی سید غضنفر علیخان متخلص بہ حکیم ابن تدبیر الدولہ مدبر الملک
منشی سید مظفر علیخان بہادر متخلص بہ اسیر

ترانہ سنجی عندلیب خامہ اُس نخلبند گلستان ایجاد کی حمد مین زیبا ہی کہ گلہاے رنگارنگ صور مختلفہ چار باغ عناصر مین پیدا کیے اور نغمہ سرائی بلبل نامہ اُس چمن آراے بوستانِ عالم کی مدح مین سزا ہی کہ اثمار بوقلمون اشکال متفرقہ اشجار بساتین اجسام سے ہویدا فرمائی طرح مضامین تازہ دل شاعر نازک خیال مین ڈالنا کام اُسکا ہی اور نقش خطوط نو بنو خانہاے صفحۂ عالم تکوین مین بھرنا حسن انتظام اُسکا ہی جلوہ اُسکا مصباح مشکات آفرینش ہی نور جمال اُسکا چراغ دودۂ بینش ہی آفتاب جو صفحۂ سادۂ صبح پہ قلم خط شعاعی سے
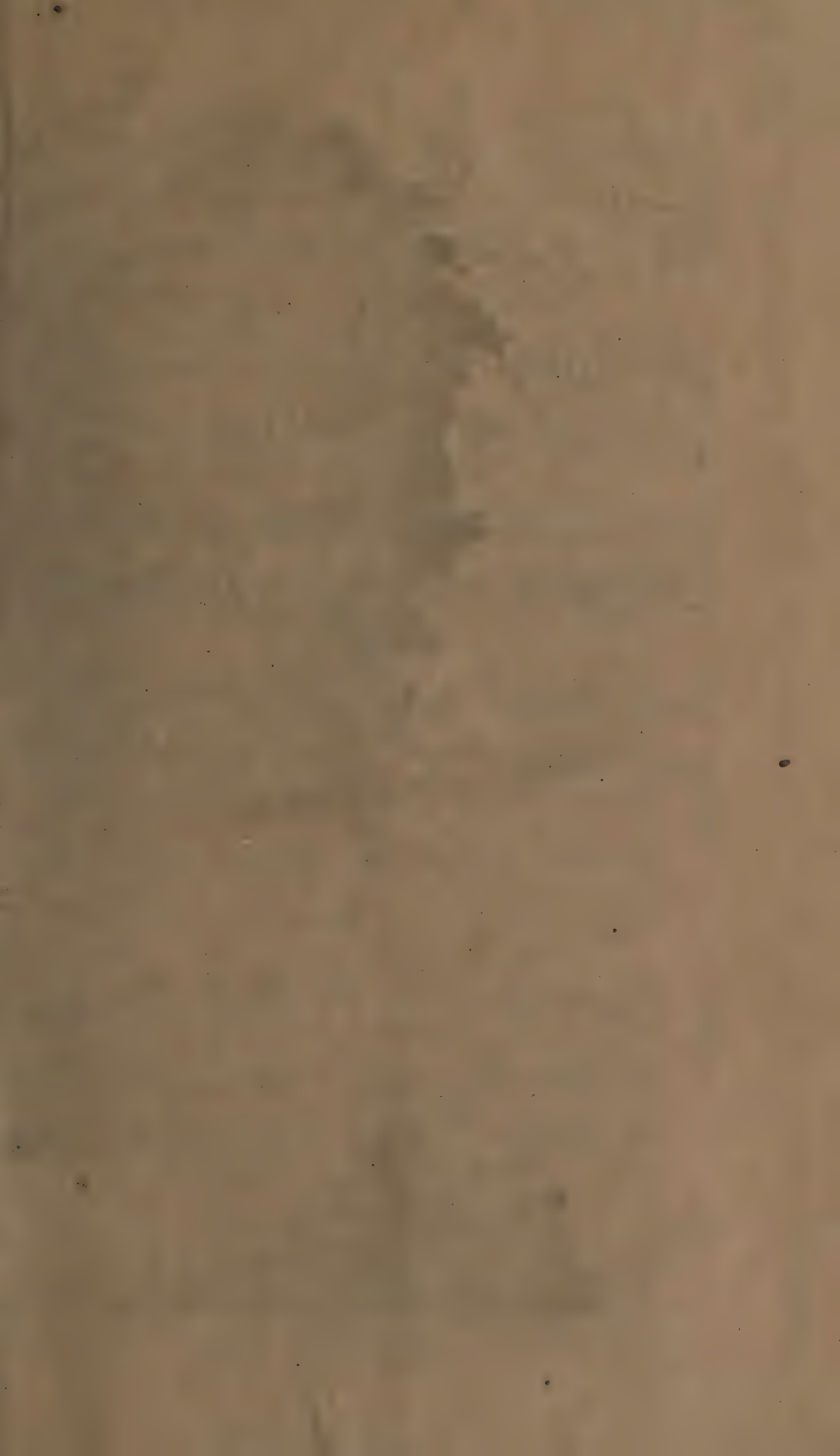
بلند حوصله عالی همم سخی فیاض — ذهین و صاحب فهم و ذکا و اهل خرد
جهان سیه نشود چون بدیدهٔ مردم — که روز رحلت او را نمود بخت بد
سنین او بدعا بر زبان ارشد رفت — خدای پاک بحق رسول آمرزد

وله (۱۶)

چون عمدهٔ اولاد رسول مقبول — منشی فضل رسول پاکیزه اصول
رفته ز جهان سال وفات ارشد گفت — او باد میان خلد همراه رسول
۱۲۹۶ھ

وله (۱۷)

رئیس عاقل و دانای دهر فضل رسول — که شد ز رخصت او خاطر زمانه ملول
نوشت ارشد محزون لسال فصلی او — شود امیر ارم واسطی همین رسول
۱۲۹۶ھ

وله (۱۸)

فضل رسول سید ذیجاه و ذی شرف — شد این خرابه جانب ملک بقا روان
ارشد رقم نمود بتاریخ عیسوی — فضل رسول بود از ان یافت او جنان

قاضی ذی شرف مسیح زمان
اور مہینہ جمادی اول کا
سر تاریخ سے بفکر تمام
سنگ پر ہو ظہور یون کندہ

تھا اٹیٹھی مین خاص انکا مکان
نوزدہ کو یہ وان ہوے پیدا
ذوالفقار علی کا لا تا م
بسکہ اڑسٹھ برس رہے زندہ

(۱۲)

از منشی محمد حسن صاحب نامی

دوازدہ صد و ہم بست و ہشت ہجری بود
بہ نیکنامی بسر برد شصت و ہشت اینجا

بفیض فضل رسول آمد از عدم بوجود
دہ و دو صد نود و شش باصل خود بنمود

ولہ (۱۳)

دہ و دو صد نود و ہفت سال ہجری بود
دوازدہ صد و بالاے آن نود نہ بود
چو شاد گشت دل والدش ز حسن عمل
گر از حساب جمل سال تکملہ جوئی

بنای روضۂ اقدس نہاد فضل حسین
کہ این حظیرہ مرتب شدہ بزینت و زین
ندا ز مقبرہ شد مرحبا بہ نور العین
شمار کن عدد صاد و طا و را و عین

(۱۴)

از چودھری محمد عبد الباقی صاحب باقی رئیس سنڈیلہ

سال میلاد ز ہے فضل رسول
ساخت چون مقبرہ اش فضل حسین

سیدی فضل رسول آہ آل
شد بس این روضۂ اقدس پی سال

(۱۵)

از ارشد بلگرامی

رئیس نامور و ذی کمال فضل رسول

دیار نیک صفاتی او ندارد حد

بوجد از پے تاریخ بقعہ گفتم باز — زہی ازین پسر نیکنام شایستہ
۱۲۹۹ھ

ولہ (۷)

این مقبرہ را ہر آن کسی دید — بیغارۂ روضۂ جنان گفت
تاریخ بنائے بقعہ سنجر — اور شک بہشت جاودان گفت
۱۲۹۹ھ

ولہ (۸)

جہان فضل از دنیا بدار الملک عقبا شد — بہشت جاودان از مقدم پاکش مصفا شد
ہمین فضل رسول آن میر عالیقدر و نام آور — ز دنیای دنی بگذشت بر فردوس اعلا شد
بجد خویشتن شد ملحق اندر روضۂ جنت — روان اطہرش را جای در آغوش زہرا شد
دل فضل حسین فرزند دلبندش ازین ماتم — پر از اندوہ و حزن و رنج و درد و شور و غوغا شد
پے تاریخ سنجر از زبان واسطی گفتم — حباب ہستی من زاب موجی عین دریا شد
۱۲۹۶ھ

ولہ (۹)

واسطی رفت ز دار دنیا — رفت از دشت جہان و محنت
چشم بد دور کہ با حور العین — در جنان می کشد اینک صحبت
سنجر از سال وفاتش پرسید — ہاتفی گفت کہ رحمت رحمت
۱۲۹۶ھ

ولہ (۱۰)

حضرت فضل حسین بر قبر پاک باپ خویش — ساخت نیکو بقعۂ کس میتوان گلدستہ گفت
طبع سنجر از پے تاریخ فوت واسطی — او ز خود وارستہ گفت و بر خدا پیوستہ گفت
۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ
بہر تاریخ بنای این ہمایون مقبرہ — کلک من بہ عشرہ مرحبا بابانی شائستہ گفت
۱۲۹۹ھ

(۱۱)

از منشی ظہور الحسن صاحب ظہور لکھنوی شاگرد حضرت اسیر

زہی فضل رسول با اجلال — سنائے مصرع مین ہم وفات کا سال

گشته شاعر ز لوح دل تاریخ ۱۲۹۶ھ — کو ز صد احتشام شد بجنان ۱۲۹۶ف

(۴)

از منشی ظهور الحسن صاحب ظهور لکهنوی شاگرد رشید حضرت اسیر

آن وحید زمانه سید پاک — عاشق صادق رسول ہدا
از وفاتش دو سال گفت ظهور — نیک فضل رسول خاص خدا
۱۲۹۶ف ۱۲۹۶ھ

(۵)

وای فضل رسول سید پاک — غم ترحیل او جهان آرا
روی هر مصرعه بهر سال اتم — صف بصف بر نشیانند در ماتم
۱۲۹۶ھ

قطعات تواریخ تولد و وفات حضرت میر فضل رسول صاحب مرحوم واسطی و تاریخ مقبره

از کمال الدین سنجر زند ایرانی

(۶)

چو فضله و رسوله شنیدم از هاتف ۱۲۲۲ھ
خبر ز مولد فضل رسول داده مرا
هزار حیف که از مرگ آن خجسته خصال
بنا بقبر شریفش نموده مقبرهٔ
نوشته خامهٔ سنجر دو سال ماه وفات[۱]
بصد فسوس بتاریخ سال فوتش گفت

بجوئیش گفته ام این نکته ست سربسته
که در بباغ جهان بود همچو گلدسته
دل مبارک فضل حسین شد خسته
چو مقبره که بفردوس هست وابسته
بیک مصرع رنگین ولیک برجسته
برست اوز خود و بر خدای پیوسته
۱۲۹۶ھ ۱۲۹۶ھ

[۱] سال ماه در وفات یعنی تاریخ است ۱۲

قطعات تاریخ وفات حضرت مولانا سید فضل رسول صاحب قلندر تعلقدار و آنریری اسسٹنٹ کمشنر و مجسٹریٹ متخلص به واسطی مصنف کلیات ہذا

(۱)

از تدبیر الدوله مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب اسیر استاد مصنف

جهانی را غم فضل رسول است / عجب دانا رئیس نامور رفت
بنظم و نثر دخلی داشت کامل / ز دنیا صاحب علم و هنر رفت
سبک تر بعد سیر این گلستان / بباغ خلد چون باد سحر رفت
بدریا کار غواصی اجل کرد / لب ساحل صدف ماند و گهر رفت
همه احباب او گشتند نالان / بهر کشور که این موحش خبر رفت
اسیر از مرگ او افسرده گشتم / ز غم قوت ز دل هوشم ز سر رفت
خرد تاریخ هجر جان و تن گفت / که رنگ از لاله بو از گل بدر رفت
۱۲۹۶ھ

(۲)

منشی فضل رسول ذی رتبه رئیس / راہی طرف ملک بقا شد ز جهان
تاریخ به سال عیسوی گفت اسیر / از فضل رسول یافت ایوان جنان
۱۸۷۹ع

(۳)

از جناب منشی سید فضل حسین خان صاحب متخلص به شاعر خلف مصنف کلیات ہذا

ہاے نیکو صفات فضل رسول (۱۸۷۹ع) / سخی و باذل و سر دوران (۱۹۰۲ سمبت)